- سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم قدم بہ قدم
- مقامات سیرت کا تعارف
- نادر و نایاب تصاویر و نقشے
- دلکش و خوبصورت طباعت
- انوکھی اور منفرد پیشکش
- اپنے پیاروں کو دینے کے لئے بہترین تحفہ
- ہر گھر، ہر لائبریری اور ہر فرد کی ضرورت

ترتیب و تحقیق
ابو محمد عبد المالک عفی عنہ

تقریظ
أستاذ العرب والعجم فضیلۃ الشیخ حضرت اقدس مولانا محمد مکی حجازی دامت برکاتہم
المدرس بالمسجد الحرام بمكة المكرمة

نقوش پائے مصطفیٰ ﷺ کتاب کو دیئے گئے مختلف ایوارڈ

The different awards that were given to the book Nuqoosh-e-Paa-e-Mustafa.

صدارتی ایوارڈ 2012

Presidential Award – 2012.

بیت الحکمت اکیڈمی لاہور ایوارڈ 2011

Award-2011, given by Bait-ul-Hikmat Academy Lahore.

Nuqoosh-e- Pa-e- Mustafa

نقوش پائے مصطفیٰ ﷺ

تحقیق وتالیف

ابو محمد عبدالمالک عفی اللہ عنہ

استاذ جامعہ الصفہ سعید آباد کراچی

abuumama313@yahoo.com

0333,3424401

گرافکس وڈیزائننگ......محمد یونس

مطبع......گرافکس کلر سروسز پاکستان چوک کراچی 0321.2162227

طباعت اول......مئی 2010

طباعت دوم......جنوری 2011

طباعت سوم......فروری 2013

مکتبۃ العرب للطباعۃ والنشر

نزد بلال مسجد دکان نمبر 9......24 مارکیٹ سعید آباد کراچی : 0333-2321684

دکان نمبر 2، سلام کتب مارکیٹ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی : 0321-2156159

[ان مکتبوں پر کتاب دستیاب ہے، بذریعہ وی پی مکتبۃ العرب سے بھی منگوا سکتے ہیں]

- ......ادارۃ المعارف دارالعلوم کراچی
- ......مکتبہ ندوۃ، اردو بازار کراچی 021-32638917
- ......دارالاشاعت، اردو بازار کراچی 0213-2213768,2631861
- ......مکتبہ شہید اسلام، لال مسجد اسلام آباد 0321-5180613
- ......المصباح۔ بک لینڈ، ۱۶ اردو بازار لاہور 0423-7223210,7124656
- ......کتاب گھر، کمیٹی چوک راولپنڈی 051-5552929
- ......اشاعت الخیر بیرون بوہڑ گیٹ ملتان 0300-7301239
- ......ممتاز کتب خانہ، عبدالغنی پلازہ، دکان نمبر A7 محلہ جنگی قصہ خوانی پشاور 0314-9696344-091,2580334
- ......مزمل کتب خانہ، اتفاق پلازہ، کمرہ نمبر 3 آرچر روڈ کوئٹہ 0321-8045069
- ......مکتبہ الازہر، رحیم یار خان 0300-9675060

لندن میں رابطہ کیلئے: ازہر اکیڈمی لمیٹڈ

Azhar Academy Ltd
54-68 Little Ilford Lane, Manor Park, London E12 5QA (UK)
Tel: (0044) 208 911 9797

ان قدموں کے نام!

جن کی مٹی میری آنکھوں کا سرمہ ہے،

اے کاش!......اس مٹی کا کوئی ذرہ میری قبر کو گلزار کردے

Sacred stone slate in the safe keeping of Top-Kapi Museum (Turkey) bearing a fossil impression of the Beloved Prophet (PBUH)'s left foot.

كُحل العُيون غُبار نعلِ المُصطفىٰ   وشِراكُها مُتمَسَّك المُستَجِد

انَّ الذين عُيونهم مُجَلوة   مُتمسِّكون بحبله المُستَحصِد

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتیوں کی خاک آنکھوں کا سرمہ ہے، اوران جوتیوں کا تسمہ نجات کے طالبوں کیلئے سہارا لینے کی رسی ہے......وہ لوگ جن کی آنکھیں (اس سرمہ سے) روشن ہوچکی ہیں، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ ٹوٹنے والی رسی کو مضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں۔

تقریظ:

استاذ العرب والعجم فضیلۃ الشیخ حضرت اقدس مولانا محمد مکی حجازی دامت برکاتہم

مدرس بالمسجد الحرام مکة المكرمة

بیت اللہ کے عاشق وشیدائی حضرت مولانا خیر محمد صاحب رفع اللہ درجاتہ فی اعلیٰ علیین کعبہ معظمہ میں فضائے رحمت کے سایہ تلے عشق ووجد میں ڈوبی آواز سے سالہا سال مخلوقِ خدا کو قرآن مجید کا درس دیتے ہوئے آخر بیت اللہ کے جوار میں ہمیشہ کا پڑوس پا گئے، حضرت الشیخ رحمہ اللہ کی رحلت کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے فرزند ارجمند خلف الرشید مولانا محمد مکی حجازی دامت برکاتہم کو ان کی جگہ دعوتِ قرآن کیلئے منتخب فرمایا، حرم مکی میں بیت اللہ کے سامنے حضرت اقدس کا پرسوز آواز میں درس توحید، بے شمار لوگوں کی ہدایت واصلاح کا ذریعہ بنتا ہے، موسم حج میں مسائل، احکام اور اصلاح عقیدہ کے متعلق حجاج بیت اللہ کیلئے ان کی خصوصی نشست ہوتی ہے، سینکڑوں عاشقان ان کے دائیں بائیں پروانوں کی طرح بیٹھے تسکین قلب حاصل کرتے ہیں، بلاشبہ حرمین شریفین میں آئے ہوئے ہزاروں زائرین وحجاج جب اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں تو سفر حرمین کی سعادت کے ساتھ ساتھ عقیدہ ودین کی اصلاح کی سعادت بھی ساتھ لے آتے ہیں، اللہ تعالیٰ اصلاح خلق کیلئے تادیر حضرت مدظلہ کا سایہ ہمارے سروں پہ قائم رکھے، آمین۔ اس عاجز نے اپنی کتاب کا مسودہ حضرت مدظلہ کی خدمت میں پیش کیا، حضرت نے کمال شفقت کا برتاؤ کرتے ہوئے، حرم شریف کی تدریسی مصروفیات سے وقت نکال کر حرم کعبہ کے سامنے مسجد الحرام میں یہ کلمات تحریر فرمائے۔ فجزاھم اللہ خیرا

بسم الله الرحمن الرحيم

Mohammad K. M. Hijazi

(MOHAMMAD MAKKI HIJAZI)

Schollar In Masjid El- Haram

محمد خیر محمد حجازی

(محمد مكي حجازي)

المدرس بالمسجد الحرام

Date / /   الحمد لله وحده والصلوٰة والسلام على من لا نبي بعده   التاریخ / /

حرم مقدس مہبط الوحی ومشرق النور ہیں، محترم الشیخ ابو محمد عبد المالک (استاذ دار العلوم الصفہ کراچی) نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی تالیف کا اصل مسودہ عطا فرما کر اس پر تقریظ کی تمنا فرمائی، عاجز ایسی تقریظات کا اہل نہیں ہے، محض امتثالاً لامر چند حروف پیش خدمت ہیں، شاید سیرت رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب کا جزو بن کر ذریعہ نجات بن جائیں، آمین۔

کتاب کے مختلف ابواب اور عنوانات سے اندازہ ہوا کہ ان شاء اللہ یہ کتاب ایک عظیم علمی خدمت ہوگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت، سفر طائف، سفر ہجرت، سفر حجۃ الوداع، غزوات محل وقوع، ان کی موجودہ حالت میں تصاویر، یہ قاری کیلئے جہاں خزانہ معلومات ہوگا وہاں تسکین قلب بھی نصیب ہوگا، خداوند کریم مؤلف کی خدمت کو قبول فرما کر مقبول بنائیں، آمین ثم آمین۔

محمد مکی حجازی

۱۳ ذوالقعدہ ۱۴۳

مكة المكرمة - المملكة العربية السعودية - ص.ب ٣٦٩٩ - ت ٥٤٤٢٦٥٧ - فاكس ٥٧٤٣٩٤٢

Makkah Al- Mukarramah Kingdom of Saudi Arabia - P.O Box 3699 - Tel. 5442657 - Fax. 5743942

آئینہ کتاب

حیاتِ سعیدہ کے پہلے چالیس سال......(21-50)

نبوت کے پہلے ۱۳ سال (مکی زندگی)......(51-100)

سفر طائف لحہ بہ لحہ......(63-73)

سفر معراج......(73-75)

سفر ہجرت لحہ بہ لحہ......(83-100)

مدینہ منورہ کے شب و روز 406-101

سفر بدر لحہ بہ لحہ ...... (157-137)

غزوہ احد لحہ بہ لحہ ...... (183-170)

غزوہ ذات الرقاع لحہ بہ لحہ ...... (189-187)

غزوہ دومۃ الجندل لحہ بہ لحہ ...... (191-189)

غزوہ بنو مصطلق لحہ بہ لحہ ...... (197-191)

واقعہ خندق لحہ بہ لحہ ..... (205-197)

غزوہ بنی لحیان لحہ بہ لحہ ..... (212-209)

غزوہ ذی قرد لحہ بہ لحہ ..... (215-213)

سفر حدیبیہ لحہ بہ لحہ ..... (227-215)

غزوہ خیبر لحہ بہ لحہ ..... (246-228)

سفر تبوک لمحہ بہ لمحہ ..... (305-284)

حجۃ الوداع لمحہ بہ لمحہ ..... (336-309)

مدینہ منورہ میں آثار نبوی ﷺ ...... (392-337)

ومن لی ان أزورک بعد بعد ۔۔۔ صباحا یا محمد او مساء

وألثم تربة نفخت عبيرا ۔۔۔ وانظر قبة ملئت ضياء

عليك صلوة ربك ما تبارت ۔۔۔ صبا نجد نسيما او رخاء

کون ہے جو مجھے وہاں (مدینہ طیبہ) لے جائے، کہ پھر اس دوری کے بعد اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم میں صبح شام آپ کی زیارت کا لطف پاتا رہوں۔
اور میں اس خاک کو چومتا رہوں جس سے مشک کی خوشبو پھیلتی ہے، اس گنبد کو تکتا رہوں جو نور وروشنی سے بھرا ہوا ہے۔
اے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم!...... آپ کے رب کا آپ پر درود وسلام ہو، جب تک کہ نجد کی نسیم سحر اور بادِ صبا چلتی رہے۔

پیغامِ سیرت

آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت وعقیدت ہمارے ایمان کا حصہ ہے ،اور اللہ تعالیٰ نے ہم سب کی سعادتِ دارین اتباعِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میں ہی رکھی ہے ، جسے اتباعِ سنت کی سعادت حاصل ہوگئی ، وہ اپنے آپ کو ایک قابلِ فخر انسان کہہ سکتا ہے...... ہمیں بخوبی یہ سمجھ لینا چاہئے کہ بروزِ محشر ہمارا محاسبہ ہمارے معمولات پر ہوگا نہ کہ ہماری معلومات پر...... بہت سے انگریز مؤرخین نے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت وسوانح پر کتابیں لکھی ہیں مگر اِن معلومات نے اُن کو کوئی فائدہ نہیں دیا...... اس لئے ہم سب خوابِ غفلت سے بیدار ہوکر اس بات کو سمجھیں کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور احادیثِ نبوی پر عمل کرنا ہی شریعت کا مقصد اصلی ہے...... سیرت حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ترتیب دینے سے ہماری غرض بھی یہی ہے کہ ہمیں اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہو جائے ، ہماری زندگی کے معمولات سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہو جائیں...... اگر ہماری آمدنی اور کمائی حرام یا شک وشبہ والی ہے تو ہم حلال اور پاکیزہ آمدنی کا انتخاب کریں...... ہمارا کردار، ہمارے اخلاق اور ہماری شکل وصورت اگر خلافِ سنت ہے تو ہم اس سے توبہ کرکے اپنے آپ کو سنتوں کے مطابق ڈھالیں...... ہمارے چہرے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم ہیں تو مکمل مسنون داڑھی رکھ کر اپنے آپ کو حسین وخوبصورت بنائیں...... خواتین شرعی پردہ کا اہتمام کرکے اسوۂ صحابیات رضی اللہ عنہن کے زیور سے آراستہ ہو جائیں...... غرض ہمارے ہر عمل میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں جھلکیں...... ہم سیرت حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ صرف معلومات میں اضافے کی نیت سے نہ کریں بلکہ ہماری نیت، اصل جذبہ اور اصل مقصد اپنے معمولات کو سیرت حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق بنانا ہو............

تو آیئے! اسی جذبہ عشق ومحبت کے ساتھ اب ''نقوشِ پائے مصطفےٰ ﷺ'' کا مطالعہ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو کامل اتباعِ سنت نصیب فرمائے ، آمین ثم آمین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلی بات

کائنات کی ہر چیز کو آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے، اتنی محبت وعقیدت کسی اور کو نصیب نہیں ہوئی، مختلف اہل لسان نے اپنی اپنی زبانوں میں نظم ونثر کے ذریعہ عشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار کیا، سیرت کے ہر پہلو پر متعدد اہل قلم نے اپنے اپنے انداز میں کتابیں لکھیں، سیرت نگاروں میں اپنا نام لکھوانے اور بروز محشر قیامت کی دشوار گھاٹیوں میں اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش کی امید کے جذبہ سے اس سیاہ کار نے بھی یہ ادنی سی کوشش کی ہے، ولادت سے لے کر وداع تک جہاں جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک لگے، ان میں سے بیشتر مقامات کا تذکرہ، قدیم وجدید پس منظر، وہاں پیش آنے والے مختلف واقعات، آثار ومعالم کی موجودہ شکلوں میں تصاویر...... اس تحریر کا یہی موضوع ہے۔

بنیادی طور پر تو کتاب میں ان مقامات کا تعارف ہے، جہاں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمین شریفین لگے، مگر کتاب کی ترتیب کتبِ سیرت کے طرز پر ہے، آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے احوال سے ابتداء کرکے وفات حسرت تک کی سوانح مقدسہ کا ترتیب وار بیان ہے، اسی ترتیب کے مطابق جہاں جہاں مقامات وآثار کا ذکر آتا گیا، ان کی تفصیل بیان کر دی گئی، یوں یہ کتاب جغرافیۂ سیرت اور احوالِ سیرت دونوں کا مجموعہ ہے۔

اجمالی طور پر کتاب کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:۔

- ۞...... حیاتِ سعیدہ کے پہلے چالیس سال...... اس حصہ میں مکی زندگی کے قبل از نبوت احوال کا بیان ہے۔
- ۞...... نبوت کے پہلے ۱۳ سال...... اس حصہ میں بعد از نبوت مکی زندگی کے ۱۳ سالہ حالات کا تذکرہ ہے۔
- ۞...... مدینہ منورہ کے شب وروز...... اس عنوان کے تحت مدینہ طیبہ کے ۱۰ سالہ لمحات حیاتِ سعیدہ کا تذکرہ ہے۔
- ۞...... مدینہ منورہ میں آثار نبوی ﷺ...... اس میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب مدینہ طیبہ کے آثار ویادگار مقامات کا تعارف ہے، اور آخر میں سفر آخرت ومرض الوفات کا بیان ہے۔

ربیع الاول ۱۴۳۰ھ کے مقدس ماہ میں اس مبارک کام کا آغاز کیا، کتاب کا کچھ حصہ لکھ لیا اور پھر اللہ تعالی نے ۳ ماہ حرمین شریفین میں قیام کی سعادت نصیب فرمائی، کتاب کا بقیہ کافی حصہ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور جدہ میں مختلف مکتبوں اور لائبریریوں سے استفادہ کرکے کرہ ارض کے مبارک بقعہ حرمین شریفین کے سائے میں ترتیب دیا، آثار کی تعیین اور راہنمائی کیلئے کتابوں اور نقشوں سے مدد لی، وہاں مقیم علماء کرام اور مقامی لوگوں سے بھی معلومات لیں، کوشش کی کہ مبارک قدم جہاں جہاں لگے ان تک رسائی ہو، اور ان کی تاریخ ترتیب دی جائے۔

محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار ویادگار مقامات کو دیکھ کر محبت وعقیدت میں اضافہ ہوتا ہے، ایک مضطرب و بے قرار عاشق ان گلیوں، راستوں اور کھنڈرات کو بھی دیکھ کے راحت وسکون پاتا ہے، جہاں سے محبوب کی یادیں وابستہ ہوں۔

ومن مذهبي حب الديار لأهلها

وللناس فيما يعشقون مذاهبُ

(میرا مزاج، میرا نظریہ تو یہ ہے کہ مجھے کسی شہر سے محبت ہے وہاں کے مکینوں کی وجہ سے، عشق ومحبت میں لوگوں کے اپنے اپنے مزاج ہوتے ہیں)

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے یادگار مقامات تک جب ہم پہنچتے تو وہاں ہم اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کی خوشبو پاتے، وہ مقام خود بتا دیتا کہ آپ صحیح جگہ پر پہنچے ہیں، اس مقام کے انوار و برکات سے ہمارے دلوں کو تسکین ملتی، قلب و جگر کے دردِ محبت کو راحت نصیب ہوتی، محبت و عقیدت میں اضافہ ہوتا، محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں بلا اختیار آنکھیں اشک بار ہو جاتیں، دل بے تاب ہو جاتا، اور پھر واپس مدینہ منورہ میں داخل ہوتے تو یہاں کی ہر شے میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوہ دکھائی دیتا۔

سیرت کے سلسلے سے یہ کاوش، میرے اساتذہ والدین کی دعاؤں کا فیضان ہے، بالخصوص استاذ العلماء حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا حق نواز صاحب مدظلہ کی سرپرستی، ان کی محبت و شفقت، حوصلہ افزائی نے میری ہمت بندھائی، اور میں اس قابل ہوا، یقیناً یہ تحریر ان کی مخلصانہ و مستجاب دعاؤں کا ثمرہ ہے۔

مدرسہ الصولتیۃ مکۃ المکرمۃ کے شیخ الحدیث، آثار رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق حضرت مولانا سیف الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم العالیہ (شیخ الحدیث بالمدرسۃ الصولتیۃ بمکۃ المکرمۃ) نے کتاب کی بہت ہی محبت و عقیدت سے تصحیح و تصدیق فرمائی، بہت سارے مفید مشورے دیئے، کئی مقامات پر اضافے فرمائے، انہیں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار کے بارے میں گہری اور عشق کی حد تک معلومات ہیں، بلاشبہ وہ عرب و عجم کے شیخ و استاذ ہیں، لیکن انکساری کا عالم یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو ''المدرسۃ الصولتیۃ کا قدیم طالب علم'' کہتے ہیں، قیام مکہ مکرمہ کے دوران اس عاجز نے حضرت شیخ مدظلہ سے خوب استفادہ کیا، آثار کے بارے میں تحقیقات کیں...... حضرت الشیخ نے جس محبت و عقیدت کا اظہار فرمایا یہ عاجز اسے کبھی نہیں بھلا سکتا، جب بھی ان کی خدمت میں حاضری ہوتی، حضرت الشیخ خوب حوصلہ افزائی فرماتے، دعائیں دیتے۔

اسی طرح مکہ مکرمہ میں مقیم داعی اسلام مفسرِ قرآن حضرت الشیخ مولانا محمد فاروق صاحب مدظلہ، جو حرمین شریفین کی تاریخ اسلامی اور آثار کے بڑے محقق و مؤرخ ہیں، انہوں نے بھی کئی مقامات کی راہنمائی کی، حضرت الشیخ نے بڑی محبت اور جذبہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے مدینہ منورہ کا نقشہ بھی ترتیب دیا ہے، جو ان کی اجازت سے اس کتاب میں بھی شائع ہے۔

ہمارے بہت ہی محترم دوست جناب مولانا عطاء الرحمٰن (عرف جمعہ خان) صاحب مدظلہ (مدیر جامعہ اشرفیہ، توت اڈہ، قلعہ عبداللہ بلوچستان) کا کافی عرصہ سے اصرار تھا کہ آپ سیرت پر کوئی کتاب ترتیب دیں، یہ کتاب ان کی خواہش و اصرار کا نتیجہ ہے، پھر صدقہ جاریہ کے طور پر ہمارے قیام حرمین شریفین اور کتاب کی طباعت و اشاعت میں بھی ان کا مکمل تعاون ساتھ رہا۔ فجزاہ اللہ خیرا۔

حرمین شریفین میں ۳ ماہ کا قیام برادر مکرمی جناب مولانا سعید احمد صاحب ثاقب مدظلہ، حاجی محمد اشرف میمن صاحب، بھائی حاجی برکت صاحب (ریاض، سعودی عرب) اور بھائی ابوبلال محمد یوسف (جدہ، سعودی عرب) کی کوششوں سے ہوا، پھر ان تمام آثار تک رسائی کیلئے میزبانی و راہبری کے انتظامات بھی بھائی ابوبلال محمد یوسف حفظہ اللہ نے کئے، وہ ہر یادگار مقام تک جانے کیلئے گاڑی کا انتظام کرتے، اور خندہ پیشانی کے ساتھ تمام آثار و معالم کا کھوج لگانے میں، وہاں تک پہنچنے میں میرے شریک سفر رہتے...... کتاب کی پروف ریڈنگ میں برادر عزیز مولانا عتیق الرحمٰن سلمہ اللہ نے بہت ہی شوق و دلچسپی سے ہاتھ بٹایا...... بھائی حافظ محمد عارف صاحب حفظہ اللہ (معاون السیرۃ اکیڈمی کراچی) جو کہ سیرت حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اور کتب سیرت پر خوب معلومات رکھتے ہیں، انہوں نے سیرت و آثار سے متعلق کئی کتب فراہم کیں اور پھر بہت ہی عمیق نظر سے پوری کتاب پر نظر ثانی اور تصحیح

کی، کتاب کی دیدہ زیب اور خوبصورت ڈیزائننگ بھائی محمد یونس سلمہ اللہ نے بہت ہی محنت اور جذبہ سے کی...... جاذبِ نظر و قابلِ رشک طباعت کا سہرا ہمارے بہت ہی مہربان دوست بھائی ابوعبداللہ محمد جنید اسلم حفظہ اللہ (گرافکس کلر سروسز) کے سر ہے، انہوں نے بہت ہی محبت وعقیدت سے اپنے پریس میں اپنی نگرانی میں طباعت کے امور سرانجام دیئے...... میری کمزور، ضعیف والدہ ماجدہ کی دعاؤں اور میری شریکہ حیات کی خدمات کا بھی یقیناً اس کارِخیر میں خوب حصہ ہے، اس عاجز کو ہر موقع پر اپنی والدہ محترمہ کی دعاؤں کی قبولیت کا مشاہدہ ہے، اللہ تعالیٰ ان کا سایہ تادیر ہمارے سر پر قائم فرمائے، آمین...... اس کے علاوہ میرے کئی دوستوں، تلامذہ نے اپنی اپنی وسعت کے مطابق اس تحریر کی ترتیب میں مختلف انداز سے میرا ساتھ دیا، سب کا جذبہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وعقیدت تھی۔

یہ کتاب ان شاء اللہ عاشقوں کے عشق میں اضافہ کرے گی، پیاسوں کیلئے شرابِ محبت ثابت ہوگی، جو لوگ ان مقامات تک نہیں پہنچ سکتے وہ تذکرہ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ کر اور تصاویر دیکھ کر تسکین حاصل کریں گے، اس کے ساتھ ساتھ یہ تحریر علم حدیث سے مناسبت رکھنے والے علماء وطلباء کے لئے بھی راہبر وراہنما بنے گی، مقامات کی تفصیل پڑھ کر کئی احادیث کو سمجھنے میں مدد ملے گی، کتاب کے شروع میں ''صحابہ وتابعین ﷺ کی آثار رسول ﷺ سے محبت وعقیدت'' کے عنوان سے ایک مضمون ہے، جس میں نبی رحمت اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معالم ومشاہد سے صحابہ ﷺ، اکابر واسلاف کی محبت وعقیدت کے چند نمونے جمع کئے گئے ہیں، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اِس محنت کو شرف قبولیت سے نوازیں، جن جن عاشقوں نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وعقیدت کے جذبہ سے اس تحریر میں مختلف انداز سے تعاون کیا ہے، اللہ تعالیٰ ان کو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت واتباع نصیب فرمائے، اللہ تعالیٰ اس تحریر کو اپنی رضا کا اور بروز قیامت میرے لئے، میرے اساتذہ ووالدین اور اس تحریر کے معاونین کیلئے شفاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ بنائے، آمین۔

محتاج دعا

ابو محمد عبد المالك عفى الله عنه

٢٠ ذی قعدہ ١٤٣٠ھ بعد العشاء بالمسجد الحرام امام الكعبة المشرفة

(مكة المكرمة)

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار اور یادگار مقامات تک ہمارے جو مختلف اسفار ہوئے، اس سفر نامے کا ایک دلچسپ سلسلہ ملک کے مشہور اخبار 'روزنامہ اسلام' نے پورے پاکستان میں قسط وار شائع کیا، جو قارئین میں بے حد مقبول ہوا اور ملک بھر سے اس سلسلے میں تعریفی پیغامات موصول ہوئے، یہ سفر نامہ اب کتابی صورت میں بھی 'مكتبة العرب' سے جدید اضافات کے ساتھ چھپ چکا ہے، جس کا نام ہے' آثار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو'...... یہ سفر نامہ گویا کہ...... 'نقوش پائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم'...... کا ہی حصہ ہے، نقوش میں مقامات اور ان کے محل وقوع کا تعارف ہے، اور سفر نامہ میں ان مقامات کی مکمل تفصیل، آثار تک پہنچنے کی پوری روئیداد ہے، کچھ مقامات جو سیرت سے متعلق نہیں، ان کا تذکرہ نقوش میں نہیں ہے البتہ سفر نامہ میں ان کو خوب اہتمام کے ساتھ لکھا گیا ہے، قارئین دونوں کتابیں ساتھ ساتھ پڑھیں گے تو خوب فائدہ ہوگا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صحابہ وتابعین ﷺ کی آثارِ رسول ﷺ سے محبت وعقیدت

صحابہ ؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار کے عاشق، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کے متبع، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اشاروں اور مزاج کے منتظر رہتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار سے تبرک حاصل کرتے، اُس مٹی، اُس پانی، اُس برتن، اُس کپڑے، اُس بستر کی قیمت ان کے ہاں دولتِ کونین سے زیادہ ہوتی جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مس ہوا، لعاب مبارک، وضو کا پانی صحابہ ؓ زمین پہ بھی نہ گرنے دیتے، اپنے جسم پہ اِسے ملنا دین ودنیا کی سعادت سمجھتے، آثارِ رسول ﷺ سے صحابہ ؓ کا بڑا کیسا عشق تھا، اس کی کچھ مثالیں یہ ہیں۔

- ...... عتبان بن مالک ؓ کے گھر میں جاکے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس جگہ نماز پڑھی، وہاں انہوں بطورتبرک مسجد بنالی۔
- ...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت طلحہ البراء ؓ کی عیادت کیلئے تشریف لے جاتے، جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا فرماتے، وہاں اس قبیلہ کے لوگوں نے بطورتبرک مسجد بنالی، جو اس قبیلہ کے نام کی مناسبت سے ''مسجد بنی انیف'' کہلائی، جس کے آثار آج بھی موجود ہیں۔
- ...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خندق میں مسجد فتح والی جگہ پہ تین دن، پیر، منگل، بدھ دعا فرمائی، دعا قبول ہوئی، جبریل امین فتح ونصرت کی بشارت لے کرآئے، جابر ؓ نے یہ واقعہ دیکھا تھا، چنانچہ جب بھی انہیں کوئی مشکل پیش آتی تو اس خاص وقت میں وہاں جاکے دعا کرتے اور قبولیت واجابت کا مژدہ ساتھ لاتے۔
- ...... حضرت ابو بردہ ؓ فرماتے ہیں: میں مدینہ منورہ میں حاضر ہوا تو میری ملاقات حضرت عبداللہ بن سلام ؓ سے ہوگئی، وہ مجھے فرمانے لگے کہ میرے ساتھ چلو میں آپ کو اپنے گھر میں اس کٹورے سے پانی پلاؤں جس سے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی نوش فرمایا تھا اور پھر ہم دونوں اس مسجد میں نماز ادا کریں گے جس میں ہمارے آقا ومولا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمائی تھی؛ چنانچہ میں ان کے گھر گیا، انہوں نے اسی کٹورے سے پانی پلایا، کھجوریں کھلائیں اور پھر ہم نے ان کی مسجد میں نماز بھی ادا کی۔ (صحیح البخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، باب ماذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم .... وما کان بھا من مشاہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم)
- ...... حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں تو مشہور تھا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں اور آثار کی چلتی پھرتی تصویر ہیں، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار کی کھوج میں سرگرداں رہتے تھے، ان کے اس طرح کے اہتمام کو حضرت نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار کے پیچھے شدتِ اہتمام سے پھرتے رہنے کو اگر آپ دیکھ لیتے تو کہتے کہ یہ مجنون ہیں......ابن عمر رضی اللہ عنہما سفر پر روانہ ہوتے تو اپنی سواری اسی راستے سے لے جاتے جس راستے سے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا، کسی نے اس کی وجہ پوچھی: تو بڑی محبت سے بتایا کہ میں اس لئے ایسا کرتا ہوں، ہوسکتا ہے کہ میری سواری کے کچھ قدم اس جگہ پہ لگ جائیں جہاں میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے قدم لگے......حج کیلئے جاتے تو ان مقامات پہ ہی ٹھہرتے اور وقوف کرتے جہاں انہوں نے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو قیام کرتے دیکھا تھا......جس درخت کے نیچے آقا صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر ستائے، آرام کیا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما اس درخت کی جڑ میں آتے جاتے پانی ڈالتے تاکہ یہ درخت زمانۂ دراز تک قائم رہے اور ہم یادگارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لطف اندوز ہوتے رہیں......مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے راستے میں جن مقامات پہ آقا

صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی، ابن عمر رضی اللہ عنہما جب بھی وہاں سے گزرتے ضرور اس مقام پہ نماز ادا کرتے ...... حتیٰ کہ جس جگہ پہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کیلئے بیٹھے، ابن عمر رضی اللہ عنہما ضرور وہاں بیٹھ کر قضائے حاجت کرتے، اگر قضاء حاجت کی ضرورت نہ ہوتی، تب بھی بیٹھ کر یاد سے ضرور دل بہلاتے۔

❁ ... امام احمد رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ جس طرح ابن عمر رضی اللہ عنہما، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار کی تلاش میں لگے رہتے تھے تو اس میں آپ کی کیا رائے ہے؟ فرمایا: ایسا کرنے میں، ان مقامات پہ جانے میں کوئی حرج نہیں ہے، البتہ کچھ لوگ اس میں غلو کر جاتے ہیں (یعنی وہاں جا کے بدعات کرتے ہیں)

❁ ...... مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امام، امام مالک رحمہ اللہ جب مدینہ طیبہ میں پیدل چلتے ہوئے گلیوں سے گزرتے تو ہمیشہ گلی کے کنارے کنارے چلتے اور فرمایا کرتے تھے کہ ''درمیان میں اس لئے نہیں چلتا کہ کیونکہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم عموماً سڑک کے وسط میں چلا کرتے تھے، اور مالک کی کیا مجال ہے کہ اس جگہ پر سے گزرے جہاں قدمین رسول صلی اللہ علیہ وسلم لگے ہوں'' ...... اگر کسی پرانی عمارت یا مکان کے قریب سے گزرتے جس کے متعلق یہ معلوم ہو جاتا کہ اس کا تعلق تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی صحابیِ رسول سے ہے تو احترام سے اپنے ہاتھوں سے اس کو چھو کر گزرتے تھے۔ (جستجوئے مدینہ ص ۸۹۔۳۳۹)

❁ ... قاضی عیاض رحمہ اللہ الشفاء میں لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و اجلالِ شان میں سے یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اسباب کی تعظیم کرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے تمام امکنہ، مشاہد و معالم کا اکرام کرے، ان چیزوں کا بھی جن کو دستِ مبارک نے چھوا ہے۔ (الشفاء لقاضی ابی الفضل عیاض رحمہ اللہ، المکتبۃ العصریۃ بیروت، ص ۲۴۰)

❁ ...... حدیثِ عتبان رضی اللہ عنہ کے ذیل میں ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا: ''وفیہ التبرک بالمواضع التی صلی فیھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووطئھا'' : اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ان مقامات سے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک لگے تبرک حاصل کیا جا سکتا ہے، دوسری جگہ پہ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار کی تلاش اور ان سے برکت حاصل کرنا مستحب ہے۔ (فتح الباری لابن حجر رحمہ اللہ: مکتبۃ الرشید الریاض السعودیۃ ج ۱ ص ۷۴۳)

❁ ...... ''باب المساجد التی علی طرق المدینۃ والمواضع التی صلی فیھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' کے ذیل میں حضرت گنگوہی رحمہ اللہ عنہ نے فرمایا: امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد اس باب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سفرِ حج کے قیام کے مقامات کا ذکر ہے، تاکہ لوگ اِن مقامات میں نمازیں پڑھ کر برکت حاصل کریں اور دعائیں کریں۔

❁ ...... مشہور سیرت نگار امام واقدی رحمہ اللہ آثارِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلامی واقعات کے یگانۂ روزگار محقق و مؤرخ تھے، وہ ہر غزوے، معرکے اور واقعہ کے محلِ وقوع کا مشاہدہ ضروری سمجھتے محض روایت پہ اکتفا نہ کرتے، اس لئے وہ اپنے دور کے اسلامی آثار کے سب سے بڑے محقق اور مؤرخ تھے، ہارون رشید ایک بار مدینہ منورہ گئے، اپنے وزیر سے کہا کسی ایسے آدمی کو تلاش کرو جو نزول وحی کے مواقع، شہدائے اسلام، اور غزوات کے محلِ وقوع سے بخوبی واقف ہو، لوگوں نے امام واقدی رحمہ اللہ کا نام بتایا، چنانچہ رات بھر واقدی رحمہ اللہ نے انہیں مدینہ منورہ کا ہر وہ گوشہ بتایا جس کے ساتھ اسلامی تاریخ کی کوئی یاد وابستہ تھی، صبح ہوئی تو ہارون رشید رحمہ اللہ نے انہیں دس ہزار کی خطیر رقم ہدیہ کی۔ (شش ماہی السیرۃ ج ۲)

⁂ ...... ولید بن عبدالملک نے مدینہ منورہ کے گورنر عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو لکھا کہ جس جگہ کی صحیح نشاندہی ہو جائے کہ وہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمائی تھی، وہاں مسجد تعمیر کر دی جائے، چنانچہ عمر بن العزیز رحمہ اللہ نے اپنے دور میں ان تمام مقامات پہ بڑے اہتمام کے ساتھ شاندار مساجد تعمیر کروا دیں اور پہلے سے بنی ہوئی مسجدوں کو از سر نو تعمیر کرایا، پھر بعد کے وزراء و امراء بھی ان مقامات کی تعمیر و ترمیم کرتے چلے آئے۔

آثار و یادگار کی زیارت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی یادیں تازہ ہوتی ہیں، واقعات کا استحضار ہوتا ہے جو آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت وعقیدت میں اضافے کا سبب بنتا ہے، حرمین شریفین میں ترکوں کی حکومت تھی تو انہوں نے ان آثار کی بہت عقیدت اور اہتمام سے حفاظت کی، چودہ صدیوں تک یہ آثار امت نے یوں ہی محفوظ رکھے، محبت و عشق کے جذبہ سے ایک ایک یادگار کو سینہ سے لگائے رکھا، مگر سعودی حکومت کے دور میں آثار کی حفاظت کی طرف خاطر خواہ توجہ نہیں دی گئی، جس کی وجہ سے امت کئی مقدس آثار سے محروم ہوتی چلی گئی، متعدد اسلامی معالم ومشاہد منہدم کر دیے گئے، بلکہ بعض مقدس مساجد کو بھی صفحۂ ہستی سے مٹا دیا گیا۔

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے گوشہ گوشہ سے اسلامی تاریخ وابستہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے آثار و معالم، مشاہد موجود ہیں، اس کے علاوہ سعودی عرب کے دیگر کئی شہروں میں بھی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے یادگار مقامات ہیں، جو حضرات حج وعمرہ کے سفر میں جاتے ہیں انہیں سعودی حکومت کی طرف سے صرف مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور جدہ...... ان ۳ شہروں تک جانے کی اجازت ہوتی ہے، وزٹ ویزہ کے ذریعے ہمیں یہ سہولت حاصل تھی کہ ہم پورے سعودیہ میں گھوم سکتے تھے، یوں ہم نے ان آثار کیلئے سعودی عرب میں میلوں سفر کیا، ۳ ماہ کے قیام کے دوران ہم مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی مختلف لائبریریوں میں آثارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مطالعہ کرتے، تحقیق کرتے، پھر ان کی طرف سفر کرتے، وہاں کے علماء کرام سے تحقیق کر کے، کھوج لگا لگا کر ان مقامات کو تلاش کرتے، چنانچہ ان آثار کی طرف ہمارے متعدد اسفار ہوئے، کبھی کبھی آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ایک مقدس مقام کی تلاش کیلئے کئی بار سفر کرنا پڑا، ان تمام واقعات کی تفصیل قارئین کتاب میں مختلف مقامات پہ پڑھیں گے۔

یہاں ایک بات کا ذکر بہت ضروری ہے کہ ان آثار کی زیارت کے وقت غلو نہ کیا جائے، بدعات کا ارتکاب نہ کیا جائے، تبرک...... تبرک کی حد تک رہے، اس سے آگے بڑھ کر معاملہ شرک وبدعت کو نہ چلا جائے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک سفر کے دوران کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ ایک جگہ نماز کا اہتمام کر رہے ہیں تو فرمایا: تم سے پہلے لوگ اس لئے ہلاک ہوئے کہ انہوں نے آثارِ انبیاء علیہم السلام کو تلاش کر کے ان مقامات پہ عبادت گاہیں بنائیں، پھر فرمایا: ''اگر کسی کی نماز کا وقت ہو گیا ہے تو پڑھ لے ورنہ آگے چلے''۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس لئے منع فرمایا کہ لوگ اس میں غلو نہ کریں، اس مقام پہ نماز پڑھنا واجب نہ سمجھیں، جیسا کہ انہوں نے اس درخت کو بھی کٹوا دیا تھا جس کے نیچے حدیبیہ کے مقام پہ بیعتِ رضوان ہوئی تھی کہ لوگ اس کو سجدہ گاہ نہ بنالیں۔

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ایک طرف ابن عمر رضی اللہ عنہما کے طریقہ سے ہمیں یہ سبق ملا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار وافعال کا تتبع واتباع مظہر تعظیمِ نبوی اور موجبِ حصول برکات ہے، دوسری طرف عمر رضی اللہ عنہ کے طرز نے ہمیں یہ سبق دیا کہ اتباع کو ابتداع (بدعت) کی حدود میں داخل نہ ہونے دیا جائے۔ (انوار الباری، مؤلفہ مولانا سید احمد رضا: ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان، ج ۱۲ ص ۳۶۴) اللہ تعالیٰ ہمیں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت وعقیدت نصیب فرمائے، آمین۔

حیاتِ سعیدہ کے پہلے چالیس سال
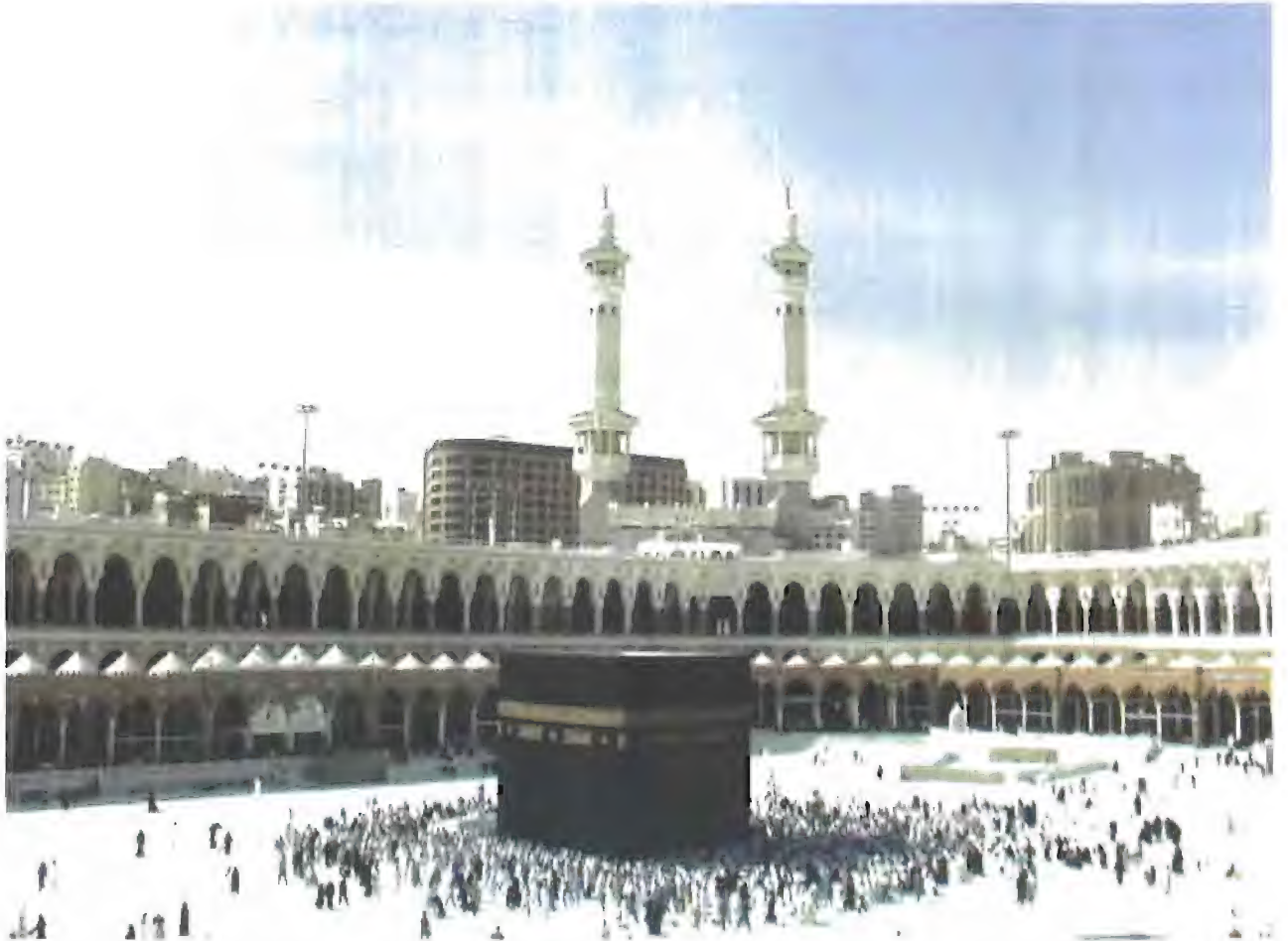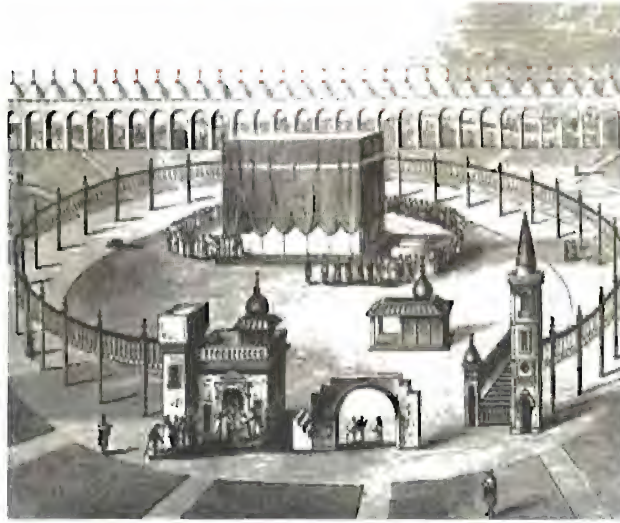
انسانیت کیلئے افتخار

بنی نوع انسانی کی ہدایت وفلاح کیلئے انبیاء کرام علیہم السلام کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا......انسانیت کے سفر کا آغاز ہوا تو نبوت کے ساتھ ساتھ، اول انسان اول نبی تھے، مولائے کریم نے انسانیت اور بعثتِ رُسل کا سلسلہ ساتھ ساتھ شروع فرمایا، کہ جہاں جہاں انسانیت ہو، رشد وہدایت، کردار واخلاق، اور علم وعمل ہو، پھر اس نوعِ انسانی میں کروڑ ہا جانوں نے جنم لیا، ہر انسان کوئی نہ کوئی خوبی اپنے ساتھ لایا، صفات اور خوبیوں کا سب سے زیادہ فیضان ان پاکیزہ ہستیوں پر ہوا جو علوم وحی سے آراستہ تھے، ان مقدس ہستیوں کا بابرکت سلسلہ اختتام پذیر ہونے کو تھا تو اب ضرورت تھی کہ عالم انسانی کے سامنے ایک ایسا کامل نمونہ پیش کیا جائے جو ان لاتعداد انسانوں کی تمام تر صفات کا مجمع اور سب کمالات وفضائل کا آئینہ ہو، یہی نہیں بلکہ وہ متقدمین ومتاخرین میں ان تمام صفات میں فائق وبرتر ہو، اس کیلئے انتخاب ہوا سیدہ آمنہ سلام اللہ علیہا کے فرزند، صاحب جمال وکمال، حبیبِ کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا، مولائے کریم نے یہ انتخاب فرما کر پھر اعلان سنادیا ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (سورۃ الاحزاب آیت ۲۱) "تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کامل نمونہ ہے"۔

خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی ایک ضعیف روایت میں ہے کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے وقت ندا آئی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ملکوں ملکوں پھراؤ اور سمندر کی تہوں میں لے جاؤ کہ تمام دنیا ان کے نام ونشان کو پہچان لے، جن وانس، چرند پرند بلکہ ہر جاندار کے سامنے لے جاؤ، ان کو آدم علیہ السلام کا خلق، شیث علیہ السلام کی معرفت، نوح علیہ السلام کی شجاعت، ابراہیم علیہ السلام کی دوستی، اسماعیل علیہ السلام کی زبان، اسحاق علیہ السلام کی رضا، صالح علیہ السلام کی فصاحت، لوط علیہ السلام کی حکمت، موسیٰ علیہ السلام کی سختی، ایوب علیہ السلام کا صبر، یونس علیہ السلام کی اطاعت، یوشع علیہ السلام کا جہاد، داؤد علیہ السلام کی آواز، دانیال علیہ السلام کی محبت، الیاس علیہ السلام کا وقار، یحییٰ علیہ السلام کی پاکدامنی، اور عیسیٰ علیہ السلام کا زہد عطا کردو اور تمام پیغمبروں کے اخلاق میں ان کو غوطہ دو۔" (بحوالہ خطبات مدراس ص ۱۰۳ مؤلفہ، علامہ سید سلیمان ندوی مرحوم)

ارض وسماء مسکرائے

آج کی صبح وہ صبح ہے جس کی انتظار میں کائنات نے کروڑ ہا سال گزار دیئے، ہر سو چرچے ہیں کہ آج دعائے خلیل علیہ السلام اور نوید مسیحا علیہ السلام مجسم بن کر ظاہر ہوگی، حور وغلمان تزئینِ حسن کئے ہوئے کہ ابھی کائنات اس ہستی سے منور ہونے والی ہے جس کے عالم وجود میں آتے ہی شرک وظلم کا خاتمہ ہو جائے گا۔

نومولود محمد صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے تو فضائے حجاز کیا، ارض وسماء مسکرائے، بر وبحر، عرش وکرسی، دشت وجبل، غرض مکمل فضائے کائنات میں مسرت وخوشی کی لہر دوڑ گئی، دنیا کو سچی خوشی کا سبق مل گیا، ترقی وعروج کے دروازے کھل گئے، کفر کی گھٹائیں چھٹ گئیں، ادیان باطلہ کی نبضیں چھوٹ گئیں، شیطان ابلیس مایوسی کے عالم میں آہ وبکاء کرنے لگا، عالم انسانیت کے قلوب مُردہ کو حیات نو کی نوید ملی، مایوس دل زندگی کی حرارت سے بھرپور ہوگئے، روشنی کا وہ مینارہ طلوع ہو چکا جس سے پھوٹنے والی کرنوں سے اب ظلمات کی تاریک بستیاں منور ہوں گی، مشہور قول کے مطابق یہ ۱۲/ ربیع الاول کی صبح تھی، البتہ عصر حاضر کے محققین مؤرخین کے نزدیک ۹/ ربیع الاول زیادہ صحیح اور قرین قیاس ہے، علامہ قاضی سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ بڑی محنت وکاوش اور تحقیق وتجسس کے بعد فرماتے ہیں:۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم موسم بہار میں دوشنبہ کے دن ۹/ ربیع الاول عام الفیل مطابق ۲۲/ اپریل ۵۷۱ء مطابق یکم جیٹھ سمہ ۶۲۸ بکرمی مکہ معظمہ میں بعد از صبح صادق وقبل از طلوع نیر عالمتاب پیدا ہوئے۔ (رحمت للعالمین ۱/ علامہ قاضی سلیمان منصور پوریؒ، دارالاشاعت کراچی)

مصر کے مشہور ہیئت دان علامہ محمود پاشا فلکی نے بھی ریاضی کے دلائل قطعیہ سے ثابت کیا ہے کہ ولادت باسعادت ۹/ ربیع الاول بروز دوشنبہ کو ہوئی۔ (تاریخ المدینۃ المکرمۃ ، ۱/ ۱۹۱، محمد عبدالمعبود، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

مولد الرسول ﷺ

اشخاص، اصلاب اور رضاعت کے انتخاب کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے ولادت کا بھی خوب انتخاب ہوا، کرۂ ارض سے عرب، عرب سے حجاز، حجاز سے مکہ مکرمہ اور مکہ مکرمہ میں بھی قرب بیت اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مولد بنا، مکہ مکرمہ وسط الارض ہے، مرکزی جگہ ہے، یہاں ولادت ہوئی تاکہ چاروں طرف انوار و برکات یکسانی کے ساتھ پھیلیں۔

مکہ معظمہ کی مشہور پہاڑی جبلِ ابوقبیس کے دامن میں مولد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے، یہ مکان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبداللہ کا تھا، اسی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد یہ مکان ابوطالب کے بیٹے عقیل کے قبضے میں آ گیا، پھر یہ ان کی اولاد میں بطور وراثت چلتا رہا، یہاں تک کہ حجاج بن یوسف کے بھائی محمد بن یوسف نے عقیل کی اولاد سے ایک لاکھ دینار میں اس مکان کو خرید لیا، اور اپنے مکان میں شامل کر لیا، اس کا نام بیضاء (سفید گھر) رکھ دیا، کیونکہ اس پہ سفید چونا کیا ہوا تھا، یہ ''ابن یوسف'' کا مکان کہلانے لگا، بعض روایات میں ہے کہ خود عقیل نے اس کو فروخت کر دیا تھا، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ عقیل نے اس حصے کے سوا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تھی باقی تمام حصے بیچ دیے ہوں، یہ سب حصے ملے جلے تھے۔ بنی ہاشم میں عقیل سب سے آخر میں مسلمان ہوئے، سب کے بعد انہوں نے ہجرت کی، بنو ہاشم میں سے جس جس نے ہجرت کی عقیل نے ان کے مکانات بیچ ڈالے علی اور جعفر رضی اللہ عنہما کے مکانات بھی بیچ دیئے۔

عباسی خلیفہ ہارون رشید کی والدہ خیزران جب حج کرنے آئیں تو اس نے جائے ولادت پر ایک مسجد تعمیر کرا دی، پھر یہ مسجد بعد میں مکان میں تبدیل کر دی گئی، جس کی تعمیر و مرمت مختلف سلاطین اپنے اپنے دور میں کرتے رہے..... شیخ عباس بن یوسف القطان المتوفی ۱۳۷۰ھ نے اس مکان کو اپنے ذاتی اخراجات سے تعمیر کر کے ایک لائبریری میں تبدیل کر دیا، جو اس وقت بھی موجود ہے، اس پر 'مکتبة مكة المكرمة' کا بورڈ آویزاں ہے۔ (سیرت حلبیہ باب ذکر مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم، تاریخ مکہ مکرمہ از شیخ محمد الیاس عبدالغنی مدظلہ ص ۱۳۲: مطابع الرشید المدینۃ المنورۃ، تاریخ المکۃ المکرّمۃ ۱/ ۳۲۸)

علامہ فاکہی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ کچھ لوگ اس گھر میں رہتے تھے، پھر وہ اس گھر سے دوسری جگہ منتقل ہوئے تو کہنے لگے: اللہ کی قسم! جب تک ہم اس گھر میں تھے ہر قسم کی مصیبت و آفت سے محفوظ تھے، مکانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے، جب سے یہ گھر چھوڑا ہے ہم پہ زمانہ سخت ہو گیا۔ (اخبار مکہ، ذکر البیت الذی ولد فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، مکتبۃ الشاملۃ)

حرم شریف کے اردگرد پرانے آثار میں سے صرف یہ ایک مکان باقی ہے، بیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دارارقم، بنو ہاشم کے مکانات، دار عباس رضی اللہ عنہ، بیت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا یہ سب توسیع حرم میں آ چکے ہیں مگر آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ آبائی مکان جس میں ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی، چودہ صدیوں سے مختلف نشیب و فراز سے گزرنے کے بعد اپنی جگہ قائم ہے۔

مولد الرسول ﷺ (آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے ولادت) مختلف قدیم وجدید مناظر

(Photograph 2009) (تصویر 2009)

(Photograph 1976) (تصویر 1976)

"Moulid-ur-Rasool" (The Prophet's Birthplace). Different old and later views.

شام کے محلات چمک اٹھے

والدہ ماجدہ نے ولادت کے وقت ایک نور دیکھا، جس سے شام کے محل روشن ہوگئے، ایک روایت میں ہے کہ بُصریٰ کے محل روشن ہوگئے۔ اس سے اشارہ ہے کہ ملک شام نورِ نبوت کا خاص طور پر تجلی گاہ ہوگا، یہی وجہ ہے کہ معراج میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اولاً مکہ مکرمہ سے شام یعنی مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی گئی......شام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی فتح ہوا......ملک شام کے بھی بُصریٰ شہر کا خاص طور پر ذکر ہوا، کیونکہ اس شہر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ورودِ مسعود متعدد بار ہوا (جس کی تفصیل اپنے مقام پہ آئے گی)......ممالک شام میں سب سے پہلے بصریٰ شہر ہی فتح ہوا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب عراق سے ہجرت فرمائی تو شام کی طرف......عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نزول بھی شام میں ہی جامع دمشق کے منارۂ شرقیہ پر ہوگا......آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قربِ قیامت میں شام کی طرف ہجرت کی ترغیب دی......ان خوبیوں کی وجہ سے ولادت کے وقت نکلنے والے نور سے شام کے محلات جگمگا اٹھے۔ (سیرت مصطفیٰ ۱/۵۴ تلخیص)

بصریٰ......جنوبی شام کا قدیم شہر ہے، اردن کی سرحد سے 19 میل شمال کی جانب اس سڑک پہ ہے جو مغرب میں واقع درعا کو مشرق میں سلخد سے ملاتی ہے، دمشق سے تقریباً 150 کلومیٹر جنوب میں ہے، بصریٰ کے معنی بلند قلعہ کے ہیں، اسے بصریٰ الشام بھی کہتے ہیں، عہد نبوی میں بصریٰ رومی سلطنت کے تحت غسانی حکومت کا صدر مقام تھا، صلح حدیبیہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بصریٰ کے بادشاہ شرحبیل بن عمرو غسانی کو بھی اسلام کی دعوت دی، مگر اس بدبخت نے مؤتہ کے مقام پہ سفیرِ نبوت حارث بن عمیر ازدی رضی اللہ عنہ کو شہید کردیا، جس کے نتیجہ میں جنگ مؤتہ کا معرکہ پیش آیا، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عراق سے آکر ۱۳ھ میں بصریٰ اور حوران کا پورا علاقہ فتح کرلیا۔ (اٹلس سیرت نبوی ﷺ مترجم: ترجمہ، شیخ الحدیث حافظ محمد امین، ص ۸۳: دارالسلام لاہور)

نومولود کی انوکھی صفات

سیدہ آمنہ سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حمل میں آئے تو مجھے خواب میں بشارت دی گئی، تمہارے شکمِ اطہر میں سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جب وہ پیدا ہوں تو یوں کہنا "اعیذہ بالواحد من شر کل حاسد" (میں ہر ایک حاسد کے شر سے اس بچہ کیلئے خدائے واحد کی پناہ چاہتی ہوں) اور ان کا نام مُحمّد رکھنا۔ (سیرت ابن ہشام ذکر ما قیل لآمنۃ عند حملھا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو نہایت نظیف، پاک وصاف تھے، جسم اطہر پر کوئی آلائش اور گندگی نہ تھی، دادا عبدالمطلب نے ساتویں دن عقیقہ کی ایک شاندار دعوت کی، جس میں تمام قریش شریک ہوئے، نام کا تعین تو پہلے ہی ہو چکا تھا، محمّد [صلی اللہ علیہ وسلم] اب اس کا اعلان بھی ہوگیا۔

ثویبہ نے آپ کے چچا ابولہب کو ولادتِ مسعود کی بشارت دی، تو ابولہب کی طرف سے انہیں آزادی کا پروانہ ملا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کے بعد کچھ دن تک ثویبہ نے دودھ پلایا، بڑے ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا بڑا اکرام فرماتے، ہجرت کے بعد بھی مدینہ منورہ سے اسے ہدیے، کپڑے بھیجتے، ان کے قبول اسلام میں مختلف اقوال ہیں، حافظ ابومندہ رحمہ اللہ نے ان کو صحابیات میں شمار کیا ہے۔ واللہ اعلم۔ (سبل الہدی والرشاد، ذکر رضاعہ صلی اللہ علیہ وسلم)

اماں حلیمہ رضی اللہ عنہا کی گود میں

عرب کا دستور تھا کہ قصبات کے لوگ بچہ پیدا ہوتے ہی دیہات میں اس کی پرورش کا انتظام کرتے، تا کہ کھلی ہوا اور آزاد فضاء میں جسم کی مناسب نشوونما ہو سکے، اور دیہات کی صاف و خالص، اختلاط و آمیزش سے پاک زبان سے فصیح و بلیغ بولی بولیں ...... قبیلہ ہوازن کی دس عورتوں کا ایک قافلہ اسی مقصد کیلئے مکہ مکرمہ آیا، سب کی خواہش تھی کہ کسی امیر گھرانے کا بچہ ملے کہ اس میں انعام واکرام کی خوب توقع تھی، ننھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یتیم سمجھ کر کسی نے نہ لیا اور یہی ان کی محرومی تھی، اماں حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کا ستارہ چمک رہا تھا، تقدیر نے اشارہ کیا: حلیمہ! سعادت دارین چھوڑ کر نہ جا، اس بابرکت بچے کو لے لے، اس کے نام سے تیرا نام رہے گا، اس کی اماں بن کر دین ودنیا کی عزتیں لوٹ لے، اماں حلیمہ کی تقدیر جاگ اٹھی، آج ہم ان عورتوں کے نام تک نہیں جانتے، مگر معصوم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش نے حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کو چمکا دیا۔

ہوازن کا قبیلہ فصاحت و بلاغت میں مشہور ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے ''میں تم سب سے فصیح تر ہوں، کیونکہ میں خاندانِ قریش سے ہوں اور میری زبان بنی سعد کی زبان ہے''۔ بنوسعد ہوازن کا ہی قبیلہ ہے، حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا اسی قبیلہ سے تھیں۔ (سیرت حلبیہ ذکر رضاعہ صلی اللہ علیہ وسلم بتلخیص وتغییر)

وادی السرر میں پہلا قیام

اماں حلیمہ رضی اللہ عنہا نے امید برکت پر مولود مسعود کو لیا تو اللہ تعالی نے ان پر برکتوں کا دروازہ کھول دیا، ننھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اماں حلیمہ رضی اللہ عنہا کے ایک اور بیٹے عبداللہ بھی دودھ پیتے تھے، اماں کہتی ہیں کہ دودھ کی کمی تھی، عبداللہ کے بھوکا رہنے کی وجہ سے خود ہم بھی نہیں سو سکتے تھے، مگر سعید بچے کے گود میں آتے ہی حلیمہ رضی اللہ عنہا کی چھاتی دودھ سے بھر گئی، معصوم محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ان کے بھائی عبداللہ نے خوب سیر ہو کر دودھ پیا، کمزور اونٹنی کے تھن بھی دودھ سے بھر گئے، اماں حلیمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر سے کہا: ''خدا کی قسم! یہ تو بہت مبارک بچہ ہے''۔

نئے شاہ سوار کی وجہ سے دبلی پتلی سواری بھی سب سواریوں کو پیچھے چھوڑ گئی، مکہ مکرمہ سے نکلنے کے بعد وادی السرر میں پہلا قیام ہوا، ہمجولیوں نے تعجب کیا: کہنے لگیں ''یہ وہی حلیمہ...... اس کے شوہر...... اس کی سواری'' حیران ہو کر پوچھنے لگیں: ''اے حلیمہ! کیا ہوا؟ یہ وہی سواری ہے؟'' سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: ''اخذت واللہ خیر مولود، رأیتہ قط واعظمھم برکة'' ...... اللہ کی قسم! جتنے بھی بچے تھے، ان میں سب سے بہترین اور مبارک بچہ مجھے مل گیا ہے۔ (الطبقات لابن سعد، ذکر رضاعہ صلی اللہ علیہ وسلم)

وادی السرر...... مکہ مکرمہ سے منیٰ کو چلتے ہوئے تقریباً چار میل کے فاصلہ پر اس وادی کا محل وقوع تھا، ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ جب تم منیٰ میں دو پہاڑوں کے درمیان پہنچو، ہاتھ سے مشرقی سمت کی طرف اشارہ بھی فرمایا، تو وہاں ایک وادی ہے، جسے وادی السرر کہتے ہیں، وہاں ایک درخت ہے جہاں ستر انبیاء کرام علیہم السلام کو نبوت ملی، جس سے وہ بہت خوش ہوئے۔ (موطا امام مالک، باب جامع الحج)

شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منشاء اس سے یہ تھا کہ فضیلت والے اس مقام پر ذکر اللہ کیا جائے، یہاں قبولیتِ دعا کی امید ہے اور نزول رحمت کی جگہ ہے۔ (المنتقیٰ شرح الموطا، باب جامع الحج) یہی وجہ ہے کہ شیخ عبدالصمد بن علی رحمہ اللہ نے یہاں ایک مسجد بنادی تھی، جس کا نام بھی ''مسجد السرر'' تھا۔ (اخبار مکۃ للفاکہی، ذکر مسجد السرر) آجکل اس نام کی کسی مسجد کا تذکرہ نہیں ملتا۔

برکتیں ہوازن منتقل ہوگئیں

سرزمین بنوسعد قحط سے متاثر تھی، مگر حلیمہ رضی اللہ عنہا کی بکریاں شام کو خوب سیر ہو کے آتیں اور دودھ سے لبریز، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لاتے ہی بنوسعد کے گھر مشک کی خوشبو سے مہکنے لگے، بیمار لوگ آتے، تکلیف والی جگہ پہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ رکھتے، تو تکلیف دور ہوجاتی، بیمار جانور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک کے چھونے سے تندرست ہوجاتے۔

خیر و برکت کے ان کرشموں کا دو سال تک بنوسعد نظارہ کرتے رہے، دو سال پورے ہونے پہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دودھ چھڑایا گیا، تو ایسا لگتا تھا کہ آپ چار سال کے ہیں، حلیمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو والدہ ماجدہ کے حوالے کرنے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئیں، قلب میں ایک قلق تھا، جدائی کا تصور تک برداشت نہ تھا، مکہ مکرمہ میں اس وقت ایک وبا پھیلی ہوئی تھی، اماں حلیمہ کو حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبانہ اداؤں سے مزید لطف اندوز ہونے کا کچھ بہانہ ہاتھ آ گیا، اصرار کیا کہ اس دریتیم کو چند دن اور ہمارے پاس رہنے دیا جائے، سیدہ آمنہ سلام اللہ علیہا نے درخواست منظور کر لی اور یوں اماں حلیمہ شاداں و فرحاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کے پھر اپنے وطن لوٹ آئیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا سے بے انتہاء محبت تھی، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتی تھیں، ان کا قبول اسلام بھی ثابت ہے، حافظ مغلطائی رحمہ اللہ نے ان کے قبول اسلام پہ ایک مستقل رسالہ ترتیب دیا ہے جس کا نام ہے "التحفة الجسيمة في اسلام حليمة" رضي الله عنها۔ (سیرت حلبیۃ ذکر رضاعہ صلی اللہ علیہ وسلم بتلخیص وتغییر، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، علامہ شبلی نعمانیؒ، ۱/۱۱۰، دارالاشاعت کراچی)

وادی حلیمہ کی ایک جھلک، جہاں کائنات کے سب سے معصوم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بچپن گزرا

A glancing view of "Waadee-e-Haleema" (The Valley of Haleema), which hosted the childhood of the most innocent Muhammad ﷺ

وادی حلیمہ میں چرتی بکریاں، کبھی ننھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہاں بکریاں چرایا کرتے تھے

Goats grazing in "Waadee-e-Haleema", once child Muhammad ﷺ used to herd his goats here too.

اماں حلیمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی مسجد کے آثار

The signs and impressions of the mosque in Mother Haleema's house.

اماں حلیمہ کے گھر کی طرف جانے والا دشوار گزار راستہ

The impassable path leading to the house of Mother Haleema.

ایک پاگل کاہن

عکاظ کا میلہ شروع ہوا تو سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا قبیلہ ہذیل کے ایک کاہن کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے گئیں، لوگ اس کاہن کے پاس اپنے بچوں کو لاتے اور ان کا مستقبل پوچھتے، جیسے ہی اس کی نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہ پڑی تو یک دم چیخا: "**یا معشر هذیل ،یا معشر العرب**" اے بنی ہذیل! اے گروہِ عرب! لوگ جمع ہو گئے...... کاہن نے آواز لگائی: "**اقتلوا هذا الصبی**" (اس بچے کو قتل کردو)

سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا نظر بچا کے وہاں سے نکل گئیں، اب لوگ چاروں طرف دیکھ کر اس کاہن سے پوچھتے ہیں "کون سا بچہ؟ کون سا بچہ؟" کاہن نے کہا: یہ بچہ، یہ بچہ، (اب وہاں کوئی بچہ نہ تھا) تو لوگوں نے کاہن سے پوچھا: "بات کیا ہے؟"......اس نے کہا: "میں نے ابھی وہ بچہ دیکھا، معبودوں کی قسم! وہ تمہارے اہل دین کو قتل کرے گا، اور تمہارے بتوں کو توڑے گا، بالآخر تم پہ غالب آجائے گا"............ذوالمجاز کے بازار میں بھی ایسا ہی ایک واقعہ پیش آیا، ایک نجومی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہرِ نبوت دیکھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی خاص سرخی دیکھ کر وہ پہچان گیا اور اسی طرح چلایا، پھر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھپٹا، جس کے نتیجہ میں وہ اُسی وقت پاگل ہو گیا اور اسی دیوانگی میں مر گیا۔

حبش کے کچھ عیسائیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آنکھوں کی سرخی اور مہرِ نبوت کو دیکھا، پوچھا "کیا اس بچے کی آنکھ میں کوئی تکلیف ہے؟" سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ نہیں تکلیف تو کوئی نہیں، مگر یہ سرخی ہر وقت ان کی آنکھوں میں ہوتی ہے، وہ کہنے لگے: "یہ بچہ ہمیں دے دو، ہم اس کو اپنے ملک اور وطن لے جائیں گے، یہ بچہ بڑی شان والا ہے، ہم اس کے متعلق خوب جانتے ہیں"، اماں حلیمہ رضی اللہ عنہا نے جلدی اُن سے جان چھڑائی۔ (طبقات ابن سعد، ذکر علامات النبی فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، سیرت حلبیۃ ذکر رضاعہ صلی اللہ علیہ وسلم وما اتصل بہ)

مکہ مکرمہ کو واپسی

ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہن بھائیوں کے ساتھ مویشی چرانے گئے ہوئے تھے، رضاعی بھائی دوڑتا ہوا آیا کہ میرے قریشی بھائی کو دو سفید کپڑوں والے آدمیوں نے پکڑ کے لٹایا اور پیٹ چاک کیا، اب اس کو سی رہے ہیں، دونوں میاں بیوی کے تو ہوش اڑ گئے، دوڑتے ہوئے آئے، دیکھا چہرۂ انور کا رنگ فق ہے، اماں حلیمہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سینہ سے لگایا، پھر رضاعی والد نے سینہ سے لگایا، اماں حلیمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا:۔ "**مَالک یا بنیّ؟**"...... "کیا ہوا میرے پیارے بیٹے؟"...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پورا واقعہ بتادیا...... یہ شقِ صدر تھا، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ہے، شقِ صدر کا واقعہ زندگی میں چار مرتبہ پیش آیا۔

اس واقعہ کے بعد سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ پہنچیں، سیدہ آمنہ سلام اللہ علیہا کو پورا قصہ سنایا، والدہ ماجدہ بالکل نہ گھبرائیں، وہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار و برکات کا مشاہدہ پہلے کر چکی تھیں، کہنے لگیں کہ میرے اس بیٹے کی بڑی شان ہوگی، شیطان اِن کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا، حلیمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو والدہ ماجدہ کے حوالے کر کے چلی گئیں، علامہ سہیلی رحمہ اللہ لکھتے ہیں اس وقت عمر مبارک پانچ سال تھی۔ (سیرت ابن ہشام، حدیث ملکین اللذین شقابطنہ صلی اللہ علیہ وسلم مع الروض الانف)............وادی حلیمہ میں پہاڑی پر اماں حلیمہ رضی اللہ عنہا کا گھر تھا، اسی پہاڑی سے نیچے وادی میں جہاں برساتی پانی گزرتا ہے، پہاڑی درے کے قریب ایک درخت کے پاس راہبر نے ہمیں ایک جگہ دکھائی کہ شقِ صدر کا واقعہ یہاں رونما ہوا۔

بیت حلیمہ رضی اللہ عنہا کا ایک کمرہ، مشہور ہے کہ اس کمرہ میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی رہائش تھی

A room in Mother Haleem's house, famous as being The Blessed Prophet ﷺ living quarters.

وادی حلیمہ (الشوحطة) میں کچھ لمحات

طائف سے جنوب کی طرف ''وادی لیہ'' کے بعد ''مفرق بنی سعد'' سے دائیں طرف کو ایک سڑک جاتی ہے، اس پہ تقریباً ۴۵ کلومیٹر کے فاصلہ پہ ''بنی سعد'' کے نام سے ایک بستی ہے، یہ راستہ پہاڑوں کے بیچوں بیچ گزرتا ہے، اردگرد کے اس پورے علاقے کو بھی ''بنی سعد'' کہتے ہیں، پھر اس میں مختلف بستیاں ہیں، آگے چل کر ''بنی سعد السحن'' مرکزی بستی ہے، اس سے تقریباً ایک کلومیٹر پہلے بائیں طرف کچا راستہ جاتا ہے، جو بہت ہی مشکل، دشوار گزار پہاڑی سلسلے سے نکلتا ہے، ہم ایک مقامی راہبر کو اجرت طے کر کے اپنے ساتھ لے گئے، کوئی بیس کلومیٹر پہاڑی گھاٹیوں کو طے کرنے کے بعد ہم وادی حلیمہ میں پہنچے، آجکل اس جگہ کا نام ''الشـــوحـــطة'' ہے، وادی حلیمہ بھی کہتے ہیں، بیت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے اب تو آثار اور کھنڈرات ہی باقی ہیں، سب سے پہلے مسجد حلیمہ کے آثار ہیں، پھر اماں کا گھر ہے، اس میں سب سے پہلے ایک کمرہ کے آثار ہیں، جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ کائنات کے سب سے پاکیزہ اور معصوم ننھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہاں رہتے تھے، یہ سب ایک چھوٹی پہاڑی پہ ہے، نیچے وادی ہے جہاں پہاڑوں سے بارش کا پانی بہتا ہے، اس جگہ پہ کچھ کچھ سبزہ، درخت وغیرہ ہیں، مقامی ساتھی نے بتایا کہ ہم کئی سال پہلے اس علاقے میں آئے تھے، یہاں کافی رونق تھی، پھلوں کے باغات تھے، ہم نے خود یہاں کے باغات سے انار وغیرہ کھائے، مگر اب پانی کی کمی کی وجہ سے باغات کا سلسلہ نہیں ہے۔

اسی وادی میں اماں کے بچے بکریاں چراتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی کبھی کبھی ان کے ساتھ بکریاں چرانے نکل جاتے، یہاں کے پہاڑوں میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی یادیں ہیں، وادیوں میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہا قدم لگتے رہے، یہ پتھر بھی بہت قابل عزت تھے، جنہیں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی لحہ بہ لحہ زیارت ہوتی رہی، یہی سوچ سوچ کر اس مبارک سرزمین پر ہم کافی دیر تک روحانی تسکین حاصل کرتے رہے۔

یہ سرزمین بہت مبارک، مقدس ہے، کیونکہ یہاں کائنات کے سب سے زیادہ معصوم و پاکیزہ ننھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بچپن گزرا، اسی زمین نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن کے معجزات کا مشاہدہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی والد کا نام حارث ابن عبدالعزیٰ تھا، انہوں نے اسلام

قبول کیا تھا، رضاعی بہن بھائیوں میں عبداللہ، انیسہ، شیما (جس کا اصلی نام خـذامة یاحـذافة یاجـدامة تھا) کے نام ملتے ہیں، عبداللہ اور شیماء کا اسلام قبول کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔ (الروض الانف ۱/۲۸۳) (وادی حلیمہ کی تفصیل، اور دلچسپ واقعات کیلئے مطالعہ کیجئے، ہماری کتاب: ''آثار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو [حجاز مقدس کا سفر نامہ])

والدین مکرمین

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد مکرم عبداللہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے پہلے ہی انتقال کر گئے تھے، قریش کے ایک قافلہ کے ساتھ شام کی طرف سفرِ تجارت کیلئے نکلے، واپسی پہ مدینہ منورہ میں طبیعت اچانک خراب ہوگئی، وہیں انتقال فرمایا، مدینہ طیبہ میں ہی دفن ہوئے، ان کی قبر ''دار النابغہ'' میں تھی، یہ گھر بنو نجار کے ''النابغہ'' نامی ایک شخص کا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس گھر میں تشریف لائے، نماز بھی پڑھی، اس لئے اس جگہ کا نام ''مسجد دار النابغہ'' بھی ہے، کافی عرصہ تک وہ مکان اور قبر کے آثار موجود تھے، لوگ زیارت کو جاتے تھے، 1976ء میں مسجد نبوی کی توسیع کے وقت یہ عمارت منہدم کر دی گئی، اس کا محل وقوع مسجد نبوی سے مغرب کی طرف، مسجد غمامہ کے قریب باب السلام کے سامنے سوق الطّوال (زقاق الطّوال) میں تھا، سیدہ آمنہ سلام اللہ علیہا شوہر کی قبر کی زیارت کیلئے جاتی تھیں، بعض کتب میں ہے کہ ہر سال حاضری دیتی تھیں۔

عمر مبارک کا چھٹا سال تھا، پیاری اماں اپنے مغموم بیٹے کو مدینہ منورہ میں ننھیال بنی عدی ابن النجار لے گئیں، خاوند کی مرقد پہ بھی حاضری دی، آہ! ایک بیوہ اپنے خاوند کی نشانی، جگر گوشہ کو لئے جب مرقد پہ حاضر ہوئی ہونگیں تو دل پہ کیا گزری ہوگی؟ ام ایمن بھی ساتھ تھیں، ایک ماہ مدینہ منورہ میں قیام رہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیام مدینہ کی بہت سی باتیں یاد رہ گئی تھیں، جب ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں بنو عدی کے منازل پر گزرے تو فرمایا کہ اسی مکان میں میری والدہ ٹھہری تھیں، یہی وہ تالاب ہے جس میں، میں نے تیرنا سیکھا تھا، اسی میدان میں میں انیسہ (ایک لڑکی) کے ساتھ کھیلا کرتا تھا، اپنے ننھیالی لڑکوں کے ساتھ ہم ایک چڑیا کو جو اس گھر پہ آ کے بیٹھتی تھیں اڑایا کرتے تھے، وغیرہ وغیرہ...... واپسی کے سفر میں جب مقام ابواء پہ پہنچے تو والدہ ماجدہ دنیا سے رحلت فرما گئیں۔ (طبقات بن سعد ذکر وفات آمنہ ام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

''زقاق الطوال'' گلی کی ایک قدیم تصویر، جس میں ''دار النابغہ'' تھا، اسی گھر میں سیدنا عبداللہ کی قبر تھی

An ancient picture of the lane called "Zaq'qaq-ul-taw'wal", which had the house called "Dar-un-Nabigha", which had Abdullah's grave in it.

شہر ابواء، قبر سیدہ آمنہ سلام اللہ علیہا

ابواء..... 'بُـوء' سے ہے، اس کے معنی ہیں ٹھکانہ پکڑنا، چونکہ یہاں نشیب ہونے کی وجہ سے سیلاب کا پانی جمع ہو جاتا تھا یعنی ٹھکانہ بنالیتا تھا، اس لئے اس کو 'ابواء' کہا جانے لگا، ایک قول یہ بھی ہے کہ اس بستی میں کوئی بیماری اور وبا پھیلی، تو وباء کی وجہ سے، وباء کے لفظ کو الٹ کر کے ابواء نام رکھ دیا گیا۔ ابواء کو 'وادی الخریبۃ' بھی کہتے ہیں، بعض نے کہا کہ ابواء پہاڑ کا نام ہے، جو خزاعہ اور ضمرہ قبیلہ کا ہے۔ (سیرت حلبیۃ، باب وفاۃ امہ ﷺ۔ معجم البلدان ذکر الابواء)

ابواء..... مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ جاتے ہوئے بدر سے کچھ پہلے دائیں طرف کو راستہ جاتا ہے، عام راستہ سے تقریباً ۲۰ کلومیٹر دور آگے جا کر ایک چھوٹا سا شہر ''ابواء'' ہے، شہر سے تھوڑا پہلے ایک پہاڑی پہ سیدہ آمنہ سلام اللہ علیہا کی قبر ہے، پہاڑی پہ قبر بنائی گئی کیونکہ یہاں کوئی آبادی تو تھی نہیں، اگر ہموار زمین پہ قبر بنائی جاتی تو جنگلی درندوں اور سیلاب وغیرہ کا خطرہ تھا، پھر جس جگہ قبر بنائی گئی، یہ پہاڑ کی دوسری جگہوں کی بہ نسبت کھودنے میں سہل تھی۔ (تاریخ المکۃ المکرّمہ، مؤلفہ محمد عبدالمعبود ص ۲۱۸: مکتبہ رحمانیہ لاہور)

ابواء میں ایک مسجد تھی ''مسجد الابواء'' اس جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پہ نماز پڑھی تھی، وہاں سے چلے تو آگے جا کے ایک کیکر کے درخت کے نیچے بیٹھے، ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی یہاں سے گزرتے تو اس جگہ پہ نماز پڑھتے اور اس درخت کے نیچے آکر سنت زندہ کرنے کیلئے بیٹھتے تھے، اور سفر کے دوران اس درخت کی جڑ میں پانی ڈالتے تھے تاکہ یہ درخت باقی رہے اور ہم سفر میں اس مقام پر یادگارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لطف اندوز ہوتے رہیں۔ (المغازی للواقدی ذکر حجۃ الوداع بتغییر)

ہم شہر ابواء پہنچے، ایک مقامی بھائی نے بتایا کہ لوگوں کی زیادہ آمد ورفت کی وجہ سے اب اس طرف جانا ممنوع کر دیا گیا ہے، اور قبر بھی زمین کے برابر کر دی گئی ہے، اس کے آثار تک مٹا دئے گئے ہیں، قبر کی زیارت سے محرومی کا افسوس کرتے ہوئے ہم واپس مڑے اور شہر بدر کی طرف روانہ ہو گئے۔

اس بستی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد متعدد بار ہوئی۔

- چھ سال کی عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ سیدہ آمنہ سلام اللہ علیہا کے ساتھ مدینہ منورہ کے سفر پہ گئے، واپسی میں اسی مقام پہ والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا، اسی بستی میں ان کی قبر ہے۔
- جہاد کا پہلا سفر ابواء کی طرف ہوا، اس کا ذکر ان شاء اللہ اپنے مقام پہ آئے گا۔
- حدیبیہ کے سفر میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اِدھر سے گزرے تھے، اپنی والدہ محترمہ کی قبر پر بھی حاضری دی، خود بھی روئے اور سب کو رُلایا، تفصیل حدیبیہ کے واقعہ میں آئے گی۔
- ایک روایت کے مطابق غزوہ بنو مصطلق سے واپسی پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار ابواء میں گم ہو گیا، جس کی تلاش میں نماز کا وقت ہو گیا، پانی نہ تھا تو تیمّم کی رخصت نازل ہوئی۔ (مسند الحمیدی روایات عائشۃ حدیث نمبر ۱۶۵) دوسری روایت ہے کہ بیداء یا ذات الجیش میں تیمّم کا نزول ہوا۔ (صحیح البخاری، کتاب التیمم)

دریتیم مکہ مکرمہ میں

ام ایمن رضی اللہ عنہا اپنے یتیم آقا سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کے مکہ مکرمہ پہنچیں اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دادا عبدالمطلب کے سایہ عاطفت میں پرورش پانے لگے۔ دادا اپنے یتیم پوتے سے بہت شفقت کا برتاؤ کرتے، ساتھ بٹھاتے، کمر پر محبت سے ہاتھ پھیرتے رہتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں سے لطف اندوز ہوتے رہتے، کھانا کھانے بیٹھتے تو کہتے میرے بیٹے کو میرے پاس لاؤ، ساتھ بٹھاتے یا گود میں بٹھاتے اور سب سے اچھا کھانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتے۔ (سیرت ابن ہشام، اکرام عبدالمطلب لہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو صغیر)

قبر سیدہ آمنہ سلام اللہ علیہا، قدیم تصویر

The grave of Aamina, an ancient picture.

کندیر بن سعد کے والد کہتے ہیں میں ایک بار حج کیلئے مکہ مکرمہ آیا، دیکھا ایک شخص طواف میں مصروف ہے، زبان سے یہ شعر کہہ رہا ہے:

رَبِّ رُدَّ اِلَیَّ رَاکِبِی مُحَمَّدًا　　رُدَّہ اِلَیَّ وَاصْطَنِعْ عِنْدِی یَدًا

خدایا! میرے سوار محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو واپس لے آ یا اور مجھ پہ عظیم احسان فرما۔

میں نے لوگوں سے پوچھا، یہ کون ہے؟ کہا، یہ عبدالمطلب ہے، اس نے اپنے پوتے کو گمشدہ اونٹ کی تلاش میں بھیجا ہے، کیونکہ ان کو جس کام کیلئے بھیجا جاتا ہے وہ کامیاب ہی لوٹتے ہیں، انہیں گئے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی ہے مگر یہ بے چین ہو کے یہ شعر پڑھ رہے ہیں، کچھ ہی لمحے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی واپس آ گئے اور اونٹ بھی ساتھ تھا، عبدالمطلب نے دیکھتے ہی گلے لگا لیا اور کہنے لگے: ''میں تمہاری وجہ سے بہت پریشان تھا، اب کبھی تمہیں اپنے سے جدا نہیں کروں گا۔ (مستدرک حاکم، ذکر اخبار سید المرسلین وخاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم)

آنکھوں کے علاج کیلئے عکاظ میں

عمر مبارک سات سال تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آشوبِ چشم کی شکایت ہوئی، مکہ مکرمہ میں علاج کیا گیا مگر افاقہ نہ ہوا، کسی نے عبدالمطلب سے کہا عکاظ کے علاقے میں ایک راہب ہے، جو آنکھوں کا علاج کرتا ہے، عبدالمطلب پوتے کو لے کے وہاں پہنچے، عبادت گاہ کا دروازہ بند تھا،

عبدالمطلب نے آواز دی مگر راہب نے کوئی جواب نہ دیا، اچانک عبادت گاہ میں شدید زلزلہ آیا، راہب ڈرا کہ ابھی یہ عبادت گاہ مجھ پہ آ گرے گی، فوراً باہر نکلا، دوائی دی اور عبدالمطلب سے کہنے لگا کہ یہ اس امت کا نبی ہے، اس کو لے جاؤ، اس کی حفاظت کرو، کہیں اہل کتاب میں سے کوئی انہیں قتل نہ کر دے۔ ایک روایت میں یوں بھی ہے کہ اس راہب نے کتاب سے کچھ علامات دیکھ کے پہچان لیا اور کہا یہ خاتم النبیین ہیں، (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کا لعاب ہی ان کا علاج ہے، دادا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں پہ لگایا، تکلیف کا نام ونشان تک نہ رہا۔ (سیرت حلبیۃ ذکر کفالۃ جدہ عبدالمطلب ایاہ)

عکاظ......عرب کا مشہور ترین بازار اور میلہ تھا، ہر سال شوال، ذوقعدہ میں طائف کے قریب لگتا تھا، اس کا صدر مقام وہ میدان تھا جو نخلہ اور طائف کے درمیان واقع ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے تقریباً ۱۶ سال قبل اس جگہ کو عربوں کے قومی بازار کی حیثیت حاصل ہوئی، عرب کے لوگ ہر سال حج سے کچھ دن پہلے یہاں جمع ہوتے، شعر وشاعری اور فخر ومباہات پہ مبنی تقاریر کرتے، علم وادب کا بڑا دنگل ہوتا تھا، خرید وفروخت ہوتی۔

عـکـظ کے معنی ہیں فخر وغرور اور بڑائی بیان کرنا، اس لئے اس بازار کو عکاظ کہتے ہیں کہ یہاں لوگ اپنی بڑائیاں بیان کرتے، فخر وغرور میں ایک دوسرے پہ سبقت لے جانے کی کوشش کرتے، ۱۲۹ھ میں خوارج نے اس میں لوٹ مار کی تو ایسا ویران ہوا کہ پھر اس کی رونق بحال نہ ہوئی، اس کے آثار کھنڈرات کی شکل میں باقی ہیں۔ (تاریخ مکہ مکرمہ ص ۲۲، معجم البلدان ذکر عکاظ) اس قدیم یادگار کو تازہ کرنے کیلئے آج بھی طائف میں ایک مارکیٹ کا نام ''سوق عکاظ'' ہے، ایک کثیر الاشاعت اخبار کا نام بھی ''عکاظ'' ہے، طائف کے قریب 'سـوق عـكـاظ التـاريخـي' کے نام سے ایک عجائب گھر بھی قائم ہے، جہاں پرانی ثقافت کی اشیاء دیکھنے کو ملتی ہیں۔

سوق عکاظ کے کھنڈرات

The ruins of "Soq-e-Ak'kaz".

'سوق عکاظ عجائب گھر' کا مرکزی دروازہ

The main gate of the museum "Soq-e-Ak'kaz".

(شہر طائف اور سوق عکاظ کے بارے میں مزید تاریخی، ادبی اور بہت ہی دلچسپ معلومات آپ ہمارے سفرنامہ حجاز......آثار حبیب ﷺ کی خوشبو......میں پڑھ سکتے ہیں)

جبل ابوقبیس پر بارش کی دعا

عبدالمطلب کی بیوی کا نام رقیقہ تھا، مکہ مکرمہ میں قحط سالی کے زمانے میں خواب دیکھتی ہیں، کسی نے ان سے کہا: اے گروہ قریش! تم میں جو نبی ظاہر ہونے والا ہے، اس کے ظہور کا وقت آ گیا ہے، اس کے ذریعہ تمہیں زندگی یعنی خوب بارش اور شادابی ملے گی، تم اپنے معزز لوگوں میں سے ایک کا انتخاب کرو، جس کی یہ علامات ہوں، (پھر وہ علامات گنوائیں) سب مل کے ابوقبیس پہ جاؤ، بارش کی دعا کرو، سب آمین کہو، تمہیں سیراب کر دیا جائے گا۔

رقیقہ نے یہ خواب قریش کو بیان کیا، عبدالمطلب میں وہ علامات پائی گئیں، عبدالمطلب سب کو ساتھ لے کے جبل ابوقبیس پہ چڑھ گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نوعمر تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے موسلا دھار بارش ہوئی۔ (سیرت حلبیۃ ذکر کفالۃ جدہ عبدالمطلب ایاہ)

محبت وشفقت کے ابھی دو سال ہی مکمل ہونے کو تھے کہ دادا بھی اس ملکِ فانی کو الوداع کہہ گئے اور حجون کے مقام پہ مدفون ہوئے۔

شدید بارش کے بعد بیت اللہ میں سیلاب کا ایک منظر (قدیم تصویر) عشاق کعبہ پانی میں طواف کرتے ہوئے

The house of Allah (Bait-ul-Lah) flooded after heavy rains. Old picture. The lovers of Kaa'ba (pilgrims) can be see wading in the water for the "Tawaaf" ritual.

جبل ابی قبیس پر بنے ہوئے شاہی محلات، خصوصی مہمانوں کو یہاں ٹھہرایا جاتا ہے

The grand palaces on mount "Abi-Qabees", special guests are hosted and entertained here.

جبل ابوقبیس، کچھ صفات

جبل ابوقبیس.............. مسجد حرام کے قریب مکہ مکرمہ کا مشہور پہاڑ ..... ابوقبیس نام کے ایک شخص نے سب سے پہلے اس پہاڑ پہ مکان بنایا، یوں اس کا نام ابوقبیس پڑ گیا، زمانہ جاہلیت میں اسے ''امین'' کہا جاتا تھا، کیونکہ طوفانِ نوح کے وقت حجر اسود کو امانتاً یہاں رکھ دیا گیا تھا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کعبہ کے وقت پھر اسے اپنی جگہ نصب کیا، اس وقت اس پہاڑ پہ سعودی حکومت کے شاہی محلات ہیں، اس پہاڑ کی بہت سی خصوصیات ہیں۔ (اخبار مکۃ للفاکہی، ذکر ابراہیم النبی علیہ السلام لما امر ان ینادی فی الناس: رقم الحدیث ۲۲۹۲)

✿ ... اس پہاڑ اور اس کی چوٹی کو بارہا نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہوتا رہا، اور کچھ روایات کے مطابق شق القمر کا معجزہ بھی اس پہاڑ پہ رونما ہوا۔

✿ ... جب ابراہیم علیہ السلام تعمیر کعبہ سے فارغ ہوئے تو بحکم خداوندی لوگوں کو حج بیت اللہ کیلئے آواز دی، ایک روایت میں ہے مقام ابراہیم پہ کھڑے ہوکر، دوسری روایت میں ہے اس پہاڑ پہ چڑھ کے آواز دی۔ (اخبار مکہ لفا کہی: منھا موضع فوق ابی قبیس)

✿ ... روئے زمین پر سب سے پہلے اس پہاڑ کو رکھا گیا۔

✿ ... اس پہاڑ پہ ایک 'مسجد ابراہیم' تھی، مکہ مکرمہ کے ایک شخص نے کہا: کہ میں نے ایک دن ابوقبیس پہاڑ پہ کسی کی آواز سنی، دیکھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے جو نماز پڑھ رہے تھے۔ (ایضاً)

(اس مسجد کے بارے میں زیادہ تفصیلات کا علم نہ ہوسکا)

✿ ... قیامت کے دن حجر اسود ابوقبیس پہاڑ کی طرح عظیم ہوجائے گا اور ان سب لوگوں کے بارے میں شہادت دے گا جنہوں نے اس کا استلام کیا ہو۔ (اخبار مکہ للازرقی، باب ماجاء فی فضل الرکن الاسود)

✿ ... طائف والوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ستایا تو فرشتے نے آکر کہا: اگر اجازت ہوتو ان لوگوں پہ اخشبین کو گرادوں، اخشبین سے مراد مکہ مکرمہ کے دو پہاڑ، ایک جبل ابوقبیس اور دوسرا جبل قعیقعان۔ (تاریخ مکہ مکرمہ ص ۱۴۹)

✿ ... اس پہاڑ کی چوٹی پر مسجد حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھی۔ (میم نامہ حج: مؤلفہ الشیخ محمد مسعود شمیم: ص ۲۳: صولتیہ مکہ معظمہ)

بیت اللہ کی ایک قدیم تصویر، پس منظر میں جبل ابی قبیس پر مسجد بلال بھی نظر آرہی ہے (تصویر اندازاً 1980)

An old picture of Allah's house (Bait-ul-Lah). Masjid-e-Bilal (the mosque of Bilal) can be seen on mount Abi-Qabees in the background. (Photographed around 1980).

روشن چہرہ خانہ کعبہ میں

عبدالمطلب نے انتقال کے وقت اس گنج گراں مایہ کو اپنے بیٹے ابوطالب کے سپرد کیا، جنہوں نے اس عظیم امانت کو مرتے دم تک آغوشِ محبت میں رکھا، اپنی عمران کی حفاظت کیلئے وقف کردی عمر مبارک کے آٹھویں سال سے نبوت کے دسویں سال تک تقریباً ۴۲ سال عاشقانہ ووالہانہ انداز سے کفالت کی، اپنے بچوں سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال رکھتے۔

ابن عساکر رحمہ اللہ جلہمہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ مکہ مکرمہ آیا، قریش خشک سالی اور قحط کا شکار تھے، لوگ ابوطالب کے پاس آئے اور کہا کہ ملک میں سنگین بحران ہے، قحط ہے، بچے بڑے سب بھوکوں مر رہے ہیں، خدا کیلئے آیئے اور بارش کی دعا کیجئے، ابوطالب ایک چاند جیسے بچے کو لے کے نکلے جو ایسا لگتا تھا کہ اچانک اندھیرے میں سورج نکل آیا ہو، ابوطالب اس بچے کا ہاتھ تھامے خانہ کعبہ پہنچے، آسمان صاف تھا، بادل کا کہیں ایک ٹکڑا بھی نظر نہ آتا تھا، بچے کی کمر کو دیوار کعبہ سے لگایا اور خود بارش کی دعا میں مشغول ہو گئے، اچانک چاروں طرف سے بادل گھر آئے، موسلا دھار بارش ہونے لگی، میدانوں میں سیلاب آ گیا اور شہر و جنگل سرسبز و شاداب ہو گئے۔ (الخصائص الکبریٰ، باب استسقاء ابی طالب بہ)

ذوالمجاز بازار میں

ابو طالب کہتے ہیں کہ میں ایک بار اپنے بھتیجے کے ساتھ ذوالمجاز کے میلے میں تھا، اچانک مجھے پیاس لگی، بے تابی، بے صبری اور پیاس کی شدت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: ''بھتیجے! مجھے پیاس لگی ہے'' وہ فوراً سواری سے اترے اور کہنے لگے، ''چچا جان! آپ کو پیاس لگی ہے؟'' انہوں نے زمین پہ ایڑی ماری، وہاں سے عمدہ پانی نکل آیا، میں نے ایسا عمدہ پانی کبھی نہیں پیا، میں خوب سیراب ہو گیا تو انہوں نے پھر اسی جگہ پہ ایڑی ماری تو وہ جگہ دوبارہ ویسے ہی خشک ہو گئی۔ (سیرت حلبیۃ ذکر کفالۃ عمہ ابی طالب لہ صلی اللہ علیہ وسلم)

'سوق ذوالمجاز' کے قریب 'بئر ذوالمجاز' (ایک قدیم کنواں)

"Ber-Zul-Majaz" (an ancient well) near "Soq-Zul-Majaz".

جبل کبکب کے پاس 'سوق ذوالمجاز' کے آثار

The signs and impressions of "Soq-e-zul-majaz", near mount "Kab'kab".

عرفات سے آگے طائف کی طرف جانے والے راستہ پر الراشدیہ میں جبل کبکب کے دامن میں ایک بہت بڑا احاطہ ہے، اس کے چاروں طرف حکومت نے جنگلا لگا کر اسے آثارِ قدیمہ کی حیثیت دے دی ہے، ذوالمجاز بازار یہاں لگتا تھا، قریب میں ایک کنواں بھی ہے جو'بئر ذوالمجاز' سے مشہور ہے۔

"مجنة" بازار......مرالظہران (وادی فاطمہ) میں جبل اصفر کے قریب لگتا تھا، جہاں کنانہ قبیلہ کی زمین تھی، اب یہ جگہ''اطواء'' کے نام سے مشہور ہے، عرب لوگ جب عکاظ کے میلہ سے فارغ ہو جاتے، تو مجنة بازار پہنچتے، تجارت کرتے، اس سے فارغ ہوتے تو ذوالمجاز میں آتے، ایام حج تک یہ بازار لگا رہتا، پھر ایام حج شروع ہوتے ہی لوگ تجارت چھوڑ کے حج کیلئے پہنچ جاتے......۱۲۹ھ میں ابوحمزہ المختار خارجی کے فساد کی وجہ سے عکاظ بازار برباد ہوا، اس کے بعد مجنۃ اور ذوالمجاز بھی ویران ہو گئے، کوئی اثر باقی نہ رہا، اور لوگ مکہ، منیٰ اور عرفہ کے بازاروں پہ گزارا کرنے لگے۔ (معجم البلدان، ذکر مجنۃ۔ فی رحاب البیت العتیق)

جبل اجیاد میں بکریاں چرانا

غالباً عمر مبارک دس بارہ سال تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکریاں چرائیں، پہلے سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا کے گاؤں میں رضاعی بہن بھائیوں کے ساتھ بکریاں چراتے تھے، پھر مکہ مکرمہ میں بھی یہ مشغلہ اپنایا، حدیث میں ہے''جس نبی کو بھی اللہ تعالی نے مبعوث فرمایا اس نے بکریاں چرانے کا کام کیا ہے''صحابہ ﷺ نے پوچھا''یارسول اللہ! اور آپ؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''میں نے بھی مکہ والوں کی بکریاں چرائی ہیں''۔

دوسری روایت میں ہے اپنے گھر والوں کی بکریاں چرائی ہیں، چنانچہ فرمایا: ((وبعثت انا ارعی غنما لاهلی باجیاد)) مجھے پیغمبری ملی تو میں نے اجیاد میں اپنے گھر والوں کی بکریاں چرائیں۔ (سنن کبریٰ نسائی رقم الحدیث ۱۱۳۲۴: المکتبۃ الشاملۃ)

اجیاد......مکہ مکرمہ کا مشہور پہاڑ ہے، وہاں اہل مکہ اپنے جانور چراتے تھے، آجکل وہ پہاڑ شہر کی توسیع کی وجہ سے تقریباً ختم ہو چکا ہے، البتہ اس سمت کی طرف اشارہ کرنے کیلئے اس علاقے میں جو سڑک ہے اس کا نام''شارع اجیاد''، محلے کا نام''حی اجیاد'' ایک ہسپتال کا نام''مستشفیٰ اجیاد'' اور مسجد حرام کا ایک بڑا دروازہ جو اس سمت کھلتا ہے اس کا نام''باب اجیاد'' ہے۔

عمار بن یاسر ﷺ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور میں اکٹھے بکریاں چراتے تھے، ایک دن ہم دونوں نے کہا:''فلاں جگہ اچھی ہے، کل دونوں وہاں اکٹھے بکریاں چرائیں گے''......دوسرے دن میں وہاں آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے آ چکے تھے، اور اپنی بکریوں کو وہاں چرنے سے روک رہے تھے، میں نے پوچھا:''آپ بکریوں کو کیوں نہیں چرنے دے رہے؟'' فرمایا: ((واعدتک ولم اکن لادعها ترعی حتی تأتی))، کل وعدہ ہوا تھا ناں کہ اکٹھے بکریاں چرائیں گے، تو آپ جب تک نہیں آئے میں کیسے بکریاں وہاں چھوڑ دیتا۔ (اخبار مکۃ للفاکہی، ذکر الاجیاد، رقم الحدیث ۲۲۳۸)

جابر ﷺ کہتے ہیں کہ ہم مرالظہران (وادی فاطمہ) میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، پیلو کے پھل چننے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''سیاہ سیاہ چنو، وہ خوش ذائقہ اور زیادہ لذیذ ہوتے ہیں، میں اپنی بکریاں چرانے کے زمانے میں اِسی قسم کے پیلو کھایا کرتا تھا''۔ (صحیح البخاری: باب الکباث وھو ثمر الاراک، رقم الحدیث ۵۰۳۳۔ صحیح ابن حبان، کتاب الاجارۃ، رقم الحدیث ۵۱۴۴)

شام کے شہر بصریٰ میں

ابوطالب تاجر آدمی تھے، تجارت کے سلسلے میں شام جانے کی تیاری کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جانے کی خواہش ظاہر کی، ابوطالب نے

سفر کی تکلیف وغیرہ کی وجہ سے ٹالنا چاہا، مگر دل شکنی گوارا نہ تھی، کہنے لگے، خدا کی قسم! میں ان کو ضرور ساتھ لے جاؤں گا، نہ یہ مجھ سے جدا ہو سکتے ہیں اور نہ میں ان کو چھوڑ کے جا سکتا ہوں۔ جب شہر بصریٰ کے قریب پہنچے تو وہاں ایک راہب رہتا تھا جس کا نام جرجیس تھا، بحیرا راہب سے مشہور تھا، پہلے جب قریش کے قافلے اِدھر سے گزرتے تھے تو اس نے کبھی پوچھا تک نہیں، اب کی بار جب قافلہ وہاں پہنچا اور ٹھہرا تو وہ راہب اپنی خانقاہ سے نکل آیا، سب کو غور سے دیکھتا رہا، آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کے کہنے لگا'' یہ سب لوگوں کا سردار، رب العالمین کا رسول ہے، اللہ تعالی اس کو رحمت للعالمین بنا کر مبعوث فرمائے گا'' [صلی اللہ علیہ وسلم]۔ قریش کہنے لگے آپ کو کیسے اس کا علم ہوا؟ راہب کہنے لگا جب تم گھاٹی سے اتر رہے تھے تو سب شجر و حجر اس کو سجدہ کر رہے تھے، اور یہ نبی کے بغیر کسی کو سجدہ نہیں کرتے، پھر اس نے سب قافلہ والوں کی دعوت کی۔

اس نے ابو طالب سے کہا کہ آپ ان کو واپس لے جائیں ان کی حفاظت کریں، رومی لوگ ان کو دیکھ کر، علامات سے پہچان کر ان کو قتل کر دیں گے، پس ابو طالب نے جلدی سے اپنا کام نمٹایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ واپس لے آئے۔ (ترمذی، باب ماجاء فی بدء النبوۃ۔ الخصائص الکبریٰ باب سفر النبی صلی اللہ علیہ وسلم مع عمہ ابی طالب الی الشام)

بحیرا راہب کا گرجا: مقام بصریٰ میں سینٹ سرجیئس کی خانقاہ تھی، جس میں ایک بڑا گرجا بھی تھا، جس کی دیواریں اور محراب ابھی تک باقی ہیں، اسی جگہ پہ بحیرا راہب کی اقامت گاہ تھی۔ بصریٰ شہر میں ایک مسجد جامع مسجد مبرک الناقہ کے نام سے ہے، یہ مسجد بصریٰ میں اس مقام پہ واقع ہے، جہاں اس اونٹ نے گھٹنے ٹیک دیے تھے، جو قرآن مجید کے ''شامی'' نسخے کو لئے جا رہا تھا، بہت قدیم مسجد ہے، اس کے ساتھ ایک حنفی مدرسہ تھا جو اس کے پہلو میں ۵۳۰ھ 1136ء میں بنایا گیا تھا، مسجد مبرک کے اردگرد ایک مشہور قبرستان بھی ہے۔ (اٹلس سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱۰۰) ایک قول یہ بھی ہے کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے بصریٰ شہر کی طرف سفر کرتے ہوئے اس جگہ پر اونٹنی بٹھائی تھی، پھر یہاں مسجد بنادی گئی۔

'مسجد مبرک الناقہ' کا اندرونی و بیرونی نظارہ

The interior and exterior view of the mosque "Masjid Mabrak-un-Naaqa".

بحیرا راہب کی اقامت گاہ کا اندرونی و بیرونی منظر

The interior and exterior view of the abode of the hermit "Buhayra".

بحیرا راہب کے گرجا گھر کے بارے میں ایک تحقیق تو یہ ہے، اور ایک تحقیق کتاب کے آخر میں ''آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی یادگار، اردن کا مبارک درخت'' عنوان کے تحت آرہی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ خانقاہ بحیرا راہب کا محل وقوع اردن کے ایک ریگستان میں ہے، جہاں دائیں بائیں قریب میں کوئی آبادی نہیں ہے، شیخ الاسلام حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم وہاں پہنچے ہیں اور اپنے سفر کی پوری روئیداد بیان فرمائی ہے اور دلائل سے اس کو ثابت کیا ہے...... اب یوں کہا جاسکتا ہے کہ لوگوں میں جو بحیرا راہب کا گرجا مشہور ہے، ہوسکتا ہے کہ یہ کسی اور راہب کا گرجا ہو اور بحیرا راہب کے گرجا کے نام سے مشہور ہو چکا ہو۔

حربِ فجار میں شرکت

قبل از اسلام کی عرب لڑائیوں میں یہ ایک مشہور اور خطرناک قسم کی لڑائی تھی، قریش اور قبیلہ قیس کے درمیان یہ معرکہ سوق عکاظ والی جگہ میں پیش آیا، اس سال بازارِ عکاظ نہ لگ سکا۔

قریش کے تمام خاندان اس میں زور شور سے شریک ہوئے، یہ لڑائی کئی دن تک جاری رہی، بالآخر صلح پر جنگ کا خاتمہ ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس لڑائی کے چند دنوں میں اپنے چچاؤں کے اصرار پہ شریک ہوئے، ان کو تیر اٹھا اٹھا کر دیتے تھے، خود کسی پہ ہاتھ نہیں اٹھایا، جنگ نہیں کی، بقول

ابن ہشام عمر مبارک اس وقت چودہ یا پندرہ سال تھی، محمد ابن اسحاق کا کہنا ہے کہ اس وقت عمر مبارک بیس سال تھی۔ (سیرت ابن ہشام ذکر حرب الفجار)

عبداللہ بن جدعان کے گھر

عرب میں لڑائیوں نے سینکڑوں گھرانے برباد کردیئے قتل وقتال اور سفاکی نے سب کا سکون چھین لیا تھا، چنانچہ کچھ لوگوں کی کوشش اور خواہش پر امن وسلامتی کا معاہدہ عمل میں آیا، بنو ہاشم اور دوسرے قبائل مکہ مکرمہ کے مشہور سخی اور فیاض شخص عبداللہ بن جدعان کے گھر جمع ہوئے، اس نے سب شرکاء کیلئے زبردست قسم کا کھانا تیار کیا، اس امر پر عہد اور حلف لیا گیا کہ ہر شخص مظلوم کی حمایت ونصرت کرے گا، خواہ اپنا ہو یا پرایا، وطنی ہو یا پردیسی، کوئی ظالم مکہ مکرمہ میں نہیں رہ سکے گا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں بھی اس مکان میں اور اس معاہدہ میں شریک تھا، اس معاہدہ کے مقابلہ میں اگر مجھ کو سرخ اونٹ دیئے جاتے تو ہرگز پسند نہ کرتا، اور آج بھی کوئی اس قسم کے معاہدے کیلئے بلائے تو تیار ہوں۔

اس معاہدے کو تاریخ میں ''حلف الفضول'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، عبداللہ بن جدعان بڑا سخی آدمی تھا، کہتے ہیں اس کے ہاں کھانے کا اتنا بڑا دیگ نما برتن تھا کہ اونٹ پر سوار شخص بیٹھے بیٹھے اس برتن میں سے کھالیتا تھا، ایک بار اس دیگ میں ایک بچہ گر گیا تو وہ اسی میں ڈوب کے مرگیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں سخت دوپہر کے وقت ابن جدعان کے برتن کے سائے میں بیٹھا کرتا تھا۔ (سیرت حلبیۃ، باب شہودہ صلی اللہ علیہ وسلم حلف الفضول)

بازار بصریٰ میں نورِ نبوت

قریش مکہ جب اپنا قافلہ تجارت کیلئے بھیجتے تو مکہ مکرمہ کی عفیف وپاکدامن، طاہرہ وسیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بھی کسی کو اپنا مال دے کے بھیجتیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت ودیانت کے ہر طرف چرچے تھے، سیدہ بھی اس شہرت سے آشنا تھیں، عمر مبارک کا پچیسواں سال تھا، سیدہ نے پیشکش کی کہ اگر آپ میرا مال تجارت لے جائیں تو دوسروں سے دگنا نفع دوں گی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابو طالب کی گھریلو پریشانی اور تنگدستی کو دیکھ کے اسے قبول کرلیا، تجارت تو بہانہ تھا، اصل میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تقدیر بدلنے کا خدائی فیصلہ ہو چکا تھا، اور یہی شغلِ تجارت ہی ان کے ام المؤمنین ہونے کا ذریعہ بنا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام میسرہ کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوئے، بصریٰ شہر میں پہنچے، ایک سایہ دار درخت کے نیچے بیٹھے، نسطورا نامی راہب دوڑتا ہوا آیا اور میسرہ سے پوچھا ''یہ کون ہیں؟'' میسرہ نے تعارف کرایا، راہب کہنے لگا کہ اس درخت کے نیچے نبی کے سوا کوئی نہیں بیٹھا، پھر اس نے میسرہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی سرخی کے بارے میں پوچھا، میسرہ نے کہا، یہ سرخی کبھی ان سے جدا نہیں ہوئی، اس نے پکار کر کہا ''ھوھو وھو نبی وھو آخر الانبیاء'' (یہ وہی ہیں یہ آخری نبی ہیں)

میسرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک لمحہ کو دیکھتا رہا، بہت متاثر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرافت، سچائی، خوش اخلاقی اور ایمان داری نے اس کا دل موہ لیا تھا، اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی محبت ہوگئی گویا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام بن گیا، نورِ نبوت کا خوب مشاہدہ کیا، وہ دیکھتا تھا کہ دوپہر کا وقت ہوتا، گرمی اپنے شباب پر ہوتی تو دو فرشتے دھوپ سے بچاؤ کیلئے آپ پہ سایہ کئے ہوئے ہوتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے تجارت میں خوب نفع ہوا۔ (سیرت حلبیۃ باب سفرہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الشام ثانیاً بتلخیص)

وادی فاطمہ (جموم) میں پڑاؤ

شغلِ تجارت سے فراغت کے بعد واپسی ہوئی، جب قافلہ مرالظہر ان پہنچا، تو میسرہ نے کہا، یا محمد! [صلی اللہ علیہ وسلم] آپ پہلے چلے جائیں اور جو نفع خدیجہ رضی اللہ عنہا کو آپ کی وجہ سے ملا ہے، اس کی اطلاع کریں، وہ آپ کا احسان یاد رکھیں گی (ممکن ہے جو اجرت مقرر ہوئی ہے، اس میں بھی وہ اضافہ کردیں)...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے روانہ ہوئے، دوپہر کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ پہنچتے ہیں، خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنے بالا خانہ سے دیکھ رہی تھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ پہ سوار ہیں، اور دو فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہ سایہ کئے ہوئے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالات بتائے، میسرہ بھی آپہنچے، انہوں نے سفر کا پورا قصہ سنایا، یہ تجارت کامیاب تجارت تھی، دوگنا نفع ہوا، خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جو معاوضہ طے کیا تھا، وہ بھی دگنا کردیا۔ (سیرت حلبیۃ باب سفرہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الشام ثانیاً بتلخیص)

مرالظہر ان ...... مکہ مکرمہ اور عسفان کے درمیان ایک وادی ہے، جس کو بطن مرو بھی کہا جاتا ہے، اب وادی فاطمہ کے نام سے مشہور ہے، یہ نسبت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف نہیں بلکہ ترکی عہد میں فاطمہ نامی ایک دولت مند عورت کی طرف ہے، یہ وادی شاداب ہے، مکہ مکرمہ میں تازہ سبزیاں بھی اس جگہ سے جاتی تھیں، مکہ مکرمہ کے لوگ کبھی پکنک کی غرض سے بھی یہاں آیا کرتے ہیں، اس وادی سے پہلے مشہور مقام 'جموم' ہے، جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پہ قیام فرمایا، جہاں قیام فرمایا اس جگہ پر مسجد فتح ہے، اس کا تذکرہ فتح مکہ کے باب میں آئے گا۔

سرسبز و شاداب 'وادی فاطمہ (الجموم)' کا ایک خوشنما منظر

A pleasant view of the lush green valley "Waadee-e-Fatima" (Al-jumoom).

عام طور پر مرالظہر ان کو وادی فاطمہ اور جموم بھی کہا جاتا ہے، احادیث میں مرالظہر ان کا ذکر کثرت سے ہے، موقع بموقع اس کا تذکرہ ہوتا رہے گا، جموم مدینہ منورہ روڈ (طریق ہجرت) پر مکہ مکرمہ سے شمال میں ۲۵ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ (جزیرۃ العرب، تاریخ مکہ مکرمہ لدکتور شیخ محمد الیاس)

حباشۃ کی منڈی، جرش شہر کا سفر

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مالِ تجارت کے سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ اور سفر بھی کئے، حباشہ کی منڈی کا ذکر بھی ملتا ہے، یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑوں کی تجارت کی، خوب نفع ہوا، حکیم بن حزام نے حباشہ کے بازار میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تہامہ کے کپڑے کا لین دین کیا۔ (سیرت حلبیۃ باب سفرہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الشام ثانیاً)

حباشہ......یمن میں ایک جگہ کا نام ہے، ہر سال رجب کے مہینے کے شروع میں تین دن یہ بازار لگتا تھا، یہ جگہ مکہ مکرمہ سے چھ رات کی مسافت پر تھی، جاہلیت کے بازاروں میں سب سے آخر میں ویران ہونے والا بازار یہی ہے، ۱۹۷ھ کے لگ بھگ یہ ویران ہوا، ازدی قبیلہ کے لوگوں نے قتل قتال کیا، تو مکہ مکرمہ کے فقہاء نے گورنر مکہ داؤد بن عیسی کو مشورہ دیا کہ اس بازار کو ہی ویران کر دیا جائے، چنانچہ اسے ویران کر دیا گیا۔ (اخبار مکۃ للازرقی، حج اھل الجاہلیۃ ومواسمھم)

مستدرک حاکم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جرش کی طرف دو سفروں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمات حاصل کیں اور دونوں بار جوان اونٹنی کا معاوضہ طے ہوا۔ (المستدرک للحاکم ذکر خدیجۃ بنت خویلد رضی اللہ عنہا رقم الحدیث ۴۸۲۱)

جرش......یمن میں ایک جگہ کا نام ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ جرش کا بازار وہی حباشہ کا ہی بازار ہے۔ (سیرت حلبیۃ، باب، سفرہ ﷺ الی الشام ثانیاً)

سیدہ خدیجہ، ام المؤمنین رضی اللہ عنہا

طاہرہ، سیدۂ قریش کے القاب سے یاد کی جاتی تھیں، عمدہ فضائل، شرافتِ نسبی وحسبی، حسن سیرت وصورت، پاکیزہ افعال جیسی خوبیوں سے متصف تھیں، پہلے دو نکاح ہو چکے تھے، مگر اب بیوگی کی زندگی گزار رہی تھیں، کئی سرداروں کے پیغامِ نکاح آئے، مگر خداوند قدوس کی طرف سے سیدہ کا انتخاب اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہو چکا تھا۔ سفرِ شام کے تقریباً تین ماہ بعد نکاح کی پیشکش کرتی ہیں، جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچاؤں کے مشورہ سے قبول کرتے ہیں، ابوطالب خطبۂ نکاح دیتے ہیں اور یوں رسمِ نکاح کے بعد سیدہ خدیجہ ام المؤمنین بن جاتی ہیں، رضی اللہ عنہا

سیدہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوب خدمت کی، وہ جانتی تھیں کہ میری دولت کیا دنیا کی ساری دولت اِن کے خاکِ پا کی قیمت نہیں ہو سکتی، اپنا سب کچھ ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر وقف کر کے ان پر قربان ہو گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی، سوائے صاحبزادے ابراہیم رضی اللہ عنہ کے، وہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے تھے، سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو اولاد ہوئی، ان میں بڑے بیٹے کا نام قاسم تھا، انہی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ہے ''ابوالقاسم''......قاسم چلتے پھرتے تھے مگر ابھی تک دودھ نہیں چھوڑا تھا، کہ انتقال کر گئے، دوسرے بیٹے کا نام عبداللہ اور لقب طیب وطاہر تھا، بیٹیاں چار تھیں، زینب، رقیہ، ام کلثوم، فاطمہ رضی اللہ عنہن، بیٹے کم سنی میں ہی انتقال کر گئے، البتہ بیٹیوں نے نبوت کا زمانہ پایا، سب ایمان لائیں، سب نے ہجرت کی۔ (الروض الانف وطبقات ابن سعد ذکر تزویج رسول اللہ ﷺ خدیجۃ بنت خویلد رضی اللہ عنہا)

مکان سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی مکان کی تاریخ گذشتہ صفحات میں گزر چکی ہے، شادی کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے

مکان میں منتقل ہو گئے، ہجرت تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی میں رہتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری اولاد اسی گھر میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئی، اگر چہ چاروں صاحبزادیاں (زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنہن) اسی مکان میں پیدا ہوئیں، مگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کی وجہ سے یہ مکان ''سیدہ فاطمہ کی جائے ولادت'' سے مشہور ہوا۔

ہجرت کے بعد یہ مکان عقیل کے قبضے میں آ گیا، عقیل نے اسے فروخت کر دیا تھا، پھر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو خرید کر یہاں مسجد بنا دی، شاید معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسی شخص سے خریدا، جسے عقیل نے بیچ دیا تھا، ایک قول یہ بھی ہے یہ مکان فتح مکہ کے وقت عقیل کے قبضے میں ہی تھا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کوئی سروکار نہیں رکھا۔

یہ مکان حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے مکان کے متصل تھا، اس کا محل وقوع سوق اللیل اور مروہ کے درمیان مروہ سے مشرقی رخ پر تھا، اس کی گلی کو زقاق الحجر، الصاغۃ اور العطارین کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب اس مکان کی جگہ مسجد تعمیر کرائی تو اپنے والد ابوسفیان کے مکان سے ایک دروازہ مسجد کی طرف کھلوا دیا، مسجد کا حدود اربعہ بیت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے برابر رکھا گیا اس میں کمی بیشی نہیں کی گئی، مختلف ادوار میں اس مسجد کی تعمیر ترمیم ہوتی رہی، سید عباس قطان نے ۱۳۶۹ھ میں اس جگہ بنات کا ایک مدرسہ تعمیر کرایا، پھر ۱۳۸۵ھ میں مسجد حرام کی توسیع ہوئی تو اس کو بھی بیرونی حصے میں شامل کر دیا گیا۔ (سیرت حلبیۃ، باب ذکر مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم، تاریخ مکہ مکرمہ لدکتور محمد الیاس عبدالغنی ص ۱۴۰)

اور اب یہ سوق وغیرہ، اردگرد کا تمام علاقہ توسیع حرم کی وجہ سے منہدم کر دیا گیا ہے۔

بیت خدیجہ رضی اللہ عنہا، انہدام سے پہلے کی تصاویر

The House of Khadija (RA)
(Bait-e-Khadija),
before demolition.

اس مکان کی بہت سی خصوصیات ہیں۔

- اسی مکان میں ام المومنین سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا۔
- مکی زندگی کی قرآن پاک کی سورتوں، آیات کا اکثر حصہ اسی گھر میں نازل ہوا۔
- اسی مکان سے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر ہجرت شروع ہوا۔
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری اولاد اسی گھر میں پیدا ہوئی، سوائے سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کے، وہ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔
- علماء کرام نے لکھا ہے ''ھذہ الدار ھی افضل مواقع مکۃ المکرمۃ بعد المسجد الحرام'' مسجد حرام کے بعد مکہ مکرمہ کے مقامات میں سب سے افضل مقام یہ ہے۔

⚜...... بار ہا اس مکان میں سیدنا جبریل علیہ السلام اللہ تعالی کا پیغام لے کے آئے، ایک بار جبریل امین تشریف لائے اور فرمایا: ابھی تھوڑی دیر میں خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا آپ کی خدمت میں کچھ کھانے پینے کی چیز لے کر حاضر ہو رہی ہیں، جب وہ آئیں تو انہیں رب العالمین کا سلام اور میرا سلام بھی پیش فرما دیں اور انہیں جنت کے ایک ایسے ذی شان محل کی بشارت دیں، جو خالص مروارید کا بنا ہوا ہے جس میں قطعاً رنج وغم نہیں ہوگا۔ (صحیح البخاری باب تزویج النبی ﷺ خدیجہ وفضلھا)

بیت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تفصیل

بیت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

مصلیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم:۔ یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم عبادت فرمایا کرتے تھے، اور اسی جگہ پہ وحی اترتی تھی، اس کمرہ کے اندر ایک گہری جگہ تھی جس کے متعلق یہ لکھا گیا ہے کہ یہاں آقا صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرمایا کرتے تھے۔

غرفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم:۔ یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں کے ساتھ رہائش رکھتے تھے۔

مولد فاطمہ:۔ دائیں جانب والے کمرہ کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی جائے ولادت ہے، اور مشہور ہے کہ نشان زدہ جگہ پہ جو پتھر ہے، اس جگہ پہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ولادت ہوئی۔

مکان استقبال الوفود:۔ یہ مہمان خانہ ہے، جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم آنے والے مہمانوں، وفود سے ملاقات کرتے تھے۔

مکان التجارۃ:۔ کھلی جگہ پر سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا مال تجارت رکھتی تھیں۔ (تاریخ المکۃ المکرمۃ: ص۳۵۵)

بیت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مختلف کمروں کے مناظر، انہدام کے وقت کی تصاویر

The scenes of various rooms of The House of Khadija (RA) (Bait-e-Khadija), at the time of demolition.

بیت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نقشہ۔ یہ مبارک گھر اب مسجد حرام کی توسیع میں آ گیا ہے
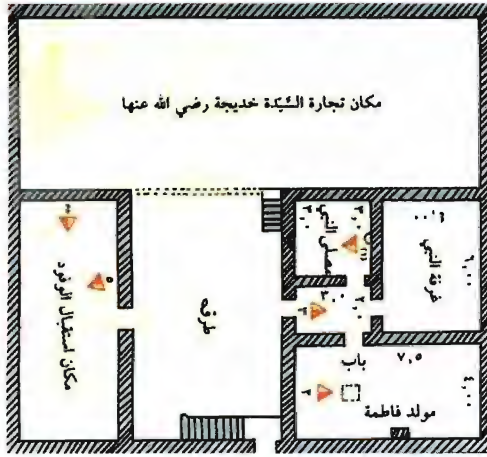
A map of the house of Khadija (RA) (Bait-e-Khadija). This blessed house is now consumed in the expansion of Masjid-e-Haraam.

شریر پڑوسی

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں دو پڑوسیوں کے شر کے درمیان تھا، ابولہب اور عقبہ بن ابی معیط، دونوں پاخانہ، ناپاک، گندی چیزیں اٹھالاتے اور میرے دروازے پہ ڈال جاتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لاتے اور فرماتے: ((یا بنی عبد مناف ای جوار ھذا)) ''اے بنی عبدمناف! یہ کون ساحقِ ہمسائیگی ہے''، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم راستے سے گندگی صاف فرماتے۔ (طبقات ابن سعد، ذکر دعاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الناس الی الاسلام)

بیتِ خدیجہ کے ساتھ ہی متصل بیتِ ابوسفیان تھا، اسی گھر کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پہ فرمایا: ((من دخل دار ابی سفیان فھو آمن)) جو ابوسفیان کے گھر میں آ گیا وہ امن میں ہے، خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے باہر ایک بڑا پتھر تھا، ایک قول یہ ہے اس پتھر کے نیچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابولہب وغیرہ کے گھروں کی طرف سے آنے والے پتھروں سے بچنے کیلئے پناہ لیتے تھے، بعض نے کہا نہیں، بلکہ وہ پتھر رفاف کے طور پر تھا، یعنی عرب لوگ سامان وغیرہ رکھنے کیلئے پتھروں سے کام لیتے تھے، جیسے سیڑھی نما لکڑی کے تختے سامان کیلئے رکھے جاتے ہیں۔ (اخبار مکۃ للفاکہی، ذکر بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

معاصی اور رسومِ جاہلیت سے اجتناب

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں جوان ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت فرمائی، جاہلیت کی برائیوں، خرافات سے محفوظ رہے، فحش اور اخلاق رذیلہ سے انتہائی دور...... حسنِ اخلاق، راست گوئی، صداقت وامانت اور شرافت حسب ونسب میں سب سے آگے تھے۔

زمانہ جاہلیت میں شراب نوشی عام تھی، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی شراب کے قریب بھی نہ گئے، بتوں کی پوجا پاٹ کا زور تھا، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی غیر اللہ کی عبادت نہ کی...... ایک بار قریش کی ایک دعوت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا کیونکہ وہ جانور بتوں

کے نام پر ذبح شدہ تھا۔

حدیث شریف میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے جاہلیت کی کسی بات کا خیال تک نہ آیا''......ایک بار مکہ مکرمہ کے کسی گھر میں داخل ہوا، میں نے پوچھا کیا ہو رہا ہے؟...... مجھے بتایا گیا، کہ کسی کی شادی ہے، گانے بجانے کی محفل تھی، مگر اللہ تعالی نے اس لہو ولعب سے میری حفاظت فرمائی، مجھ پہ اللہ تعالی نے نیند طاری کر دی۔ (السیرۃ الحلبیۃ، باب ماحفظہ اللہ تعالی بہ فی صغرہ صلی اللہ علیہ وسلم من امر الجاہلیۃ)

'مقام ابراہیم'......'باب بنوشیبہ' کی بہت پرانی تصویر

A very old picture of "Maqaam-e-Ibrahim" (the place of Ibrahim) & "Baab-e-Banu Shayba".

مسجد حرام کی قدیم تصویر، جس میں 'باب بنوشیبہ' بھی نظر آ رہا ہے

An ancient picture of Masjid-e-Haraam, in which the gate "Baab-e-Banu Shayba" can be seen.

بابِ بنوشیبہ سے آمد

عمر مبارک ۳۵ سال تھی، قریش نے کعبہ کی تعمیر کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس تعمیر میں شریک ہوئے، جبل کعبہ (حارۃ الباب) سے پتھر ڈھو ڈھو کر لاتے تھے، حجر اسود کی تنصیب کا وقت آیا تو ہر ایک کی یہ خواہش تھی کہ یہ خدمت اس کے ہاتھ سے انجام پائے، جھگڑا شروع ہو گیا، تلواریں تک نکل آئیں، چار پانچ دن اسی کشمکش میں گزر گئے، آخر ابو امیہ جو قریش میں سب سے معمر تھا، نے رائے دی کہ کل صبح جو سب سے پہلے باب بنوشیبہ سے حرم میں داخل ہوگا، اسی کی رائے کے مطابق عمل ہوگا۔

کرشمۂ قدرت کہ اگلے دن سب سے پہلے حرم میں پہنچنے والے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چادر منگوا کے حجر اسود اس میں رکھ کر تمام قبائل کو اس میں شریک کر کے حجر اسود کو اس کی جگہ نصب کیا۔ (سیرۃ ابن ہشام، ذکر اختلاف قریش فیمن یضع الحجر)

باب بنوشیبہ......قریش کے رہائشی علاقے کی سمت حرم شریف میں داخل ہونے کیلئے ایک راستہ تھا، پھر شیبہ بن عثمان مجاورِ حرم کے گھر کے پاس اس گذرگاہ کو دروازہ بنا دیا گیا، اور اس کا نام ''باب بنوشیبہ'' پڑ گیا، مہدی کے زمانے میں جو توسیع ہوئی، اس میں یہ دروازہ مطاف میں آ گیا، جس کے نشان کو باقی رکھا گیا، جو مقام ابراہیم کے قریب ماضی قریب تک موجود تھا، سعودی دور میں حرم کی توسیع کی غرض سے اس کو ختم کر دیا گیا، اور اس کی یادگار کے طور پر صفا و مروہ کے درمیانی دروازوں میں سے ایک دروازے کا نام 'باب بنی شیبہ' رکھا گیا......اب صفا مروہ کی توسیع جدید کے وقت باب بنوشیبہ

کی نشاندہی بھی ختم کر دی گئی ہے، ہوسکتا ہے بعد میں دروازوں کے نام رکھے جائیں۔

حجۃ الوداع کے موقع پر اور اسی طرح فتح مکہ کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی دروازے سے بیت اللہ میں داخل ہوئے، اس وقت عمارت یہیں تک تھی۔ (تاریخ مکہ مکرمہ ص۴۲، فی رحاب البیت العتیق)

وہ مسجد حرم میں ملیں گے

زید بن حارثہ ﷜ کو ڈاکوؤں نے پکڑ کر غلام بنا کر بیچ دیا تھا، پھر یہ بکتے بکتے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا تک پہنچے، ادھر سے زید ﷜ کے والد کو لختِ جگر کے بارے میں اطلاع ملی کہ وہ مکہ مکرمہ میں ہے، حارثہ اپنے بھائی کعب کے ساتھ مکہ مکرمہ پہنچے، تاکہ کچھ فدیہ وغیرہ دے کر اپنے بیٹے کو آزاد کرائیں، ایک روایت میں ہے کہ یہ دونوں مکہ مکرمہ پہنچے، لوگوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پوچھا، لوگوں نے کہا:......وہ آپ کو مسجد حرم میں ملیں گے۔

انہوں نے آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید ﷜ کو اختیار دیا، ان کے ساتھ جانا چاہتے ہو، یا میرے ساتھ رہنا پسند کرتے ہو؟ زید ﷜ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنا پسند کیا۔

آقائے شفیق صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس محبت کا خوب صلہ دیا، حجر اسود کے پاس ان کو لے جا کر اعلان کیا، "زید آج سے میرا بیٹا ہے، میں اس کا اور یہ میرا وارث ہے"، پھر زید ﷜ "زید بن محمد" کے نام سے پکارے جانے لگے، یہاں تک قرآن کریم کی آیت اتری ﴿اُدْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ﴾ (سورۃ الاحزاب آیت ۵) "ہر ایک کو اس کے باپ کے نام سے پکارو"، تو لوگ پھر "زید بن حارثہ" ﷜ کہنے لگے۔ (سیرت حلبیہ، باب ذکر اول الناس ایماناً به ﷺ)

وادی بلدح میں

بعثت سے قبل ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم وادی بلدح میں زید بن عمرو بن نفیل کے ساتھ جمع ہوئے، دستر خوان لایا گیا، اس میں ایسی بکری کا گوشت تھا جو غیر اللہ کے نام پہ ذبح کی گئی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں تو اس سے کچھ نہیں کھاؤں گا"......پھر زید بن عمرو کہنے لگے "میں اس سے نہیں کھاتا جو بتوں کے نام پہ ذبح کیا جائے، میں تو وہی کھاتا ہوں جو اللہ کے نام پہ ذبح کیا جائے"......اور زید بن عمرو قریش کو بھی منع کیا کرتے تھے، کہ اللہ نے ہی بکری پیدا کی، آسمان سے اُسی نے ہی پانی اتارا، اُسی نے بکری کیلئے گھاس اگایا اور تم اس کو غیر اللہ کے نام پہ ذبح کرتے ہو؟۔ (صحیح البخاری، باب حدیث زید بن عمرو بن نفیل، رقم الحدیث ۳۵۴۰)

بلدح......مکہ مکرمہ کی ایک وادی کا نام ہے، اس کے اعلیٰ حصہ کو (جو کہ حراء کے پاس ہے) 'وادی العشر' کہا جاتا ہے، جب یہ وادی تنعیم اور مکہ مکرمہ کے درمیان سے گزرتی ہے تو اس کا نام 'فخ' ہے، (آجکل اس کو الزاہر کہا جاتا ہے) اور جب جبل ملحات سے گزرتی ہے تو اس کا نام 'بلدح' ہے، (آجکل اس کو ام الدود (ام الجود) کہا جاتا ہے) پھر حدیبیہ سے ہوتے ہوئے یہ وادی مر الظہران (وادی فاطمہ) میں جا گرتی ہے۔ (معجم المعالم الجغرافیۃ ۴۹)

شجر وحجر کا سلام

سمرہ بن جندب ﷜ کی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں مکہ مکرمہ کے اس پتھر کو اب بھی جانتا ہوں جو میرے ظہور سے پہلے

مجھے سلام کیا کرتا تھا۔(الصحیح لمسلم، باب فضل نسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وتسلیم الحجر، رقم الحدیث ۴۲۲۲)

یہ پتھر کون سا تھا؟ یا تو حجر اسود تھا یا یہ وہ پتھر تھا جو ''زقاق حجر'' سے مشہور تھا، زقاق حجر نامی گلی میں، مسجد اور بیت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے درمیان تھا۔

سیدہ عائشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتی ہیں کہ ''جب جبریل امین پیغامِ رسالت لے آئے تو اس کے بعد میں جس درخت اور پتھر سے گزرتا تو آواز آتی......''**السلام علیک یا رسول الله**''۔(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، باب علامات النبوت)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ مکرمہ کے نواحی علاقے میں گیا تو جس پہاڑ اور درخت سے ہم گزرتے وہ کہتا''**السلام علیک یا رسول الله**''۔(سنن ترمذی، باب فی آیات اثبات نبوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

'اِلَیَّ یارسولَ اللہ'

سب سے پہلے جس چیز سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی ابتدا ہوئی، وہ سچے خواب تھے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہائی محبوب ہوگئی، غارِ حرا میں جا کے عبادت فرماتے۔

عبادت کیلئے غارِ حرا کا انتخاب کیوں ہوا؟ ابن ابی جمرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں، اس جگہ کا انتخاب اس لئے فرمایا کہ وہاں سے بیت اللہ شریف سامنے نظر آتا ہے، تو وہاں بیٹھ کر گویا تین عبادتیں حاصل ہوتیں، خلوت، تعبد (عبادت)، بیت اللہ کی زیارت۔(فتح الباری کتاب التعبیر، باب اول مابدئ بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الوحی الرؤیا الصادقۃ)........ یہ اس زمانہ کی بات ہے، آجکل شہر میں وسیع پیمانے پہ بڑی بڑی عمارتیں تعمیر ہونے کی وجہ سے حرا پہاڑی سے بیت اللہ کی عمارت تو نظر نہیں آتی، البتہ جب آپ غار حرا میں بیٹھیں تو غار سے بیت اللہ کی جانب ایک سوراخ ہے، اس سے اگر دوربین سے دیکھا جائے تو مسجد الحرام کا علاقہ، احاطہ صاف دکھائی دیتا ہے۔

اس غار اور اس پہاڑ کی بڑی خصوصیات ہیں۔

- ......اِسی پہاڑ پر پہلی وحی اتری۔
- ......اِسی پہاڑ کے قریب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کو اُن کی اصل شکل میں دیکھا۔
- ......سفرِ طائف سے واپسی پہ افسردہ وغمزدہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ جانے کے بجائے، اسی پہاڑی پہ قیام فرمایا۔
- ......حرا وہی پہاڑی ہے جس نے آواز دی تھی،''**إلَیَّ یارسول اللّٰہ**'' یہ آواز اس وقت دی تھی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ثبیر پہاڑ پر تھے، اس پہاڑ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا:''**اھبط عنی فانی اخاف ان یقتلوک علی ظھری فیعذبنی اللہ**'' ''مجھ پر سے آپ اتر جائیں کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ آپ یہاں قتل نہ ہو جائیں اور اس کے نتیجہ میں مجھے عذاب دیا جائے''......تو حرا پہاڑ نے کہا''**إلَیَّ یارسول اللّٰہ**'' میری طرف تشریف لائیے یارسول اللہ!۔(قرطبی تحت آیۃ البقرۃ ۷۴)

بغوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ثبیر نے یہ اس وقت کہا تھا، جب کفار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں تھے۔(تفسیر بغوی: آیۃ البقرۃ ۷۴)

ثبیر: مکہ مکرمہ سے منی کو جاتے ہوئے جبل حرا کے مقابل پہاڑ ہے، جو منی کے آخر تک پھیلا ہوا ہے۔

- ......ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ حرا پہاڑ پہ تھے، پہاڑ حرکت کرنے لگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حراء پہ پاؤں مارتے

ہوئے فرمایا:((اسکن حراء ،فما علیک الا نبی او صدیق او شهید)) (حرا! رک جاؤ،تم پہ نبی،صدیق اورشہید ہیں)اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوبکر،عمر،عثمان،علی،طلحہ،زبیر،سعد بن ابی وقاص تھے۔ (الصحیح لمسلم ،باب فضائل طلحۃ والزبیر رضی اللہ عنہما حدیث ۴۴۳۹)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشن گوئی کے مطابق صدیق اکبر کے علاوہ یہ سب صحابہ شہادت کے رتبے پہ فائز ہوئے۔

اس پہاڑ کو جبلِ نور بھی کہتے ہیں ،آجکل اسی نام سے مشہور ہے ،یہ مسجد حرام کے شمال مشرق میں سطح زمین سے ۲۸۱ میٹر کی بلندی پہ واقع ہے ،غار تک پہنچنے کیلئے پہاڑ پر چڑھتے ہوئے تقریباً ایک گھنٹہ لگ جاتا ہے ،غار کی شمالی سمت سے داخل ہونے کا ایک سوراخ ہے ،جس تک پہنچنے کیلئے دو پتھروں کے درمیان سے گزر کر جانا پڑتا ہے ،جن کا درمیانی فاصلہ صرف ۶۰ سنٹی میٹر ہے ،غار کی لمبائی تین میٹر اور چوڑائی کہیں کم کہیں زیادہ ہے ،زیادہ سے زیادہ چوڑائی 1.30 میٹر ہے ،اس میں دو آدمی آگے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں ،داہنی سمت بھی تھوڑی جگہ ہے ،جس پہ ایک آدمی بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے۔ (تاریخ مکہ مکرمہ لدکتور الشیخ محمد الیاس ص۱۴۴ بتغیر)

اس غار میں بیٹھنے ،عبادت کرنے سے عجیب نورانیت اور فرحت محسوس ہوتی ہے ،سکونِ قلب میسر ہوتا ہے ،یہاں پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت وریاضت اور مشقت کا احساس ہوتا ہے ،زائرین کو اس مقام پر حاضری دینی چاہئے مگر عورتیں نہ جائیں کیونکہ نامحرموں سے اختلاط جائز نہیں اور ضعیف لوگ بھی نہ جائیں کیونکہ پہاڑی پر چڑھنا کافی مشکل کام ہے۔

غار حرا کا اندرونی منظر، جہاں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے یادِالٰہی میں زندگی کی کئی راتیں گزاریں

"Ghaar-e-Hira" (the cave of Hira), where the blessed Prophet ﷺ spent many nights of his life in the remembrance of God.

دو پتھروں کے درمیان سے غار کی طرف جانے کا راستہ

The way leading to Ghaar-e-Hira (the cave of Hira) from in between two rocks.

نبوت کے پہلے ۱۳ سال

(مکی زندگی)

حرا پہاڑی پر پہلی وحی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم حرا پہاڑی پہ راز و نیاز میں مصروف تھے، اچانک امرِ حق آ گیا، فرشتہ غیب اللہ کا پیغام لے آیا، کہنے لگا "اِقـرأ" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((ماأنا بقارئی)) میں نہیں پڑھ سکتا، اس پر فرشتہ نے اس شدت سے دبایا کہ مشقت کی کوئی انتہاء نہ رہی، تین بار ایسا ہوا، پھر کہا:۔

"اِقْـرَأْ بِـاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ. خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ. اِقْرَأْ وَرَبُّکَ الْأَکْرَمُ. الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ. عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ"

(سورۃ العلق آیت ۱ تا ۵)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے، بدن مبارک پہ لرزہ اور کپکپی تھی، رفیقۂ زندگی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے کہنے لگے ((زملونی زملونی)) "مجھے کمبل اوڑھا دو، مجھے کمبل اوڑھا دو" کچھ دیر بعد گھبراہٹ دور ہوئی تو پورا ماجرا سنایا اور فرمایا: مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ میری جان نہ نکل جائے۔ سیدہ تسلی دیتے ہوئے بولیں: "نہیں تو، ہرگز ایسا نہیں ہوگا، خوش ہو جائیے، اللہ کریم آپ کو کبھی ضائع نہیں کریں گے، آپ صلہ رحمی کرنے والے، سچ بولنے والے، ناداروں کا بوجھ اٹھانے والے ہیں، فقیروں کو اپنی کمائی سے حصہ دیتے ہیں، ناگہانی مصائب میں مصیبت زدگان کی امداد کرتے ہیں"۔

اس میں تو اتفاق ہے وحیِ نبوت پیر کے دن ہوئی، مگر تاریخ کیا تھی، مشہور یہ ہے کہ ربیع الاول کی پہلی یا آٹھ تاریخ تھی، کچھ علماء کے ہاں رمضان المبارک کا مہینہ تھا، عمر مبارک مشہور قول کے مطابق ۴۰ سال تھی۔ (صحیح البخاری مع کشف الباری، باب بدء الوحی)

وحی کچھ دن کیلئے موقوف ہوگئی، اس سعادت کے وقتی رک جانے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر صدمہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دلبرداشتہ ہو کر متعدد دفعہ پہاڑ کی چوٹی پہ پہنچتے، کہ اپنے آپ کو پہاڑ کی چوٹی سے گرا دیں، مگر جبریل امین حاضر ہو کر کہتے: "یـا مـحـمـد! انک رسول اللہ حـقـا" محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اللہ کے سچے رسول ہیں، (گھبرائیے نہیں) یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گھبراہٹ دور ہو جاتی، دل مطمئن ہو جاتا، واپس گھر تشریف لے آتے۔ (صحیح البخاری کتاب التعبیر، باب اول مابدئ بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الوحی)

پیغامِ حق کی ادائیگی

اللہ کا پیغام، وحیِ نبوت آ پہنچی، اب اس کی دعوت اور تبلیغ کا مرحلہ تھا، رفیقۂ زندگی تو اول فرصت میں ہی تصدیق کر کے تسلیاں دے کر سعادت ایمانی سے مزین ہوگئیں، صاحبزادیاں بھی والدہ کے ساتھ دولت ایمانی سے بہرہ یاب ہوئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق و دوست حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی ذرہ برابر توقف نہ کیا، نبوت کی تصدیق کی، اور ہر لمحہ سچ کو سچ کہا، اسی لئے تو انہیں "صدیق" کہا جاتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد اور ظہور کے بے صبری سے منتظر ورقہ بن نوفل نے بھی پیغامِ حق پہ لبیک کہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش میں رہنے والے حضرت علی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام زید بن حارثہ بھی اس قافلۂ صدق وحق میں شامل ہو گئے۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین

بعض روایات کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اول وحی میں ہی نماز اور وضو کی تعلیم دی گئی، یوں یہ سب لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ اپنے رب سے مناجات میں بھی مشغول رہتے۔

رفقاء کا حلقہ وسیع ہونے لگا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دوستی کا خوب حق ادا کیا، عثمان، زبیر، سعد بن ابی وقاص، عبدالرحمٰن ابن عوف اور طلحہ رضی اللہ عنہم جیسے

قریش کے شرفاء ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے اولین ایمان لانے والوں میں تھے، ابوبکر رضی اللہ عنہ ان سب کو خدمت اقدس میں لے آئے، سب نے سعادت ابدی اختیار کی اور نماز پڑھی۔

اس کے بعد پھر بلال حبشی، عبداللہ بن مسعود، فاطمہ بنت خطاب، ارقم بن ابی الارقم، عمار بن یاسر کا گھرانہ، صہیب رومی، عثمان بن مظعون، خالد بن سعید، اور کئی صحابہ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ قبیلہ غفار کے ایک پردیسی حضرت ابوذر غفاری اپنے علاقے سے حق کی تلاش میں آ کے حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ رضوان الله عليهم اجمعين (سیرت حلبیۃ باب ذکر اول الناس ایمانا بہ صلی اللہ علیہ وسلم بتلخیص)

بکری کے خشک تھنوں میں دودھ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا ایک عجیب واقعہ ہے، فرماتے ہیں کہ میں خاندان عقبہ بن معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا، ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ادھر سے گزرے، پوچھا: ''کیا تمہارے پاس دودھ ہے؟'' میں نے کہا: ''میں امین ہوں''

فرمایا: ''تمہارے پاس کوئی بے دودھ کی بکری ہے؟''

میں نے ایک بکری پیش کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے تھنوں پہ اپنا دست مبارک پھیرا، اسی وقت اس کے تھنوں سے دودھ جاری ہوگیا، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک صاف پتھر کے پاس لے آیا، جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کا دودھ دوہا، ہمیں بھی پلایا اور خود بھی پیا، پھر بکری کے تھن سے فرمایا: ((اقلص)) سمٹ جا! چنانچہ وہ تھن بالکل ویسے ہوگئے جیسے پہلے تھے۔ یہ معجزہ دیکھ کر میں مسلمان ہوگیا، اور میں نے کہا: ''علمني يا رسول الله!'' (یارسول اللہ! مجھے تعلیم دیجئے، مجھے حقیقت بتلائیے)...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: ((بارك الله فيك، فانك غلام معلم)): اللہ تجھ میں برکت دے تو خدا کا تعلیم کردہ نونہال ہے۔ (سیرت حلبیۃ باب ذکر اول الناس ایمانا بہ صلی اللہ علیہ وسلم بتلخیص)

اسلام میں پہلا خون

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمادیا تھا کہ حکمت وبصیرت سے اسلام کو پھیلایا جائے، نماز کا وقت آئے، تو شہر سے باہر کسی سنسان گھاٹی یا کسی مقفل گھر میں نماز پڑھنے کا اہتمام کیا جائے، تین سال تک ایسا ہوتا رہا، مگر یہ احتیاطی تدبیریں زیادہ عرصہ تک کفار سے دعوت وعبادت کو نہ چھپا سکیں، ایک بار حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کچھ صحابہ کے ساتھ مکہ مکرمہ کی ایک گھاٹی میں نماز میں مصروف تھے، قریش کی ایک جماعت اُدھر آنکلی، انہوں نے جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز میں دیکھا تو غصے میں کھول اٹھے، برا بھلا کہتے ہوئے حملہ آور ہوئے، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے ان میں سے ایک کو پکڑ کے اس کے منہ پہ اونٹ کا جبڑا مارا، جس سے اس کی کھال پھٹ گئی، خون نکلا، یہ اسلام کے نام پہ بہایا جانے والا پہلا خون تھا۔

اس واقعہ کے بعد چونکہ مشرکین سے کھلے طور پر مقابلہ اور دشمنی ٹھن گئی تھی، اس لئے اب صحابہ رضی اللہ عنہم مکہ مکرمہ میں ہی ایک گھر میں جمع ہوتے، نماز پڑھتے، وہ گھر حضرت ارقم رضی اللہ عنہ کا تھا جو انہوں نے اسلام کیلئے وقف کررکھا تھا، نو مسلم نظریں بچا کر آتے، ایک دوسرے کی خیریت اور احوال پہ مطلع ہوتے، اس گھر نے مسلمانوں کو آپس میں مربوط اور منظم کردیا۔ (سیرت حلبیۃ ذکر استخفائہ صلی اللہ علیہ وسلم فی دار الارقم)

اسلام کا پہلا مرکز "دار ارقم"

دار أرقم...... پہلا دارالاسلام تھا، یہ مکان اس زمانے میں عام رہ گزر اور بستی سے الگ کوہِ صفا کے قریب واقع تھا، یہ دعوت وتبلیغ کا پہلا مرکز تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں تشریف فرما ہوتے، نومسلم آکر اس میں حلقہ بگوشِ اسلام ہوتے، حضرت ارقم رضی اللہ عنہ نے اس مکان کو وقف الاولاد کر دیا تھا تاکہ بیع ووراثت کے جھگڑوں سے محفوظ رہے۔

یہ مکان ایسی جگہ پہ واقع تھا کہ جو لوگ صفا مروہ کی سعی کرتے وہ ٹھیک اس کے دروازے پر سے ہوکر گزرتے تھے، عظمت کے لحاظ سے یہ جگہ مرجع زائرین تھی، ۱۴۰ھ خلیفہ منصور عباسی کے عہد تک یہ اپنی اصلی حالت میں محفوظ تھا، لیکن اسی سال محمد بن عبداللہ بن حسن نے مدینہ منورہ میں خروج کیا، چونکہ حضرت ارقم رضی اللہ عنہ کے پوتے عبداللہ بن عثمان ان کے معاونین میں سے تھے، اس لئے منصور نے والیٔ مدینہ کو لکھ کر ان کو گرفتار کرایا اور اپنے ایک خاص معتمد شہاب بن عبدرب کو بھیج کر اس مکان کو فروخت کرنے کی ترغیب دی، عبداللہ بن عثمان نے پہلے تو انکار کیا لیکن پھر قید سے خلاصی پانے کی بشارت اور گراں قدر معاوضہ کی طمع نے بیچنے پہ راضی کر دیا، غرض منصور نے سترہ ہزار دینار میں ان کا حصہ خرید لیا، رفتہ رفتہ دوسرے شرکاء بھی راضی ہوگئے، ان کی قیمت اس کے علاوہ ہے۔

ابوجعفر منصور کے بعد خلیفہ مہدی نے اپنے زمانے میں یہ مکان اپنی جاریہ خیزران (ہارون رشید کی والدہ) کو دے دیا، یہ "دار خیزران" سے مشہور ہوا، ایک قول یہ ہے کہ اس نے اس کو منہدم کر کے ایک محل تعمیر کرایا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ خیزران نے بطور تبرک ۱۷۱ھ میں اس جگہ ایک مسجد تعمیر کرا دی، اس مسجد کا طول ۸ گز اور عرض تقریباً ۷ گز تھا، مختلف ادوار میں اس مسجد کی ترمیم وتعمیر ہوتی رہی۔

۱۳۷۵ھ میں جب اس سمت میں توسیع کا منصوبہ عمل میں آیا تو یہ جگہ اور مسجد بھی اس کی زد میں آگئی، جس کی وجہ سے اسے گرا دیا گیا، یہاں ایک سہ منزلہ مارکیٹ بنائی گئی، اور ایک مکان مخصوص بنایا گیا، جس کے دروازہ پہ لکھا ہوا تھا "دار ارقم" جو کہ ۱۳۹۳ھ مطابق ۱۹۷۳ء تک موجود رہا، مگر بعد ازاں سڑکوں کی توسیع کے باعث اس جگہ کو زمین کے برابر کر دیا گیا، اس طرح نہ تو مسجد باقی رہی اور نہ ہی دار ارقم کا کوئی نشان باقی رہا، البتہ اس مناسبت سے یادگار کے طور پر مسعیٰ میں صفا کے قریبی دروازہ کا نام "باب دار الارقم" رکھ دیا گیا، کہ دارِ ارقم اس کے قریب تھا۔ (تاریخ المملکۃ المکرّمۃ: ص ۳۵۹۔ تاریخ مکہ مکرمہ، ص ۱۳۶۔ سیر الصحابہ، حصہ سیر مہاجرین ذکر ارقم بن ابی الارقم رضی اللہ عنہ)

اور اب تو باب دار ارقم بھی صفا مروہ کی جدید توسیع کے وقت ختم ہوگیا ہے، شاید بعد میں جب دروازوں وغیرہ کے نام رکھے جائیں تو اس جگہ کی نشاندہی کی جائے۔

صفا پہاڑی پر اعلانِ حق

تین سال تک خفیہ طور پہ دعوت اسلام چلتی رہی، آہستہ آہستہ مکہ مکرمہ کی فضا میں توحید کی آواز پھیلنے لگی، گھر گھر میں پیغام حق کے چرچے ہونے لگے، رؤساء قریش کی محفلوں میں اب یہی موضوع زیر بحث ہوتا، تو اب حکم آیا ﴿فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ﴾ (سورۃ الحجر آیت ۹۴) ﴿وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ (سورۃ الشعراء آیت ۲۱۴) "آپ کو جو حکم دیا گیا، اسے صاف صاف سنا دیں اور مشرکین کی پرواہ نہ کریں...... اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے"۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوہِ صفا پہ تشریف لے آئے، قبائلِ قریش کو نام بنام پکار کر جمع کیا، توحید کی دعوت دی تو لوگ سخت برہم ہوئے، ابولہب نے کہا" تبا لک سائر الیوم ألهذا جمعتنا" تیرے لئے ہلاکت ہو تو نے ہمیں اس لئے بلایا ہے، اس پر سورہ تبت نازل ہوئی: کہ ابولہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہوں اور وہ خود بھی ہلاک ہو۔ (متفق علیہ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں رقیہ، ام کلثوم رضی اللہ عنہما ابولہب کے دو بیٹوں عتبہ، عتیبہ سے منسوب تھیں، ابولہب نے اپنے بیٹوں سے ان کو طلاق دلوائی، تا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے صدمہ ہو، بعد میں یہ دونوں صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔

صفا پہاڑی، کچھ یادیں

کعبۃ اللہ سے ۱۳۰ میٹر کے فاصلے پر واقع اس پہاڑی سے کئی تاریخی یادیں وابستہ ہیں۔

- اسی جگہ پہ سیدہ ہاجر سلام اللہ علیہا نے ننھے اسماعیل علیہ السلام کیلئے پانی کی تلاش میں مروہ تک دوڑ لگائی تھی، پانی کی تلاش میں صفا مروہ کے درمیان وہ سات مرتبہ دوڑیں، اللہ تعالیٰ کو یہ ادا اتنی پسند آئی کہ صفا مروہ کی دوڑ اور سعی کو حج اور عمرہ کا حصہ بنا دیا۔
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی پہاڑی پہ اعلان حق سنانے کیلئے لوگوں کو جمع فرمایا۔
- قریش نے اسی پہاڑی کے بارے میں یہ مطالبہ کیا تھا کہ یہ پہاڑی ہمارے لئے سونے سے بدل دی جائے۔

صفا، دروازہ کی بہت قدیم تصویر

Ancient pictures of the gate Safaa

- اسی پہاڑی کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار تشریف فرما تھے، ابوجہل ملعون نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچائی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے جا کر ابوجہل سے اس کا بدلہ لیا۔
- فتح مکہ کے موقع پہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب مکہ والوں کیلئے معافی کا اعلان کیا، کوہِ صفا پہ تشریف لائے، دیر تک شکرِ خداوندی ادا کرتے رہے کہ اسی پہاڑی پہ ہمیں تکلیفیں پہنچائی جاتی تھی، اور آج سب قریش ہمارے رحم و کرم پہ ہیں۔

حج کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم طواف سے فارغ ہوئے تو صفا پہاڑی پر تشریف لائے، بیت اللہ کی طرف رخ کیا اور طویل دعا کی، جس میں کلماتِ تشکر بھی تھے، کہ کل بے سروسامانی کے عالم میں اسی پہاڑی سے صدائے حق بلند کی تھی، کوئی لبیک کہنے والا نہ تھا، آج ہزاروں کی جماعت ہے اور ہر طرف اسلام غالب ہے۔

قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ دابۃ الارض (عجیب وغریب جانور) مکہ مکرمہ میں صفا پہاڑی سے نکلے گا جو لوگوں سے باتیں کرتا پھرے گا...... شاید یہی وجہ ہے کہ حرم شریف کے اردگرد کئی پہاڑ صفحۂ ہستی سے مٹادئے گئے، صفا مروہ کی بھی جدید توسیعات کی گئیں، کئی سوفٹ نیچے تک کھدائی کر کے بنیادیں رکھی گئیں، مگر صفا پہاڑی ویسے ہی باقی رکھی گئی۔

اسی پہاڑی کے قریب مسلمانوں کا دعوت وتبلیغ کا اول مرکز ''دارارقم'' تھا۔ (تاریخ مکہ مکرمہ، ص ۸۷ بتغیر)

'صفا پہاڑی' کا موجودہ منظر

The present view of the hill Safaa

قریش ابوطالب کے پاس

اب حرم میں اعلانیہ تبلیغ ہونے لگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھلم کھلا بت پرستی کی مذمت کرنے لگے، رؤساءِ قریش پوری قوت کے ساتھ دعوت کو روکنے کیلئے کمربستہ ہوگئے، خوب جتن کے بعد بھی جب روک ٹوک اور مخالفت کا اثر نہ دیکھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حامی ومددگار ابوطالب کے پاس

گئے، غم و غصے کا اظہار کر کے یہ کہتے ہوئے چل دیے کہ اپنے بھتیجے کو سمجھا ئیں ورنہ کچھ بھی ہو سکتا ہے۔

ابو طالب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وفدِ قریش کا قصہ سنایا اور اپنی کمزوری وضعف کا بھی اشارہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خیال ہوا کہ شاید ابو طالب میری نصرت وحمایت سے کنارہ کش ہونا چاہتے ہیں، فرمایا: ...... "چچا جان! یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پہ سورج اور بائیں ہاتھ پہ چاند بھی لا کے رکھ دیں اور کہیں کہ اس دعوت سے باز آ جاؤ تو میں ایسا نہیں کرسکتا، یا خدا کا دین غالب ہوگا، کفر وشرک کا خاتمہ ہو جائے گا یا میں نہ رہوں گا"

یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم آبدیدہ ہو گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی استقامت، عزمِ مصمم اور غیر متزلزل استقلال کا ابو طالب پہ گہرا اثر ہوا، بے اختیار کہنے لگے، "بھتیجے! تم جو چاہو کہو، میں تمہیں کبھی دشمنوں کے حوالے نہیں کروں گا"۔

قریش نے کچھ دنوں بعد دوبارہ جمع ہو کر ابو طالب سے پھر اس قسم کی باتیں کی، مگر ان کو مایوسی ہوئی۔ (سیرۃ بن ہشام، ذکر وفد قریش مع ابی طالب)

کفار کے مظالم، ہجرتِ حبشہ

مایوس ہو کر کفار مکہ نے ایمان والوں پہ بے تحاشا ظلم وستم شروع کر دیا، حرم کعبہ میں ایک بار قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہ حملہ کیا، حارث رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی، وہ دوڑے دوڑے آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کیلئے آگے بڑھے، ہر طرف سے ان پہ تلواریں برس پڑیں، جس سے وہ شہید ہو گئے، اسلام میں یہ پہلا خون ہے، جس سے زمین رنگین ہوئی، سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا کو اسلام لانے کے جرم میں ابو جہل ملعون نے برچھی مار کر شہید کر دیا، ابو جہل کی تو ساری زندگی تاریکی اور سیاہی سے بھری پڑی ہے، مگر سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا کی شہادت اس کی سیاہ زندگی کی ظالمانہ کاروائی ہے، تاریخ اسلام میں یہ پہلی شہید خاتون ہیں، اسی طرح متعدد مسلمان مظالم کا نشانہ بننے لگے۔

اس نازک صورتحال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مکہ مکرمہ چھوڑنے اور حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا، وہاں کے نرم دل اور عادل بادشاہ حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو ٹھکانہ دیا، کفار ان کے پاس حاضر ہوئے کہ یہ مسلمان ہمارے بھگوڑے ہیں، انہیں ہمارے حوالے کیا جائے، مگر نیک فطرت نجاشی نے ان کو صاف انکار کر دیا، ہجرت کا یہ واقعہ نبوت کے پانچویں سال کا ہے۔ (الاصابۃ، ذکر من اسمہ الحارث، بتغییر)

بازاروں میں تبلیغ

حج کا موسم قریب تھا، لوگ دور دور سے حج کرنے آتے تھے، قریش نے سوچا کہ اگر اطراف واکناف کے لوگوں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات سن لی اور مان لی تو ہماری ساری محنت پہ پانی پھر جائے گا، سب نے مل کر مشورہ کیا کہ اس کا سدِ باب سوچا جائے، سب ولید بن مغیرہ کے پاس جمع ہوئے، طے یہ پایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ساحر مشہور کیا جائے، اور ایامِ حج سے پہلے سب راستوں پہ اپنے لوگ بٹھا دیے جائیں، جو ہر آنے والے کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں بتا دیں کہ اس کی بات نہ سنی جائے اس کے قریب بھی کوئی نہ جائے، یہ ساحر ہے اس سے بچتے رہنا......

قریش نے یہ تدبیر تو کی مگر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قریش نے خود ہی اس سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سارے عرب میں مشہور کر دیا۔ (تاریخ ابن ہشام، ذکر تحیر الولید بن المغیرۃ فیما یصف بہ القرآن بتلخیص)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے بازاروں میں، اور موسمِ حج میں دور دور سے آنے والے قبائل کو جا جا کے دعوت دیتے، کفار آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کے پیچھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیر وتضحیک کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلانے میں لگے رہتے ،مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام چیزوں سے بے نیاز اپنی کوشش میں لگے رہتے ،ہر سال یہ معاملہ رہتا۔

منیب غامدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا لوگوں کو یہ فرماتے تھے'' اے لوگو!**لا الٰہ الاّ اللّٰہ** کہو، فلاح پاؤ گے'' مگر بعض بدنصیب تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہ تھوکتے اور بعض آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہ خاک ڈالتے ......اسی طرح دو پہر ہوگئی ،اس وقت ایک لڑکی پانی لے کر آئی ،اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور اور دستِ مبارک کو دھویا ،میں نے دریافت کیا'' یہ کون ہے؟'' ۔ لوگوں نے کہا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی زینب ہے ۔رضی اللہ عنہا ۔(المعجم الکبیر للطبرانی ،ذکر من اسمہ منیب)

طارق بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے ذوالمجاز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ،فرما رہے تھے:((**ایھا الناس! قولوا لاالٰہ الا اللہ تفلحوا**)) ''لوگو! لا الٰہ الا اللہ پڑھ لو، کامیاب ہو جاؤ گے''،ایک شخص آپ کے پیچھے پیچھے پتھر مارتا جاتا تھا ،جس سے جسم مبارک خون آلود ہو گیا ،اور ساتھ ساتھ کہتا جاتا تھا''**یا ایھا الناس! لا تطیعوہ فانہ کذاب**'' ......اے لوگو! اس کی بات نہ سننا یہ جھوٹا ہے ،میں نے لوگوں سے پوچھا:'' یہ کون ہے؟'' ...... مجھے بتایا یہ عبدالمطلب کا ایک جوان ہے ،پھر میں نے پوچھا:'' تو وہ پتھر مارنے والے پیچھے کون ہے؟'' ...... مجھے بتایا گیا ،وہ اس کا چچا ابولہب ہے ۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ ،ذکر فی اذی قریش للنبی صلی اللہ علیہ وسلم)

بنو کنانہ کے ایک شخص نے کہا: بازار ذوالمجاز میں ،میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا یہ فرماتے تھے'' اے لوگو!**لا الٰہ الاّ اللّٰہ** کہو، فلاح پاؤ گے'' ،ابوجہل آپ صلی اللہ علیہ سلم پہ مٹی پھینکتا تھا اور لوگوں سے کہتا تھا'' اے لوگو! اس کے دھوکہ میں نہ آنا ،یہ تم کو لات وعزیٰ سے چھڑانا چاہتا ہے'' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذرہ برابر اس کی طرف التفات نہ فرماتے تھے ۔(مسند احمد ،ج ۴ص ۶۳)

حرمِ کعبہ میں پہلی نماز

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب چچا تھے ،شکار کھیلنا محبوب مشغلہ تھا ،واپس آکر پہلے حرم آتے ،طواف کرتے ،ایک بار شکار سے واپس آئے تو ابن جدعان کی ایک کنیز نے کہا'' کہ آج تو حد ہوگئی ،ابو جہل نے آپ کے بھتیجے کو بہت ہی کڑوی اور سخت باتیں کہی ہیں ،گالیاں دی ہیں ،کاش! آپ اس وقت موجود ہوتے'' ......حمزہ رضی اللہ عنہ کی حمیت اور غیرت جاگ اٹھی ،حرم پہنچے ،دیکھا کہ ابوجہل بھی وہاں بیٹھا ہے ،جاکر اس کے سر پہ کمان ماری اور کہا کہ تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو گالیاں دیتا ہے ،میں خود ان کے دین پر ہوں ،پھر حاضرِ خدمت ہوکر اسلام قبول کیا ،آپ صلی اللہ علیہ وسلم محبوب چچا کے اسلام لانے سے بہت مسرور ہوئے ۔(سیرت حلبیۃ ذکر استخفاءٗ صلی اللہ علیہ وسلم فی دار الارقم)

پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی ایمان لائے ،ان کے قبول اسلام کا واقعہ مشہور ہے ......عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے کیلئے دارِ ارقم کی طرف چلے ،تو سب کی نظریں اس گھر کی طرف مرکوز ہوگئیں ،پتہ نہیں اب کیا ہوگا؟ دروازہ بند تھا ،دستک دی ،کوئی دروازہ نہیں کھول رہا تھا ،سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ جو دنیا کے کسی خطرے کو خاطر میں نہیں لاتے تھے ،نہایت اطمینان سے دروازہ کھول کر کہنے لگے ،آنے دو اگر اچھی نیت سے آیا ہے تو ٹھیک ،ورنہ اس کی تلوار سے ہی اس کا کام کر دوں گا ،عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اندر آئے اور اسلام قبول کیا ،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر کی صدا بلند کی ،پھر دار ارقم میں سب لوگوں نے اتنے زور سے اللہ اکبر پکارا کہ تکبیر کی صدائے بازگشت سے مکہ مکرمہ کی پہاڑیاں گونج اٹھیں ۔

نماز کا وقت ہوا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں سب صحابہ ﷺ حرم کعبہ پہنچے، آج پہلی بار سب نے حرم میں علی الاعلان اجتماعی طور پہ نماز پڑھی، اسی دن حق اور باطل کا فرق واضح ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر ﷺ کا نام ''فاروق'' رکھا۔ یہ نبوت کا چھٹا سال تھا۔ (السیرۃ الحلبیۃ، باب الھجرۃ الاولی واسلام عمر بن الخطاب ﷺ)

جب چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں تشریف فرما تھے، کفار کا مجمع تھا، انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی نشانی طلب کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آسمان کی طرف دیکھو، ناگاہ چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا، ایک ٹکڑا ان میں سے مغرب کی طرف دوسرا مشرق کی طرف چلا گیا، ایک روایت کے مطابق ایک ٹکڑا حرا پہاڑ سے اِس طرف ایک اُس طرف، جب سب نے اچھی طرح یہ معجزہ دیکھ لیا، تو دونوں ٹکڑے آپس میں مل گئے، کفار کہنے لگے: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے چاند پر یا ہم پر جادو کر دیا ہے۔ (نعوذ باللہ)

ایک روایت میں ہے کہ کفار مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: ''اگر آپ سچے ہیں، تو چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھائیں، ایک ٹکڑا جبل ابی قبیس پہ، دوسرا قینقاع پہ'' ...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ((ان فعلت تؤمنوا؟)) ''اگر میں ایسا کر دکھاؤں تو تم ایمان قبول کر لو گے؟'' انہوں نے کہا، ہاں ہم ایمان قبول کر لیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی، تو چاند کے دو ٹکڑے بنے، ایک جبل ابی قبیس پہ، دوسرا قینقاع پہ ...... پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی ((یا ابا سلمة بن عبد الاسد، والارقم بن الارقم اشهدوا)) ...... اے ابوسلمہ، ارقم بن ارقم گواہ رہو۔ (صحیح البخاری کتاب التفسیر، سورۃ القمر۔ روح المعانی، تفسیر سورۃ القمر)

قبرستان ''الشبیکۃ''

اسلام کے ابتدائی دور میں جب کفارِ قریش کی عداوت وحالات کی پیچیدگی سے مسلمانوں کی تدفین میں دشمنانِ اسلام مزاحم ہوئے کہ مسلمان ان کے قبرستان میں دفن نہ کئے جائیں، تو ام المؤمنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے اپنی زمین مسلمانوں کے قبرستان کیلئے دے دی، اس مقبرہ کا نام الشبیکہ ہے سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر حضرت یاسر ﷺ اس مقبرہ میں دفن کئے گئے، بارہویں صدی ہجری تک بے شمار اللہ کے صالح ومقبول بندے اس یادگار مقبرہ میں دفن ہوتے رہے، ۱۳۱۰ھ کے تباہ کن ہیضہ میں جس کی ابتداء منیٰ سے ہوئی، ہزاروں حجاج اور مقامی لوگ اس وبائی مہلک مرض کا شکار ہوئے، اس لئے مجبوراً مکہ معظّمہ کے دونوں قبرستان (جنت المعلیٰ اور مقبرہ شبیکہ) کھول دئے گئے، مقبرہ شبیکہ عرصہ سے چاروں طرف آبادی کے وسط میں آ چکا تھا، اس لئے حکومتِ عثمانیہ کی وزارتِ صحت کے حکم سے اس متعدی مرض کے بعد یہاں تدفین بند کر دی گئی، مکہ مکرمہ کے آثار میں سے یہ ایک بڑا متبرک مقام ہے، ایک تو اس میں بڑی ہستیاں مدفون ہیں اور دوسرا یہ زمین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی ہے۔

بہت سے حجاج وزائرین یہاں بھی فاتحہ اور ایصالِ ثواب کیلئے آتے رہتے ہیں، باب ملک فہد سے نکل کر بائیں ہاتھ پہ چلتے جائیں، سڑک عبور کر کے بائیں ہاتھ پہ ہی سفید رنگ کی چار دیواری کے اندر مقبرہ ہے، اس مقبرہ سے کچھ آگے مکہ مکرمہ کا قدیم مدرسہ، ہمارے اکابر واسلاف کی یادگار ''جامعه صولتیه'' واقع تھا۔ (میم نامہ حج ص ۲۰، میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیس میں: مؤلفہ جمال ڈسکوی، جنگ پبلشرز)

"مقبرة الشبيكة" کی برگزیدہ ہستیوں کی آخری آرام گاہ

"Maqbartush-shabeekah" (the grave of Shabeekhah), the last resting place of many pious dignitaries.

سوشل بائیکاٹ

جب ترقی اسلام میں کفار مکہ کا کوئی حربہ کام نہ آیا تو اب تمام قبائل قریش نے متفقہ طور پر ایک تحریری معاہدہ لکھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے حمایتیوں کو محصور کر کے تباہ کر دیا جائے، کوئی شخص خاندان بنی ہاشم سے کسی قسم کی قرابت نہیں رکھے گا، نہ ان سے خرید و فروخت، نہ نکاح، نہ میل جول اور نہ کوئی ان کے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز بھیجے گا، جب تک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہمارے حوالے نہ کیا جائے۔ یہ تحریر لکھ کر کعبہ میں لٹکا دی گئی، منصور بن عکرمہ کا ہاتھ شل ہو گیا، کیونکہ تحریر اسی نے لکھی تھی، باقی سب نے دستخط کئے تھے...... ابوطالب نے خطرہ کو بھانپ لیا، فوراً اپنے تمام خاندان کو لے کر پہاڑ کے ایک درہ میں محصور ہو گئے۔ (السيرة النبوية لابن هشام، ذكر خبر الصحيفة)

کعبہ معظمہ اور شعب ابی طالب کا فضائی، تفریحی منظر

A festive aerial view of "Kaabah Mu'az'amah" and "Shaeb-e-Abee-Talib

شعب ابی طالب

یہ درہ بنو ہاشم کا موروث اور شعب ابی طالب کے نام سے معروف تھا، اس گھاٹی کو شعب علی اور شعب بنو ہاشم بھی کہتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے ولادت بھی اسی گھاٹی کے قریب ہے، یہ گھاٹی جبل ابوقبیس اور جبل خنادم کے درمیان سے ہوتی ہوئی مسجد حرام سے ۳۰۰ میٹر کے فاصلہ پہ بطحاءِ مکہ (سوق اللیل) میں آکے ختم ہوجاتی ہے، بنی عبدالمطلب کے اکثر گھرانے اس کے قریب قریب تھے، سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا آبائی مکان اگرچہ دوسرے محلے میں تھا، مگر وہ اپنا سامان لے کے اس گھاٹی میں آگئیں، بعض دوسرے مسلمان بھی یہاں آگئے۔

تین سال مسلسل اسی حصار میں گزرے، مسلمانوں نے بھوک کی شدت میں کیکر کے درختوں کے پتے کھا کے گزارہ کیا، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بھوکا تھا، اتفاق سے رات کے وقت میرا پاؤں کسی گیلی چیز پہ پڑا، فوراً منہ میں رکھ کے نگل گیا، مجھے اب تک پتا نہیں کیا چیز تھی وہ؟ اسی طرح ایک بار رات کو قضائے حاجت کیلئے نکلا، راستہ میں اونٹ کی کھال کا سوکھا ہوا چمڑا کہیں سے مجھے مل گیا، پانی سے دھو کر اُس کو جلا کے، صاف کر کے اس کا سفوف بنایا اور پانی سے اس کو پی لیا، تین راتیں اسی پہ گزارہ کیا...... بچے بھوک سے بلبلا کے روتے، رونے کی آوازیں ظالموں تک بھی پہنچتیں، مگر سنگدل سن سن کے خوش ہوتے۔ جب کوئی تجارتی قافلہ آتا تو ابولہب ان سے کہتا کہ مسلمانوں سے دگنی قیمت لے کر کوئی چیز ان پہ فروخت کرو، اول تو مسلمان تھے ہی تنگدست، اور جب بازار میں دگنے دام دیکھتے تو حسرت ویاس سے خالی ہاتھ واپس آجاتے۔

آخر وحی کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ معاہدے کی تحریر کو دیمک چاٹ گئی ہے، صرف اللہ کا نام باقی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب کو بتایا، انہوں نے جاکے قریش کو بتایا، کہ میرے بھتیجے نے آج ایسی خبر دی ہے، اور وہ جھوٹ نہیں بولا کرتا، آج تک اسکی کوئی بات غلط ثابت نہیں ہوئی، تحریر منگوا کے دیکھا گیا تو واقعی ایسا تھا، سب کو ندامت اور شرمندگی ہوئی، قریش میں سے کچھ رحمدل تھے، جو پہلے ہی اس بائیکاٹ کے خلاف تھے، اب انہیں ہمت ہوئی، اس معاہدے کو ختم کرنے کیلئے متحرک ہوئے، یوں نبوت کے دسویں سال اس ظالمانہ عہد نامہ کا خاتمہ ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوطالب اور تمام رفقاء درہ سے باہر آئے، ابوطالب نے جاکر حرم میں بیت اللہ کا پردہ پکڑ کے ظالموں کیلئے بددعا کی، یہ بائیکاٹ نبوت کے ساتویں سال سے شروع ہوکر دسویں سال تک رہا۔ (ابن ہشام، ذکر خبر الصحیفۃ مع الروض الانف۔ ابن سعد ذکر حصر قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و بنی ہاشم فی الشعب)

غموں کا تسلسل

شعب ابی طالب کی مصیبت سے چھٹکارا ملا تو ابوطالب کے انتقال کا غم آگیا، ابوطالب نے شعب سے نکلنے کے ۲۸ دن بعد انتقال کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کلمہ کی تلقین کی، مگر ان کے مقدر میں ہدایت نہ تھی۔

تین یا پانچ دن بعد ام المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کیلئے بھی راحتِ ابدی کا بلاوا آگیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود اُن کی قبر میں اترے اور اپنی سب سے بڑی غمگسار کو داعیٔ اجل کے سپرد کیا، یہ زمانہ اسلام کا سخت ترین زمانہ ہے، اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس سال کو "عـام الحـزن" (غم کا سال) فرمایا، کیونکہ ان دونوں کی وفات کے بعد دعوت وتبلیغ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سیدہ سودہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہما ام المومنین بنیں، البتہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی مدینہ منورہ میں

ہوئی۔(السیرۃ الحلبیۃ، باب ذکر وفات ابی طالب)

جنت المعلیٰ، حجون

اس وقت نماز جنازہ کی مشروعیت نہیں ہوئی تھی، سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تدفین حجون (جنت المعلیٰ) میں ہوئی۔

مکہ مکرمہ کے چاروں طرف پہاڑ ہیں، مکہ کے ہموار نشیبی علاقے کو ''بطحاء'' کہتے ہیں، مسجد حرام کے مغربی اور جنوبی سمت کا علاقہ ''مسفلہ'' جبکہ مشرقی حصہ ''معلاۃ'' کہلاتا ہے، یعنی مکہ مکرمہ کا بالائی حصہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اہلِ معلاۃ میں سے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے پیدائش، ہجرت تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام اسی علاقے میں تھا، ''معلاۃ'' کی مناسبت سے وہاں کے قبرستان کا نام ''جنت المعلیٰ''......''جنت المعلاۃ'' ہے، معلاۃ کو حجون بھی کہا جاتا ہے، حجون دراصل ایک پہاڑ کا نام ہے، اسی کی مناسبت سے وہاں کے محلے کا نام ''حی الحجون''، روڈ کا نام'' شارع الحجون'' ہے، اسی پہاڑ کے دامن میں جنت المعلاۃ ہے۔

فتح مکہ کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی سمت سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے، حجون میں ہی اپنا خیمہ لگایا۔

جنت المعلیٰ کا قبرستان مکہ مکرمہ کا تاریخی قبرستان ہے، علامہ فاکہی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مکہ مکرمہ کے پہاڑوں کی گھاٹیوں کا طبعی رخ ٹھیک قبلہ کی طرف نہیں، سوائے اس قبرستان والی گھاٹی کے، کہ اس کا رخ خطِ مستقیم سے قبلہ کی طرف ہے، اسی مقبرہ کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((نعم المقبرۃ ھذہ)) کتنا اچھا قبرستان ہے یہ۔(تاریخ مکہ مکرمہ ص ۷،، ۱۵۹۔اخبار مکہ للفاکہی، ذکر فضل مقبرۃ مکۃ)

قیامت کے دن یہاں دفن ہونے والے اہل ایمان اپنی عظیم ماں سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی قیادت میں اٹھیں گے اور مامون ومحفوظ جنت میں داخل ہوں گے۔

خوش نصیب ہیں وہ ہستیاں جنہیں حرمین شریفین کی خاک نصیب ہو، اے اللہ! ہمیں بھی حرمین شریفین کی مقدس مٹی میں دفن ہونا نصیب فرما، آمین ثم آمین۔

جبل حجون، جنت المعلیٰ کا ایک منظر، سبز دروازے والی عمارت میں اماں خدیجہ رضی اللہ عنہا کی قبر ہے

"Jabl-e-Hujoon", a scene of "Jannat-ul-Mualla", the green gated building houses the grave of Mother Khadija (RA)

مسجد شجرۃ (درخت والی مسجد)

عمر﷛ فرماتے ہیں کہ ایک بار ہم حجون میں تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت غمگین اور رنجیدہ تھے، مشرکین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: ''اے اللہ! مجھے کوئی ایسی نشانی دکھا دیجئے کہ پھر مجھے کسی کے جھٹلانے کی پرواہ نہ ہو''...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ اس درخت کو اپنے پاس بلایئے، وہ درخت چل کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا، سلام کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے واپس جانے کو کہا، وہ واپس چلا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آج کے بعد مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ میری قوم مجھ کو جھٹلائے''۔ (کنز العمال، المعجزات ودلائل النبوۃ: رقم الحدیث ۳۵۳۶۰)

اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجدِ جن کے قریب بیٹھے تھے، اسی جگہ پہ ایک مسجد بنائی گئی جو'' مسجد شجرۃ ''(درخت والی مسجد) کے نام سے مشہور ہوئی، معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسجد، مسجد جن کے قریب تھی، مگر ماضی قریب کے مؤرخین نے اس مسجد کا محلِ وقوع متعین نہیں کیا۔ (تاریخ مکہ مکرمہ ۱۵۲)

سفر طائف لحہ بن لحہ

شہر طائف کا دلکش وخوبصورت نظارہ

A beautiful and scenic view of the city of Taa'if

مکہ مکرمہ سے جنوب مشرق کی طرف سبز پوش چراگاہوں ،زرخیز زمین، پھلوں کی بہتات، خوبصورت وخوش نما مناظر کے ساتھ آباد شہر طائف...... جسے ''عرب کی ملکہ'' بھی کہا جاتا ہے، دیکھنے والا دیکھے تو ''فردوس بر زمین'' پکار اٹھے۔

روایات میں ہے جب مکہ کی سرزمین کیلئے ابراہیم علیہ السلام نے پھلوں اور ثمرات کی دعا کی تو اللہ تعالی نے ارضِ طائف کو سرزمین شام سے اٹھا کر یہاں منتقل کر دیا، اور اس پہ مکہ والوں کیلئے رزق اُگا دیا۔ (اخبارِ مکۃ ذکر الطائف، رقم الحدیث ۱۹۰۷)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے آخرِ عمر میں طائف میں آ کے سکونت رکھی ،تو طائف شہر کی اہمیت اور بڑھ گئی ،مشتاقانِ حدیث بھی ادھر کا رخ کرنے لگے ،ابن عباس رضی اللہ عنہما کا انتقال بھی طائف میں ہوا،شہر کی مرکزی جامع مسجد کا نام بھی انہی کی مناسبت سے ''مسجد ابن عباس'' ہے، طائف کا پہلا نام ''وج'' تھا،جب اس کے اردگرد دیوار بن گئی اس نے شہر کا احاطہ کرلیا تو اس کا نام طائف پڑ گیا،طائف شہر جبل السراۃ پرآباد ہے،خطۂ حجاز کا پہاڑی شہر ہے، یہ شہر اپنے قدرتی حالات اور پیداوار کے لحاظ سے حجاز کے مقابلہ میں یمن سے مشابہت رکھتا ہے،آب وہوا سرد اور خشک ہے،مکہ مکرمہ کیلئے اس شہر کی بہت ہی زیادہ اہمیت ہے،دولت مند لوگ گرمی کے ایام گزارنے کیلئے طائف کا رخ کرتے ،کئی اہلِ مکہ کے یہاں باغات ومزارع ہیں۔

عہدِ رسالت سے قبل طائف کا سب سے بڑا اور بااثر قبیلہ ثقیف تھا،ان کا وہاں ایک بڑا بت تھا،جس کا نام لات تھا،جس کی عرب قسمیں کھایا کرتے تھے،اوراس کا ذکر قرآن کریم میں بھی آیا ہے ﴿ أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّى ﴾ (سورۃ النجم آیت ۱۹) شہر کے وسط میں مسجدِ ابن عباس،اور اس کے بائیں طرف ایک حجرہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قبر ہے،اور اس کے بالکل سامنے مسلمان شہداء کی قبریں ہیں، جو غزوۂ طائف میں شہید ہوئے ،پہلے لوگ مقبرہ پہ سلام ودعا کیلئے حاضر ہوتے تھے،اب چار دیواری اونچی کر کے ان قبور کو بالکل نظروں سے اوجھل کر دیا گیا ہے۔

طائف......مکہ مکرمہ سے اصلاً تو ۴۰،۴۵میل جنوب مشرق میں واقع ہے،جدید پیائش کے مطابق سیدھی سڑک کے ذریعے جو راستہ جاتا ہے وہ طویل ہے،اِس راستے سے طائف مکہ مکرمہ سے تقریباً ۱۳۵کلومیٹر ہے،دوسرا راستہ جو نسبتاً مختصر ہے،مگر دشوار گزار ہے،اس پر اب سڑک بھی بن گئی ہے، جو پہاڑوں سے گزرتی ہے، پیچ دار ہے،اس کو ''طریق الهداء'' کہتے ہیں،اس راستے سے فاصلہ تقریباً ۸۰کلومیٹر ہے، یہ راستہ منی عرفات سے ہوتا جاتا ہے، محققین کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی راستے سے دعوت وتبلیغ کی غرض سے طائف گئے تھے۔(جزیرۃ العرب ص۲۵۹ بتغییر: مؤلفہ مولانا محمد رابع ندوی: مجلس نشریات اسلام کراچی)

جب ہم طائف کی طرف اپنے پہلے سفر میں روانہ ہونے لگے تو ہم نے بھی طائف کا سفر اسی راستے سے طے کیا جس راستے سے آقا صلی اللہ علیہ وسلم دعوت وتبلیغ کی غرض سے تشریف لے گئے تھے۔

وادی حلیمہ کا علاقہ (الشوحط) طائف سے بھی کافی آگے ہے،جس کی تفصیل گذشتہ صفحات میں گزر چکی ہے، کہتے ہیں کہ اُس علاقے میں ایک پہاڑ کی بلندی ایسی بھی ہے جہاں سے دور مکہ مکرمہ کی وادی نظر آتی ہے......الشوحط سے مکہ مکرمہ جانے کا ایک قریبی راستہ بھی ہے جو پہاڑیوں کے اندر اندر سے مکہ معظّمہ پہنچا دیتا ہے، یہ راستہ بہت دشوار گذار ہے مگر سمٹ کر کوئی پچاس ساٹھ کلومیٹر رہ جاتا ہے،شاید اماں حلیمہ رضی اللہ عنہا کے زمانے میں اسی گزرگاہ کو استعمال کیا جاتا ہو،اور اماں حلیمہ رضی اللہ عنہا ننھے معصوم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اسی راستے سے مکہ مکرمہ آئی گئی ہوں۔(دائی حلیمہ رضی اللہ عنہا اور ان کی سرسبز وشاداب بستی ص۲۳۱،مؤلفہ محمد رحیم دہلوی مرحوم،مکتبہ رضیہ،ناظم آباد کراچی)

طائف کے شریروں کا شرمناک برتاؤ

مکہ مکرمہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں غمگسار اٹھے،تو قریش کیلئے راستہ صاف ہوگیا،عرب کے رسم ورواج کے مطابق اب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبیلہ کے سردار ابوطالب کی سیاسی پناہ حاصل تھی،ان کے انتقال کے بعد بنو ہاشم کی سرداری ابولہب کے حصہ میں آئی تو اس نے یہ ذمہ داری

اٹھانے سے انکار کردیا،آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ والوں سے مایوس ہوکر طائف کی طرف روانہ ہوگئے ،وہاں ثقیف قبیلہ آباد تھا،اس امید کے ساتھ کہ ممکن ہے وہ اسلام قبول کرلیں۔

طائف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام کتنے دن رہا؟مختلف روایات ہیں،دس دن......بیس دن......ایک روایت میں ہے کہ ایک ماہ دس دن طائف میں رہے،وقتاً فوقتاً مختلف سرداروں کوتوحید کی دعوت دیتے رہے،کوئی معزز ایسا نہ تھا جس کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ گئے ہوں،مگر یہاں کے سرداروں کی طرف سے بڑا شرمناک سلوک دیکھنے کو ملا،بالآخر ایک دن ان شریر سرداروں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوشہر سے نکل جانے کا حکم دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تمسخر کیا،مذاق اڑایا،درشتی دکھائی،اوباش لڑکوں کوآپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے لگادیا،وہ آوازیں کستے ،ٹھٹھہ کرتے ،پتھروں سے مارتے ،پتھروں کی بارش میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے،پاؤں لہولہان ہوگئے ،جوتے خون سے رنگین ہوگئے ،تکلیف سے بے چین ہوکر بیٹھتے ،مگر وہ ظالم بیٹھنے بھی نہ دیتے ،آکر اٹھاتے بھگاتے ،آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے آگے اور وہ شریر پتھر لئے پیچھے پیچھے......زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ساتھ تھے،وہ پتھروں سے بچانے آگے بڑھتے ،پتھروں کواپنے جسم پر لیتے ،ان کے سر پر بھی خوب زخم آئے۔

آہ!وہ عظیم ہستی جن کیلئے کائنات سجائی گئی ،انبیاء کے امام،آج طائف کے شہر میں بے یارو مددگار خون سے آلود ہیں ،حدیث کے فرمان کے مطابق سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ سخت ترین دن تھا......سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایک بار عرض کیا یارسول اللہ!''آپ پر اُحد سے زیادہ سخت دن بھی کبھی گزرا ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''تیری قوم سے جوتکلیفیں پہنچی سوپہنچی ،لیکن سب سے زیادہ سخت دن وہ گذرا جس دن میں نے اپنے آپ کوعبد یالیل کے بیٹے پہ پیش کیا،اس نے میری بات کوقبول نہیں کیا''(یعنی طائف کا دن)......ہائے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم!ہمارے ماں باپ آپ پہ صدقے ،آپ نے امتیوں کی طرف سے کتنے زخم کھائے ،مگر اپنی امت پہ شفیق،صابر،مہربان اورنرم دل رہے۔صلوات اللہ علیہ و آلہ وسلم الف الف مرۃ۔(صحیح البخاری،باب ذکر الملائکۃ۔السیرۃ الحلبیۃ،باب ذکر خروج النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی الطائف)

دعائے طائف (طائف کی دعا)

طائف کے ان شریروں نے یوں پتھروں کی برسات کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیچھا کیا......ہائے اللہ!یہ منظر آسمان کے فرشتوں نے بھی دیکھا ہوگا،ان کی بھی چیخیں نکل گئی ہوں گی،آسمانوں پہ ماتم،آہ وبکا،ملائکہ کے آنسو......کائنات کی سب سے عظیم ہستی کا جسم لہو سے رنگین......اسی صورتحال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک باغ میں جاکے پناہ لی،وہ باغ عتبہ وشیبہ کا تھا،شریروں نے پیچھا چھوڑا......ایک درخت کے سایہ تلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے،دورکعت نماز پڑھی،پھران دردناک الفاظ میں دعا فرمائی:ایسی دردناک دعا کسی اورمقام پہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں مانگی۔

(اللھم الیک اشکو ضعف قوتی وقلۃ حیلتی وھوانی علی الناس.یا ارحم الراحمین وانت رب المستضعفین ، الی من تکلنی ؟الی عدو بعید یتجھمنی؟ ام الی صدیق قریب ملکتہ امری ؟ ان لم تکن غضبانا علی فلا ابالی، غیر ان عافیتک اوسع لی ،اعوذ بنور وجھک الذی اضاء ت لہ السموات والارض واشرقت لہ الظلمات وصلح بہ امر الدنیا والآخرۃ ، ان ینزل بی غضبک ویحل بی سخطک ولک العتبی حتی ترضی ولا حول ولا قوۃ الا بک)(مرقاۃ المفاتیح،کتاب الرقاق،فضل الفقراء۔البدایۃ والنھایۃ،فصل فی ذھابہ الی اھل الطائف)

اے اللہ!میں آپ ہی کے سامنے شکایت کرتا ہوں اپنی کمزوری کی اوراپنی کوتاہ تدبیری کی،اورلوگوں کی نظروں میں اپنی ذلت کی......اے ارحم الراحمین!اورتو کمزوروں کا رب ہے،تو مجھے کس کے سپرد کرے گا،اس دشمن کے جو مجھ پہ ٹوٹ پڑے؟یا کسی قریبی دوست کے جس کے ہاتھ میں میرا فیصلہ ہو؟......اگرتو مجھ سے

ناراض نہ ہو تو مجھے کسی کی بھی پروانہیں، لیکن پھر بھی تیری طرف سے عطا ہونے والی عافیت میرے لئے زیادہ وسیع ہے...... میں تیرے چہرے کے اس نور کی جس سے آسمان وزمین جگمگاتے ہیں، جس سے تمام تاریکیاں چھٹ جاتی ہیں اور جس کی برکت سے دنیا وآخرت کے سارے کام بنتے ہیں، پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ تیرا غضب مجھ پر نازل ہو، اور تیری ناراضگی مجھ پہ واقع ہو، تجھ کو منانا اور راضی کرنا ہے، یہاں تک کہ تو راضی ہو جائے، اور تیری مدد کے بغیر نہ کچھ قوت ہے نہ طاقت۔

([اردو ترجمہ] از ''عہد نبوت کے ماہ وسال مترجم'': ترجمہ، شہید مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ)

مسجد عداس رضی اللہ عنہ اور عتبہ وشیبہ کے باغ کی جگہ، یہاں آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کے شریروں سے بھاگ کر پناہ لی تھی ...... قدیم وجدید منظر

"Masjid-e-Adaas ﷺ" (the mosque of Adaas), and the place where the farms of Utbah and Sheebah stood, here the Lord ﷺ fled to, and sought refuge from the miscreants of Taa'if

مسجد عداس

عتبہ وشیبہ اگر چہ اسلام کے سخت ترین دشمن تھے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ المناک حالت دیکھ کر انہیں بھی ترس آ گیا، اپنے غلام عداس کو انگور دے کر بھیجا کہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دے آؤ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ پڑھ کے کھانا شروع کیا، تو عداس حیران رہ گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''کہاں کے ہو؟'' کہنے لگا: ''نینویٰ کا'' ...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اچھا تم مرد صالح یونس علیہ السلام کے ہم وطن ہو'' ...... وہ تعجب سے پوچھنے لگا، آپ کیسے جانتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ میرے بھائی، اللہ تعالیٰ کے نبی، میں بھی اللہ تعالیٰ کا نبی ہوں'' ...... اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پاؤں چومے، عداس نے پھر اسلام بھی قبول کیا رضی اللہ عنہ۔ عتبہ وشیبہ یہ سب دیکھ رہے تھے، کہنے لگے: لو! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس پہ بھی جادو کر دیا۔ (السیرۃ الحلبیۃ، باب ذکر خروج النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی الطائف)

باغ میں جس جگہ پہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جا کے پناہ لی، یادگار کے طور اس جگہ ایک چھوٹی سی مسجد قائم ہے، جس کا نام اس عاشق صحابی ﷺ کی مناسبت سے 'مسجد عداس' ہے، اور اس جگہ پہ اب بھی باغ، کھیت قائم ہیں، جس میں سبزی انگور وغیرہ ہوتے ہیں، باغ کے اردگرد چار دیواری ہے، یہ باغ لوگوں کے ہاں بڑا قدر و قیمت والا ہے، کیونکہ یہاں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک لگے، دور دور سے لوگ اس کا پھل لینے اور اس کی زیارت کرنے آتے ہیں۔

مسجد الکوع، مسجد المدہون

آپ صلی اللہ علیہ وسلم عتبہ شیبہ کے باغ سے واپس ہوئے تو تھوڑا آگے چل کر جبلِ ابی زبیدہ کے دامن میں نماز پڑھی، وہاں کے ایک کنویں سے پانی پیا، اس جگہ پر اس یاد کو باقی رکھنے کیلئے یہاں ایک مسجد بنائی گئی، جو ''مسجد الموقف، مسجد الکوع'' سے مشہور ہوئی، یہ مسجد گرتی بنتی رہی، اب مسجد کی عمارت پرانے طرز پہ، بڑے بڑے پتھروں سے بنی ہوئی ہے، اس کا چھوٹا سا برآمدہ ہے، پھر مسجد کا کمرہ ہے۔ (الاراضی المقدسہ فی خلال الصور البوم حجاز ۷۶: مؤلفہ نجاتی اوزترک: مؤسسۃ وقف الدیانۃ الترکی للنشر والطباعۃ)

سعودی گورنمنٹ کے محکمہ ''الھیئۃ العامۃ للسیاحۃ والآثار'' کی طرف سے بعض قدیم آثار اور سیاحتی مقامات کی راہنمائی کیلئے ان مقامات پہ کتبہ (بورڈ) لکھا ہوتا ہے، کچھ سال قبل اس مسجد کے قریب بھی ایک تعارفی بورڈ آویزاں تھا جس پر اس مسجد کا تعارف لکھا ہوا تھا، اس کا اردو ترجمہ یہ ہے:۔

> [یہ مسجد اس جگہ کی نسبت سے ہے جس کے بارے میں یہ گمان کیا جاتا ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف کے پہلے سفر میں اسی مقام پہ یا اس کے قریب ٹھہرے تھے، اسی وجہ سے اس مسجد کا نام ''مسجد الموقف'' بھی ہے، دولت عثمانیہ کے آخر میں یہ مسجد بنائی گئی، اب اس میں ترمیم کی گئی ہے۔ (الطائف...... ''الھیئۃ العامۃ للسیاحۃ والآثار'')]

چونکہ زائرین کی یہاں خوب آمد و رفت لگی رہتی تھی، اس لئے اب یہ بورڈ ہٹا دیا گیا ہے اور اس کی جگہ ایک اور بورڈ لگا دیا گیا ہے۔

اس کے قریب ایک مسجد مدہون بھی ہے، اس کے بارے میں بھی یہی کہا جاتا ہے کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تشریف فرما ہوئے تھے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک مسجد اس مقام پہ بنائی گئی جہاں آقا صلی اللہ علیہ وسلم پہ پتھروں کی بارش ہوئی، دوسری اس جگہ جہاں آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے زخمی ہونے کے بعد آرام فرمایا، بہرحال یہ دونوں مسجدیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یادگار ہیں۔

زائرین ان یادگار مساجد کو دیکھنے دور دور سے آتے ہیں، اسی مسجد کے قریب پہاڑ پہ ایک بڑا پتھر ہے لوگوں میں مشہور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پہاڑ کے دامن میں تشریف فرما ہوئے تو کفار نے اس پتھر کو اوپر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہ گرانے کی ناکام کوشش کی، اسی کے قریب ایک غار ہے، اس کے بارے میں بھی مشہور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں آرام فرمایا۔

قریب ہی ایک پرانا سا گھر ہے جس کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ اس بوڑھی کا گھر ہے، جس کے قریب سے آقا صلی اللہ علیہ وسلم گزرتے تو وہ گھر سے کوڑا کرکٹ پھینکتی، حلیم آقا صلی اللہ علیہ وسلم خاموشی سے گزر جاتے، یہ سب باتیں لوگوں میں مشہور ہیں، کتبِ تاریخ میں سفرِ طائف میں کسی بوڑھی خاتون کا اس قسم کا واقعہ نہیں ملتا۔ واللہ اعلم بالصواب

'مسجد الکوع' کے مختلف مناظر

Different scenes of "Masjid-e-Ka'u" (the mosque of Ka'u)

اس پہاڑ کے دامن میں 'مسجد الکوع' ہے

On the skirts of this mountain "Masjid-e-Ka'u" (the mosque of Ka'u) is situated

"مسجد المدہون" کا اندرونی و بیرونی منظر

An interior and exterior scene of "Masjid-e-Madhoon" (the mosque of Madhoon)

غار، جس کے بارے میں مشہور ہے کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں کچھ دیر آرام فرمایا

بڑھیا کا گھر

The house of "Budhiya" (The Old Woman)

The particular cave for which is widespread, that the Prophet ﷺ rested here for a small while

قرن منازل میں جبریل اور ملک الجبال

طائف والوں کے ظالمانہ رویہ سے رنجیدہ اور افسردہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرن الثعالب پہنچے، کچھ افاقہ ہوا، حدیث شریف میں ہے کہ میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو ایک بادل مجھ پہ سایہ کئے ہوئے تھا، اور اس میں جبریل امین موجود تھے، جبریل امین نے مجھ سے کہا کہ آپ کی قوم نے جو آپ کو جواب دیا وہ اللہ تعالی نے سن لیا، اس وقت اللہ تعالی نے مجھے آپ کے پاس پہاڑوں کے نگراں فرشتے کے ساتھ بھیجا ہے، آپ اِسے جو چاہیں حکم دیں،

اتنے میں ملک الجبال نے آپ کوسلام عرض کیا اور کہا کہ اس وقت پہاڑ میرے تصرف میں ہیں ،اگر آپ اجازت دیں تو میں اخشبین پہاڑوں کے درمیان اس قوم کوکچل دوں ،رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''نہیں مجھے امید ہے کہ اللہ تعالی ضرور اس قوم سے ایسے لوگ پیدا فرمائیں گے جو اس کی عبادت کریں گے،اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے''۔اس پر فرشتہ کہنے لگا: جیسا کہ اللہ تعالی نے آپ کو نام دیا ہے آپ واقعی رؤف ورحیم ہیں،یعنی بہت معاف کرنے والے، بڑے مہربان۔(صحیح البخاری، باب ذکر الملائکۃ۔السیرۃ الحلبیۃ، باب ذکر خروج النبی ﷺ الی الطائف)

قرن الثعالب ......اس کو قرن منازل بھی کہتے ہیں، آجکل اس کا نام ''السیل الکبیر'' ہے، ویسے ''قرن'' سینگ کو کہتے ہیں ،مگر یہاں قرن سے مراد وہ پہاڑی ہے جو کسی بڑے پہاڑ کا حصہ ہو لیکن اس سے علیحدہ نظر آتی ہو، یہ اہل نجد، اس کے آس پاس خلیج کے باشندوں، ریاض وطائف کے راستے سے آنے والوں کی میقات ہے، یہاں سے مکہ مکرمہ کو دو بڑے راستے جاتے ہیں، دونوں راستوں پہ دو مسجدیں ہیں، جو گویا کہ میقات پوائنٹ ہیں، ایک مسجد کا نام ''مسجد سیل کبیر'' ہے، یہ مسجد حرام سے ۸۰ کلو میٹر اور طائف سے ۴۰ کلو میٹر ہے، یہ سیل کبیر آبادی کے شمالی جانب ہے، دوسری راستے پہ ''مسجد وادی حرم'' ہے، جو سیل کبیر کی جنوبی سمت میں ہے، یہاں سے طائف ۱۰ کلو میٹر ہے اور مسجد حرام ۷۶ کلو میٹر ہے۔(تاریخ مکہ مکرمہ ص ۲۷)

''اخشبان'' سے کون سے دو پہاڑ مراد ہیں؟ مشہور قول کے مطابق مکہ مکرمہ کے دو پہاڑ ،جبل ابو قبیس اور دوسرا اس کے مقابل جبل قعیقعان۔ اب سوال یہ ہے معاملہ تو طائف میں قبیلہ ثقیف میں پیش آیا اور ذکر مکہ مکرمہ کے ان پہاڑوں کا؟ تو اس کے جواب میں یوں کہا جا سکتا ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ ان دونوں پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہٹا کر قبیلہ ثقیف کی بستی میں منتقل کرنے کے بعد اس قوم کو ان کے درمیان کچل دیا جائے، کیونکہ حق تعالی کی قدرت سے کوئی چیز بعید نہیں ہے۔(السیرۃ الحلبیۃ، باب ذکر خروج النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی الطائف)

'میقات قرن المنازل' (السیل الکبیر) اس سمت سے مکہ مکرمہ آنے والے زائرین 'میقات سیل کبیر' سے احرام باندھتے ہیں

"Meeqat Qar'nul Manazil" (Al-sayl-ul-Kabeer). The pilgrims going over to Makkah Mukarramah from this direction, get into their pilgrim cloaks here

وادی نخلہ میں جنات کا ایمان لانا

مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان 'نخلہ' ایک مقام ہے، جو مشرق اور شمال کی سمت میں حرم مکہ کی حد ہے، اس کی دو جہتیں ہیں، ایک کو نخلہ یمانی کہتے ہیں اور دوسرے حصہ کو نخلہ شامی، مضیق کہتے ہیں، جو مکہ مکرمہ سے ۴۵ کلومیٹر ہے، ان دونوں نخلوں کو ایک طویل پہاڑی سلسلہ ایک دوسرے سے جدا کرتا ہے، جس کا نام 'داءۃ' ہے...... مقام نخلہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپسی پہ کچھ دن ٹھہرے تھے۔ (تاریخ مکہ مکرمہ ص ۲۱)

"Wadee-e-Nakhlah Ash-Shaamiyah"

مقام نخلہ کا ذکر کتب سیرت میں کئی اعتبار سے آیا ہے۔

❁...... مقام نخلہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفرِ غزوۂ طائف میں طائف جاتے ہوئے گزرے تھے۔

❁...... نخلہ کی جانب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو آٹھ مہاجرین کے ساتھ قریش کے ایک قافلہ پہ حملہ کیلئے بھیجا تھا۔

❁...... مشرکین کا مشہور ومعروف بت "عزیٰ" اسی مقام نخلہ میں تھا، جس کو توڑنے کیلئے فتح مکہ کے موقع پہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا۔

وادی نخلہ الیمانیہ

"Wadee-e-Nakhlah Al-Yamaniyah"

❁...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت وحی کی حفاظت کیلئے جنات کے آسمان کی طرف جانے پہ پابندی لگ گئی، جنات حیران تھے، کہ آخر دنیا میں کیا رونما ہوا ہے؟ وہ سب زمین پہ ادھر اُدھر اس کی تحقیق کیلئے نکل گئے، جنات کی جماعت جو تہامہ کی طرف نکلی تھی، وہ مقام نخلہ پہ اس وقت پہنچے جب صبح کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں قرآن پاک کی تلاوت فرما رہے تھے، یہ سب قرآن کریم کو سنتے رہے، اور کہنے لگے کہ یہی چیز ہے جس کی وجہ سے ہمارا آسمانوں پہ جانا بند ہوگیا، قرآن سن کر متاثر ہوئے اور اسلام قبول کیا، یہ نصیبین کے جنات تھے، ان کی تعداد سات یا نو تھی، پھر انہوں نے جا کے اپنی قوم کو بھی اس صورتحال سے آگاہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی آمد کا بالکل علم نہیں ہوا، اسی معاملے میں قرآن کی آیات ﴿ وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَراً مِّنَ الْجِنِ ﴾ (سورۃ الاحقاف آیت ۲۹) نازل ہوئیں۔ (البدایۃ والنہایۃ، الجزء الثالث، فصل فی ذھابہ ﷺ الی الطائف)

حرا پہاڑی پہ قیام

آپ صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپس ہوئے، طائف والوں کا سلوک دیکھ لیا، مکہ والوں کے رویے سے بھی آگاہ تھے، اس لئے مکہ مکرمہ جانے کے بجائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی پہاڑی پہ واپس آئے جہاں زندگی کی کئی راتیں پہلے گزار چکے تھے، یہاں آ کے عرب کے رسم و رواج کے مطابق مطعم بن عدی سے کہا: ''مجھے اپنی حمایت میں لے سکتے ہو؟''، مطعم نے درخواست قبول کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ تشریف لائے، مطعم کے بیٹے ہتھیار سے مسلح تھے، خود مطعم سواری پہ سوار تھے، مطعم نے اعلان کیا: ''اے گروہ قریش! میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پناہ دی ہے لہذا کوئی ان سے تعرض نہ کرے''...... پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی، طواف کیا، اپنے گھر تشریف لائے، مطعم کے بیٹوں نے تلواروں کے سایہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھر تک پہنچایا، مطعم نے کفر کی حالت میں غزوہ بدر سے کچھ ماہ قبل وفات پائی، البتہ ان کے بیٹے جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا اور جلیل القدر صحابی ہیں۔ (البدایۃ والنہایۃ، الجزء الثالث، فصل فی ذھابہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الطائف)

مسجد الجن کا قدیم و جدید منظر، یہاں تین سو جنات نے رسول مصطفی ﷺ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا

The ancient and modern view of "Masjid-ul-Jinn". Here 300 Jinns embraced Islam at the hand of the Prophet Mustafa ﷺ

مسجد الجن (جنات والی مسجد)

مقام نخلہ سے وہ جنات جب اپنی قوم میں گئے تو انہوں نے جا کے وہاں تبلیغ کی، اپنی قوم کو آخرت سے ڈرایا، تو ان میں سے کئی جنات نے حاضری کی خواہش کی، چنانچہ وہ سب مکہ مکرمہ پہنچے، ان کی تعداد تقریباً تین سو تھی، ان میں سے ایک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور کہا: ہماری قوم والے حجون میں جمع ہیں اور آپ کی ملاقات کا اشتیاق رکھتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹھیک ہے تم جاؤ، میں رات کو کسی وقت تمہارے پاس آؤں گا۔

رات ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیا، اور وہاں تشریف لے گئے، یہاں آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دائرہ کھینچ کر ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو وہاں بٹھایا اور فرمایا: ''کچھ بھی ہو جائے اس دائرے سے باہر نہ نکلنا'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے تشریف لے گئے، ان کو تبلیغ واحکام بتلا کر صبح کے قریب واپس آئے، جنات کی اس بڑی جماعت نے اسلام قبول کیا اور بہت سی باتیں پوچھیں، جس جگہ انہوں نے اسلام قبول کیا وہاں ''مسجد جن'' قائم ہے، اس مسجد کا ایک نام مسجد حرس بھی ہے، حرس کے معنی چوکیداری کے ہیں۔ (اخبار مکۃ للفاکہی، ذکر مسجد الحرس)...... یہ مسجد مکہ مکرمہ کے آثار میں سے ایک اہم یادگار ہے، جنت المعلیٰ قبرستان کو جاتے ہوئے راستے میں پڑتی ہے، زائرین وہاں جا کر حاضری دے کر، نوافل پڑھتے رہتے ہیں۔

مسجد الحرام کی چھت سے حطیم کعبہ کا ایک خوشنما منظر

A beautiful scene of "Hateem-e-Kaabah" from the rooftop of "Masjid-e-Haraam"

سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر کی نشاندہی کیلئے بنائے گئے دو ستون

Two pillars put up to indicate the house of "Sayyidah Umm-e-Hani رضی اللہ عنہا"

سفر معراج، سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کا گھر

شعب ابی طالب اور طائف میں سخت آزمائش کی منزلیں طے ہوگئیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلندیوں کے سفر سے سرفراز فرمایا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر بلند کیا کہ اس سے آگے بلندی کا کوئی تصور نہیں، عرش عظیم تک کی سیر کرائی جس کے بعد کوئی اور مقام نہیں۔

ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما تھے، نیم خوابی کے عالم میں تھے، چھت پھٹی، اس سے جبریل امین علیہ السلام کی آمد ہوئی، ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرم گئے، حطیم میں لیٹ گئے، حطیم میں شق صدر ہوا، پھر براق لایا گیا اور سفر شروع ہوا۔

ام ہانی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اچانک رات کو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گم پایا، اور اس خوف سے کہ قریش آپ کو کوئی تکلیف نہ پہنچائیں میری نیند اچاٹ ہوگئی۔ (الخصائص الکبریٰ، باب خصوصیۃ بالاسراء بتلخیص)

حطیم وہ جگہ ہے جو بیت اللہ کا حصہ تھی مگر اہل مکہ نے تعمیر کے وقت حلال رقم ختم ہو جانے کی بنا پر اس کو بیت اللہ سے خارج کر دیا، اب جس کسی کو خانہ کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کا شوق ہو وہ حطیم کے اس حصہ میں نماز پڑھ لے جو کعبۃ اللہ کی دیوار کے قریب ہے، تو گویا اس نے بیت اللہ کے اندر ہی

نماز پڑھی ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، میں چاہتی تھی کہ بیت اللہ کے اندر نماز ادا کروں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا، مجھے حطیم میں داخل کر دیا اور فرمایا ''اگر تم خانہ کعبہ میں داخل ہونا چاہتی ہو تو یہاں نماز پڑھ لو، اس لئے کہ یہ بیت اللہ ہی کا حصہ ہے''...... ''حطم'' کے معنی ہیں ''ایک دوسرے پر بھیڑ کرنا'' یہاں بھی ہجوم کی وجہ سے لوگ ایک دوسرے پر گرتے پڑتے ہیں، کیونکہ یہ قبولیتِ دعا کے مقامات میں سے ہے۔

حطیم نصف دائرہ کی شکل میں ہے، اس کو حجرِ اسماعیل بھی کہا جاتا ہے، اس لئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کے پاس حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ کیلئے ایک جھونپڑی نما سائبان بنا دیا تھا، لیکن یہ بات یاد رہے کہ حطیم کا تین میٹر حصہ کعبہ کا جز ہے، جو کعبہ سے ملا ہوا ہے، اس کے بعد باقی حصہ حطیم کا وہ کعبہ سے باہر ہے۔ (سنن الترمذی، کتاب الحج، باب ماجاء فی الصلوٰۃ فی الحجر، تاریخ مکہ مکرمہ ص ۴۸)

سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا...... فتح مکہ کے وقت مسلمان ہوئیں، جہاں ان کا گھر تھا وہ جگہ اب توسیع حرم میں آ چکی ہے، یہ جگہ مسقّف حصے میں تھی، باب ملک عبدالعزیز سے داخل ہوں تو ترکوں کے بنائے ہوئے مسقّف حصے میں بائیں طرف دو سفید رنگ کے ستون، آپس میں بہت قریب قریب، سیدہ کے گھر کے مقام کی نشاندہی کیلئے بنائے گئے، یہاں کچھ اونچی سی جگہ ابھی کچھ عرصہ تک باقی تھی، مگر وہاں چونکہ ہر وقت لوگوں کا ہجوم لگا رہتا تھا، نوافل وغیرہ پڑھنے کیلئے، تو اس جگہ کو فرش کے برابر کر دیا گیا۔ (اب تو سنا ہے کہ ترکوں کا بنایا ہوا یہ سارا مسقف حصہ منہدم کر کے مطاف کی توسیع کا منصوبہ بنایا جا رہا ہے۔)

سفرِ معراج کی منزلیں

شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایسی زمین پر ہوا جہاں کھجور کے درخت تھے، جبریل علیہ السلام کے کہنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں نماز پڑھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ یہ یثرب ہے جہاں آپ ہجرت کریں گے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک اور زمین پر ہوا وہاں بھی نماز پڑھی، جبریل امین نے بتایا کہ آپ نے وادی سینا میں شجرہ موسیٰ کے قریب نماز پڑھی، جہاں اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام سے ہم کلام ہوئے، اسی طرح مدین میں نماز پڑھی جہاں شعیب علیہ السلام رہتے تھے، آخر میں بیت اللحم میں نماز پڑھی جہاں عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے، بیت المقدس پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے براق کو اس حلقے سے باندھ دیا جس سے انبیاء کرام علیہم السلام اپنی سواریوں کو باندھا کرتے تھے۔

اذان و اقامت ہوئی، جلد ہی تمام انبیاء کرام علیہم السلام جمع ہو گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں تمام انبیاء نے نماز پڑھی، پھر آسمانوں اور بلندیوں کی طرف سفر شروع ہوا، ہر آسمان پر مختلف انبیاء کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آمدید کہا، ان سے ملاقات ہوئی، سدرۃ المنتہیٰ پہنچے، بیت المعمور، جنت، دوزخ کی سیر کی، پھر ایسے مقام تک پہنچے جہاں صریف الاقلام کو سنتے تھے، صریف الاقلام کا معنیٰ ''لکھتے وقت قلم کی آواز'' یہ وہ مقام ہے جہاں ملائکہ قضاء وقدر کے احکام اللہ کے حکم سے لکھتے ہیں، پھر قربِ خداوندی کا شرف ملا، واپسی پر پانچ نمازوں کا تحفہ لے آئے۔ (الخصائص الکبریٰ، باب خصوصیتہ بالاسراء بتلخیص)

ضجنان میں پانی پیا

صبح کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے سامنے واقعہ بیان کیا، کفار نے تکذیب کی، مذاق اڑایا، بعض نومسلموں کے بھی قدم ڈگمگائے، مگر مخلصین نے تصدیق کی، ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا، تمہارا دوست تو ایسا کہہ رہا ہے، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تو بالکل سچ فرمایا ہے، میں تو اس کی تصدیق کرتا ہوں۔

مشرکین کوتو تمسخر کرنے کا موقع ہاتھ آیا، آ گئے امتحان لینے، بیت المقدس کی تفصیلات پوچھنے لگے، حدیث شریف میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالی نے بیت المقدس کو دار عقیل کے پاس میرے سامنے کر دیا، وہ مجھ سے جو پوچھتے رہے، میں بیت المقدس کو دیکھ دیکھ کر اس کا جواب دیتا رہا''......اس سے ان کی زبانوں پہ تالے پڑ گئے اور دم بخود رہ گئے، جب بیت المقدس کے بارے میں کوئی بات پوچھنے کی نہ رہی تو کہنے لگے کہ راستے کی کچھ علامات بتائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''راستہ میں فلاں جگہ پہ مجھے ایک قافلہ ملا، جو شام سے واپس آ رہا ہے، اس کا ایک اونٹ بھی گم ہو گیا جو بعد میں مل گیا، انشاء اللہ تین دن بعد وہ مکہ مکرمہ پہنچے گا، ایک خاکستری رنگ کا اونٹ سب سے آگے ہو گا جس پر دو بورے لدے ہوں گے''......تیسرے دن اسی شان سے قافلہ آ پہنچا، ولید بن مغیرہ نے کہا یہ سحر ہے، باقی لوگوں نے بھی اس کی تصدیق کی۔

ابن کثیر رحمہ اللہ نے مزید لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علامات بتاتے ہوئے فرمایا:۔ میں ضجنان میں فلاں قبیلے کے ایک قافلہ میں گزرا، میں نے دیکھا سب سو رہے ہیں، ان کے پاس پانی کا ایک برتن ہے جو ڈھکا ہوا ہے، میں نے اس سے پانی پیا اور پھر برتن کو ڈھک دیا۔ (البدایۃ والنہایۃ، فصل الاسراء برسول اللہ ﷺ من مکۃ الی بیت المقدس)

ضجنان (حرة المحسنية)، یہاں سے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کئی بار گزرے

"Zajnaan (Hiratul Muhsiniyah)", the prophet ﷺ went through here many time

ضجنان ......مکہ مکرمہ کے شمال میں ایک سیاہ پتھروں والا زمینی علاقہ، آجکل حرة المحسنية کے نام سے پہچانا جاتا ہے، محسن بن حسین امیر مکہ (المتوفی ۱۰۳۸ھ) کو پتہ چلا کہ کچھ حجاج کرام پیاس کی شدت کی وجہ سے اس علاقے میں انتقال کر گئے، انہوں نے ایک کنواں کھدوایا، یہ کنواں ''بئر المحسنية'' سے مشہور ہوا تو اس حرہ کا نام بھی ''حرة المحسنية'' پڑ گیا۔ مکہ مکرمہ سے تقریباً ۴۵ کلومیٹر طریق الھجرۃ قدیم روڈ پہ وادی فاطمہ سے آگے روڈ کے دائیں جانب اس کا محل وقوع ہے، اس کے بعد کراع الغمیم کا علاقہ ہے، جہاں آجکل ایک بہت بڑی فیکٹری ہے۔ (علی طریق الھجرۃ ص ۱۸ الشیخ البلادی رحمہ اللہ، معالم مکۃ التاریخیۃ والاثریۃ ص ۱۵۹ بتغییر مؤلفہ، عاتق بن غیث البلادی رحمہ اللہ، دار مکۃ للنشر والتوزیع)

یہی وہ میدان ہے جہاں کسی زمانے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اونٹ چرایا کرتے تھے، اپنی خلافت کے زمانے میں ایک بار اِدھر سے گزرے تو آبدیدہ ہو کر فرمایا: اللہ اکبر! ایک وہ دن تھا کہ جب میں اس جگہ خطاب کے اونٹ چرایا کرتا تھا، کبھی یہاں لکڑیاں چنتا، کبھی جانوروں کیلئے پتے جھاڑتا، میرا والد بڑا سخت طبیعت تھا، وہ مجھ پہ بہت سختی کیا کرتا تھا، اور ایک آج کا دن ہے سب لوگ میرے ماتحت ہیں، اللہ کے سوا کوئی مجھ پہ کوئی حاکم نہیں ہے۔ (جامع الاحادیث، مسند عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ) ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضجنان میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو صلوٰۃ الخوف پڑھائی۔ (سنن الترمذی، تفسیر سورۃ النساء)

کعبہ کے سامنے باجماعت نماز (چار ائمہ کے مصلے)

پہلے مسلمان فجر اور عشاء کی نماز پڑھا کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم معراج سے امت کیلئے پانچ نمازوں کا تحفہ لائے، ان نمازوں کی ترتیب اور اوقات کی تعلیم دینے کیلئے جبریل امین نے عملی طور پر دو دن خانہ کعبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام ﷺ کو نماز پڑھائی، بابِ بیت اللہ کے سامنے دائیں جانب امامتِ جبریل کا واقعہ پیش آیا، آج بھی بعض نمازوں میں امام کعبہ اسی جگہ کے قریب کھڑے ہو کر نماز پڑھاتے ہیں۔

یہاں ایک بات کا ذکر ضروری ہے کہ امت محمدیہ میں چار ائمہ کے مسالک ہیں، ہر امام اور اس کا مسلک حق ہے، جس امام کی تقلید کی جائے وہ حق ہے، بہت زمانے تک حرم شریف میں چار ائمہ کے الگ الگ مصلے ہوتے تھے، چاروں مصلوں پہ چھوٹی چھوٹی عمارتیں بنی ہوئی تھیں، جن میں مذاہب اربعہ کے پیروکار یکے بعد دیگرے اپنے اپنے امام کی اقتداء میں نماز پڑھتے تھے، مصلیٰ حنفی بیت اللہ کے رکن عراقی اور شامی کے محاذات میں دارالندوہ کی جگہ واقع تھا، مصلیٰ شافعی مقام ابراہیم کے مقابل مطاف کے اندر تھا، اسی سے متصل ہی منبر شریف تھا، نماز جمعہ اسی مصلیٰ پہ ہوتی تھی، مصلیٰ مالکی مصلیٰ حنفی کے دائیں جانب تھوڑے فاصلہ پہ تھا، اور اس مصلیٰ کے دائیں جانب مصلیٰ حنبلی واقع تھا۔

سعودی حکومت کی کوششوں سے مسالک اربعہ کے ائمہ اور عوام ۱۳۸۶ھ میں ایک مصلیٰ اور ایک امام پہ متفق ہو گئے، اور ایک ہی امام کی اقتداء میں نماز پڑھی جانے لگی، آجکل جو امام نماز پڑھاتے ہیں وہ حنبلی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں۔ (تاریخ المکۃ المکرمۃ ص ۴۵۳)

مسجد الحرام کی قدیم تصویر، چاروں ائمہ کے مصلے بھی نظر آرہے ہیں (تصویر: ۱۳۷۱ھ)

An ancient picture of "Masjid-ul-Haraam". The prayer-place of the four prayer leaders (Imam) can be seen. (Picture AH 1371)

مصلیٰ جبریل ''معجن''

بابِ کعبہ اور رکنِ عراقی کے درمیان ایک گڑھا تھا، جسے ''معجن'' یا مصلیٰ جبریل کہا جاتا تھا، اس وقت یہ جگہ موجود نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ تشریف فرما تھے، جبریل امین نماز کی کیفیت سکھانے کیلئے تشریف لائے، اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ اول مکان ہے جہاں آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ فرمایا، نماز پڑھی، شدت اور پریشانی کے لمحات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اس جگہ تشریف لاتے، ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: جب تمہیں کوئی پریشانی لاحق ہو، تمہاری نیت صاف ہو، اس پریشانی سے چھٹکارا کی کوئی صورت نہ مل رہی ہو، تو اس معجن میں جاؤ، اللہ کی رضا کیلئے دو رکعت پڑھو، ان شاء اللہ اللہ تعالیٰ بہت جلد تمہیں غم و پریشانی سے نجات عطا فرمائیں گے۔ (اماکن مشہورۃ فی حیات محمد صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱۱۴، الشیخ حنفی المحلاوی، عالم الکتب)

اسی گڑھے والی جگہ پہ کسی زمانے میں مقام ابراہیم تھا، حقیقت میں یہاں گڑھا وغیرہ کچھ بھی نہیں تھا، ابتداء اسلام میں محض مٹی کا کچا فرش تھا، اور اس جگہ علامت کے طور پر سفید ریت ڈالی گئی تھی، بعد ازاں جب مطاف میں پتھروں اور سنگ مرمر کا فرش بنایا گیا تو اس جگہ گہرا گڑھا نما حوض بھی بنا دیا گیا، یہ مستطیل شکل کا حوض نما گڑھا تھا، اس کا طول ۲ میٹر، عرض ایک میٹر ۱۰ سنٹی میٹر اور گہرائی ۲۸ سنٹی میٹر تھی، اس میں چار آدمی سہولت سے نماز پڑھ سکتے تھے۔

حج کے ایام میں حجاج کرام کی کثرت کے باعث کئی آدمی اس میں گر کر مر جاتے، جس کے باعث یہ گڑھا زائرین کیلئے تکلیف دہ ثابت ہونے لگا، تو سعودی حکومت نے اسے بند کرنے کا فیصلہ کیا، چنانچہ ۱۹۵۸ء میں جب کعبہ شریف کی چھت تبدیل کی گئی تو اس موقع پہ اسے بھی بھر دیا گیا، کعبہ شریف کا پرانا مستعمل چونا جو کعبہ شریف کی چھت گرانے سے حاصل ہوا تھا، وہ اس حوض میں ڈالا گیا، پھر اس پہ آب زمزم میں دھلی ہوئی ریت کی تہہ لگائی گئی، بعد ازاں اس پہ چونا ملی ہوئی مٹی کا گارا لگا کر سفید سنگ مرمر کا فرش لگا دیا، یہ کام جمعرات کے دن چاشت کے وقت شروع ہوا اور ظہر سے پہلے مکمل ہو گیا۔ (تاریخ المکۃ المکرّمۃ، ذکر مصلیٰ جبریل)

کعبہ کے سائے میں

محمد بن سوقہ ؒ کہتے ہیں کہ ہم سعید بن جبیرؒ کے ساتھ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے تھے، انہوں نے فرمایا: ''تم لوگ اس وقت روئے زمین پر سب سے افضل اور مبارک سایہ میں بیٹھے ہو''۔ (اخبار مکۃ، ذکر الجلوس فی ظل الکعبۃ وفضل ذلک)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مبارک سائے میں بیٹھنا متعدد بار ثابت ہے۔

❁ ایک بار حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کعبہ آئے، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے سائے میں اپنی چادر سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے، خبیب رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! آپ ہمارے لئے دعا کریں، نصرت مانگیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدھے ہو کر بیٹھ گئے، اور ارشاد فرمایا: تم سے پہلے لوگوں کے جسم لوہے کے آرے وغیرہ سے چیرے گئے، لوہے کی کنگھیوں سے ان کے گوشت پوست نوچے جاتے تھے، اور تم ابھی سے گھبرا گئے۔ (صحیح البخاری کتاب الاکراہ بالاختصار)

❁ ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے سایہ میں بیٹھے تھے، سورۂ تبت کے نازل ہونے کے بعد، ابولہب کی بیوی ام

جمیل بڑبڑاتی ہوئی اُدھر آئی،صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: یارسول اللہ! یہ عورت بہت زبان دراز ہے،آپ اگر ادھر ٹھہرے رہے تو کہیں اس کی بدزبانی سے آپ کو تکلیف نہ ہو،وہ چیختی چلاتی آئی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کچھ کہہ کے چلی گئی،ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یارسول اللہ! وہ آپ کو کیوں نہ دیکھ سکی؟ فرمایا: ایک فرشتہ نے مجھے اپنے پروں میں چھپائے رکھا۔(کنز العمال،تفسیر سورۃ تبت۔السیرۃ الحلبیۃ،ذکر استخفاءﷺ فی دار الارقم)

❁...... ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک بار آیا،آپ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے سایہ میں تشریف فرما تھے، فرمایا: وہ لوگ بہت خسارے اور تباہی میں ہیں (جو صاحب نصاب ہونے کے باوجود زکوٰۃ نہیں دیتے)۔(جامع ترمذی،کتاب الزکوٰۃ)

❁...... ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پہ اپنی اونٹنی کعبہ کے سایہ میں بٹھائی، پھر داخل کعبہ ہوئے اور نماز پڑھی۔(شرح معانی الآثار،باب الصلوٰۃ فی الکعبۃ)

❁...... ابو ہریرہ اور ابو رمثہ رضی اللہ عنہما نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ کے سایہ میں بیٹھے دیکھا۔

خانہ کعبہ کا سایہ،روئے زمین پر سب سے مقدس سایہ عشاق کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر طواف میں مشغول ہے

The shadow of "Khana-e-Kaabah", the most sacred shadow on entire Earth. A whole sea of pilgrims can be seen engaged in the "Tawaaf" ritual

انصارِ مدینہ کی قلعۂ اسلام میں آمد

حج بیت اللہ کیلئے دور دراز کے ممالک سے متعدد قبائل مکہ مکرمہ آتے،اس اجتماع کی مناسبت سے مکہ مکرمہ کے اردگرد بازار اور میلے لگتے،خلق کثیر اس میں جمع ہوتی،نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ان مواقع پہ خیمہ گاہوں میں جا جا کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے......سالہا سال کی جاں گداز محنت کے باوجود مکہ مکرمہ اور اس کے گردونواح میں قبول حق کے کہیں آثار دکھائی نہ دیے تو اللہ تعالی نے دور دراز کے لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کردیا،آزمائش کی گھڑیوں کے بعد اب اسلام کے ظہور اور زمانہ فتح کا وقت آن پہنچا...... یہ ۱۱ نبوی کی بات ہے کہ حسبِ معمول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعوتی مشن پر حدودِ منیٰ میں مختلف خیموں اور فرودگاہوں میں گشت فرما رہے تھے کہ خدائے لم یزل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عقبہ کی گھاٹی میں پہنچا دیا،جہاں خوش بخت روحیں آپ کے انتظار میں تھیں،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا:۔..........((من أنتم ؟))آپ کون لوگ ہیں؟

وہ کہنے لگے:۔'نفر من الخزرج' ہمارا تعلق خزرج سے ہے.....((أمن موالي اليهود ؟))وہی خزرج والے جو یہود کے حلیف اور دوست

ہیں؟......وہ بولے:۔'نعم '......جی ہاں؛

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔((أفلا تجلسون أكلمكم ؟)) تھوڑی دیر یہاں بیٹھتے نہیں، میں آپ سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں؟

'بلی '...... کیوں نہیں! بیٹھ جاتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام کی دعوت دی، قرآن کریم کی آیات سنائیں...... سچے چہرے کو دیکھ کر وہ آپس میں کہنے لگے کہ جس نبی کا انتظار ہو رہا ہے یہ تو وُہی لگتے ہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہودی لوگ قبول اسلام میں ہم سے سبقت کریں، اتفاق رائے سے سب حلقہ بگوش اسلام ہو گئے......پھر انہوں نے عرض کیا:۔

'جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ ہماری قوم ایک خطرناک لڑائی کے موڑ پر ہے، ہم جا کر صلح کی کوشش کریں گے اور ان سب کو اسلام کی دعوت دیں گے، اگر آپ کی وجہ سے ان میں صلح ہو گئی تو آپ سے زیادہ عزت والا کوئی نہ ہوگا، اگلے سال موسم حج میں پھر ملیں گے'۔

پھر وہ خدا حافظ کہہ کر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے، ان کی تعداد چھ تھی...... یہ حضرات اگلے سال آئے تو ان کی تعداد بارہ تھی، اُسی طرح رات کے وقت منیٰ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کر کے بیعت کی، دن کو ملنا ممکن نہ تھا...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی قرآن مجید اور دینی مسائل سکھانے کیلئے مدینہ منورہ تشکیل کر دی، یہ دونوں اِن کے ساتھ مدینہ منورہ چلے گئے، اور مدینہ منورہ میں اسلام تیزی سے پھیلنے لگا۔ (فتح الباری، باب وفود الانصار الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمکۃ وبیعۃ العقبۃ)

مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں نورِ اسلام

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے اپنے مکان میں ٹھہرایا، با جماعت نماز کا اہتمام کیا گیا، حضرت مصعب رضی اللہ عنہ مدینہ والوں کے معلم، مدرس اور امام تھے، 'قاری، المقری' کے نام سے مشہور تھے، بہت ہی ہوشیار اور اندرونی معاملات کو سمجھنے والے تھے، انہوں نے بہت ہی بصیرت و دانائی سے دعوت و تبلیغ کا کام شروع کیا اور اس سلسلے میں جو خطرات سامنے آئے خوب حکمت سے ان کا دفاع کیا، اِن کے مدینہ منورہ پہنچ جانے سے اشاعت اسلام میں نمایاں ترقی ہوئی، اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کو ہر قبیلے میں لے جاتے اور انہیں اسلام کی دعوت دیتے، ابن سعد رحمہ اللہ لکھتے ہیں:۔

وكان يأتي الأنصار في دورهم وقبائلهم فيدعوهم إلى الإسلام ويقرأ عليهم القرآن فيسلم الرجل والرجلان حتى ظهر الإسلام وفشا في دور الانصار كلها والعوالي......مصعب رضی اللہ عنہ انصار کے گھروں اور خاندانوں میں جا کر اسلام کی دعوت دیتے اور قرآن سناتے، چنانچہ ایک ایک دو دو آدمی مسلمان ہو جایا کرتے تھے، حتی کہ اسلام بالکل ظاہر ہو گیا اور انصار کے تمام گھروں اور بالائی حصہ میں پھیل گیا۔ (طبقات ابن سعد ۳/۱۱۰، محمد بن سعد الزہری، مکتبۃ الخانجی بالقاہرۃ)

محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو لینے چلے

داعیانِ اسلام کی جہد مسلسل کے بعد مدینہ منورہ کی فضا بالکل بدل گئی، آفتاب اسلام کی کرنوں نے طیبہ کے کناروں کو منور کر دیا، ایمان بشاشت کے ساتھ مقدس نفوس کے سینوں میں اُتر گیا، گلی گلی میں دعوت اسلام کی آواز گونج رہی تھی، ہر گھر میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے والے اور جان و روح

فدا کرنے والے پیدا ہوگئے ......اب اس سرزمین کے باسی اس قابل ہوگئے تھے کہ نصرتِ اسلام کا علم اٹھائیں اوران مسلمانوں کو مرحبا کہیں جو مکہ مکرمہ میں انگاروں پر زندگی گزار رہے ہیں......اہل مدینہ نے آپس میں کہا:۔

''کب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ کے پہاڑوں میں مارے مارے پھرتے رہیں گے؟ کب تک اہل مکہ کے خوف سے وہ چھپ چھپ کر زندگی گزارتے رہیں گے؟ وہ کب تک مکہ کے گردونواح میں مختلف قبائل کے پاس جا کر کہتے رہیں گے، ((مـن يـؤوينـي ؟مـن ينـصـرنـي؟حتى أبلغ رسالة ربي ،وله الجنة)) [کون ہے جو مجھے ٹھکانہ دے، میری مدد کرے اوراس کیلئے جنت ہو، تا کہ میں اپنے رب کا پیغام پہنچاؤں]''۔

اہل مدینہ نے مشورہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ طیبہ بلا لینا چاہئے ،حکیمانہ فیصلہ کے مطابق اہل مدینہ کے استاذ ومعلم حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ حج سے پہلے واپس مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ کی فضا اور ماحول سے آگاہ کیا، یہ بھی بتایا کہ ابھی حج کے موسم میں آپ کے عاشقوں کی اتنی تعداد آپ کی زیارت کو آرہی ہے کہ انہیں دیکھ کر آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی ......چنانچہ حج کے موقع پر غلامان محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے محبوب کو لینے چل نکلے، مکہ مکرمہ آپہنچے، ان سب کی خواہش اور چاہت تھی کہ ہم اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کریں اور انہیں مدینہ طیبہ آنے کی دعوت دیں......رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے آئے ہوئے اپنے غلاموں اوراسلام کے حمایتیوں کی اتنی بڑی تعداد دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ (سبل الہدی والرشاد ۳/ ۲۷۷ باضافۃ وتغییر کثیر)

منیٰ میں لیلۃ العقبہ کا منظر

اِن کی تعداد ستر [۷۰] سے زائد تھی ،قبیلہ اوس کے گیارہ اور قبیلہ خزرج کے ۶۲ بزرگ تھے، رات کا پہلا تیسرا پہر گزر گیا تو چھپتے چھپاتے یہ سب اُسی جگہ پہنچے جہاں وہ پچھلے دو سالوں میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتے رہے تھے، سب نے بیعت کی ،مدینہ منورہ لے جانے کی پیشکش کی، حضرت عباس رضی اللہ عنہ ساتھ تھے جو اس وقت مسلمان تو نہیں ہوئے تھے، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت اپنا فرض محبت سمجھتے تھے، کہنے لگے:۔

''اے انصار! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی قوم میں نہایت عزت والے ہیں، ہم ان کے حامی ومددگار ہیں، اگر تم ان کی پوری حفاظت وحمایت کرسکو اور مرتے دم تک اس کو نبھا سکو تو بتاؤ ورنہ ابھی سے صاف صاف جواب دے دو''۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ کہنے لگے: ہم لوگ تلواروں کی گود میں پلے ہیں، (یعنی حفاظت کرنا خوب جانتے ہیں)......ایک انصاری ابوالہیثم رضی اللہ عنہ نے کہا:۔

''یارسول اللہ! ہمارے اب یہود سے تعلقات منقطع ہو جائیں گے، ایسا تو نہ ہوگا کہ جب آپ کو قوت واقتدار اور فتوحات نصیب ہوں تو آپ ہمیں چھوڑ کے اپنے وطن چلے جائیں''......آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا:۔

''نہیں، ہرگز نہیں، تمہارا خون میرا خون، تم میرے اور میں تمہارا، جس سے تمہاری جنگ اس سے میری جنگ اور جس سے تمہاری صلح اس سے میری صلح''۔

دورانِ بیعت حاضرین میں جوش وخروش کی وجہ سے آواز بلند ہوگئی ،جس پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے انہیں چپ کرایا اور بتایا کہ کفار کے جاسوس

پیچھے لگے رہتے ہیں، اس لئے احتیاط ضروری ہے...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظم وانتظام کیلئے انصار کے بارہ نقباء مقرر فرمائے، یوں عقبہ کی یہ آخری بیعت بخیر وخوبی سرانجام پائی (البدایۃ والنہایۃ، قصۃ البیعۃ العقبۃ الثانیۃ)

مسجد عقبہ (بیعت والی مسجد)

نبوت کا یہ تیرہواں سال تھا، منیٰ کی گھاٹی کے قریب جس جگہ امتیوں اور محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا محبت، عہد و پیمان، اطاعت اور وفا شعاری کا یہ عاشقانہ منظر رونما ہوا، یادگار کے طور پر آج اس جگہ مسجد عقبہ (مسجد بیعت) قائم ہے، عباسی خلیفہ ابوجعفر منصور نے ۱۴۴ھ میں یہ مسجد تعمیر کرائی، پھر مختلف زمانوں میں اس کی تعمیر ومرمت ہوتی رہی، موجودہ تعمیر ترکوں کی ہے جو پتھروں اور چونے سے بنائی گئی ہے، آثار ومعالم کے طور پر سعودی حکومت نے اس کی وہی قدیم تعمیر کو باقی رکھا ہے، ہمیں اس مسجد کو اندر سے دیکھنے کی شدید پیاس اور تڑپ تھی...... 2009 کے چند ماہ قیام کے دوران ہم نے ایک بار جمعۃ المبارک کے دن زوال سے کچھ دیر قبل اس مسجد میں جانے کا پروگرام بنایا، کیونکہ اس وقت اکثر لوگ نمازِ جمعہ کی تیاری میں لگے ہوتے ہیں، مزدور اور کام کرنے والے بھی چھٹی پر ہوتے ہیں۔

جب ہم مسجد کے قریب پہنچے تو اس کے چاروں طرف لوہے کا مضبوط جنگلا لگانے کا کام جاری تھا، اندر جانے کیلئے ایک چھوٹا سا راستہ کھلا تھا، ہم نے موقع کو غنیمت جانا اور مسجد کے اندر داخل ہوئے...... سبحان اللہ! عجیب روحانی منظر تھا، مسجد کا چھوٹا سا احاطہ، اوپر کوئی چھت نہیں، احاطہ کے پیچھے کچھ وسیع صحن، مسجد کی دیواروں پر مختلف قسم کے قدیم پتھر کے کتبے نصب ہیں، جن پر مختلف رسم الخط میں عربی عبارتیں لکھی ہوئی ہیں، ایک پتھر پر غور کرنے سے [ابو جعفر المنصور المستنصر بالله امير المؤمنين] کا نام پڑھا جاتا ہے، جو اس مسجد کے اول بانی تھے...... ہمیں اللہ تعالی نے اس یادگار مسجد میں تحیۃ المسجد پڑھنے کی توفیق عطا فرمائی۔

پہلے یہ مسجد پہاڑی کے اُس طرف گھاٹی میں واقع تھی، مگر جب راستوں کی توسیع کیلئے پہاڑیاں ختم کی گئیں تو یہ مسجد میدان میں سامنے آگئی، جمرہ عقبہ کے بعد مکہ شریف کو آتے ہوئے دائیں طرف میدان میں یہ مسجد قائم ہے، جو ہر دیکھنے والے کو انصارِ مدینہ جیسا جذبۂ عشق ووفا اپنانے کی دعوت دیتی ہے...... انصار مدینہ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا، ایثار وقربانیوں کی ایسی داستانیں رقم کیں جن کی نظیر قیامت تک ملنا مشکل ہے، شفیق ومہربان نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس محبت ووفا کی لاج رکھی، اپنا مرنا جینا انصارِ مدینہ کے ہاں ہی بنایا، اور آج بھی انہی عاشقوں کے جھرمٹ میں آرام فرما ہیں۔

اب ہجرت کی راہ ہموار ہوگئی

ذوالحجہ ۱۳ نبوی کی اس بیعت سے تاریخ اسلام میں ایک نئے باب کا اضافہ ہوا، کچھ اصحاب سیر نے اِسے 'فتح الفتوح' کا نام دیا ہے، کیونکہ بعد کی ساری فتوحات کی بنیاد یہی بیعت تھی، اس بیعت کبریٰ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے جو وعدے لئے، وہ پہلی بیعتوں میں نہیں لئے۔

انصار مدینہ حج کے بعد بیعت کا اعزاز لئے واپس اپنے وطن پہنچے، اب وہ بیعت کے تقاضوں کو پورا کرنے میں کوشاں تھے، جو وعدہ منیٰ کی گھاٹی میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کر آئے تھے اب اس کے ایفاء کی انہیں فکر تھی، وہ بہت شدت سے منتظر تھے کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئیں اور ہم ان کی حفاظت ونصرت کر کے، اُن پر فدا وقربان ہوکر دنیا کو دکھا دیں کہ نصرت ایسی ہوتی ہے، ہم وعدے کے سچے اور قول کے پکے ہیں۔

اب ہجرت کی راہیں ہموار ہوگئیں ۔طیبہ کی فضا اب مہاجرین کا استقبال کرنے کیلئے بے تاب تھی، ماحول ساز گار تھا،ظلم و جبر کی تاریک رات اب چھٹ چکی تھی ۔اسلام اوراس کے ماننے والوں کی بے کسی اور بے بسی کی مدت اختتام پذیر تھی، کفار کی ستم رسانیوں کے ۱۳ سال ختم ہونے کو تھے، امن وسکون کے دور کا آغاز ہونے والا تھا ۔مسلمانوں کو اسلام کے نئے دارالہجرت میں منتقل ہوکر ایک نئی زندگی کا سفر شروع کرنا تھا، اسلام کے علم برداروں کا آفتابِ اقبال طلوع ہونے والا تھا۔۔ اب دین محمدی کا جھنڈا اس شان سے لہرائے گا کہ کوئی آندھی، طوفان اس کو سرنگوں نہیں کر سکے گا۔ فضائے مکہ مکرمہ میں اسلام کی آواز غربت کے ساتھ گونجی اور ۱۳ سال تک اسلام غریب ہی رہا، انصار مدینہ نے دعوتِ حق کو اپنے اندر جذب کر کے اسلام کے نام لیواؤں کو مدینہ منورہ بلا لیا، یوں اللہ تعالی نے ہجرت کو اسلامی اقتدار، نصرت اور غلبے کا وسیلہ بنایا۔

مسجد بیعت (مسجد العقبہ) کی مختلف جھلکیاں، اس مقام پر 6 خوش بخت خزرج نے اسلام قبول کیا اور پھر ہجرت کی راہ ہموار ہوئی (تصویر 2009)

Different glimpses of "Masjid-e-Bayeet" ("Masjid-ul-Uqbah"). At this place six fortunate "Khazraj" embraced Islam and then paved the way for "Hijrat", the migration (Photograph 2009)

سفرِ ہجرت لمحہ بہ لمحہ

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کی جگہ خواب میں دکھائی گئی، وحی الٰہی نے بھی مدینہ منورہ کی تعیین کر دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ والوں کی اس قدر محبت وعقیدت کے جذبات بھی دیکھ لئے، اب بحکمِ خداوندی صحابہ کرام ؓ کو اشارہ دے دیا کہ مکہ مکرمہ خالی کر دیں، مسلمان اب مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے جانے لگے، ہجرت کرنا کوئی آسان کام نہ تھا، جان ہتھیلی پہ رکھ کر مہاجرین نکلے، سب مسلمان یکے بعد دیگرے ہجرت کر کے جاتے رہے، اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ابوبکر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے سوا کوئی باقی نہ رہا، ہاں چند ضعفاء اور کمزور صحابہ تھے جو بعد میں وقفے وقفے سے مدینہ منورہ آتے رہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب وحی الٰہی کے منتظر تھے۔

"Masjid-e-Abu-Bakr ؓ". At this place stood the house of Abu-Bakr ؓ. The Prophet ﷺ took along his companion ؓ from this place and embarked on the migration

مسجد أبي بكر الصديق صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم ورفيقه في الهجرة من مكة المكرمة إلى المدينة النبوية - وبجانب مسجده داره التي بدأت منها الهجرة المباركة إلى طيبة الطيبة م الصورة عبد القدوس الأنصاري في كتابه طريق الهجرة النبوية

مسجد ابوبکر صدیق ؓ، یہاں حضرت ابوبکر ؓ کا گھر تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہمسفر کو اسی جگہ سے ساتھ لیا اور سفرِ ہجرت پر روانہ ہوئے

ابوبکر صدیق ؓ کے گھر میں

ہجرت سے دو تین دن پہلے عین دوپہر کے وقت شدید گرمی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر ؓ کے گھر پہنچے، دستک دی، ابوبکر ؓ کہنے لگے: فداء لہ ابی وامی واللہ ماجاء بہ فی ہذہ الساعۃ الا امر' ..... 'میرے ماں باپ ان پہ صدقے، اللہ کی قسم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت معمول کے خلاف تشریف لائے ہیں، ضرور کوئی اہم معاملہ ہے'۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'کچھ مشورہ کرنا ہے، سب کو ہٹا دو'...... ابوبکر ؓ نے کہا: یہاں

صرف آپ کے گھر والے ہیں......فرمایا: 'مجھے ہجرت کی اجازت ہو چکی ہے'، ابوبکر رضی اللہ عنہ جلدی سے بولے، مجھے بھی ہمراہی کا شرف حاصل ہوگا؟

فرمایا: 'ہاں'......ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ سن کر آبدیدہ ہوگئے، یہ خوشی اور تشکر کے آنسو تھے، کہنے لگے، میرے ماں باپ آپ پہ قربان، میں نے اسی مقصد کیلئے دو اونٹنیاں تیار کر رکھی ہیں۔ (صحیح البخاری، باب ھجرۃ النبی ﷺ واصحابہ الی المدینۃ)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دو گھر تھے، (۱) گھر دار خدیجہ رضی اللہ عنہا کے محلّہ زقاق الحجر، زقاق العطارین میں تھا، دوسرا گھر مسفلہ میں تھا۔ (جزیرۃ العرب ص ۲۳۱)......دوسرا گھر مسفلہ کے علاقے میں مرکز مسجد حرام سے ۲۰۰ میٹر کے فاصلے پہ تھا، یہ گھر پھر مسجد کی شکل میں تبدیل ہوگیا، کافی عرصہ تک یہ مسجد قائم رہی، مسجد کا نام بھی 'مسجد ابوبکر رضی اللہ عنہ' تھا......پھر شہر کی جدید توسیع کے وقت اس یادگار مسجد کا اثر بھی ختم ہوگیا، باب ملک فہد کے سامنے جہاں اس وقت بسیں کھڑی ہوتی ہیں اسی کے قریب قریب ہی یہ مسجد تھی۔

سفرِ ہجرت کی یہ داستان بڑی پُر اثر اور غمگین ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی باوجود اختصار پسندی کے اس داستان کو بڑے تفصیلی اور عاشقانہ انداز میں لکھا ہے، باب کا نام رکھا ہے ''باب ھجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ الی المدینۃ''

کفار کا اجلاس

مسلمان یکے بعد دیگرے ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچ گئے، مکہ مکرمہ مسلمانوں سے خالی ہوگیا، قریش نے سوچا کہ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے اصحاب کے بغیر مکہ مکرمہ میں رہیں، آج نہیں تو کل یہ بھی مدینہ منورہ چلے جائیں گے اور ہمارے خلاف محاذ بنائیں گے، سوائے لڑائی کے اور کیا ہوگا، اس لئے قبل اس کے کہ وہ ہمارے ہاتھ سے نکل جائیں، کوئی ٹھوس فیصلہ کرنے کی ضرورت ہے......لہٰذا انہوں نے حتمی اور آخری فیصلہ کرنے کیلئے سب کو دار الندوۃ میں جمع کیا، اور کہا کہ کوئی عقلمند، مشورہ دینے والا رہ نہ جائے......ابلیس (شیطان) بھی بہ شکل ایک خوش شکل نجدی بوڑھے کے آپہنچا۔

کفار نے پوچھا: بڑے میاں تم کون ہو؟

کہا: 'میں نجد کا رہنے والا ایک شیخ ہوں، میں نے سنا ہے کہ تم لوگ ایک اہم معاملے میں یہاں جمع ہوئے ہو، میں بھی چلا آیا تاکہ آپ کی خیر خواہی کروں، مفید مشورے دوں'۔

مختلف آراء سامنے آئیں......ایک رائے آئی کہ اسے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو) بیڑیوں اور ہتھکڑیوں میں جکڑ کر کہیں بند کر دو اور اس کی موت کا انتظار کرو، شیخ نجدی فوراً بولا نہیں، یہ رائے درست نہیں، تم اسے قید کرلو گے تو ہوسکتا ہے کہ اس کے ساتھی تم پر حملہ کر کے اسے تم سے چھین کر لے جائیں......کسی نے رائے دی کہ اسے جلاوطن کر دیا جائے، ابلیس بولا: نہیں، یہ رائے بھی درست نہیں، تم نہیں دیکھتے، یہ کتنا شیریں گفتار ہے جہاں جائے گا، وہاں غلبہ حاصل کرلے گا اور وہ سب تمہارے خلاف ہو جائیں گے۔

ابوجہل نے تجویز دی کہ ہر قبیلے سے ایک ایک مضبوط نوجوان لیا جائے، سب مل کر جا کے اس کو قتل کر دیں، یوں اس کا خون تمام قبائل پر بٹ جائے گا اور بنو ہاشم ان سب قبائل سے کیا لڑیں گے، زیادہ سے زیادہ دیت کا مطالبہ کریں گے، وہ دینا آسان ہے، شیخ نجدی بولا: ''یہ ہوئی نا بات، اِس نے آخری بات کر دی''......سب نے اس سے اتفاق کیا، منصوبے پر عمل درآمد کیلئے رات کا وقت طے ہوا، مجلس برخاست ہوگئی۔

سب بہت خوش تھے، گویا کہ انہوں نے ابھی سے یہ سمجھ لیا تھا کہ ہم اپنے ناپاک ارادے میں کامیاب ہو گئے ہیں...... منصوبے بننے لگے، اسلحہ کی چھانٹی شروع ہوگئی، ﴿وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ﴾ ...... ادھر یہ ہو رہا تھا، اُدھر اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس چال سے بچانے کا سامان کیا، حضرت جبریل امین علیہ السلام نے آ کر سب کچھ بتا دیا اور خدا کا پیغام پہنچایا، کہ آپ آج رات اپنا کاشانہ مبارک چھوڑ دیں...... گویا کہ ہجرت کی اجازت اور حکم تھا۔ (السیرۃ لابن ہشام، ذکر ھجرتہ صلی اللہ علیہ وسلم)

دار الندوۃ (کفار کی پارلیمنٹ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے تقریباً ڈیڑھ سو سال پہلے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں سے قصی بن کلاب نے دار الندوۃ تعمیر کروایا، مکہ مکرمہ میں تعمیر ہونے والا یہ پہلا پختہ مکان تھا، اس میں مکہ والوں کے اجتماعی مشورے ہوتے، سب امور یہیں نمٹائے جاتے، گویا یہ سلطنتِ قریش کی پارلیمنٹ تھی، جب اسلام کا دور آیا تو مسلمانوں کا مرکز ''دار ارقم'' تھا اور کفار و مشرکین کا اجتماع اسی دار الندوۃ میں ہوتا، اسلام کے خلاف سازشوں کو اسی جگہ پہ تشکیل دیا جاتا، دار الندوۃ چونکہ مسجد حرم سے بالکل متصل تھا، اس لئے حج و عمرہ کے دوران، بہت سے خلفاء و امراء اسی جگہ قیام کرتے، ایک بار عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اس میں قیام فرمایا، عباسی خلیفہ معتضد باللہ نے ۲۸۴ھ یا ۲۸۱ھ میں اس جگہ مسجد بنا دی، اس جگہ سے کعبۃ اللہ عین سامنے ہے، کئی زمانے تک حنفی امام اسی جگہ پہ کھڑے ہو کر نماز پڑھاتے، (جب ہر مسلک والے اپنے امام کی اقتداء میں نماز پڑھتے تھے) ۹۴۷ھ میں امیر جدہ امیر کلدی نے اس کو گرا کر صحن حرم میں شامل کر دیا۔ دار الندوہ کا رقبہ ۳۷×۳۶=۱۳۳۲ مربع میٹر تھا، یہ جگہ کعبہ کے شمال مغرب میں مطاف اور مسقف حصے میں تھی، یادگار کے طور پر اسی سمت کے دروازے کا نام ''باب الندوۃ'' رکھا گیا ہے۔

اس مکان کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک لاکھ درہم میں خریدا تھا، پھر اس کو دار الامارہ بنا دیا، (یعنی امراء وغیرہ کے قیام کی جگہ) یہ مکان تھا تو قصی کا، پھر اس کے بیٹے عبد الدار کے ہاتھوں پہنچ گیا، پھر حکیم کے ہاتھ آیا، معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہی سے خریدا تھا، عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس پہ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے کہا: تم نے قریش کی عزت بیچ ڈالی، حکیم نے کہا: ''بھتیجے! اب تقویٰ کے سوا سب عزتیں ختم ہو چکی ہیں''۔

ایک روایت میں ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو ملامت کی کہ تم نے ایک ایسے گھر کو بیچ دیا ہے جس کے ساتھ تمہارے بزرگوں کے فخر و مکرمت کی داستانیں وابستہ ہیں، اس پر حکیم رضی اللہ عنہ نے کہا: اسلام لانے کے بعد زمانۂ جاہلیت کے ہر طرح کے مفاخر و مکارم مٹ گئے، اب فخر و عزت صرف تقویٰ سے حاصل ہو سکتی ہے، بخدا! میں نے زمانہ جاہلیت میں اس کو شراب کے ایک مٹکے کے عوض خریدا تھا، اور اب ایک لاکھ درہم میں بیچ دیا ہے، اور تم گواہ رہو، میں نے اس کی ساری قیمت اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کر دی، اب بتائیے! خسارے میں کون رہا؟ (تاریخ مکہ مکرمہ، ص ۱۴۰۔ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ذکر حکیم)

حضور مہاجر ﷺ کا بستر مبارک

آخر وہ رات آ گئی جس کا گھات میں رہنے والے مشرک انتظار کر رہے تھے، مسلح جنگجوؤں نے بیت الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کا گھیراؤ کر لیا، ہر طرف کفار کا محاصرہ، جو اسلحہ اور ننگی تلواریں لئے جان لینے کیلئے تیار کھڑے تھے، کفر کی سازش اور تدبیر عروج پر تھی، وہ بہت خوش تھے کہ آج ہم اُس ہستی کا خاتمہ کر دیں گے، جو ہمارے بتوں کو برا بھلا کہتا ہے..... مگر اللہ تعالیٰ نے کفار کے نرغے سے، اُن کے بیچوں بیچ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو نکالا اور صحیح سالم مدینہ منورہ پہنچا دیا، دشمنانِ خدا اپنی جگہ کھڑے رہ گئے، واقعی! اُس کی تدبیر تمام تدبیروں پر غالب ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا والے مکان میں تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بتادیا کہ مجھے ہجرت کی اجازت ہو چکی ہے، میرے بستر پر آپ نے سونا ہے اور یہ مکہ والوں کی امانتیں ان کے حوالے کرنی ہیں...... (قریش باوجود دشمنی کے اپنی امانتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رکھا کرتے تھے)۔

جو چادر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوتے وقت اوڑھا کرتے تھے، وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے کر کے، فرمایا:۔

یہ اوڑھ کر سوجانا، ہمارے جانے کے بعد امانتوں والے کام سے نمٹ کر مدینہ منورہ پہنچ جانا، انشاء اللہ وہیں ملاقات ہوگی، تمہارے ساتھ کوئی ناخوشگوار حادثہ پیش نہیں آئے گا۔ (سیرت حلبیہ اردو ۳/ ۷۸)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے، بحکم خداوندی مشتِ خاک لے کر محاصرہ میں کھڑے کفار کے سروں پر ڈال دی، اللہ تعالی نے سب کی آنکھیں بند کردیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اطمینان سے گزر گئے، کفار اپنی جگہ کھڑے رہ گئے، اور بعد میں اپنی ناکامی پر ہاتھ ملتے رہے۔ (سیرۃ لابن ہشام، ذکر هجرتہ صلی اللہ علیہ وسلم)

حزورہ پہ مکہ سے خطاب

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے، سیدہ عائشہ اور اسماء رضی اللہ عنہما نے سامان تیار کیا، اپنے رفیق سفر کے ساتھ گھر سے نکلے: حزورہ ٹیلے پر کھڑے ہو کر مکہ مکرمہ کو خطاب کیا: ((واللہ انک لخیر ارض اللہ واحب ارض اللہ الی اللہ ولولا انی اخرجت منک ماخرجت))''مجھے معلوم ہے کہ تو کرہ ارض پہ سب سے بہتر جگہ ہے، اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے، اگر مجھے میری قوم یہاں سے نہ نکالتی تو میں کبھی تجھے نہ چھوڑتا''...... یہ کہہ کر جبل ثور کی طرف روانہ ہو گئے۔ (سنن الترمذی، ابواب المناقب، باب فی فضل مکۃ)

حزورہ...... یہ ایک اونچا سا ٹیلہ تھا، یہاں بازار لگتا تھا، یہ جگہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر کے سامنے خیاطین کے قریب تھی، اب یہ جگہ مسجد حرام کی توسیع میں آ گئی ہے، اسی مناسبت سے کسی زمانہ میں یہاں ایک دوازے کا نام ''حزورہ'' تھا، اسی جگہ پہ عمر رضی اللہ عنہ جاہلیت میں اپنے احباب کے ساتھ بیٹھتے تھے، اور اسی جگہ سے اٹھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کی نیت سے چلے تھے۔ (تاریخ مکہ مکرمہ ص ۸۔ اخبار مکۃ للفاکہی، ذکر الحزورۃ۔ جزیرۃ العرب ص ۲۷۵)

جبل ثور...... یہ مکہ مکرمہ کا سب سے بلند وبالا پہاڑ ہے، جس کا نظارہ ہر سمت سے کیا جا سکتا ہے...... مکہ مکرمہ کے تو سب پہاڑ عزت، شرافت اور عظمت والے ہیں، مگر اس پہاڑ کو اللہ تعالی نے بہت ہی فضیلت وعظمت سے نوازا ہے، اسے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے حصن حصین (مضبوط حفاظتی قلعہ) بنایا، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہاں ٹھکانہ دے کر جبل ثور نے ہجرت میں اہم کردار ادا کیا...... جاہلیت میں اس کا نام 'ثور اطحل' تھا، ثور بن عبد مناۃ نے یہاں پڑاؤ ڈالا، قیام کیا، تو اس کے نام کی مناسبت سے یہ 'ثور' سے مشہور ہو گیا، یا اس کی شکل 'ثور' (بیل) جیسی ہے، اس لئے اسے ثور کہا جاتا ہے، اس پہاڑ کی اونچائی سطح سمندر سے ۷۵۹ میٹر ہے، اس کے شمالی سمت میں 'حی الھجرۃ' جنوب مغرب میں 'حی بطحاء قریش'، جنوب مشرق میں 'حی العوالی' واقع ہیں۔ (اماکن مشہورۃ فی حیاۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۱۴۸، حنفی المحلاوی، عالم الکتب القاہرہ)

وفادار دوست کے کندھے پر

غار ثور تک پہنچنا بہت دشوار ہے، پہاڑ پر چڑھتے ہوئے عام طور پر ڈیڑھ گھنٹہ لگ جاتا ہے، یہ تو اب کی بات ہے جب راستہ کھلا اور کشادہ کردیا گیا

ہے......وہ دونوں ساتھی کیسے اس غار تک پہنچے ہونگے ، جب راستہ بہت کٹھن اور دشوار گزار تھا، پہاڑ پر چڑھنا آسان نہ تھا، سرتوڑ چڑھائی ، سنگلاخ راستہ......نکیلے پتھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے نازک کو زخمی کر رہے تھے اور ٹھوکر لگنے سے بھی تکلیف ہورہی تھی ،تو وفادار و جانثار دوست ابوبکرؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کندھوں پر اٹھالیا اور غار کے منہ پہ پہنچ کے اتارا، جولوگ اس غار تک پہنچے، چڑھنے کی مشقت اٹھائی، وہ ابوبکر صدیقؓ کی دوستی اور خدمت کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں، اللہ تعالی نے بھی صدیق اکبرؓ کی قربانی کا صلہ دیا،عمر بھر اپنے دوست کے ساتھ رہے، روضۂ جنت میں ساتھ سورہے ہیں، قیامت میں بھی ساتھ اٹھیں گے، جنت میں بھی رفاقت برقرار رہے گی۔ رضی اللہ عنہ و ارضاہ۔ (کنزالعمال، کتاب الفضائل، باب فضل الصدیقؓ بتغییر)

غار تک پہنچے، حضرت ابوبکرؓ نے پہلے غار کو صاف کیا، سوراخ وغیرہ بند کئے، ایک سوراخ کو بند کرنے کیلئے کچھ نہ ملا تو اس میں اپنی ایڑی رکھ دی، اسی سوراخ میں سانپ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم صدیق اکبرؓ کی گود میں سر رکھ کے سو گئے، حضرت ابوبکرؓ کی ایڑی کو سانپ نے ڈس لیا، انہوں نے درد سے کراہنے کی آواز کو پست رکھنے کی کوشش کی ،جنبش بھی نہیں کر رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام میں خلل نہ ہو، مگر بلا اختیار درد کی شدت کی وجہ سے آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔

آنسو کے قطرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ انور پر گرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوگئے، دیکھا کہ ابوبکرؓ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں، حضرت ابوبکرؓ نے پوری بات بتائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک لگایا تو زہر کے اثرات ختم ہوگئے۔(سیرت حلبیۃ ۲/ ۹۸)

اللہ تعالی نے مکڑی کو حکم دیا اس نے غار کے منہ پر جالا تن دیا اور دو جنگلی کبوتروں کو حکم دیا وہ غار کے منہ پر جابیٹھے۔(مسند بزاز بحوالہ الروض الانف ۲/ ۳۱۶۔البدایۃ والنہایۃ ۳/ ۱۹۵)

غم نہ کر میرے دوست!

کفار مکہ قدموں کے نشانات دیکھ کر پیچھا کرتے کرتے غار کے دہانے تک آپہنچے، سیدنا ابوبکرؓ نے قدموں کی آوازیں، بولنے کا شوروغوغا سنا تو بہت گھبرائے، اپنا دم سادھ لیا اور نظریں محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر جمادیں، ان کا دل چاہ رہا تھا کہ کسی طرح اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی روح اور دل میں چھپالوں، غار سے نکلنے اور فرار ہونے کا ایک ہی راستہ تھا' غار کا دروازہ'، وہ بھی کفار کے قبضے میں آگیا ،مکمل طور پر دونوں مہاجر دوست ظالموں کے حصار میں تھے، ابوبکرؓ پریشانی کے عالم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی کرنے لگے:۔یارسول اللہ! وہ تو پہنچ گئے......فکرمند ہوکر رونے لگے اور عرض کیا:۔"إن قتلـت فإنما، أنا رجل واحد وإن قتلت أنت هلكت الأمة"......'یارسول اللہ! اگر میں قتل ہوگیا تو میری موت ایک آدمی کی موت ہے اور آپ کو کچھ ہوگیا ! تو پوری امت رُل جائے گی'......عزم واستقلال کے پہاڑ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔﴿لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾......غم نہ کر(میری جان!) اللہ تعالی ہمارے ساتھ ہے۔(الروض الانف ۲/ ۳۱۷)

ایک روایت میں ہے، سیدنا ابوبکرؓ فرماتے ہیں، میں نے جب اپنے سر پر کفار کے قدموں کو دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آہستہ سے کہا:۔'اگر ان میں سے کسی نے اپنے پیروں کی طرف نظر کی تو ہمیں دیکھ لے گا'......آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:((یـا أبابكر!ما ظنك بأثنين ،الله ثالثهما)) اے ابوبکر! آپ کا ان دو آدمیوں کے متعلق کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالی ہے۔(الصحیح لمسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل ابی بکرؓ)

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی تین دن میزبانی کرنے والا غارِ ثور، اندرونی وبیرونی مناظر

غارِ ثور

مسجدِ حرم سے جنوب کی سمت چار کلومیٹر کے فاصلے پر جبل ثور میں یہ غار واقع ہے، اس غار کو تین دن کائنات کی عظیم ہستی اور سب سے افضل امتی کی میزبانی کا شرف حاصل ہے...... اس مبارک غار کا ذکر قرآن کریم میں بھی ہے ﴿إِذْهُمَا فِي الْغَارِ﴾ غار اس کشتی کے مشابہ ہے جس کا نچلا حصہ اوپر کو کردیا جائے، غار کی اندرونی بلندی ۱،۲۵ میٹر ہے، طول وعرض ۳.۵×۳.۵ میٹر ہے۔

اس کے دو دھانے ہیں، ایک مغربی سمت میں جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے تھے، اس دروازے سے لیٹ کر اندر جایا جاسکتا تھا، نویں صدی ہجری کے آغاز سے تیرھویں صدی ہجری تک اس دھانے کو مرحلہ وار وسیع کیا جاتا رہا، اب اس کی اونچائی نیچے والی سیڑھی کو ملا کر تقریباً ایک میٹر ہے، دوسرا دروازہ مشرقی سمت میں ہے جو مغربی دھانے سے زیادہ کشادہ ہے، اور یہ دھانہ بعد میں بنایا گیا ہے، تاکہ لوگوں کو غار میں داخل ہونے اور نکلنے میں آسانی ہو۔

(تاریخ مکہ مکرمہ ص۱۴۵)

"Ghaar-e-Thor", which hosted the Prophet ﷺ for three days, interior and exterior glimpses

"جبل ثور"......اس پہاڑ کی چوٹی پر غار ثور ہے

"Jabl-e-Thor", "Ghaar-e-Thor" is on the top of this mountain.

غار ثور میں ۳ دن

پروفیسر ظفر احمد صاحب کی تحقیق کے مطابق:۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کی شب ہجرت کا آغاز فرمایا، رات کے وقت گھر سے نکل کر غار پہنچے۔

۲ تا ۴ ربیع الاول، جمعہ، ہفتہ اور اتوار غار میں قیام رہا......۵ ربیع الاول بروز پیر غار سے روانہ ہوئے اور ۱۲ ربیع الاول بروز پیر قبا پہنچے۔

پھر ۱۲ تا ۱۵ ربیع الاول ۴ دن قبا میں قیام رہا......۱۶ ربیع الاول بروز جمعہ مدینہ منورہ کیلئے روانہ ہوئے......راستے میں خطبہ جمعہ دیتے ہوئے، نماز جمعہ ادا کرتے ہوئے اُسی دن حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر میں جا کر قیام فرمایا۔ (عکس سیرت، سید فضل الرحمٰن، زوار اکیڈمی پبلی کیشنز)

غار میں قیام کے دوران حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبداللہ رضی اللہ عنہ اندھیرا پھیلنے کے بعد غار میں آجاتے اور مکہ مکرمہ کی دن بھر کی خبریں لے آتے، سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کھانا لے آتیں، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ دن بھر مکے کی چراگاہوں میں اپنی بکریاں چراتے اور شام کے وقت بکریوں کے ساتھ غار کے قریب پہنچ جاتے، اور اپنے سرداروں کو دودھ پلاتے، اندھیرے منہ صبح ہونے سے پہلے عبداللہ واپس چلے جاتے، پیچھے سے عامر بھی اپنی بکریاں اسی راستے سے گزارتے ہوئے لے جاتے تاکہ ان کے پیروں کے نشانات مٹ جائیں، تین دن تک یہی معمول رہا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم (السیرۃ لابن ہشام، ۴۱۸)

غارِ ثور سے روانگی

مکہ مکرمہ کی پل پل کی خبریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی رہیں، دشمنوں نے تلاش کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگالیا ۳ دن کے بعد جب اُن کا جوش کچھ ٹھنڈا پڑ گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوگئے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن اریقط کو راستہ بتلانے کیلئے اجرت پر لے لیا، وہ اگرچہ کافر تھا مگر با اعتماد اور راستوں کو پہچاننے میں بہت ماہر تھا...... راہبرِ ہجرت نے ساحلِ سمندر کے قریب والا راستہ اختیار کیا، عام طور پر مدینہ منورہ کی طرف سفر کرنے والے اس راستے سے کتراتے تھے، بہت سے اہلِ مکہ تو اس راستے سے واقف ہی نہ تھے، کیونکہ یہ کافی طویل اور دشوار گزار راستہ تھا، اِکا دُکا مسافر ہی اِدھر سے جاتے تھے، تاہم چونکہ عام شاہراہ کے مقابلے میں یہ محتاط راستہ تھا اس لئے اس کا انتخاب ہوا...... قافلہ ہجرت تین اونٹوں پر مشتمل تھا، ایک اونٹ پر امام المہاجرین صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے، دوسرے اونٹ پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ان کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ تھے، اور عبداللہ بن اریقط اپنے اونٹ پر بیٹھ کر راستہ دکھلانے کیلئے آگے آگے چلا۔ (فتح الباری شرح البخاری، باب ہجرۃ النبی ﷺ و اصحابہ الی المدینۃ)

اہلِ سیر نے ہجرت کا مکمل راستہ اور اس دوران پیش آنے والے واقعات کو بھی محفوظ کیا ہے، تمام منزلوں کے نام گنوائے ہیں، ان میں سے کئی مقامات کا عرب کے نقشوں میں آج نشان بھی نہیں ملتا، عقیدت مند صرف ناموں کے ذکر سے لذت یاب ہو سکتے ہیں، چونکہ یہ سفر خفیہ اور پوشیدہ تھا، اس لئے ان مقامات میں سے اکثر گھاٹیاں یا وادیاں ہیں جو آبادی سے خالی ہیں، کتبِ سیرت میں سفرِ ہجرت کے ان مقامات کا تذکرہ آتا ہے۔

ابتداء از ...... بیت خدیجہ رضی اللہ عنہا ...... منزل حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ...... مقام حزورہ...... جبل ثور...... غار ثور...... عسفان...... اُمج...... وادی قدید...... خیمہ ام معبد...... الجحفہ ...... الخرار...... ثنیۃ المرۃ ...... لقف...... مدلجۃ لقف ...... مدلجہ مجاح ...... مدلجہ تعھن ...... مرجح ...... ذی العضوین یا الغضوین ...... ذوکشر...... الجد اجد...... الاجرد...... ذوسلم...... العبابید یا العبابیب...... العثیانہ...... العرج...... ثنیۃ الغائر، رکوبہ...... وادی رئم...... قبا...... اور اختتام ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر میں۔

طریقِ ہجرت کی منزلیں

مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ جانے کا موجودہ راستہ طریق الہجرۃ (الخط السریع) کے نام سے مشہور ہے، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفرِ ہجرت کے مقامات کے قریب قریب بنایا گیا ہے، اس لئے اس کو 'طریق الہجرۃ' کہتے ہیں...... حجاج کرام کے قافلے اسی سے گزرتے ہیں، مگر یہ سڑک شہروں میں داخل نہیں ہوتی، البتہ مدینہ منورہ کی طرف جو قدیم راستہ جاتا ہے، جو آج بھی زیرِ استعمال ہے، اس میں سفرِ ہجرت کے کچھ بڑے بڑے شہر آتے ہیں۔

چند مقاماتِ ہجرت کا تذکرہ گذشتہ صفحات میں ہو چکا ہے، اور کچھ کا تذکرہ آگے آئے گا، چند ایک کا اجمالی تعارف یہاں ذکر کیا جاتا ہے، ان تمام مقامات کی تفصیل ہماری کتاب ہجرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کے باب نمبر 4 میں دیکھی جاسکتی ہے۔

وادی اُمج، الخلیص: ۔ یہ حجاز کی وادیوں میں ایک بڑی اور سرسبز و شاداب وادی ہے، حرہ بنو سلیم سے شروع ہوتی ہے، مغرب کی طرف چلتے ہوئے راستے میں اس کے مختلف نام ہیں، اس کے اعلیٰ (ابتدائی) حصے کو 'سایۃ' کہتے ہیں، آگے جا کر پھر اس کا نام 'خلیص' ہے، اسی مناسبت سے مشہور شہر 'الخلیص' ہے۔

الخرار: ۔ قدیم جحفہ اور قصر علیا سے آگے تقریباً آٹھ کلومیٹر کے فاصلے پر 'غدیر خم' ہے، غدیر خم کے پاس ہی وادی الخرار ہے، آجکل 'وادی الخرار' کا یہ نام تو اتنا معروف نہیں ہے، البتہ مختلف مقامات پر اس وادی کے مختلف نام ہیں۔

ثنیۃ المرۃ:۔ آجکل بئار المرۃ (بئر المرۃ) سے مشہور ہے۔

لقف:۔ ایک وادی کا نام ہے۔

مجاح:۔ یہ بھی وادی الفرع کی وادیوں میں سے ایک وادی ہے۔

ذی العضوین یا الغضوین:۔ وادی مجاح کے قریب ہی پانی کے بہاؤ کی دو گھاٹیاں، راستے ہیں، جو اکٹھے مجاح میں آ گرتے ہیں، آجکل اہل علاقہ 'العصی' کا نام دیتے ہیں۔

مرنح:۔ یہ ایک گھاٹی ہے، جس کا پانی شمالی سمت میں وادی مجاح میں آ گرتا ہے۔

مدالج چار ہیں:۔ مدلجۃ لقف، مدلجہ مجاح، مدلجہ ثقیب، مدلجہ تعھن ...... المدلج کے لغوی معنی ہیں:۔ 'کنویں اور حوض کے درمیان کا راستہ'...... یہاں ہم یہ معنی کر سکتے ہیں: 'کسی وادی میں پانی بہنے کا راستہ'۔

الاجرد:۔ صحیح نام 'اجیرذ' ہے، یہ ایک گھاٹی ہے۔

العبابید یا العبابیب، العثیانہ:۔ البلادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔ 'و لا یعرف الیوم شیئا من ذلک'...... آجکل ان کے بارے میں کچھ معلومات نہیں۔

ذوکشر:۔ اس کا صحیح نام 'ذوکشد' ہے، آجکل 'ام کشد' سے پہچانا جاتا ہے، یہ ایک گھاٹی ہے۔

الجداجد:۔ آجکل اس کے بارے میں کچھ معلومات نہیں ہیں، البلادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔ '**لا تعرف الیوم**'۔

القاحۃ، الفاحۃ:۔ حجاز کی ایک طویل ترین وادی ہے، 'قلیل الزراعۃ و کثیر الذکر فی کتب المتقدمین'، القاحہ میں زراعت کم ہوتی ہے مگر متقدمین کی کتابوں میں بکثرت اس کا ذکر ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق ہجرت، سفر حج بلکہ مکہ مکرمہ سمت کے اکثر اسفار میں اس کا ذکر آتا ہے۔

السقیا (أم البرک):۔ السقیا قدیم سفر کی حیثیت سے مکہ مکرمہ سے سات مراحل کی مسافت پر تھا، آجکل 'السقیا' کو 'ام البرک' کہا جاتا ہے۔

ثنیۃ الغائر:۔ رکوبہ پہاڑ کے دائیں جانب یہ بہت مشکل ترین پہاڑی ٹیلہ ہے، پورے عرب میں یہ مشکل ترین راستہ شمار کیا جاتا تھا، قدیم زمانہ میں جب اونٹوں کے ذریعے سفر ہوتا تھا تو قافلے والے یہاں پہنچ کر (اونٹوں سے) سواریوں کو اتارنے پر مجبور ہو جاتے تھے، یعنی اونٹ سوار سمیت اس پر نہیں چڑھ سکتے تھے، کئی اونٹ اس ٹیلہ پر چڑھتے چڑھتے گر جاتے اور مر جاتے۔

وادی العرج:۔ یہ حجاز کی مغربی وادیوں میں ایک بڑی وادی ہے، متعدد چھوٹی چھوٹی وادیوں کا بارشی پانی اس میں آ گرتا ہے، قدیم زمانہ میں حجاج کے قافلے اس وادی میں سے ہوتے ہوئے گزرتے تھے، آجکل اسے 'وادی النظیم' کہا جاتا ہے، اس کا محل وقوع مدینہ منورہ سے تقریباً ۱۱۳ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

وادی رئم، بطن رئم:۔ مدینہ منورہ سے تقریباً ۶۰ کلومیٹر دور شمال کی طرف واقع ہے، یہ 'النقیع' کی ایک چھوٹی سی وادی ہے، مغرب سے آ کر النقیع میں گرتی ہے، اس کا محل وقوع بئر ماشی کے قریب ہے۔

قبا، عالیہ، (باب المدینۃ المنورۃ):۔ اس چھوٹی سی بستی نے سب سے پہلے نبی مہاجر صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا اور زندہ جاوید ہو گئی، قدمین شریفین لگتے ہی اس کی قسمت جاگ اٹھی اور شہرت و برکات کی بلندیوں تک پہنچ گئی۔

'مرکز بحوث و دراسات المدینۃ المنورۃ' کی طرف سے تیار کردہ 'طریق الھجرۃ'

"Tareeq-ul_Hijra", prepared by "Markaz-e-Bahoth-o-Darasaat Al-Madinatul Munawwarah"

راہِ ہجرت میں پہلا قیام

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم مکہ مکرمہ سے چلے، مسلسل ساری رات اور دن چلتے رہے، دوپہر کے وقت میں نے سایہ کیلئے چاروں طرف نظر دوڑائی تاکہ کچھ دیر ستالیں، دور ایک پہاڑ نظر آیا، وہاں پہنچے، دیکھا کہ اس کا کچھ سایہ ہے، میں نے جگہ صاف کر کے وہاں پوستین بچھایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں کچھ دیر کیلئے سُلا دیا، پھر میں نے اِدھر اُدھر نظر دوڑائی کہ کہیں کوئی ہمارا تعاقب تو نہیں کر رہا، اچانک دیکھا کہ ایک چرواہا بکریاں ہانکتا ہوا ہماری طرف آ رہا ہے، شاید اسے بھی سایہ کی تلاش تھی، میں نے اس سے پوچھا:۔

تم کس کے غلام ہو؟...... اس نے کسی قریشی کا نام لیا جسے میں جانتا تھا، میں نے اس سے تھوڑا دودھ لیا، ٹھنڈا کرنے کیلئے مشکیزے سے میں نے کچھ پانی اس میں ڈالا، دودھ ٹھنڈا ہو گیا...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے تھے، میں نے ٹھنڈا دودھ پیش کیا، "**فشرب حتی رضیت**" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیر ہو کر دودھ پی لیا تو میری جان میں جان آئی، خوشی ہوئی...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آرام فرمالیا، دودھ بھی پی لیا، تر و تازہ ہو گئے، تو پھر میں نے کہا: "**قد آن الرحیل یا رسول الله**"، یا رسول اللہ! [صلی اللہ علیہ وسلم] کوچ کا وقت ہو گیا...... فرمایا: 'اچھا'...... پھر ہم اگلی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔ (صحیح البخاری، باب مناقب المہاجرین و فضلهم بتلخیص)

'یہ شخص مجھے راستہ دکھانے والا ہے'

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ چونکہ مشہور آدمی تھے، تجارت کے سلسلے میں اِدھر اُدھر سفر کرتے رہتے تھے، اس لئے بہت سے لوگ ان کو جانتے تھے، راستے میں کوئی ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھتا، یہ کون ہیں؟ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ جواب میں کہتے: "یہ شخص مجھے راستہ دکھانے والا ہے"...... سننے والا یہ سن کر مطمئن ہو جاتا کہ یہ راہبر ہے، مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس سے یہ مطلب لیتے تھے کہ یہ مجھے خیر اور بھلائی کے راستے کی ہدایت کرنے والے ہیں...... لسان العرب میں ہے: "**لقیه رجل بكراع الغمیم. فقال من انتم؟**" جب ہم کراع الغمیم (کے قریب) پہنچے تو ایک شخص ملا اور اس نے پوچھا تم کون ہو؟ تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی جواب دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہہ دیا تھا کہ جو بھی آ کر کچھ پوچھے تو تم ہی اسے نمٹاتے رہنا۔ (لسان العرب، ۱۴/ ۵۷ ذکر الواو والیاء، بعنوان لابن منظور، مکتبة الشاملة)

کراع الغمیم ...... مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان مشہور جگہ ہے، اس مقام سے متعدد بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا...... آج کل اس کو "**الغمیم، برقاء الغمیم**" سے یاد کیا جاتا ہے، اس جگہ پہ آجکل بہت بڑی فیکٹری ہے، یہ جگہ عسفان سے پہلے، مکہ مکرمہ سے تقریباً ۶۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے، "**البرقاء**" کے معنی ہیں ایسی اونچی جگہ جس میں پتھر، ریت آپس میں ملے ہوئے ہوں۔ الغمیم سے پہلے ضجنان اور اس کے بعد الوطیہ (مقام الرجیع) ہے۔ (علی طریق الھجرۃ ص ۱۸)

ایک بات یہاں محل نظر ہے کہ کراع الغمیم کے علاقہ میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر ہجرت میں گزر نہیں ہوا...... اس لئے تحقیقی بات یہ ہے کہ باقی بات تو درست ہے، البتہ کراع الغمیم کا تذکرہ کسی نقل کرنے والے سے غلطی ہوئی ہے، یا پھر کراع الغمیم کے علاقہ کے کچھ قریب قریب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر رہا ہوگا، راوی نے قرب کی وجہ سے کراع الغمیم کا نام لے لیا۔

خوبصورت وادی تعھن، جہاں سے نبی مہاجر صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا

The beautiful valley "Tiahun", through which the blessed Prophet ﷺ passed

سعودیہ میں عام طور پر بڑی شاہراہ کو "الخط السریع" کہا جاتا ہے، مگر مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف جانے والی شاہراہ "طریق الہجرۃ" یا ہجرت ہائی وے کہلاتی ہے۔

In Saudia, long highways are usually called "Al-Khat-us-Sare'ea", but the highway from Makkah Muharramah to Madina Munawwarah is called "Tareequl Hijra" or the Hijrat Highway

وادی مجاح کا ایک دلکش منظر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک لگتے ہی یہ وادی تاقیامت یادگار بن گئی

A beautiful scene of the valley of "Majah". This became a memorial since the Prophet ﷺ tread on it.

وادی لقف، اس وادی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہے

The valley "Laqaf" which received the blessing of the Prophet ﷺ passage through it

وادی قدید میں میزبان رسول ﷺ ام معبد رضی اللہ عنہا کے خیمہ کی جگہ، مقامی راہبر کے بقول اس چھوٹے درخت کے قریب اماں کا خیمہ تھا

The place in the valley of Qudaid, of the camp of Prophet ﷺ host Umm-e-Ma'bud (RA). According to the local guide the Mother's camp was beneath this small tree

عرب دیہات میں بنایا گیا ایک خیمہ،
ایک ایسے ہی خیمہ میں نبی مہاجر ﷺ،
ام معبد رضی اللہ عنہا کے مہمان بنے تھے

A typical camping tent in an Arabian village. It was a similar camp in which the Immigrant Prophet ﷺ stayed as a guest of Umm-e-Mahad (RA).

ام معبد رضی اللہ عنہا کی میزبانی

وادی قدید میں ام معبد خزاعیہ رضی اللہ عنہا کا خیمہ تھا، یہ نہایت فراخ دل اور مہمان نواز خاتون تھیں، اپنے خیمے میں بیٹھی رہتی تھیں اور آنے جانے والے مسافروں کی ضیافت کرتیں، یارانِ ہجرت کا قافلہ چلتے چلتے خیمے میں پہنچا اور کچھ زادِ راہ خریدنے کیلئے یہاں قیام کیا، فیاض خاتون نے خندہ

پیشانی سے استقبال کرتے ہوئے افسوسناک لہجے میں کہا: اس وقت تو میرے پاس کچھ بھی نہیں، کچھ ہوتا تو بن مانگے مہمانی میں پیش کرتی، بکریاں بھی سب چرنے گئی ہیں...... خیمے میں ایک بکری تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق دریافت کیا: ام معبد رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ یہ کمزور اور لاغر ہے، کمزوری کی بنا پر دوسری بکریوں کے ساتھ چراگاہ تک بھی نہیں جاسکی...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ کی اجازت ہو تو ہم اس سے دودھ نکالیں؟...... کہنے لگیں: 'میرے ماں باپ آپ پہ قربان، شوق سے نکالیں'۔

دستِ مبارک کی برکت سے اس بکری نے دودھ دینا شروع کیا تو اتنا دودھ دیا کہ پوری ایک جماعت کیلئے کافی ہو سکے، سب نے پیٹ بھر کے دودھ پیا، آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمایا، کہ ساقی کو آخر میں پینا چاہیے...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید دودھ نکال کر فیاض خاتون کو دیا اور اگلی منزل کی طرف روانہ ہوگئے۔ (طبقات ابن سعد ۱/۱۹۹، ذکر خروج رسول اللہ ﷺ وابی بکر الی المدینۃ للہجرۃ۔ البدایۃ والنہایۃ، باب ھجرۃ الرسول ﷺ مع الصدیق رضی اللہ عنہ ۲/۲۰۶)

بعض روایات کے مطابق جس بکری کا دودھ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے نکالا اس نے کافی طویل عمر پائی، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانے تک زندہ رہی، ۱۷ھ یا ۱۸ھ سال رُمادہ (قحط سالی کا سال) جس میں بہت سے مویشی مر گئے تو یہ بکری بھی مر گئی۔ (سیرت حلبیہ ۳/۱۳۰)...... شام کو ام معبد رضی اللہ عنہا کے شوہر آئے، خاتون نے پورا قصہ سنایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات بتائیں، ابو معبد کہنے لگے یہ وہی قریش والے صاحب ہیں۔

سیدہ ام معبد رضی اللہ عنہا کا نام عاتکہ بنت خالد تھا، خزاعہ قبیلہ کی شاخ بنو کعب سے تعلق تھا، ان کے شوہر ابو معبد کا نام 'اکثم بن ابی الجون رضی اللہ عنہ' ہے، دونوں میاں بیوی نے ہجرت کی، اسلام قبول کیا...... بقول امام بخاری رحمہ اللہ ابو معبد رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں شہید ہوئے۔ ام معبد رضی اللہ عنہا کے بھائی حبیش بن خالد رضی اللہ عنہ بھی صحابی تھے۔ (القول الاحمد بصحۃ الروایۃ المختصرۃ لحدیث ام معبد ۱۰، طارق بن محمد آل ابن ناجی، مکتبۃ المثنی الاسلامیۃ کویت)

خیمہ ام معبد رضی اللہ عنہا

وادی قدید کی شہرت ام معبد رضی اللہ عنہا کے خیمہ سے بھی ہوئی، اس بوڑھی خاتون نے کائنات کے افضل مسافر، مہاجر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی میزبانی کی، اللہ تعالیٰ نے اس کا نام، اس کا مقام سب محفوظ رکھا ہے، وادی قدید کے طویل علاقے کے کئی مقامات ہم نے اماں کے خیمہ کی جگہ کی تلاش میں دیکھ لئے، تلاشِ بسیار کے بعد طریق مدینہ منورہ پہ وادی قدید سے آگے بائیں ہاتھ پہ جانے والی ایک سڑک سے چھوٹی سی بستی ''ملح'' میں پہنچے، پھر وہاں کے ایک مقامی عربی بھائی کی راہنمائی سے اس مقام پہ پہنچے، جہاں اماں کا خیمہ تھا، آجکل اس جگہ بارشی پانی سے کھیتی باڑی ہوتی ہے، وہاں بجلی کے بڑے کھمبوں کا سلسلہ بھی گزر رہا ہے، ساحل سمندر کے بالکل برابر اس کا محل وقوع ہے، کافی دیر تک ہم یہاں کھڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میزبان اماں سیدہ ام معبد رضی اللہ عنہا کا ذکر کرتے رہے۔

المشلل پہاڑ، کچھ یادیں

وادیِ قدید میں ایک مشہور پہاڑ، اس کو قدیدیہ بھی کہتے ہیں، اس پہاڑ سے سیرت کے کئی واقعات متعلق ہیں، وادی قدید میں ہمیں اس پہاڑ کی تلاش تھی، دو دن کی آمد و رفت اور مختلف مقامی باشندوں سے پوچھ گوچھ کے بعد ہمیں اس مقام تک رسائی ہوئی، وادی قدید سے آگے بستی ''ملح'' میں ہم پہنچے، وہاں کے باشندوں سے پوچھا: ''أین المشلل ''مشلل پہاڑ کہاں ہے؟ انہوں نے سامنے والے کالے پتھروں کے پہاڑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا، ''ھذا ھو المشلل '' یہی مشلل پہاڑ ہے، یہ سنتے ہی ہماری تھکاوٹ ختم ہوگئی۔

❁ ...... اس پہاڑ سے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سفرِ ہجرت میں گزرے، پہاڑ پہ دو بڑے بڑے پتھر، جوکئی میل دور سے بھی دکھائی دیتے ہیں مشہور ہے کہ اِن کے درمیان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑ پہ چڑھے، تصویر میں یہ دونوں پتھر دکھائی دے رہے ہیں۔

❁ ...... اس پہاڑ کے دامن میں ایک پتھر پہ پاؤں کے نشان ثبت تھے، عام لوگوں میں یہ ''وطیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے اثرات) سے مشہور تھا، اس راستے کو بھی ''ابو وطیہ'' کہا جاتا ہے، اب حکومت کی طرف سے وہ نشانات ختم کر دئے گئے ہیں۔

❁ ...... مشلل پہاڑ سے کچھ پہلے خیمہ ام معبد کے محل وقوع کی طرف مشرکین کا مشہور بت ''مناۃ'' نصب تھا، جس کا قرآن کریم کی آیت ﴿أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّى . وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَى﴾ (سورۃ النجم آیت ۱۹-۲۰) میں تذکرہ ہے، اس کی پوجا پاٹ کیلئے مشرکین کی یہاں آمد و رفت لگی رہتی تھی، فتحِ مکہ کے موقع پہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن زید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ۲۰ مجاہدین بھیج کر اسے پاش پاش کر دیا۔

❁ ...... اسی پہاڑ کے تقریباً مغربی جانب مقام 'مریسیع' تھا، جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ مریسیع (غزوہ بنو مصطلق) میں جہاد کیلئے تشریف لائے تھے۔

جبل مشلل کی وہ چوٹی جہاں سے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سفر ہجرت میں گزرے، بقول راہبر کے پہاڑ پر رکھے ہوئے دو پتھروں کے بیچ سے آقا ﷺ نے پہاڑ عبور فرمایا

That peak of "Jabl-e-Mushalal" from where the Prophet ﷺ passed on his migratory journey. According to the local guide, the prophet ﷺ passed between two stones on the top of the mountain to cross it

سراقہ بن مالک کا تعاقب کرنا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چلے جانے کے بعد قریش نے سب راستے ڈھونڈ مارے، جب کچھ کامیابی نہ ہوئی، تو اعلان جاری کیا کہ جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو قتل یا گرفتار کرے گا، اس کو [۱۰۰] اونٹ انعام دیا جائے گا، ساحلی علاقوں میں بھی اپنے بندے بھیج کر یہ خبر اڑادی، سراقہ بن مالک قدید کی ایک بستی میں اپنی قوم بنومدلج کی ایک محفل میں بیٹھا ہوا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قافلہ معروف راستے سے ہٹ کر ساحلی علاقے سے محوِ سفر تھا، کسی نے سراقہ کو آ کر بتایا کہ میں نے ساحلی علاقے میں کچھ لوگ اونٹوں پہ سوار دیکھے ہیں، وہ بڑی تیزی سے جارہے تھے، لگتا ہے کہ وہ وہی قریشی ہوں گے، سراقہ چپکے سے نکلا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچا، تو اچانک گھوڑا زمین میں دھنس گیا اور وہ گر گیا، چیخ کر کہنے لگا محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ آپ کی بددعا سے ہوا ہے، میرے لئے دعا کریں، بخدا میں آپ سے عہد کرتا ہوں کہ جو شخص آپ کو تلاش کرتا ہوا ملے گا اس کو واپس کردوں گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے اس نے نجات پائی، واپس مڑ گیا، مگر انعام کی لالچ میں پھر پہنچا اور زیادہ قریب ہوا حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوتِ قرآن مجید کو سنا، اب اس کا گھوڑا اور زیادہ زمین میں دھنسا اور دھوئیں کی طرح غبار اٹھا، سراقہ کے دل میں خوف شدید پیدا ہوا، اس نے جان بخشی کی درخواست کی اور پھر کہا مجھے امن کی تحریر لکھ دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امن کی تحریر لکھ دی، اس نے زاد و متاع بھی پیش کیا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول نہ فرمایا، رد کر دیا۔

غزوہ طائف کے موقع پر سراقہ نے جعرانہ میں آ کر یہی تحریر دکھا کر امن حاصل کیا اور اسلام قبول کیا۔ رضی اللہ عنہ

سراقہ رخصت ہونے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا: ''اے سراقہ! اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم کسریٰ کے کنگن پہنو گے؟'' سراقہ نے حیران ہوکر پوچھا ''کسریٰ بن ہرمز کے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں''...... یہ پیشن گوئی خلافتِ فاروقی میں پوری ہوئی، جب کسریٰ فارس نے مسلمانوں کے ہاتھوں شکست کھائی، اس کا تاج، کنگن وغیرہ مدینہ منورہ پہنچائے گئے، تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کسریٰ کے کنگن سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کو بلا کر پہنائے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و تعریف کی۔

سراقہ پہلے ان دونوں کو پھانسنے کے لئے کوشاں تھے مگر پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے محافظ بن گئے، ادھر آنے والوں کو یہ کہہ کر روک دیتے تھے کہ ادھر تو میں نے دیکھ لیا تم کسی اور طرف دیکھ لو۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام ذکر ہجرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ص۴۲۰، السیرۃ الحلبیۃ، باب الہجرۃ الی المدینۃ)

سراقہ بن مالک کہاں آ کے ملا؟ یا تو المشلل پہاڑ کے قریب...... اور بقول شیخ بلادی رحمہ اللہ کے سراقہ بن مالک 'وادی کلیۂ' میں یا اس کے قریب قریب آ کے ملا...... یہ وادی ثنیۃ المشلل کے بعد پڑتی ہے، اس وادی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سفرِ ہجرت میں گزر ہوا تھا، پرانے زمانے میں حجاج کرام کے قافلے بھی اس وادی سے ہوتے ہوئے گزرتے تھے۔ (علی طریق الہجرۃ ص۵۱، الشیخ عاتق بن غیث البلادی رحمہ اللہ، دار مکۃ للنشر والتوزیع مکۃ المکرمۃ)

جحفہ کے قریب مکہ مکرمہ کا اشتیاق

دورانِ سفر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم، مقام جحفہ کے قریب پہنچے، مکہ مکرمہ کی طرف جانے والے معروف راستے پر نظر پڑی، تو بیت اللہ اور وطن کی یاد سے دل بھر آیا، مکہ مکرمہ کا اشتیاق بڑھ گیا، اسی وقت جبریل امین آیت لے کر نازل ہوئے، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت دی گئی کہ مکہ مکرمہ سے جدائی چند روزہ ہے، بالآخر آپ کو پھر مکہ مکرمہ پہنچایا جائے گا، یہ فتح مکہ کی بشارت تھی، مقام جحفہ کے قریب جو آیت نازل ہوئی وہ یہ ہے ﴿إِنَّ

الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْآنَ لَرَادُّکَ اِلٰی مَعَادٍ﴾ جس اللہ نے آپ پر قرآن مجید نازل فرمایا ہے وہ آپ کو اصلی وطن (مکہ مکرمہ) میں پھر پہنچا دے گا۔ (التفسیر لابن کثیر سورۃ القصص آیت ۸۵)

الخرار کے قریب سفید لباس کا تحفہ

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم الخرار سے چلے تو سامنے سے طلحہ رضی اللہ عنہ کچھ ساتھیوں کے ساتھ شام سے آ رہے تھے، جو تجارت وغیرہ کی غرض سے گئے تھے، انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سفید کپڑے پہنائے، اس موقع پر طلحہ رضی اللہ عنہ کا یوں پہنچنا اور پھر عمدہ کپڑے پہنانا بہت خوشی کا باعث بنا۔ صحیح بخاری میں ہے کہ لباس کا تحفہ دینے والے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ تھے...... ہو سکتا ہے کہ دونوں نے لباس کا تحفہ دیا ہو، دونوں اس قافلے میں ہوں۔ (تاریخ مدینہ دمشق وذکر فضلها، ذکر من اسمہ طلحہ، ابوالقاسم علی بن الحسین ابن ھبۃ اللہ الشافعی، مکتبۃ الشاملۃ، ارشاد الساری شرح بخاری، ۳۸۲/۸)

صحیح بخاری میں ہے 'فبصر برسول الله صلى الله عليه و سلم و أصحابه مبيضين'...... قبا میں داخل ہوتے وقت مسلمانوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو سفید لباس میں ملبوس دیکھا۔

بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ آغوشِ اسلام میں

سو [۱۰۰] اونٹوں کے انعام کی بات تو شہرت پا چکی تھی، بریدہ اسلمی بھی انعام حاصل کرنے کی امید میں اپنی قوم کے ۷۰ یا ۸۰ آدمیوں کے ساتھ راستے میں قافلۂ ہجرت کی تلاش میں تھے، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے، قریب پہنچے، رات کا وقت تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بریدہ سے پوچھا:۔

((من أنت)) تم کون ہو؟...... اس نے کہا: بریدہ،...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بطور نیک فالی کے فرمایا: ((برد امرنا وصلح)) ہمارا معاملہ ٹھنڈا اور ٹھیک ہو گیا، (بریدہ، برد سے ہے جس کے معنی ہیں ٹھنڈک)...... پھر پوچھا: کس قبیلہ سے ہو؟

اس نے کہا: قبیلہ اسلم سے...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر بطور نیک فالی کے فرمایا: ((سلمنا)) ہم سلامت رہے،

پھر پوچھا:۔ قبیلہ اسلم کی کس شاخ سے ہو؟...... کہا:۔ 'بنو سہم سے'...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((خرج سهمك)) (سہم حصہ کو کہتے ہیں، تیرا حصہ نکل آیا یعنی تجھے اسلام سے حصہ ملے گا)۔...... بریدہ نے پوچھا:۔ آپ کون ہیں؟...... فرمایا:۔ ((انا محمد بن عبد الله رسول الله))

بس اتنی سی بات سے بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی دنیا بدل گئی، اسلام لے آئے، ساتھ میں جنگجوؤں کا پورا دستہ بھی مسلمان ہو گیا اور سب کے سب اسلام کے جانباز مجاہد بن گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے عشاء کی نماز پڑھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سورہ مریم کا کچھ حصہ سیکھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم...... بریدہ رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ ہماری قوم کے لوگ بغیر کسی زبردستی کے خود اپنی خوشی سے مسلمان ہوئے۔

بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے پیشکش کی کہ آپ میرے پاس ٹھہریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اونٹنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہے، یعنی جہاں اللہ تعالیٰ کا حکم ہو گا وہاں ٹھہرے گی۔ (الاستیعاب، ذکر بریدۃ الاسلمی رضی اللہ عنہ)

علامہ شامی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:۔ ولما شارف رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة لقيه ابو عبد الله بريدة بن الحصيب. جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ آ کر ملے۔ (سبل الہدی والرشاد ۳۵۸/۳)...... یہی بات زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے کہ

مدینہ منورہ کے قریب ہی یہ واقعہ پیش آیا۔

طریق الہجرۃ کے راہبر

ویسے تو طریق الہجرۃ کے مستقل راہبر عبداللہ بن ارقیط تھے، مگر راستے میں اللہ تعالیٰ نے کچھ دوسرے حضرات سے بھی راہبری کی خدمت لی، ان میں ایک نام مسعود بن ھنیدہ رضی اللہ عنہ کا آتا ہے، یہ قبیلہ اسلم کے ابوتمیم اوس بن حجر رضی اللہ عنہ کے غلام تھے......اوس بن حجر رضی اللہ عنہ کا علاقہ العرج تھا، جو مدینہ منورہ سے تقریباً 113 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے......غزوہ احد کے موقع پر جب مشرکین مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کیلئے نکلے تھے، تو اوس بن حجر رضی اللہ عنہ نے اپنے اِسی غلام مسعود رضی اللہ عنہ کو تیزی سے مشرکین کے قافلہ کی خبر دینے کیلئے مدینہ منورہ بھیجا۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد ۴/ ۳۱۱، ذکر الصحابۃ الذین اسلموا قبل الفتح، مکتبۃ الشاملۃ)

سفرِ ہجرت میں العرج کے ایک اور صحابی سعد العرجی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ بھی ملتا ہے......حضرت سعد العرجی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تک مختصر راستے سے جانا چاہتے تھے، ہم نے کہا:۔ رکوبہ کے نیچے سے جو راستہ جاتا ہے وہ زیادہ قریب ہے، لیکن وہاں قبیلہ اسلم کے دو ڈاکو رہتے ہیں، جن کو 'مہانان' کہا جاتا ہے، اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کو اس راستے سے لے چلیں......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ ((خذ بنا علیھما)) ان ڈاکوؤں والے راستے سے ہمیں لے چلو......جب ہم ان کے قریب پہنچے تو ان میں سے ایک دوسرے سے کہہ رہا تھا، 'ھذا الیمانی' لو یہ یمانی آ گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو وہ فوراً مسلمان ہو گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟ کہا:۔ المھانان (دو گرے پڑے آدمی)......فرمایا: ((بل أنتما المکرمان)) (نہیں، بلکہ تم بہت عزت والے ہو) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے پاس مدینہ منورہ آنے کا حکم دیا۔ (مسند الامام احمد ۲۷/ ۲۳۸ حدیث سعد الدلیل، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت لبنان)

طریق ہجرت کا انتہائی مشکل مقام ثنیۃ الغائر، یہ دشوار گزار درہ پورے عرب میں مشہور تھا

A very treacherous segment "Thanya Alghair" of the highway "Tareeq-e-Hijrat". This segment was famous for its treachery in entire Arabia

مدینہ منورہ کے شب و روز

(حیات مبارکہ کے آخری ۱۰ سال)

قبۃ الخضراء (بالمدینۃ المنورۃ)

ہجرت ہائی وے پر'مدینة الرسول صلی اللہ علیہ وسلم' کے شروع میں 'بوابة طریق الھجرة'

"Bu'aaba Tareeq-ul-Hijra" in the beginning of "Madinatur-Rasool ﷺ on Hijrat Highway.

قبا میں ورود

ہجرت کے بعد یہ خبر ہر طرف گردش کرنے لگی کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ چھوڑ چکے ہیں، اہل مدینہ اب انتظار میں بے تاب ایک ایک پل گننے لگے، وہ روزانہ بشوق دیدار منہ اندھیرے مقام حرہ پر آ کر کھڑے ہو جاتے، جب دھوپ تیز ہو جاتی تو باحسرت ویاس واپس چلے جاتے، ایک دن جس وقت صحابہ رضی اللہ عنہم واپس ہو رہے تھے تو ایک یہودی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور پہچان لیا، بلند آواز سے کہنے لگا: "اے گروہ عرب! جس کا تمہیں انتظار تھا، وہ آ گئے" صحابہ رضی اللہ عنہم یہ سن کر واپس پلٹے، اور نگاہیں جما کر راہ تکنے لگے، اچانک غبار چھٹا اور مختصر سا قافلہ نظر آیا، تمام صحابہ رضی اللہ عنہم استقبال کیلئے والہانہ دوڑ پڑے، تکبیر کی صداؤں سے پوری آبادی گونج اٹھی، لوگوں نے ذوق شوق میں دونوں کو گھیر لیا، مدینہ منورہ کی سرزمین نے کبھی کسی ذی روح کا اتنی بے چینی سے انتظار نہیں کیا ہوگا اور نہ ہی اتنے والہانہ انداز سے کسی اور کا استقبال کیا ہوگا، ہجوم بڑھنے لگا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے محسوس کر لیا کہ لوگ یہ نہیں سمجھ پا رہے کہ ان میں مخدوم کون اور خادم کون ہے، چنانچہ انہوں نے ایک چادر لے کر آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر سایہ کر لیا اور تب سب کو پتہ چل گیا۔ (السیرة لابن ہشام قدومہ ﷺ بقبا)

مقام تظلیل کی ایک قدیم تصویر

An ancient picture of "Maqaam-e-Tazleel".

جس جگہ پہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چادر تان کر آقا صلی اللہ علیہ وسلم پہ سایہ کیا تھا، وہ جگہ ''مقام تظلیل'' (سائے والی جگہ) کے نام سے معروف تھی، ماضی قریب تک وہ جگہ یادگار کے طور پر باقی تھی، مگر اب اس کے نشانات مٹ چکے ہیں......اس کا محل وقوع مسجد قبا کے مرکزی دروازے سے آگے ایک چھوٹے سے باغ کے اندر تھا۔(۱۵۰ صورۃ من المدینۃ المنورۃ، خالد مصطفیٰ، شرکۃ ردد یزائن القاہرۃ)

میزبان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کلثوم بن الہدم رضی اللہ عنہ

مدینہ منورہ سے ۳ میل کے فاصلے پر جو بالائی آبادی ہے اس کو عالیہ اور قبا کہتے ہیں، یہاں انصار کے بہت سے قبائل آباد تھے، عمرو بن عوف کا خاندان سب سے ممتاز تھا، اس خاندان کے سربراہ کلثوم بن الہدم رضی اللہ عنہ تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر ٹھہرے تو اس قبیلے کے تمام افراد نے خوشی ومسرت میں نعرہ تکبیر بلند کیا، یہ فخر ان کی قسمت میں تھا کہ کائنات کے عظیم انسان ان کے مہمان ہوئے، ۴ دن یا ۱۴ دن قبا میں قیام رہا۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبا سے مدینہ منورہ میں پہنچے تو کچھ ماہ بعد جب مسجد نبوی اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجروں کی تعمیر جاری تھی کہ پیغام اجل آپہنچا اور میزبانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت کلثوم بن الہدم رضی اللہ عنہ اس دنیا سے رخصت ہوگئے، یہ کسی غزوہ میں شریک نہ ہو سکے۔(البدایۃ والنہایۃ، فصل فی دخولہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ۔ج ۲ص ۲۱۰۔السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، قدومہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المدینۃ ص ۴۲۳)
حضرت کلثوم بن الہدم رضی اللہ عنہ کی قبر قبا مقبرہ میں ہے، یہ مقبرہ مسجد قبا سے جنوب مشرقی کونے سے باہر تقریباً پندرہ، بیس فٹ کے فاصلے پہ واقع ہے،

دوحصوں میں منقسم ہے، دونوں کے گرد چاردیواری ہے، اس مقبرہ میں حضرت کلثوم بن الہدم رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور بھی کئی صحابہ وتابعین رحمہم اللہ آرام فرما ہیں۔

میزبان رسول ﷺ کلثوم بن الہدم رضی اللہ عنہ کے گھر کی قدیم تصویر

An ancient picture of the house of Prophet ﷺ host Kalsoom bin alHadm

قبا مقبرہ

The graves "Qaba".

سعد بن خیثمہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں

قبا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام کلثوم بن الہدم رضی اللہ عنہ کے مکان میں تھا، یہ مکان مسجد قبا سے قبلہ کی طرف تھا، ساتھ ہی سعد بن خیثمہ رضی اللہ عنہ کا مکان تھا، عام لوگوں سے ملنے جلنے کیلئے سعد بن خیثمہ رضی اللہ عنہ کے مکان میں نشست رہتی تھی، یہ گھر ہجرت سے قبل بھی اسلام کا مرکز تھا، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کبھی کبھار اس میں جمعہ ادا کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس گھر میں آرام کرنا، نماز پڑھنا بھی ثابت ہے، سعد رضی اللہ عنہ کا یہ گھر بعد میں مسجد میں تبدیل

ہو گیا، اور ''مسجد دار سعد بن خیثمہ رضی اللہ عنہ'' سے مشہور ہوا۔

مسجد سعد بن خیثمہ رضی اللہ عنہ کی ایک قدیم تصویر

An ancient picture of Masjid Saad bin Kheethmah.

یہ مسجد زمانہ ماضی تک موجود رہی، ۱۴۰۵ھ میں مسجد قبا کی توسیع کے وقت یہ مسجد اور کلثوم بن الہدم رضی اللہ عنہ کا مکان توسیع میں آ گئے، اب یہ دونوں مکان محراب مسجد کی دائیں جانب کی اگلی صفوں میں شامل ہیں (مدینہ منورہ کی تاریخی مساجد ص ۱۹)

اسلام کی اول مسجد

قبا میں رونق افروز ہونے کے بعد عبادت گاہ بنانے کی بات ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اونٹنی کو اٹھائے جانے کی ہدایت فرمائی، کہ یہ جہاں بیٹھ جائے، اسی جگہ مسجد بنائی جائے، اونٹنی جہاں بیٹھی، وہیں مسجد تعمیر ہوئی، یہ کلثوم بن الہدم رضی اللہ عنہ کی افتادہ زمین تھی، جہاں ان کی کھجوریں سکھائی جاتی تھیں۔

اس مسجد کے بڑے فضائل ہیں، اسلام کی یہ اول مسجد ہے، اس کی بنیاد خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی، خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعمیر میں عام مزدوروں کی طرح حصہ لیا، قرآن مجید میں ہے ﴿لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَن تَقُومَ فِيهِ﴾ (سورة التوبة ۱۰۸) ''جس مسجد کی بنیاد اول روز سے ہی تقویٰ پر رکھی گئی تھی، وہی اس کیلئے موزوں ہے کہ آپ اس میں عبادت کیلئے کھڑے ہوں''۔ (السیرة الحلبیة ،باب الهجرة الی المدینة)

قبا والوں نے آقا صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ جس محبت وعقیدت کا اظہار کیا، اس پر اللہ تعالی نے انہیں عظیم صلہ دیا، ان کی سرزمین کو عظیم شرف بخشا، آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((من تطهر فی بیته ثم اتی مسجد قبا فصلیٰ فیه صلوة کان له کاجر عمرة)) ''جو شخص گھر سے باوضو ہو کر آئے، اور مسجد قبا میں دو رکعتیں پڑھے، اسے ایک عمرہ کا ثواب ملتا ہے''۔ (سنن ابن ماجہ، باب ما جاء فی الصلوٰۃ فی مسجد قبا)

مسجد قبا کا اندرونی دلکش منظر

An interior beautiful glimpse of Majid-e-Qaba.

مسجد قبا
قبا کو 'باب المدینۃ المنورۃ' کہا جاتا ہے

Masjid-e-Qaba.
Qaba is known as the gate of Madinatul Munawwarah

مسجد قبا کی قدیم تصویر

An ancient picture of Masjid-e-Qaba.

قبا میں بکثرت آمد

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ ہفتے کے دن فجر کی نماز مسجد نبوی میں پڑھ کر اشراق کے نوافل مسجد قبا میں آ کر ادا فرماتے ،کبھی پیدل جاتے اور کبھی سوار،کبھی کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سواری پہ سوار ہوتے ، جانثار اصحاب ﷺ پیدل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد چلتے ، یوں محبت اور شان سے ہفتہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبا تشریف لاتے ، عاشقِ آثارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بھی یہی معمول تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبا میں ہفتہ کے دن کیوں تشریف لاتے تھے؟ علماء فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل قبا سے بہت محبت تھی ، ان کے ساتھ محبت وعقیدت کا اظہار کرنے تشریف لاتے ، اسی طرح دیکھتے تھے کہ جو جمعہ کی نماز کیلئے مدینہ منورہ نہیں آسکا ، اس کی بھی خبر گیری آ کر کر لیتے۔

خلفائے راشدین ﷺ بھی اس سنت پر سختی سے عمل پیرا رہے ، حضرت عمر فاروق ﷺ کا قول ہے کہ ''اگر یہ مسجد ، قبا کے بجائے صنعاء (یمن) میں ہوتی تو بھی خدا کی قسم! میں ہر ہفتے کو وہاں پہنچنے میں تامل نہ کرتا''۔ سعد بن ابی وقاص ﷺ فرماتے تھے کہ مجھے مسجد قبا میں دو رکعت ادا کر لینا اچھا لگتا ہے اس سے کہ میں دو بار بیت المقدس جاؤں ، اور اگر لوگوں کو پتہ چل جائے کہ قبا میں کیا (اجر وثواب) ہے تو وہ اپنے اونٹوں کو مار مار کر بھی وہاں ضرور پہنچیں۔ (شرح الزرقانی علی موطا امام مالک ، باب العمل فی جامع الصلوٰۃ ، بتغیر)

آج بھی ہفتہ کے دن اہل مدینہ کا یہی معمول ہے ، بہت سے حضرات فجر کی نماز مسجد نبوی میں پڑھ کر اشراق کے نوافل کیلئے مسجد قبا پہنچتے ہیں ، مدینہ منورہ جانے والے زائرین کو بھی چاہئے وہ قیام مدینہ منورہ کو غنیمت سمجھتے ہوئے روزانہ مسجد قبا میں حاضری دے کر ، نماز پڑھ کر عمرہ کا ثواب حاصل

کریں، بالخصوص ہفتہ کی حاضری کا اہتمام کریں، اگر ہو سکے تو اتباعِ سنت کے پیشِ نظر کبھی کبھی پیدل بھی جائیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ جانے کتنی بار قبا کی طرف سوار اور پیدل سفر کیا ہوگا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقلید میں ہزاروں صحابہ وتابعین ؒ نے یہاں حاضری دی ہوگی، ہو سکتا ہے ہمیں بھی اس میں سے کچھ حصہ مل جائے، اور ہمارے قدم بھی ان جگہوں پہ لگ جائیں جہاں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک لگے۔

مسجد جمعہ، جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی نماز جمعہ پڑھائی

Al-Jumma Mosque is where the Prophet ﷺ offered the first Friday Prayer

مسجد جمعہ، مسجد بنو سالم

قبا میں چار دن یا چودہ دن قیام کے بعد مدینہ منورہ تشریف لے جانے کا خیال ہوا، اپنے ننھیال بنونجار کو اطلاع دی، اونٹنی پر سوار ہو کر صحابہ کرام ؓ کے جلو میں دن چڑھے روانہ ہوئے، تھوڑی دیر چلے کہ زوال کا وقت ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر گئے، یہ محلہ بنی سالم تھا، انہوں نے قبا سے روانگی کے وقت عرض کیا: ''یا رسول اللہ! آپ نے ہمارے چچا زاد کے ہاں قبا میں قیام فرمایا، کچھ شرف ہمیں بھی بخشیں''...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بستی میں اترے، کثیر صحابہ کرام ؓ کے اجتماع میں خطبہ دیا، پیغمبرانہ زندگی کا یہ پہلا خطبہ جمعہ تھا، مکہ مکرمہ میں مظلومانہ تیرہ سال گزارنے کے بعد یہ خطبہ دیا،

مگر حلیم وصابر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خطبہ میں ایک حرف بھی دشمنوں کی مذمت اور شکایت میں نہیں کہا، تقویٰ، پرہیز گاری اور یوم آخرت کی تیاری ہی خطبہ کا مضمون تھا، واقعی! ﴿إِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ (سورۃ القلم آیت ۴)...... خطبہ کے بعد نماز جمعہ ادا کی، یہ اسلام کا سب سے پہلا جمعہ تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا فرمایا۔ (السیرۃ الحلبیۃ، باب الھجرۃ الی المدینۃ) (اس وقت جب یہ سطور لکھی جارہی ہیں، اتفاق سے وقت بھی زوال کا ہے اور دن بھی جمعۃ المبارک کا۔ (فلله الحمد على هذه الموافقة، اللهم تقبل منا)... جس جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جمعہ ادا فرمائی، وہاں بنو سالم نے مسجد بنالی، جو مسجد جمعہ اور مسجد بنو سالم سے مشہور ہے، یہ مسجد قبا سے تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے، مسجد قبا سے مسجد نبوی کو جاتے ہوئے، دائیں ہاتھ پہ ایک خوبصورت سفید رنگ کی مسجد ''مسجد جمعہ'' ہے۔

مسجد جمعہ کی قدیم تصاویر

ancient pictures of Masjid Jumma

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا

نماز جمعہ سے فارغ ہونے کے بعد مہاجرین وانصار کے جھرمٹ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کی طرف چلے، جاں نثار ہتھیار سجائے دائیں بائیں صف بستہ تھے، راستے میں انصار کے کئی قبائل آباد تھے، ہر قبیلہ والا سامنے آکر کہتا ''یارسول اللہ! یہ گھر ہے، یہ مال ہے، یہ جان ہے، سب کچھ آپ پہ قربان ہے'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم شکریہ کے کلمات کہتے، ان کو دعا دیتے، بچیاں بڑے سرور مستی میں مکانوں کی چھتوں سے خوشیوں کے یہ ترانے گارہی تھیں۔

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع	وجب الشکر علینا مادعا للہ داع
ایھا المبعوث فینا جئت بالامر المطاع	جئت شرفت المدینۃ مرحبا یا خیر الداع

'وداع کی گھاٹیوں کی اوٹ سے آج چودھویں کا چاند نکل آیا ہے...... جب تک دنیا میں اللہ تعالیٰ کا ایک نام لینے والا بھی رہے گا ہم پر شکر ادا کرنا واجب رہے گا...... اے وہ ذات پاک جس کو ہمارے درمیان بھیجا گیا ہے، آپ واجب الاطاعت حکم لے کر آئے ہیں...... آپ نے مدینہ منورہ کو شرف بخشا، ہم آپ کو مرحبا اور خوش آمدید کہتے ہیں'۔

حبشیوں نے اس خوشی میں نیزہ بازی کے کرتب دکھائے، ہر چھوٹے بڑے کی زبان پہ تھا، "جاء نبی الله ،جاء رسول الله"، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے صلی اللہ علیہ وسلم، بنونجار کی لڑکیاں دف بجا کر یہ اشعار پڑھ رہی تھیں:

نحن جوار من بنی النجار   یا حبذا محمد من جار

ہم بنونجار کی لڑکیاں ہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کتنے اچھے پڑوسی ہیں۔ (السیرۃ الحلبیۃ، باب الھجرۃ الی المدینۃ۔ البدایۃ والنہایۃ، فصل فی دخولہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ)

لغت کے اعتبار سے پہاڑوں کے درمیان والے راستے کو "ثنیۃ" کہتے ہیں، مدینہ منورہ میں دو ثنیہ مشہور ہیں، ایک ثنیہ قباء کی طرف تھا، قبا کے راستے سے مکہ مکرمہ آنے جانے والے اس جگہ سے گزرتے تھے، اس کی جگہ قبا کے قلعے اور مسجد جمعہ کے قریب قریب تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کرتے ہوئے بنونجار کی بچیوں نے "طلع البدر علینا" کا گیت اسی جگہ پڑھا تھا، دوسرا ثنیہ شمالی جانب تھا، خیبر، تبوک اور شام جانے والے یہاں سے گزرتے تھے، پندرہویں صدی ہجری کے آغاز میں سڑک کی توسیع ہوئی تو یہ ثنیہ اسی میں آگیا، یہ شارع سید الشہداء رضی اللہ عنہ اور شارع ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سنگم پر واقع تھا، جس کا فاصلہ مسجد نبوی کے شمال مغربی کونے سے تقریباً ۷۵۰ میٹر ہے، اس پر ایک مسجد بنی ہوئی تھی، جو "مسجد ثنیۃ الوداع" کے نام سے مشہور تھی۔ (تاریخ مدینہ منورہ لدکتور محمد الیاس ص ۸۰)

قدیم قلعہ قبا، اسی کے قریب ثنیۃ الوداع تھا

جس جگہ پر بنونجار کی بچیوں نے اشعار پڑھ کر آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا تھا، وہاں ایک مسجد بنا دی گئی تھی، اس مسجد کا نام 'مسجد بنات بنونجار' تھا، مدتوں وہ مسجد قائم رہی، مگر اب وہ مسجد کافی عرصہ سے منہدم ہو چکی ہے، اس کا محل وقوع مسجد جمعہ کے سامنے کی طرف تھا۔

The ancient fort Qaba, near it used to be "Thanya tul Widaa".

مدینہ منورہ 1927 (۱۳۴۶ھ) میں، مدینہ منورہ آنے والے کو مسجد نبوی شریف نشانِ امتیاز کے طور پر دکھائی دیتی تھی

Madina in the year 1927.
The Prophet's Holy Mosque is the main landmark of visitors to Madina

یثرب، مدینہ طیبہ ہو گیا

یثرب کے معانی میں ایک معنی یہ بھی ہے، ''ایسی جگہ جو انسانوں کا شکار کرے، یا ایسی جگہ جہاں انسان بیماریوں کا شکار ہو جائے''۔ جدید لغت میں ایسی جگہ جو آلودگی اور تلوث سے پُر ہو...... ''تثریب'' کے معنی مواخذہ، مجرم کا محاسبہ وغیرہ کے ہیں...... ''ثرب'' کے معنی ہیں، فساد۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے یثرب ان تمام چیزوں کا مجموعہ تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یثرب کا کیا نقشہ کھینچا ہے ''اے عربو! اسلام سے پہلے تم بدترین عقائد اور رسم و رواج کے پیروکار تھے، اور تم ناپسندیدہ قطعہ ارض پر بستے تھے، سنگلاخ دھرتی پر زہریلے سانپوں کے درمیان رہتے تھے اور آلودہ پانی پیا کرتے تھے''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے قبل یثرب وباؤں، بیماریوں سے اٹا ہوا خطہ تھا، وادی بطحان کا پانی بہت زیادہ آلودہ، ناپاک اور رنگ

دار ہوتا تھا، زہریلے حشرات کی کثرت تھی، شاید یہی وجہ تھی کہ وہاں کے قدیم باسی اسے طنزیہ ''یثرب'' کہہ کر پکارا کرتے تھے۔

سبحان اللہ! آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک لگتے ہی یثرب، جنت بن گیا، بطحان کی وادی 'جنت کی وادی' کہلائی، وباؤں، بیماریوں والی مٹی، خاکِ شفا بن گئی، زہریلے سانپوں والا خطہ حرمِ مدنی بن گیا، غبارِ مدینہ بے شمار بیماریوں کا علاج بن گیا، خود ربِ ذوالجلال نے اس کا نام بدل کر 'یثرب' سے طابہ (پاکیزہ) کر دیا، یثرب کی ایسی کایا پلٹی کہ اب اس کو مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہا جانے لگا، طیبہ (اچھائی اور نفاست والا)، طابہ (پاک اور خوشبودار)، مطابہ (لطافت اور مٹھاس) کہا جانے لگا، یہاں کے پہاڑوں اور وادیوں سے خود سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی محبت و پیار کا اظہار فرمایا، کئی بار برکت کی دعا مانگی، اور یہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمین شریفین کی برکت ہے کہ یہاں دجال داخل ہو سکے گا نہ طاعون۔

واقعی! آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک جہاں جہاں لگتے گئے، اللہ تعالیٰ ان تمام مقامات کو بھی بابرکت اور مقدس بناتے گئے، بہت سے لوگ اپنے شہروں اور محلوں کے پہاڑ و دریا، مقامات سے واقف نہیں، نام تک نہیں جانتے، مگر بچہ بچہ جبل احد، جبل ثور، جبل حرا سے متعارف ہے، ان پہاڑوں کو یہ شہرت ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک لگنے سے ہی ملی۔ (جستجوئے مدینہ بتغییر ص ۵۱)

مدینہ منورہ کا ذرہ ذرہ روشن ہو گیا

الـلـہ اکبر! مدینہ منورہ کی تاریخ کا یہ کتنا مبارک دن تھا، حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے، تو مدینہ منورہ کا ذرہ ذرہ روشن تھا، جس روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا، تو ہر چیز مرجھائی ہوئی تھی...... براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اہل مدینہ کو کسی چیز سے اتنا خوش ہوتے نہیں دیکھا جتنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی کی مہار کو بالکل ڈھیلا چھوڑ رکھا تھا، اونٹنی آہستہ آہستہ بڑی شان سے بل کھاتی ہوئی، گلیوں اور پگڈنڈیوں سے ہوتی ہوئی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو لئے ہوئے اپنی اُس منزل کی طرف گامزن تھی، جو صرف اُسے معلوم تھی، کبھی دائیں دیکھتی کبھی بائیں اور پھر منزل موعود کی طرف چل پڑتی، اللہ کے حکم پہ مامور تھی، سب کی نظریں اونٹنی پہ لگی تھیں کہ دیکھیں کس خوش نصیب کو میزبانی کی سعادت حاصل ہوتی ہے، بالآخر اونٹنی محلہ بنو نجار میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس جا بیٹھی۔ (السیرۃ الحلبیۃ، باب الھجرۃ الی المدینۃ بتغییر)

محمد ﷺ کا شہر

میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر دنیا کے شہروں میں سب سے زیادہ خوبصورت، دلکش، مقدس اور متبرک شہر ہے، اس شہر کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت اور قیام گاہ کیلئے منتخب فرمایا، یہ اسلام کا پہلا دارالخلافہ ہے، آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری ایام اسی شہر میں گزرے، اسی شہر میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر ہے، جہاں روزانہ لاکھوں انسان، جنات و ملائکہ صلوٰۃ و سلام کا نذرانہ لئے حاضری دیتے ہیں، اس شہر میں فوت ہونے والے کو آقا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سفارش کے ساتھ جنت میں لے جائیں گے، یہ شہر عاشقوں کی آنکھوں کا نور، دل کا سرور ہے، یہاں کے ہر چپے اور گوشے سے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی یادیں وابستہ ہیں۔

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ سے بےحد محبت تھی، کہیں سفر پر تشریف لے جاتے تو واپسی پر مدینہ منورہ کے شوق میں بے قرار ہوتے، جوں جوں مدینہ طیبہ قریب ہوتا جاتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبۂ محبت میں اضافہ ہوتا جاتا، سواری کو تیز کرتے، سرعت رفتاری کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچتے،

تب قلب مبارک کوسکون پہنچتا،اس لئے ہر عاشق کو اس شہر سے محبت ہے، یہاں کے رہنے والوں سے محبت ہے، یہاں کی ہر شیء سے محبت ہے، عاشق اُمتی کیلئے شہرِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی جھلک،معراج سے کسی طرح کم نہیں، عاشق یہاں آ کر سب غم، پریشانیاں بھول جاتا ہے،اسے یہاں کی ہر شیء میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوہ دکھائی دیتا ہے۔

ہر دور کے حکمران نے اس شہر کو خوبصورتی اور حسن دینے میں کمال کر دیا، خادم حرمین شریفین شاہ فہد مرحوم نے کہا تھا ''حرمین شریفین، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی ترقی کیلئے میں جو کچھ کر سکتا ہوں، اس میں ایک لمحہ بھی تردد نہیں کروں گا''...... یقیناً انہوں نے حسن وخوبصورتی کو مدینہ منورہ میں انڈیل دیا۔

کئی مقامات پر اس شہر کا ادب واحترام ملحوظ رکھنے کیلئے مختلف قسم کے ترغیبی کتبے لگائے گئے ہیں، مکہ مکرمہ سے آتے ہوئے مدینہ منورہ میں داخل ہونے لگیں تو دائیں ہاتھ پہ ایک بورڈ پہ لکھا ہوا ہے...... **''تعظیمک لقدر نبیک ﷺ تعظیم لقدرک عند ربک عزوجل''**: جتنی آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کریں گے اتنا ہی اللہ تعالی کے ہاں مقام پائیں گے، کچھ اور بورڈ اس قسم کے لگے ہوئے ہیں...... **''یارب تحمیھا وتحمی من فیھا''**: اے اللہ! اس شہر کی اور اس میں بسنے والوں کی حفاظت فرما...... **''عطر فمک بالصلوٰۃ علی النبی ﷺ''**: نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہ درود پڑھ کر اپنے منہ کو خوشبودار بنائیے۔

اپنے اس ۳ ماہ کے قیام کے دوران ہمیں کئی بار مدینہ منورہ آنا جانا ہوا، مدینہ منورہ قریب ہوتا جاتا تو پیاس محبت بڑھتی جاتی، جب شہر میں داخل ہونے لگتے تو ہم یہ نعت لگا لیتے...... ''رحمت برس رہی ہے محمد ﷺ کے شہر میں: ہر شیء میں تازگی ہے محمد ﷺ کے شہر میں''......اور جب روضۂ جنت کے قریب پہنچتے،تو مولانا سعید احمد خان رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ کے یہ اشعار زبان پہ جاری ہو جاتے...... ''محمد ﷺ کا روضہ قریب آرہا ہے: بلندی پہ اپنا نصیب آرہا ہے......واقعی! قلب کا سکون، آنکھوں کی ٹھنڈک، شرابِ محبت کا سامان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں ہے، اے اللہ! ہمارا مرنا جینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں بنا، آمین ثم آمین۔

ولَمَّـا رَأينَـا مِـن رُّبُـوعِ حَبِيبِنَـا	بِـطَيبةَ اَعْـلامـاًأثَـرنَ لَـنـا الحُبَّـا
وَبِـالتُّـربِ مِـنهـا اِذَا كَحَلنا جُفُونَنا	شُـفِيـنَـا فَـلا بِـأسـاً نَخَافُ وَلَا كَرباً

ترجمہ: جب مدینہ پاک میں محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی منزل کے آثار نظر آنے لگے،تو انہوں نے محبت کو بھڑکا دیا،اور جب وہاں کی مٹی کو سرمہ بنایا تو ساری بیماریوں سے شفا ہوگئی کہ اب نہ کسی قسم کا مرض ہے نہ تکلیف۔

ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر میں

جب تبع بادشاہ مدینہ منورہ سے گزرا تو اس کے ساتھ چار سو علماء تھے، سب نے درخواست کی کہ ہمیں اس سرزمین پر رہ جانے کی اجازت دی جائے، بادشاہ نے سبب پوچھا تو علماء نے کہا: ہم انبیاء کے صحیفوں میں یہ لکھا پاتے ہیں کہ ایک نبی پیدا ہوں گے،جن کا نام نامی ''محمد'' (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوگا اور وہ اس سرزمین کی طرف ہجرت فرمائیں گے۔ یہ سن کر بادشاہ نے سب کو قیام کی اجازت دے دی، ہر ایک کیلئے مکان تعمیر کیا، بہت سامال بھی ہر ایک کو دیا، ایک خاص عالی شان مکان اس غرض سے تعمیر کرایا کہ جب نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے یہاں تشریف لائیں گے تو اس مکان میں قیام فرمائیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام ایک خط بھی لکھا، جس کا مضمون کچھ اس طرح تھا ''میں گواہی دیتا ہوں کہ احمد [صلی اللہ علیہ وسلم] اللہ کے رسول ہیں، اگر میری عمر نے وفا کی تو میں ضرور ان کا مددگار رہوں گا اور ان کے دشمنوں سے جہاد کروں گا اور ان کے دل سے ہر غم دور کروں گا''

یہ خط لکھ کر تبع نے اس پر مہر لگائی اور ایک بڑے عالم کے سپرد کر کے یہ وصیت کی کہ اگر تم نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پاؤ تو میرا یہ عریضہ ان کی خدمت میں پیش کر دینا، وگرنہ اپنی اولاد کو یہ خط اسی وصیت کے ساتھ سپرد کرنا جو میں کر رہا ہوں۔ چنانچہ یہ خط اسی وصیت کے ساتھ اس عالم کی نسل میں منتقل ہوتا رہا۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اُسی عالم کی اولاد میں سے تھے، اور جس مکان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد قیام فرمایا تھا، یہ وہی مکان تھا، جسے تبع شاہِ یمن نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تعمیر کرایا تھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ خط شاہِ یمن کی طرف سے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ (السیرۃ الحلبیہ، باب الھجرۃ الی المدینۃ)

ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا یہ مکان دو منزلہ تھا، ان کا اصرار تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اوپر والی منزل میں رہیں، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خیال سے کہ ہر وقت اصحاب رضی اللہ عنہم کی آمد و رفت لگی رہے گی، نچلی منزل میں قیام فرمایا، ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کھانا بھیجتے، برتن واپس آتا تو ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ دیکھتے، جہاں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیاں لگیں، اُسی جگہ سے کھاتے، ایک دن برتن واپس آیا تو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیاں کہیں نہیں لگیں، بے قرار دوڑے آئے، پوچھا: ''یارسول اللہ! آپ نے کھانا نہیں کھایا؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کھانے میں لہسن کی بو آرہی ہے، مجھے چونکہ وحی کے سلسلے میں فرشتوں سے تعلق رہتا ہے، اس لئے میں نہیں کھاتا آپ کھالیں''۔

اتفاق سے ایک دن اوپر والی منزل میں پانی کا ایک برتن ٹوٹ گیا، دونوں میاں بیوی اپنے لحاف سے اس پانی کو جذب کرتے رہے کہ کہیں پانی نیچے نہ ٹپکے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف نہ ہو، حالانکہ دونوں میاں بیوی کے پاس اس کے علاوہ کوئی اور لحاف نہ تھا، ایک دن دونوں یہ سوچ کر کہ ہم دونوں اوپر کی منزل میں اور حاملِ وحی صلی اللہ علیہ وسلم نیچے ہیں، بے چین ہو گئے، پوری شب بیدار رہے، سوءِ ادب کے خوف سے چھت کے کونوں میں دبک دبک کر رات گزاری، صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ ماجرا سنایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام گاہ تبدیل کر لی اور اوپر کی منزل میں تشریف لے گئے، حجرہ مبارکہ کے تیار ہونے تک تقریباً ۷ ماہ اسی مکان میں قیام رہا۔ (البدایۃ والنھایۃ، فصل فی دخولہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ)

بیت ابی ایوب انصاری رضی اللہ عنہ

اس مکان کو ملک شہاب الدین غازی نے خرید کر ایک مدرسہ تعمیر کیا اور اپنے نام سے منسوب کر کے اس کا نام ''مدرسہ شہابیہ'' رکھا، اور اسے چاروں فقہی مذاہب کی تعلیم کیلئے وقف کر دیا، تیرہویں صدی ہجری کے آخر میں پھر اس کی تعمیر نو ہوئی اور اب مدرسہ کے بجائے گنبد و محراب بنا کر مسجد کی شکل دے دی گئی، اور اس کی بیرونی دیوار میں سے ایک پتھر پر جلی حروف میں یہ عبارت کندہ کر دی گئی۔ ''ھذا بیت ابی ایوب الانصاری رضی اللہ عنہ موفد النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام (فی ۱۲۹۱ ھ)'' ''یہ ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا مکان اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولین قیام گاہ ہے، جس کی تعمیر جدید ۱۲۹۱ھ میں ہوئی۔

پندرہویں صدی ہجری کے آغاز میں مسجد نبوی کی توسیع کے وقت یہ مکان بھی نظروں سے اوجھل ہو گیا، اگرچہ یہ مکان مسجد کی عمارت میں شامل نہ

ہو سکا، کیونکہ اس سمت کوئی توسیع نہیں ہوئی مگر مسجد کے چاروں جانب وسیع و عریض لان بنائے گئے ان میں یہ جگہ بھی شامل ہوگئی، اس کا محل وقوع مسجد نبوی کے جنوب مشرقی کونے پر صدر مینارہ سے چند قدم کے فاصلہ پہ سمجھنا چاہئے۔

اس مکان سے مغربی جانب حسن بن زید (علی ﷛ کے پڑپوتے) کا مکان تھا، جہاں ۱۲۸۳ھ میں شیخ الاسلام عارف حکمت نے ایک خوبصورت کتب خانہ مضبوط گنبد کے ساتھ تعمیر کرایا، جو "مکتبة عارف حکمت" کے نام سے مشہور ہوا، یہ مکتبہ بھی سعودی توسیع کے دوران منہدم کر دیا گیا، اور اس کی کتابیں مسجد نبوی کی مغربی جانب کی لائبریری "مکتبہ ملک عبدالعزیز" میں رکھ دی گئیں۔ (صحابہ ﷛ کے مکانات ص ۶۲، ۶۵)

مسجد نبوی کا قدیم منظر، ساتھ ہی بیت ابی ایوب ﷛ بھی نظر آ رہا ہے

An ancient view of Masjid-e-Nabwee
The house ofAbi-Ayub ﷛
can be seen close to it.

A pre-demolition picture of the house of Abi-Ayub ﷛

بیت ابی ایوب ﷛ کی انہدام سے قبل تصویر

بیت ابی ایوب انصاری ﷛ کی بیرونی دیوار میں لگا ہوا پتھر جس پر تحریر لکھی ہوئی تھی۔

(هذا بيت أبي أيوب الأنصاري ﷛ مولد النبي عليه الصلوة والسلام في ۱۲۹۱ھ)

The stone slab mounted on the external wall of the house of Abi-Ayub ﷛, on which was this inscription (translated in English) (This is the house of Abi Ayub ﷛ Al-ansari beneficiary of the Prophet ﷺ on whom be blessing and peace, on AH 1291).

مزدوروں کے لباس میں

مدینہ منورہ میں قیام ہوا، تو مویشی خانہ میں یا جہاں بھی موقع ملتا..... نمازوں کی ادائیگی کر لی جاتی، ابوایوب انصاری ؓ کے مکان کے قریب ہی خاندان بنونجار کی زمین تھی، جس پہ کھجوروں کے درخت اور کچھ پرانی قبریں تھیں، کھجور سکھانے کے متعدد چبوترے اور انہی کے درمیان ایک نالہ بھی بہتا تھا، اسی جگہ پہ پہلے اونٹنی بیٹھی تھی، جس سے اشارہ تھا کہ اسی جگہ پہ مسجد بنائی جائے، یہ زمین دو یتیم بچوں کی ملکیت تھی، انہوں نے بلا قیمت زمین دینا چاہی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں اس کی قیمت دوں گا''، دس دینار قیمت طے ہوئی، ابوبکر ؓ نے قیمت ادا کی، دس دینار خرچ کر کے ابوبکر ؓ نے قیامت تک مسجد نبوی میں نماز پڑھنے والوں کا ثواب لے لیا، (بعض روایات میں کچھ اور صحابہ ؓ کا نام بھی ہے جنھوں نے قیمت ادا کی) زمین ہموار کی گئی، مسجد کی تعمیر شروع ہوئی، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پھر مزدوروں کے لباس میں تھے، اصحاب ؓ کے ساتھ مل کر مسجد کی تعمیر مکمل ہوئی۔

عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مسجد نبوی کی تعمیر ہوتی رہی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی مسجد پر جو ستون قائم ہوئے، ان کی نشاندہی کیلئے اس جگہ پہ قائم ہر ستون پر'' حد مسجد النبوی علیہ السلام '، لکھا ہوا ہے، تعمیر کے وقت صحابہ ؓ نے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو ہم کھجور کے لمبے تنے ڈھونڈ کے لے آئیں، تا کہ مسجد اور اونچی ہو جائے، ارشاد فرمایا: ''جبریل امین کھڑے ہیں اور جتنی اونچائی بتاتے ہیں اسی کے مطابق بنوا رہا ہوں''۔

نبوی دور کی مسجد نبوی کی تحدید کیلئے قائم کئے گئے ستون، ہر ستون پر [حد مسجد النبوی علیہ السلام] لکھا ہوا ہے

The pillars of Masjid-e-Nabwee erected in the era of the Prophethood, for strengthening the mosque, on each pillar is inscribed "The boundary of the Prophet's ﷺ mosque".

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے زمانے میں جب مسجد نبوی کی توسیع کی ضرورت پڑی، تو مشرقی حصے میں واقع بیت فاطمہ، چبوترہ اصحاب صفہ، تمام امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے مکانات (سوائے بیت عائشہ رضی اللہ عنہا کے) مجبوراً منہدم کر کے ان کی زمین مسجد میں شامل کی گئی، اس دن مدینہ والے بہت محزون و مغموم تھے، کیونکہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے گھر منہدم ہوئے تھے، کوئی فرد بشر ایسا نہ تھا، جس نے متبرک آثار کے مٹنے پر آہِ سرد بھرتے ہوئے آنسوؤں کا نذرانہ عقیدت پیش نہ کیا ہو۔ سعید بن المسیب رحمہ اللہ کہنے لگے: ''بخدا میری آرزو تھی کہ ان مکانوں کو ان کے حال پر

چھوڑ دیا جاتا، تاکہ مدینہ منورہ کی نئی پود آتی، یا باہر سے کوئی آنے والا آتا تو دیکھتا کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے کس تھوڑی مقدار پر قناعت کی، جس کا فائدہ یہ ہوتا کہ اونچی اونچی عمارتوں پہ فخر کرنے سے لوگ گریز کرتے''

پھر مختلف ادوار میں مسجد نبوی کی تعمیر ہوتی رہی، موجودہ تعمیر میں اندرونی خوبصورت اور بہت محنت سے تعمیر کیا ہوا حصہ ترک حکمران سلطان عبد المجید کا بنایا ہوا ہے، سلطان، شیدائی اور عظیم عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھا، انتہائی محبت وعقیدت سے مسجد بنائی، وادی عتیق میں سرخ پتھر کی کان برآمد ہوگئی، وہیں پتھر کے کھمبے تراشے جاتے، (کیونکہ مدینہ میں مسجد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پتھروں کی تراش خراش سے شور اٹھتا، جسے جلالۃ الملک بادشاہ نے دربارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شایانِ شان نہ سمجھا اور اس سے ممانعت بھی آئی ہے)

حفاظ ان کھمبوں پر بیٹھ کر قرآن مجید ختم کرتے، اور پھر وہ مسجد کی تعمیر میں لگائے جاتے، مزدوروں سے معاہدہ تھا کہ کوئی مزدور بے وضو کام نہیں کرے گا، اسی برکت کے باعث اتنی دلکش، بے نظیر اور خوبصورت تعمیر ہوئی، اس تعمیر میں اُس وقت کے تقریباً سات کروڑ روپے خرچ ہوئے، خادم حرمین شریفین شاہ فہد مرحوم نے بھی زرِ کثیر خرچ کر کے لاکھوں زائرین کی نماز پڑھنے کا انتظام کیا ہے، اور جتنا ہوسکتا تھا مسجد نبوی کی زیبائش اور حسن کا خیال رکھا ہے، اللہ تعالیٰ تمام خدمت گزارانِ حرم نبوی کو اجر جزیل سے نوازے اور داخلِ جنت فرمائے۔ ﴿فجزاهم الله عنا وعن جميع المسلمين ورحمهم الله رحمة واسعة﴾.... (السيرة الحلبيه، باب الهجرة الى المدينة، مدینہ منورہ کی تاریخی مساجد ص ۱۱، تاریخ حرم نبوی ﷺ ۷۹، ۸۰ مؤلفہ محی الدین قادری الرزاقی، مکتبۃ الکوثر المدینۃ المنورۃ)

مسجد نبوی کا وہ حصہ، جو ترکی تعمیر کا شاہکار ہے

The particular portion of Masjid-e-Nabwee which is a masterpiece of Turkish masonry.

مقصورہ شریف کے اندرونی مناظر

The interior scenes of Maqsoora sharifah

حجرہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ مسجد نبوی سے متصل بائیں جانب مشرق کی طرف تھا، چونکہ پہلے شمال (بیت المقدس) کی طرف رُخ کر کے نمازیں پڑھی جاتی تھیں، اس لئے یہ حجرہ پچھلی صفوں کے برابر میں پڑتا تھا، کچھ عرصہ بعد جب قبلہ جنوب کی سمت کعبہ معظّمہ ہوگیا، تو اب یہ حجرہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر اور مصلی کے برابر بائیں جانب مشرق میں آ گیا، اس حجرہ سے متصل مشرقی سمت سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ تھا، یہ دونوں حجرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعمیر مسجد سے فراغت کے بعد بیک وقت ایک ہی طرز کے تعمیر فرمائے، چونکہ اس وقت ان دو حجروں کی ضرورت تھی، اس لئے بس یہی دو حجرے تیار کئے گئے، حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے دو دروازے تھے، ''باب الی المسجد'' جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد تشریف لاتے تھے، یہ منبر نبوی سے مقابل سمت میں تھا، دوسرا ''باب عائشہ'' جس سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مسجد میں تشریف لاتی تھیں، یہ اس پہلے دروازے سے شمال کی طرف تھا، جہاں مسجد نبوی کا پچھلا حصہ پڑتا تھا، عورتوں کی صفیں پیچھے ہوا کرتی تھیں۔ اس حجرہ سے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے کئی واقعات وابستہ ہیں۔

❁ ...... اس حجرہ سے متصل ایک کھڑکی مسجد میں کھلتی تھی، اسی کے قریب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں اپنا خیمہ لگاتے تھے، اس جگہ کی

نشاندہی کیلئے وہاں بنے ہوئے ستون پہ لکھا ہوا ہے، "هذه اسطوانة السرير"

❁ ...... اسی کھڑکی کے ذریعے حجرہ میں رہتے ہوئے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی زلفوں میں کنگھا کر دیتیں، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کی حالت میں ہوتے، یادگار کے طور پر اسی مقام کے اوپر آج بھی لوہے کی ایک طاق (جالی) بنی ہوئی ہے۔

مقصورہ شریف کی دیوار کا جدید منظر، اسطوانہ سریر اور کھڑکی بھی نظر آ رہی ہے

A modern glimpse of the wall of Maqsoora Shareef.
"Ustuwana Sareer" & window to can be seen.

❁ ...... اپنے منبر اور حجرہ کے درمیانی علاقے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ((مابين بيتي ومنبري روضة من رياض الجنة)) میرے مکان اور منبر کا درمیانی حصہ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے۔

❁ ...... یہ حجرہ دنیا میں آقا ﷺ کی قیام گاہ رہا، حیاتِ سعید کے آخری ایام یہیں گزرے، اسی حجرہ میں انتقال ہوا، اسی حجرہ میں مدفون ہوئے۔

❁ ...... اسی حجرہ سے ایک دروازہ کھلتا تھا، جہاں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لاتے تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے حجرے کے دروازے پہ مجھے اپنے پیچھے چادر وغیرہ سے چھپا کر کھڑے ہو جاتے تھے، اور میں مسجد نبوی میں حبشیوں

کے خنجر وغیرہ کے کرتب اوران کے کھیل کو دیکھتی تھی ، ایک بار کھیل دیکھ رہی تھی ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''کیوں ابھی تک تم سیر نہیں ہوئیں''؟

❁...... اسی دروازے کے اوپر ایک روشندان بھی تھا، جس کے آگے کپڑا پڑا رہتا تھا، جہاں شادی ہو جانے کے بعد ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے کھلونے رکھ لیا کرتی تھیں۔

❁...... ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لا تؤذینی فی عائشة! فانه واللہ ما اتانی الوحی فی لحاف امرأة منکن الا ھی))......''ام سلمہ! مجھ کو عائشہ کے مقابلہ میں دق نہ کرو، خدا کی قسم! عائشہ کے علاوہ کسی اور بیوی کے لحاف میں مجھ پر وحی نازل نہیں ہوئی''۔

❁...... اسی حجرہ کی خاک کو یہ شرف حاصل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، ابوبکر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی تخلیق اس سے ہوئی ۔ (تفصیل کتاب کے آخر میں آئے گی) (صحابہ ﷺ کے مکانات ص ۲۷، جستجوئے مدینہ، باب ۱۲ بتغییر)

حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی دیوار کا ایک اور پرنور منظر

An enlightened glimpse of another wall of the living quarters of Ayesha (RA).

بیت حفصہ رضی اللہ عنہا

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی پہلی شادی خنیس بن حذافہ کے ساتھ ہوئی، ان کے انتقال کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنی بیٹی کا رشتہ دینے کی

پیش کش کی، عثمان رضی اللہ عنہ اپنی اہلیہ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے غم سے نڈھال تھے، اس لئے انکار کر دیا کہ میرا ابھی شادی کا ارادہ نہیں ہے، عمر رضی اللہ عنہ دربارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عثمان رضی اللہ عنہ کی بات بتائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حفصہ کو عثمان سے اچھا شوہر ملے گا اور عثمان کو حفصہ سے اچھی بیوی ملے گی''، چنانچہ عثمان رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے اپنی بیٹی ام کلثوم بیاہ دی اور حفصہ سے خود نکاح فرمالیا۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

حفصہ رضی اللہ عنہا کا مکان سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے جنوب (قبلہ) کی سمت میں تھا، دونوں مکانوں کے درمیان ایک تنگ راستہ تھا، جس سے بمشکل ایک آدمی گزر سکتا تھا، بسا اوقات سیدہ عائشہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما دونوں اپنے اپنے مکان سے آہستہ آہستہ بات بھی کر لیا کرتی تھیں، مکان حفصہ رضی اللہ عنہا کا کچھ حصہ اس وقت روضہ پاک کی جالی کے اندر ہے اور کچھ حصہ باہر ہے، جہاں اس وقت عُشاق مواجہ شریف کے سامنے کھڑے ہو کر آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں صلوٰۃ وسلام پیش کرتے ہیں۔ (صحابہ رضی اللہ عنہم کے مکانات ص ۲۹)

(حجرہ مطہرہ، بیت الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی چودہ سو سالہ تاریخ، داخلی منظر، زیر استعمال اشیاء کی تفاصیل، جاننے کیلئے مطالعہ کیجئے، ہماری کتاب 'بیت الرسول ﷺ میں ایک دن')

مواجہ شریف۔ امتی اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی خدمت میں یہاں نذرانہ سلام پیش کرتے ہیں

An ancient glimpse of "Muwajah Shareef".
The followers pay tribute here to their Lord ﷺ and the two dignitaries رضی اللہ عنہما.

المدینة المنورة بصاحبها علیه الصلاة والسلام
کما کانت فی عهده علیه الصلاة والسلام
(مدینہ منورہ کا نقشہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں)
١ حوش ابی طلحة
٢ بیت عبدالرحمن بن عوف
٣ بیت مخرمة بن نوفل
٤ بیت عبدالرحمن بن عوف
٥ البطیحاء
٦ القرائن
٧ دار عبداللّٰه بن مسعود
٨ بیت عتبة بن مسعود
٩ بیت عبداللّٰه بن جعفر
١٠ بیت طلحة بن عبید اللّٰه
١١ بیت الزبیر بن العوام
١٢ بیت ام حبیبة
١٣ دار تمیم الداری
١٤ بیت حسان بن ثابت
١٥ بیت نعیم بن عبد اللّٰه
١٦ بیت عبد اللّٰه بن مکمل
١٧ بیت عمر بن الخطاب
١٨ بیت عبد اللّٰه بن سعد
١٩ بیت مطیع بن الاسود
٢٠ بیت معاویة بن ابی سفیان
٢١ بیت حکیم بن حزام
٢٢ بیت ال سفیان
٢٣ بیت نوفل بن الحارث
٢٤ بیت ابو بکر الصدیق
٢٥ بیت عمار بن یاسر
٢٦ دار العباس بن عبد المطلب
٢٧ بیت جعفر بن ابی طالب
٢٨ بیت مروانه بن الحکم
٢٩ بیت عبداللّٰه بن عمر
٣٠ بیت عبداللّٰه بن زمعة
٣١ دار سعد بن أبی وقاص
٣٢ أطم الفویرع
٣٣ بیت حارثة بن النعمان
٣٤ بیت ابو ایوب الانصاری
٣٥ بیت عثمان بن عفان الکبری
٣٦ دار عثمان بن عفان الصغری
٣٧ بیت ابو بکر الصدیق الشرقیة
٣٨ بیت المغیرة بن شعبة
٣٩ بیت جبلة بن عمرو
٤٠ بیت خالد بن الولید
٤١ دار عمرو بن العاص
٤٢ بیت رباح الاسود
٤٣ بیت المقداد بن عمرو
بیوت ازواج مطہرات
1 بیت عائشة
2 بیت حفصة
3 بیت سودة بنت زمعة
4 بیت ام سلمة
5 بیت زینب بنت جحش
6 بیت جویریة بنت الحارث
7 بیت رملة بنت ابی سفیان
8 بیت میمونة بنت الحارث
9 بیت فاطمة بنت محمد ﷺ
10 ریاض الجنة
١ اسطوانة السریر
٢ اسطوانة ابو لبابة
٣ اسطوانة عائشة
٤ مصلی رسول اللّٰه ﷺ ومنبر النخلة
٥ منبر رسول اللّٰه ﷺ
٦ مکان اذان بلال یوم الجمعة
٧ مکان اذان بلال للصلوات الخمسة
٨ اسطوانة الحرس
٩ اسطوانة الوفود
١٠ جرع النخلة جهة اصحاب الصفة
١١ خیمة بنو ثقیف
١٢ باب النبی ﷺ
ریاض الجنة
باب جبریل
زقاق الحبشة
زقاق البقیع
زقاق المناصع
رحبة القضاء
بیوت الصحابة — الیاس عبدالغنی
فصول من تاریخ المدینة — علی حافظ
تاریخ معالم المدینة المنورة قدیما وحدیثا — احمد یاسین الخیاری
المدینة المنورة فی رحلة العیاشی — ابو سالم عبداللّٰه العیاشی
طالب دعا محمد فاروق مکہ مکرمة

دیگر حجرات مبارکہ

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجرے وقفے وقفے سے تیار ہوتے رہے، جن مقامات پہ حجرے بنائے گئے، وہ زمین حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی تھی، جوں جوں ضرورت پڑتی گئی وہ زمین دیتے گئے، باقی حجرات کا محل وقوع کچھ اس طرح ہے۔

بیت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے مشرق کی طرف حجرہ سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا تھا، ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۴ھ میں نکاح فرمایا، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقد کے دو ماہ بعد ہی یہ دنیا سے چل بسیں، پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا تو انہیں اسی مکان میں ٹھہرایا...... سیدہ جویریہ، سیدہ زینب بنت جحش، سیدہ صفیہ، سیدہ ام حبیبہ، سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہن کے حجرات مسجد نبوی سے شمال مشرق کی طرف تھے، نقشہ سے ان تمام مکانات کا محل وقوع دیکھا جا سکتا ہے۔

مکانات کیا تھے، ہر مکان بس ایک چھوٹے سے کمرے اور اس سے بھی چھوٹے آنگن پر مشتمل تھا، تواضع و مسکنت کی بولتی تصویر، نہ کہیں پختہ اینٹ استعمال ہوئی نہ کہیں پتھر، جبکہ پورا علاقہ پتھروں سے بھرا ہوا تھا، سارا مکان کھجور کی ٹہنیوں، گارے اور زیادہ سے زیادہ کچی اینٹوں پر مشتمل تھا، دروازوں پہ موٹے ٹاٹ کے پردے ڈال کر پردہ کا کام لیا جاتا تھا، ہر کمرہ کی لمبائی تقریباً پانچ میٹر، چوڑائی تقریباً چار میٹر...... آنگن کی چوڑائی تو اس سے بھی کم تقریباً ساڑھے تین میٹر اور لمبائی کمرہ کے برابر، چھتوں کی بلندی بس اتنی تھی کہ ہاتھ اٹھا کر انہیں چھوا جا سکتا تھا۔

کمرہ کی دیواروں میں کچی اینٹیں استعمال کی گئی تھیں اور آنگن کھجور کی لمبی لمبی ٹہنیوں سے گھیر لیا گیا تھا، ان ٹہنیوں پہ کمبل ڈال دیئے گئے تھے تاکہ ٹہنیوں کے درمیانی شگافوں سے بے پردگی نہ ہو۔ (صحابہ رضی اللہ عنہم کے مکانات ص ۲۵)

حجرات مبارکہ کا انہدام

ولید بن عبدالملک رحمہ اللہ نے اپنے دور میں مسجد نبوی کی توسیع کا منصوبہ بنایا، اردگرد کے مکانات خرید کر توسیع کی گئی، حجرات مبارکہ کی کیفیت کچھ یوں تھی...... سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنا حجرہ مبارکہ اپنی وفات سے قبل ۴۵ھ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دیا تھا، اور ان سے پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے 1,80,000 درہم میں یہ جگہ خرید لی، امی عائشہ رضی اللہ عنہا اس شرط پہ راضی ہوئی تھیں کہ جب تک وہ حیات رہیں گی، اس گھر میں رہیں گی، معاملہ طے پانے کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ رقم ان کے پاس بھیجی، تو ساری رقم فقراء اور مساکین میں تقسیم کر کے وہ اپنی جگہ سے اٹھیں۔

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اتنی قیمت میں ان کے ورثاء سے خریدا تھا...... سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے اپنا حجرہ اپنے بھائی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ہبہ کر دیا تھا، جو بعد میں ان کے بیٹے عبیداللہ کے قبضہ میں آیا، چنانچہ عبیداللہ رضی اللہ عنہ کو حجرہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے عوض اسی حجرہ کی جنوبی جانب کی زمین دے دی، یوں یہ حجرے تو سرکاری تحویل میں آ گئے تھے، اس کے علاوہ باقی حجرات پہلے ہی خالی تھے، لوگ وہاں نماز پڑھا کرتے تھے ...... چنانچہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ۸۸ھ میں تمام حجراتِ مبارکہ اور اردگرد کے مکانات کو منہدم کر کے اس علاقے کو مسجد نبوی کی توسیع میں شامل کر لیا، حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے حجرات مبارکہ کے ملبہ کو بڑے احترام سے حرہ غربیہ میں لے جا کر اپنے مکان کی تعمیر میں لگایا، مکان کی چھتیں بنوائیں، وہ مکان کافی عرصہ تک زیارت خاص و عام تھا، چھٹی صدی ہجری تک وہ اپنی اصلی حالت میں رہا۔ (تاریخ مکۃ المشرفۃ والمسجد الحرام والمدینۃ الشریفۃ، لابی البقاء، خلاصہ الوفا باخبار دار المصطفیٰ، الطبقات الکبریٰ، ذکر منازل ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم بتغییر)

داماد کے گھر آمدورفت

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی کی مشرقی جانب کچھ زمین عطا فرمائی، پھر بعد میں انہوں نے کچھ اور زمین بھی خرید لی، گھر بنایا، جو باب جبریل سے بالکل سامنے تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے داماد کے گھر تشریف لے جاتے تو اسی باب جبریل سے نکلتے، اس لئے اس باب کو باب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا بابِ آل عثمان رضی اللہ عنہ بھی کہتے تھے، اسی مکان کے جنوبی حصے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کئے گئے، اس مکان کے ایک گوشہ میں ایک کمرہ کی کھڑکی پر ایک تختی کافی زمانے تک لگی رہی، "مقتل عثمان رضی اللہ عنہ "عثمان رضی اللہ عنہ کی جائے شہادت، اس گھر میں عام طور پر شیوخِ حرم رہا کرتے تھے، توسیع کے وقت مسجد نبوی کی مشرقی جانب کے فرش میں یہ سارا حصہ شامل ہوگیا۔ (صحابہ رضی اللہ عنہم کے مکانات ص ۷۹)

مسجد قبلتین کا اندرونی و بیرونی منظر

The interior and exterior view of Masjid-e-Qiblatain

مسجد قبلتین (دو قبلوں والی مسجد)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے، یہاں یہود کی کثرت تھی، ان کا قبلہ بیت المقدس تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے جوڑ رکھنے کیلئے سولہ یا سترہ ماہ باذن خداوندی بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی، مگر یہ خواہش ہر وقت لگی رہتی تھی کہ میرا قبلہ خانہ کعبہ ہی ہو، ایک دن

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنوسلمہ کے محلّہ میں ایک صحابی کی عیادت کیلئے گئے ہوئے تھے، انہوں نے کھانا تیار کیا، ظہر کا وقت ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھانی شروع کی، ابھی دو رکعتیں ہوئی تھیں کہ جبریل امین علیہ السلام قبلہ کی تبدیلی کا حکم لے آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم دورانِ نماز ہی خانہ کعبہ کی طرف گھوم گئے، چونکہ اس مسجد میں ایک ہی نماز دو قبلوں کی طرف منہ کر کے پڑھی گئی، اس لئے یہ ''مسجد قبلتین'' سے مشہور ہو گئی۔

یہ مسجد شارع خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے کنارے اور وادی عقیق کے قریب ہے، عجیب اتفاق ہے کہ مسجد قبلتین کی نئی تعمیر کی دو منزلیں، دو مینار، دو ہی گنبد ہیں، شاید اس سے اس کی دو قبلوں والی خصوصیت کی طرف اشارہ ہے، بنوسلمہ خزرج کا مشہور قبیلہ ہے، ان کی آبادی مسجد نبوی سے تقریباً 3.5 کلومیٹر کے فاصلے پر حرہ غربیہ کی شمالی جانب وادی عقیق کے قریب اور جبلِ سلع کی مغربی جانب تھی، یہ وہی قبیلہ ہے جنہوں نے مسجد نبوی کے قریب منتقل ہونا چاہا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ مسجد نبوی تک تمہارے اٹھنے والے قدموں پر ثواب ملے گا، بنوسلمہ کا قبرستان مسجد قبلتین سے متصل مغربی جانب واقع ہے۔

محراب النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اسطوانہ حنانہ...... قدیم منظر

"Mehrab-un-Nabi ﷺ" and "Ustuwana-e-Hanana"..... Ancient view.

اسطوانہ حنانہ (مخلقة)

مسجد نبوی میں کھجور کے ایک ستون سے ٹیک لگا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دیا کرتے تھے، کوئی منبر نہیں تھا، منبر تیار ہونے کے بعد جونہی

سردارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھ کر خطبہ دینے لگے، تو کھجور کے اس تنے سے دردناک رونے کی آواز آنے لگی، جس سے صحابہ کرام ﷺ بھی متاثر ہو کر رونے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ملتوی فرمایا اور منبر سے اتر کر اس پہ ہاتھ رکھا، اسے گلے سے لگایا اور فرمایا: ''اے حنانہ! مت رو'' .... بس رونے کی آواز بند ہو گئی۔

پھر صحابہ ﷺ سے فرمایا: کہ میں ہمیشہ اس استوانہ سے ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتا تھا، آج وہ اپنی محرومی پر رو دیا ہے، اگر میں اس کی تشفی نہ کرتا، تو یہ قیامت تک روتا رہتا، یہ بھی ارشاد فرمایا: کہ میں نے اسے حیات کی دعا دینا چاہی کہ لوگ اس سے پھل کھائیں، مگر اس نے قبول نہ کیا، جنت میں بھی اُگنا منظور نہ کیا، بلکہ استدعا کی کہ یا رسول اللہ! آپ نماز پڑھانے مصلیٰ پر یا خطبہ کے لئے منبر پر تشریف فرما ہونگے، لہٰذا مجھے منبر اور مصلیٰ کے درمیان دفن کرا دیجئے، تاکہ ہر حال میں آپ کے قدموں میں رہوں، چنانچہ منبر اور مصلیٰ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان اسے دفن کر دیا گیا، (اس سلسلے میں اور بھی کئی اقوال ہیں) اسی ستون کو ''اسطوانة مخلقه'' بھی کہتے ہیں، '' مخلقة'' خلوق سے ہے، ''خلوق'' ایک خوشبو کا نام ہے جو خاص طور پر اس ستون پہ ملی جاتی تھی، محراب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عقب میں یہ نام لکھا ہوا ہے۔

محراب النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اسطوانہ حنانہ ..... جدید منظر

"Mehrab-un-Nabi ﷺ" and "Ustuwana-e-Hanana"..... Modern view.

منبر مسجد نبوی مختلف مناظر

The altar of Masjid-e-Nabwee, different glimpses.

منبر شریف اور محراب النبی ﷺ

محراب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ...... یہ سب سے زیادہ متبرک جگہ ہے، یہاں خود محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا فرماتے تھے، سجدہ ریز ہوتے تھے، عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اپنے دور میں محراب نبوی کی تعمیر کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سجدہ گاہ کو دیوار میں چھپا دیا تھا، اب وہاں کسی بشر کے قدم نہیں پڑ سکتے، البتہ قدم مبارک کی جگہ چھوڑ دی گئی، وہاں "ھذا مصلیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم" لکھا ہوا ہے، اگر ہم وہاں نماز ادا کریں تو ہمارا سجدہ اسی جگہ پر ہوگا، جہاں محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک ہوتے تھے، محراب بنانے والوں نے کس قدر ادب واحترام کو ملحوظ رکھا ہے کہ قیامت تک امتیوں کی سجدہ ریزی قدم رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوتی رہے۔ [خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفیٰ بتغییر، السیرۃ الحلبیۃ، باب تحویل القبلۃ بتغییر]

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے جو منبر بنایا گیا تھا، وہ غابہ کے جنگل کی لکڑی سے بنایا گیا تھا، جب یہ بوسیدہ ہوگیا تو عباسی حکمرانوں نے اس کی مرمت کرائی، چھٹی صدی ہجری تک یہ منبر شریف اپنی اصلی حالت میں محفوظ رہا، عشاق تبرکات نبوی کی پیاس بجھاتا رہا، خلافت عباسیہ کے آخری سال مسجد نبوی میں آگ لگی، یہ منبر بھی اسی آگ میں جل گیا اور یوں امت مسلمہ اس متبرک آثار نبوی سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے محروم ہوگئی، پھر اس کی جگہ ایک اور منبر رکھ دیا گیا، منبر شریف مختلف ادوار میں تبدیل ہوتا رہا، آجکل جو منبر شریف مسجد نبوی شریف میں رکھا ہوا ہے، وہ عثمانی سلطان مراد خان مرحوم کا بنوایا ہوا ہے، یہ ترکی کاریگروں کا شاہکار ہے، شاہ فہد مرحوم کے دور میں اس کی تزیین و آرائش کی گئی۔ (جستجوئے مدینہ ص ۴۴۷)

جنت کی کیاری (ریاض الجنۃ) کا روح پرور منظر

A spirit-elating view of "Riaz-ul-Jannah", the flower bed of Paradise.

جنت کی کیاری

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر اور مکان کے درمیانی حصہ کو ''ریاض الجنۃ'' کہتے ہیں، رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مابین بیتی ومنبری روضۃ من ریاض الجنۃ)) ''میرے مکان اور منبر کا درمیانی حصہ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے'' یہ حدیث ریاض الجنۃ میں بہت خوبصورت انداز سے مکتوب بھی ہے، حجرہ طیبہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر اور مصلی تک تشریف لاتے، حجرہ مقدسہ کی دیوار سے لے کر منبر شریف تک چند گز کا فاصلہ ہے، دن میں کئی بار یہاں سے آمد و رفت ہوتی، تو جس جگہ پہ یوں کثرت سے قدمین شریفین لگے ہوں، وہ جنت کی کیاری کیوں نہ بنے۔

اس حدیث کا کیا مطلب ہے، اس میں کئی اقوال ہیں۔

- ...... یہ حصہ درحقیقت جنت کا باغیچہ ہے اس لحاظ سے اس کو بعینہٖ جنت میں منتقل کیا جائے گا، فنا یا معدوم نہیں کیا جائے گا۔
- ...... یہاں پر عبادت کرنا جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ملنے کا ذریعہ ہے۔
- ...... بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ بھی ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس مقدس حصے کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے اعزاز میں دنیا میں بھیجا ہوا اور قیامت میں پھر اس کو اپنے اصلی مقام پر منتقل کیا جائے، جیسے ''حجر اسود'' اور ''مقام ابراہیم'' جنت کے پتھر ہیں، ایسے ہی یہ مقدس مقام بھی درحقیقت جنت الفردوس کا ایک حصہ ہے، یہ معنی دیگر تمام معانی کو جامع و حاوی ہیں اور مقتضائے حکمت الٰہی بھی یہی ہے کہ بارگاہ رب العزت سے دیگر انبیاء

کرام علیہم السلام کو جنت کے تحفے اور ریزے عطا ہوئے تو سید الانبیاء والمرسلین، حبیب رب العلمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مستقل ایک باغیچہ عطا ہونا چاہئے، جو ہمیشہ جلوہ گاہ نبی ہواور وہ یہی عطا ہوا۔(صحیح البخاری مع شرحہ لا بن حجر، باب کراہیۃ النبی ﷺ ان تعری المدینۃ بتغییر)

مشفق معلم ﷺ کی خانقاہ

فقراء وغرباء جن کیلئے کوئی ٹھکانہ اور گھر بار نہ تھا، ان کے قیام کیلئے مسجد نبوی کے شمال میں ایک جگہ بنائی گئی، اس جگہ کو ''صفہ'' اور یہاں رہنے والوں کو ''اصحابِ صفہ'' کا نام دیا گیا، صفہ اصل میں سائبان اور سایہ دار جگہ کو کہتے ہی، یہ اسلام کا پہلا مدرسہ تھا، اصحابِ صفہ اس جگہ تعلیم حاصل کرتے، اسی جگہ رہتے، انہوں نے اپنی آنکھوں کو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار، کانوں کو کلام مقدس سننے کیلئے اور جسم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت و معیت کیلئے وقف کر دیا تھا، یہی جگہ اُن کی تربیت گاہ اور کائنات کی عظیم ہستی، امام الرسل، نبی معلم صلی اللہ علیہ وسلم کی خانقاہ اور درسگاہ تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگرد اسی جگہ رہتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں تعلیم دیتے، گویا کہ ''صفہ'' گھر اور مسجد کے بعد مدینہ منورہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کا بڑا مرکز تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کافی وقت شاگردوں کی دل جوئی کیلئے یہاں گزرتا، عظیم معلم کی مجلس لگتی اور اس دنیا کے سب سے بہترین شاگرد کائنات کے سب سے افضل استاذ سے فیض یاب ہوتے، لوگ جو کچھ بھیج دیتے، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل وعیال اور اصحاب صفہ مل کر کھا لیتے۔

جہاں اصحاب صفہ کا چبوترہ تھا، اس جگہ کی نشاندہی کیلئے یادگار کے طور پر آج بھی مسجد نبوی کے احاطہ میں ''چبوترہ اصحاب صفہ'' مشہور و معروف ہے، بعض لوگ اسے ''دکۃ الاغوات'' (خدمت گاروں کا چبوترہ) کہتے ہیں۔

اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم کی جگہ
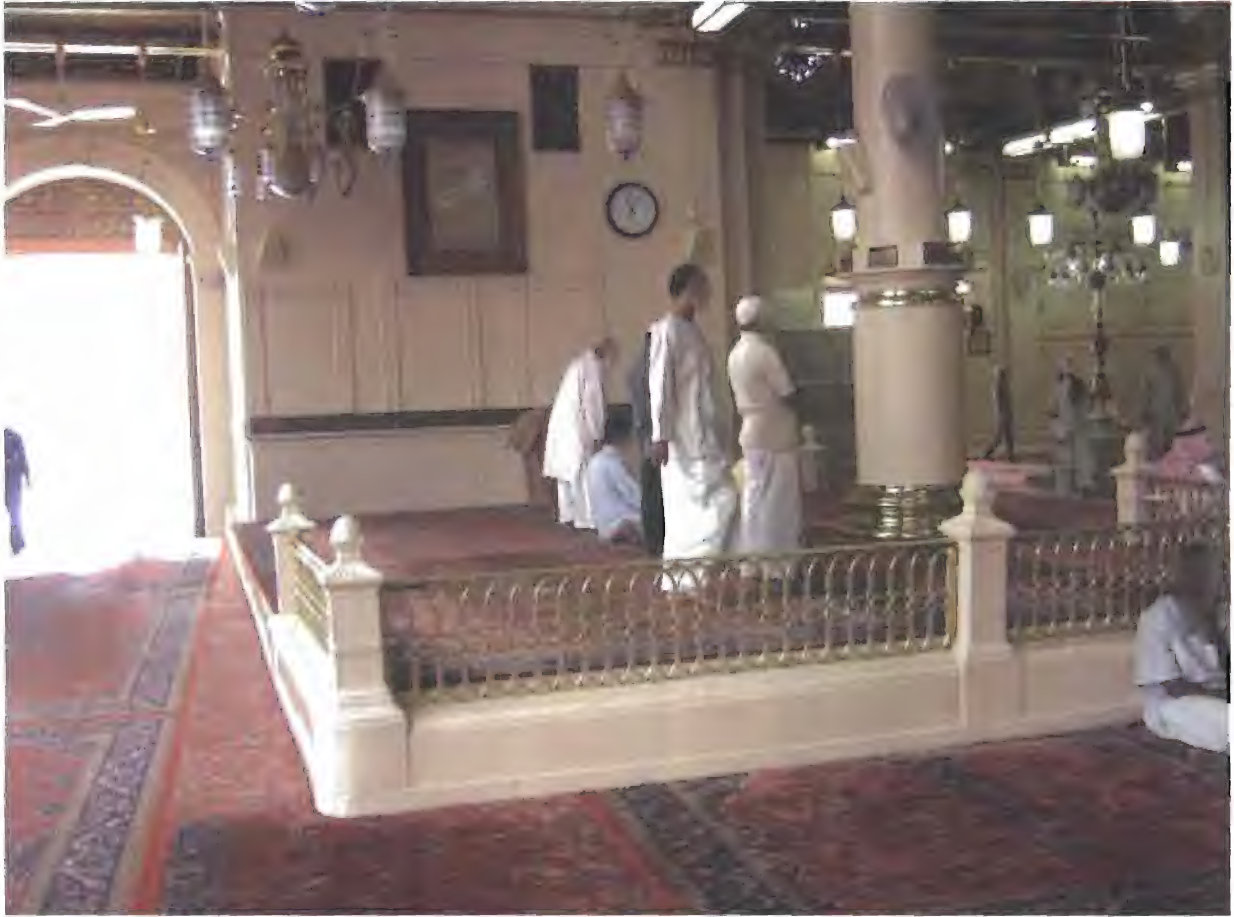
The place of "As'haab-e-Suffah"

موضع الجنائز (جنازہ گاہ)

کسی صحابی رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لے جاتے، تدفین وغیرہ سے فارغ ہوکر واپس آتے، کبھی کبھی اس میں بہت سا وقت صرف ہوجاتا، بعد میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے خاطرِ ادب کا پاس رکھتے ہوئے یہ طریقہ اختیار کیا کہ خود جنازہ لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ جاتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے قریب ہی جنازہ پڑھا دیتے، جس جگہ جنازے پڑھائے جاتے، یہ جگہ ''موضع الجنائز'' کے نام سے مشہور ہوگئی، یہ جگہ مسجد نبوی کے شرقی جانب (باب جبریل اور باب البقیع کے درمیان) مسجد سے باہر تھی، مدینہ میں قبلہ جنوب کی سمت ہے۔ موضع الجنائز میں نماز جنازہ کے علاوہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا متعدد بار تشریف لے جانا اور بیٹھنا ثابت ہے۔

❁ ...... صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں ہم ''موضع الجنائز'' میں بیٹھے تھے، اچانک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف سر اٹھایا، اپنی ہتھیلی پیشانی پر رکھی اور فرمایا: ''سبحان اللہ! کتنی سخت بات اتری ہے''، ہم نے اس بارے میں پوچھا تو فرمایا: ''قرض کے بارے میں، اللہ کی قسم! ایک شخص اللہ کے

راستے میں شہید ہو جائے پھر زندہ کیا جائے، پھر شہید کیا جائے، پھر زندہ کیا جائے، پھر شہید کیا جائے، تو اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہوگا، جب تک کہ اس کا قرض نہ چکایا جائے‘‘۔(شرح السنۃ للبغوی، باب التشدید فی الدین)

❁ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خندق سے فارغ ہوئے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا یا ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر غسل کیا، نماز پڑھی تو جبریل امین مسجد کے دروازے کے قریب ’’موضع الجنائز‘‘ پہ آ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ آپ نے اسلحہ اتار دیا، ہم نے تو ابھی تک اسلحہ نہیں اتارا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ’’کہاں کا ارادہ ہے؟‘‘......انہوں نے عرض کیا: ’’بنو قریظہ کے خلاف جہاد کرنا ہے‘‘۔(المغازی للواقدی، باب غزوۃ بنی قریظۃ۔ زاد المعاد ذکر وقعۃ الخندق)

❁ امام مالک رحمہ اللہ نے وصیت کی تھی کہ مجھے سفید کپڑوں میں غسل دیا جائے اور موضع الجنائز میں میری نماز جنازہ پڑھی جائے۔ (مقدمہ التمہید لما فی الموطا)

❁ موضع الجنائز میں دو کھجور کے درخت تھے، انہی کے قریب جنازے رکھے جاتے، نماز جنازہ ہوتی، عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے وہ کھجور کے درخت خرید کر جگہ برابر کی اور اس جگہ کو بھی مسجد نبوی کی تعمیر میں شامل کیا۔ (تاریخ المدینۃ لابن شبہ)

موضع الجنائز کا تقریبی مقام

The festive place of "Mozul Jana'iz"

جنت البقیع کا طائرانہ منظر، اے اللہ! ہمیں بھی یہاں دفن ہونا نصیب فرما، اے اللہ! اس دل بے تاب کی یہ حسرت پوری فرمایا آمین ثم آمین

An aerial view of "Jannat-ul-Baqi". O' Allah, destine us to get buried here. O' Allah, do please accept and accomplish this desire of this keen heart", Amen.

جنت البقیع

مسجد نبوی سے مشرقی سمت مدینہ منورہ کا مشہور قبرستان ہے، اس میں سب سے پہلے دفن ہونے والے صحابی عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ تھے، یہ صحابی فوت ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان کو بقیع میں دفن کرو''، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو فرمایا: ''ان کو بھی عثمان کے پڑوس میں دفن کرو''، پھر لوگوں کی توجہ بقیع کی طرف گئی، اور درخت وغیرہ کاٹ کر اپنے لئے قبرستان کی جگہ بنانے لگے۔

ازواج مطہرات، بنات طاہرات اور دس ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے علاوہ تابعین، تبع تابعین، ائمہ دین، اولیاء کرام اور چودہ سو سال سے اس قبرستان میں خوش نصیب ہستیاں مدفون ہوتی چلی آرہی ہیں۔ یہاں دفن ہونے والوں کیلئے بغیر حساب داخلِ جنت ہونے کی بشارت آئی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کیلئے سفارشی اور گواہ ہونگے۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی بار اہل بقیع کی قبروں پر حاضری دی اور ان کیلئے دعا فرمائی۔ [تاریخ حرم نبوی ۱۲۵۔ فضائل حج دسویں فصل]

اس قبرستان کی آخری توسیع شاہ فہد مرحوم کے زمانے میں ہوئی، اب اس کا رقبہ ۱۷۴۹۶۲ مربع میٹر ہے، اس کے گرد اونچی ۱۷۲۶ میٹر لمبی دیوار ہے۔ (تاریخ مدینۃ منورۃ، لدکتور محمد الیاس ص ۱۴)

آٹھ گنبدوں پر مشتمل مسجد غمامہ ... قدیم تعمیر

Ancient architecture of "Masjid-e-Ghamamah" consisting of eight domes.

مصلی العید، مسجد غمامہ

۲ھ میں نماز عید کی مشروعیت ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعدد مقامات پر نماز عید پڑھنا ثابت ہے، یہ سب مقامات مسجد نبوی سے جنوب مغربی جانب قریب قریب میدان میں تھے، مثلاً عبداللہ بن درۃ کے گھر کے قریب اور حکیم بن العداء کے گھر کے قریب، (جہاں اب مسجد علی رضی اللہ عنہ ہے) آخر میں زیادہ تر اس مقام پر نماز عید پڑھتے تھے، جہاں اب مسجد غمامہ ہے، ''غمامہ'' بادل کو کہتے ہیں، اس جگہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استسقاء کی نماز پڑھی، اچانک بادل نمودار ہوئے اور بارش ہوئی۔

اس کو مسجد مصلیٰ بھی کہا جاتا ہے، اس ننھی سی مسجد کے آٹھ چھوٹے چھوٹے گنبد ہیں، تقریباً نویں صدی ہجری تک عید کی نماز اسی جگہ پر پڑھی جاتی تھی، پھر غالباً مسجد نبوی کے کشادہ ہونے کی وجہ سے وہاں نمازِ عید کا اہتمام کیا جانے لگا، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس مقام سے ہٹ کر ادباً کچھ دائیں طرف نماز عید ادا کی، اور پھر عمر رضی اللہ عنہ نے ادباً ان دونوں مقامات سے الگ تھوڑا فاصلے پر نماز عید ادا کی، یہ جگہ ویسے ہی میدانی شکل میں رہی، عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ان مقامات کی نشاندہی کروا کے ہر ایک مقام پر مسجد بنوائی، مسجد مصلیٰ (عیدگاہ)، مسجد ابوبکر رضی اللہ عنہ، مسجد عمر رضی اللہ عنہ، مسجد علی رضی اللہ عنہ وغیرہ۔ (شرح بلوغ المرام باب مکان صلوٰۃ العید، مدینہ منورہ کی تاریخی مساجد ص ٦٨)

ان مساجد میں اب جماعت نہیں ہوتی، کیونکہ مسجد نبوی جدید توسیع کے بعد ان کے قریب تک پہنچ گئی ہے، یادگار رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے طور پر

یہ موجود ہیں۔

اسی میدان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی بادشاہ کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی۔ (یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے خصوصی اعزاز تھا، کیونکہ نجاشی بادشاہ نے مسلمان مہاجرین کو بہت احترام دیا تھا) رضی اللہ عنہ وارضاہ

اسی میدان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز استسقاء ادا فرمائی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے واپسی پر اس میدان سے گزرتے تو قبلہ رو کھڑے ہو کر دعا فرماتے۔

مدینہ منورہ میں یہود کا اپنا بازار تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی تشخص قائم رکھنے کیلئے اس میدان کو مسلمانوں کا بازار قرار دیا، اسی پس منظر میں یہ جگہ ''مناخہ'' کہلائی، یعنی اونٹ کے بٹھانے کی جگہ، یہاں تجارت کے سلسلے میں اونٹ بٹھائے جاتے تھے۔ (تاریخ مدینہ منورہ ص ۵۶)

المسجد النبوي ، رسم لصورة الروضة المطهرة والقبة الشريفة
(مكة المكرمة ، المدينة المنورة ـ ألبومات يلدیز)
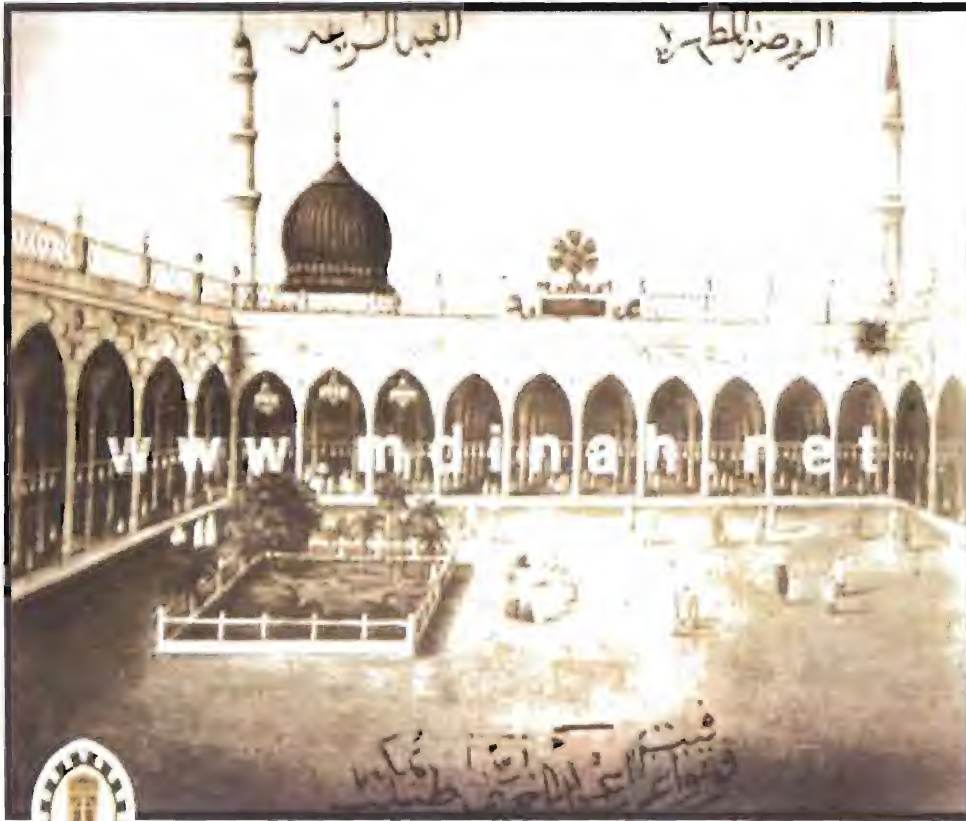
مسجد نبوی اور روضہ مطہرہ کا قدیم منظر
An ancient picture of Masjid-e-Nabwee & Roza-e-Mubarak.

غزوہ ابواء، غزوہ ودان

جہاد کا پہلا سفر ابواء کی طرف ہوا، اس غزوے کو غزوہ ابواء یا ودان کہا جاتا ہے، صفر ۲ھ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساٹھ مہاجرین کو لے کر قریش کے ایک قافلہ پر حملہ کے ارادے سے نکلے، جھنڈا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا، جب ابواء پہنچے تو قریش کا قافلہ نکل چکا تھا، ابواء کے اطراف میں بنو ضمرہ آباد تھے، یہ علاقہ ان کی حدودِ حکومت میں تھا، اس قبیلہ کے سردار مخشی بن عمرو نے صلح کر لی، یوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر لڑائی کئے واپس مدینہ منورہ تشریف لائے، اس سفر میں پندرہ دن لگے۔ (المغازی للواقدی، ذکر غزوۃ الابواء)

مقام ابواء کا تذکرہ گذشتہ صفحات میں ہو چکا ہے، ابواء کے مقام سے چھ یا آٹھ میل کے فاصلے پر ایک بڑی بستی کا نام ''ودان'' تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابواء اور ودان دونوں مقامات پر وارد ہوئے، تو اسی مناسبت سے اس غزوہ کو دونوں ناموں سے یاد کیا جاتا ہے، ودان زمانہ جاہلیت میں اور اسلام کے ابتدائی زمانہ میں ایک آباد شہر تھا، جب مصر، مغرب میں اسلام پھیلا، اور حجاج کرام اس راستے سے گزرنے لگے، ودان راستے سے کچھ ہٹ کر واقع تھا، تو مستورہ کو منزل بنالیا گیا، یہیں پہ بازار لگ گیا، ودان والے بھی کمائی اور تجارت کی غرض سے اسی جگہ کی طرف منتقل ہو گئے، یوں ودان آبادی سے کٹ گیا اور پھر بس آثار قدیمہ کی صورت اختیار کر گیا۔ (علی طریق الھجرۃ للشیخ البلادی رحمہ اللہ ص ۴۷)

عرق الظبیۃ میں نماز

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابواء غزوہ کیلئے نکلے تو عرق الظبیۃ میں رکے، وہاں نماز پڑھی اور وہاں پہاڑ کے بارے پوچھا کہ اس کا نام کیا ہے، صحابہ ﷺ نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ جنتی پہاڑ ہے اے اللہ! اس میں اور یہاں رہنے والوں میں برکت دے''، پھر روحاء کے بارے میں فرمایا: ''یہ معتدل جگہ ہے، جنت کی وادیوں میں سے ہے، یہاں مجھ سے پہلے ستر انبیاء کرام نے نماز پڑھی ہے''۔ (خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفیٰ ذکر مسجد شرف الروحاء)

عرق الظبیۃ ...... آجکل اس کو طرف الظبیہ کہتے ہیں، مدینہ منورہ سے آتے ہوئے روحاء سے پہلے واقع ہے، یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مسجد کا تذکرہ بھی ملتا ہے، مگر آجکل اس کے آثار نہیں ہیں، یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی، عرق الظبیۃ اور روحاء کا ذکر واقعہ بدر میں بھی آرہا ہے۔

غزوۂ بواط

ربیع الاول یا ربیع الثانی ۲ ھ میں پھر قریش کے ایک تجارتی قافلے پر حملہ کرنے کیلئے ۲۰۰ صحابہ ﷺ کو لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے، مگر بواط پہنچ کر معلوم ہوا کہ قریش کا قافلہ نکل چکا ہے، اس غزوہ میں بھی قتل وقتال کی نوبت نہ آئی۔

بواط ...... یہ جہینہ قبیلہ کے دو پہاڑ ہیں، جو مکہ مکرمہ سے شام جانے والے راستہ پہ واقع ہیں، ان کے ساتھ ہی ''رضویٰ'' کا مشہور پہاڑ ہے، ینبع سے بواط کا فاصلہ تقریباً ۱۰۰ کلومیٹر ہے، اور مدینہ منورہ سے بھی اتنا ہی فاصلہ ہے۔ (طبقات بن سعد ذکر غزوۃ بواط، اطلس سیرت نبوی ﷺ)

غزوہ ذی العشیرۃ

جمادی الاول ۲ ھ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ۲۰۰ یا ڈیڑھ سو مہاجرین کو لے کر نکلے، اس بار بھی ارادہ قریش کے ایک قافلہ پر حملہ کا تھا، یہ قافلہ مکہ مکرمہ سے شام جا رہا تھا اور اس کی قیادت ابوسفیان کے ہاتھ میں تھی، اس قافلے میں بہت سارا مال ودولت تھا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم عشیرہ پہنچے تو پتا چلا کہ قافلہ شام کی طرف نکل چکا ہے، اور پھر قریش کا یہ قافلہ جب شام سے واپس آرہا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا راستہ روکنے کیلئے نکلے تھے، اور یہی واقعہ غزوہ بدر کا سبب بنا تھا۔

عشیرہ ...... کو ذوالعشیرہ بھی کہا جاتا ہے، یہ مدینہ منورہ سے تقریباً ۱۳۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر ینبع کے نواح میں ایک مقام کا نام ہے، ینبع کے اردگرد

بنو مدلج آباد تھے، ذوالعشیر ہ ان کی جگہ کا نام تھا، قریش کے ساتھ تو کوئی جھڑپ نہ ہوئی، البتہ بنو مدلج کے ساتھ اس سفر میں امن وسلامتی کا معاہدہ طے پایا، بنو مدلج بنوضمر ہ کے حلیف تھے، بنوضمر ہ پہلے ہی اسلام سے معاہدہ کر چکے تھے، اس لئے بنو مدلج بھی آسانی سے معاہدہ کیلئے تیار ہو گئے۔

اس سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ''ابوتراب'' کا لقب دیا، یہ مٹی میں سوئے ہوئے تھے، جسم میں مٹی لگی ہوئی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا((قم ابا تراب)) اٹھ اے ابوتراب، (مٹی والے)۔(السیر ۃ لابن ہشام، ذکر غزوۃ العشیر ۃ)

دوسری روایت میں ہے کہ یہ کنیت مدینہ منورہ میں رکھی، چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر سے ناراض ہو کر مسجد نبوی میں جا کر سو گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے، پوچھا: ''علی کہاں ہیں؟'' فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا وہ تو ناراض ہو کر چلے گئے ہیں اور مسجد میں سوئے ہوئے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد تشریف لے گئے، یہ سو رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جگایا، یہ مٹی جھاڑتے ہوئے اٹھے، آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((قم ابا تراب۔ قم ابا تراب))۔(صحیح البخاری، باب القائلۃ فی المسجد)

بقول ابن اسحاق رحمہ اللہ کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنی دینار کے پہاڑوں کے درمیانی حصے کی راہ سے چلے اور اس کے بعد الخبار کے میدانوں سے تشریف لے گئے، اور ابن ازہر کے پتھریلے مقام میں ایک درخت کے نیچے نزول فرمایا، جسے ذات الساق کہتے تھے، وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی، وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مسجد بھی ہے، وہیں کھانا تیار کیا گیا، وہاں جس مقام پر دیگ کیلئے چولہا بنایا گیا، وہ جگہ بھی معلوم ہے، وہیں ایک چشمے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے پانی لایا گیا، اس کا نام المیشرب تھا...... پھر وہاں سے کوچ کیا ایک پہاڑی ندے کے راستے سے یلیل (ملل) تشریف لائے، پھر الضبوعہ پر نزول فرمایا اور ملل کے راستے سے صخیرات الیمام کے پاس سے عام راستے پر چلے اور وادی ینبع میں العشیر ہ میں پہنچے۔(السیر ۃ لابن ہشام، ذکر غزوۃ العشیر ۃ) ابن اسحاق رحمہ اللہ نے یہ تمام تر تفصیل اپنے زمانے کے اعتبار سے بتائی ہے۔

عشیرہ میں ایک مسجد کی جگہ تھی جس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ یہ مسجد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ نماز پڑھی، یہ مسجد ینبع کے آثار میں سے سب سے اہم یادگار تھی، دسویں صدی ہجری تک یہ مسجد لوگوں میں معروف ومشہور رہی، مگر اس کے بعد اس کا نام ونشان مٹ گیا۔(ھذہ بلادنا ''ینبع'' ص۵۶، تالیف عبدالکریم محمود الخطیب)

غزوہ سفوان

عشیرہ سے واپس آئے دس روز ہی ہوئے تھے کہ قریش کے ایک سردار کرز بن جابر فہری نے مدینہ منورہ کی چراگاہوں پہ شب خون مارا، لوگوں کے اونٹ بکریاں لے بھاگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا تعاقب کیا، مقام سفوان تک پہنچے، مگر کرز ہاتھ نہ آیا۔(البدایۃ والنہایۃ، غزوۃ بدر الاولیٰ)

کرز بن جابر رضی اللہ عنہ بعد میں مسلمان ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قبیلہ عرینیین کا پیچھا کرنے والے دستہ کا امیر بنایا تھا، فتح مکہ میں شہید ہوئے۔رضی اللہ عنہ

سفوان......ابن اسحاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ بدر کے قریب ایک وادی کا نام ہے، چونکہ یہ مقام بدر کے قریب ہے، اس لئے اس غزوہ کو غزوہ بدر اولی بھی کہتے ہیں، شیخ عاتق البلادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''لایعرف الیوم موضع باسم سفوان'' اس وقت سفوان نام کا کوئی مقام نہیں ہے، البتہ ایک وادی ''سفا'' نام سے ہے، مگر وہ مدینہ منورہ اور بدر کے درمیان بدر سے دور روحاء کے قریب ہے۔(معجم المعالم الجغرافیۃ فی السیر ۃ النبویۃ ۱۵۸)

غزوۂ بدر لمحہ بہ لمحہ

ابوسفیان کا وہ قافلہ جس کو روکنے کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم عشیرہ تک گئے تھے، وہ جب شام سے تجارت کر کے واپس آ رہا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی واپسی کی اطلاع سنتے ہی صحابہ رضی اللہ عنہم کو جمع کر کے فرمایا: قریش کا قافلۂ تجارت مال واسباب سے بھرا ہوا ہے، چلیں اس کی طرف خروج کرتے ہیں، ہوسکتا ہے کہ وہ قافلہ ہمیں غنیمت میں مل جائے، اپنے جاسوسوں کو خبر لینے کیلئے بھیج دیا، اِدھر سے ابوسفیان کو بھی اس کے جاسوسوں نے خبر دی کہ جب تم شام جا رہے تھے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پیچھے آئے تھے، مگر تم بچ نکلے، اب بھی اُن کا یہی ارادہ ہے، ابوسفیان نے ایک تیز رفتار قاصد مکہ مکرمہ بھیج کر مکہ والوں کو خطرہ سے آگاہ کیا، مکہ والے جوش میں آئے اور خوب تیاری کے ساتھ ابوجہل کی قیادت میں ایک ہزار کی تعداد میں نکل آئے...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کی ۱۲ تاریخ کو مجاہدین اسلام کے ساتھ مدینہ منورہ سے بدر کو روانہ ہوئے۔

سفرِ بدر کی منزلیں

ابن اسحاق رحمہ اللہ نے مدینہ منورہ سے بدر تک کا جو راستہ بتایا ہے، اس کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان مقامات سے گزرے۔

مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی جانب پہاڑوں کے درمیان سے چلے، ذوالحلیفہ، ذات الجیش، تربان، ملل، غمیس الحمام، صخرات الیمام، سیالہ سے ہوتے ہوئے فج الروحاء پہنچے، بعدازاں شنوکہ پر عام راستہ اختیار کیا، یہاں تک کہ عرق الظبیہ پہنچے، پھر چلے، سجج میں نزول فرمایا، اسی مقام کا نام بئر الروحاء ہے، وہاں سے المنصرف پہنچے تو مکہ کا راستہ بائیں جانب چھوڑ دیا اور النازیہ کی دائیں جانب سے چلتے ہوئے رحقان وادی کو عبور کیا، پھر جب الصفراء کے سامنے آئے، جو دو پہاڑوں کے درمیان ایک بستی ہے، تو اِن پہاڑوں کے نام دریافت کئے، لوگوں نے کہا ان کے نام مسلح، مخرئی ہیں، وہاں کے رہنے والوں کے بارے میں پوچھا تو بتایا گیا کہ بنو النار اور بنو حراق، دونوں بنوغفار کی شاخیں ہیں، ان ناموں اور ان کے رہنے والوں کے ناموں کو اچھا نہ سمجھا، ان دونوں پہاڑوں اور الصفراء کو بائیں جانب چھوڑ کر دائیں جانب کی طرف وادی ذفران میں چلے، اسے طے فرمانے کے بعد ٹھہرے، پھر ذفران سے کوچ کر کے ان پہاڑوں پر سے چلے، جن کا نام الأصافر تھا، وہاں سے ایک بستی الدبۃ میں نزول فرمایا، اور پھر الحنان کو جو کہ پہاڑ کی طرح ایک ٹیلہ تھا، سیدھی جانب چھوڑ کر بدر کے قریب پہنچے، ان تمام مقامات میں اکثر عموماً گھاٹیاں اور وادیاں ہیں، چند مقامات کا تعارف ہم یہاں ذکر کرتے ہیں۔

ذو الحلیفہ...... مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف جانے والوں کے احرام باندھنے کی جگہ، اس کا تذکرہ سفر حجۃ الوداع میں آئے گا۔

ذات الجیش :...... مدینہ منورہ کے جنوب مغرب میں مسجد نبوی شریف سے تقریباً ۲۴ کلومیٹر کے فاصلہ پر وادی ذات الجیش ہے، یہ وادی 'مفرحات' سے بہتی ہے اور وادی عقیق میں آگرتی ہے، آجکل اس کو الشلبیة کہتے ہیں، غزوہ بنومصطلق سے واپسی پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں قیام فرمایا۔ (معجم معالم الحجاز۲/ ۳۸۸)

تربان :...... ('مفرحات' مدینہ منورہ کے جنوب میں ٹیلہ نما جگہ، یہاں سے مدینہ منورہ کی آبادی اور مسجد کے مینار نظر آتے ہیں، اس سے حجاج کو فرحت ہوتی ہے کہ ہم مدینہ منورہ پہنچ گئے، اس لئے اس جگہ کا نام 'مفرحات ہے') مفرحات سے شمال مشرق کی طرف وادی الجیش نکلتی ہے اور جنوب کی طرف ملل تک 'وادی

تربان' ہے،قدیم زمانہ میں یہاں وافر مقدار میں میٹھے پانی کے کنویں تھے۔(ایضاً ۲/۲۶۲۔۸/۱۶۳۷)

ملل ......ایک سبزہ زار کا نام ہے،اس کا نام''ملل'' ہے، کیونکہ لوگ اس میں بہت ملل یعنی تکلیف ومشقت کے بعد پہنچتے ہیں، بدر سے مدینہ منورہ کی طرف قدیم سڑک پر جاتے ہوئے الفریش اور وادی ابوعرج کے بعد ملل کا علاقہ ہے،ایک علاقہ وادی ملل بھی کہلاتا ہے، جو الفریش کے بعد الفقرہ کی طرف پہاڑوں کے بیچ سے جاتی ہوئی سڑک پر آگے جاکر الجفر کے بعد ہے،اس میں سبزہ اور کھجوروں کے باغات ہیں، یہاں سے پھر مدینہ منورہ کو بھی راستہ نکلتا ہے، مدینہ منورہ سے وادی ملل کی مسافت تقریباً ۴۱ کلومیٹر ہے۔

صخـرات الیمام ......(صخیرات الیمام یا صخیرات الثمام) بدر کے راستے میں ایک منزل، یہی غزوہ عشیرہ کی بھی ایک منزل تھی، مدینہ منورہ سے تقریباً ۵۰ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے، یہ مکہ مکرمہ کے راستے کی ایک منزل تھی، مگر آجکل وہاں کوئی آبادی نہیں ہے۔(معجم المعالم الجغرافیۃ ۲۲۴)

غمیس الحمام ......ایک وادی کا نام، آج بھی اس کا یہی نام ہے، اس میں کوئی زراعت وغیرہ نہیں ہوتی، قدیم زمانہ میں یہاں سے حجاج کے قافلے گزرا کرتے تھے۔(معجم معالم الحجاز ۶/۱۲۷)

السیـالۃ:......آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام پر ٹھہرے، حجاج کرام بھی اس جگہ پہ پڑاؤ کرتے تھے لیکن جب گاڑیوں کا زمانہ آیا، سڑک الفریش سے نکالی گئی اور سیالہ کو بالکل چھوڑ دیا گیا، اس کو بئر الصفا، بئر مرزوق کا نام بھی دیا جاتا ہے، اس راستے پر سیالہ مدینہ منورہ سے تقریباً ۵۰ کلومیٹر ہے، یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی، اس جگہ 'مسجد السیالۃ' کے نام سے مسجد بھی ہوا کرتی تھی۔

روحـــاء ......مدینہ منورہ سے ۷۰ کلومیٹر ہے، اس کو بئر الروحاء، بیر الرحا، بیر الراحۃ بھی کہا جاتا ہے، آج بھی بہت آباد شہر ہے، لوگ یہاں کے کنویں کا پانی بڑے شوق سے پیتے ہیں، سجح بھی اسی کنویں کا نام ہے، اس کا تذکرہ آگے آرہا ہے۔

الصفراء ......ذو اشیل بھی کہا جاتا ہے، کھجور اور کھیت کثرت سے ہیں، سرسبز وشاداب وادی ہے، اس وادی میں کئی بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا، اسی وادی میں مشہور شہر الواسطہ ہے، جس کا پرانا نام ربذہ ہے، اس شہر میں جلیل القدر صحابی ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی آرام گاہ ہے جو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں یہاں آکر مقیم ہوگئے تھے، اسی جگہ پر ان کا انتقال ہوا، یہاں سعودیہ کے مشہور ٹرسٹ 'مجمع الخیری' کا دفتر بھی ہے، اسی کے قریب قدیم مقبرہ میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی قبر ہے۔

رحقان ......ایک وادی کا نام ہے، آجکل ایک بستی کا نام بھی ہے۔

الـمـنـصـرف ......یہاں ایک گھاٹی میں مسجدِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھی، اسی مناسبت سے آج کل اس کا نام المسیجید ہے، جدید طرز کا خوبصورت شہر ہے، قدیم روڈ اس کے اندر سے گزرتا ہے، مدینہ منورہ سے تقریباً ۸۰ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

شنوکۃ ......مدینہ منورہ اور بدر کے درمیان روحاء کے قریب ایک پہاڑ کا نام ہے۔

الـدبۃ ......بدر کے قریب وادی الصفراء میں ایک ریتلا علاقہ ہے، الحنان کے قریب ہے، آجکل اس کو الدبیہ کہتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں قیام فرمایا، قریب ہی ایک کنواں تھا، وہاں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے پانی لایا گیا۔(وفاء الوفاء ۳/۴۵۲)

The valley of Mal'll.

وادی ملل

Mount Shanookah.

شنوکہ پہاڑ

The valley of Rahqaan and the city of Rahqaan. رحقان وادی اور شہر

Al-munsarif (al-maseejad).

المنصرف (المسيجد)

مسجد سقیا کا جدید منظر

Masjid-e-Saqya, modern view.

بیوت السقیاء میں قیام، مسجد السقیا

مدینہ منورہ سے بدر کی طرف جاتے ہوئے مسجد عنبریہ کے قریب ایک علاقے کا نام بیوت السقیاء ہے، یہ جگہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی ملکیت تھی، یہاں ایک کنواں تھا، جس کا نام بئر سقیا تھا، اس کنویں کا پانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نوش فرمایا کرتے تھے۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کیلئے روانہ ہوئے تو اس جگہ قیام فرمایا، لشکر کا معائنہ فرمایا، کم سن صحابہ رضی اللہ عنہم کو واپس فرمایا، بئر سقیا سے وضو کر کے نماز پڑھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھنے والی جگہ پر عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے مسجد بنادی تھی جو مسجد سقیا سے مشہور ہوئی، آج بھی یہ مسجد قدیم ترکی ریلوے سٹیشن کے اندر موجود ہے، یہ ریلوے اسٹیشن اور مسجد سقیا اب آثار قدیمہ کی حیثیت سے شمار کیے جاتے ہیں، اس کے چاروں طرف مضبوط لوہے کا جنگلا لگا کر اس جگہ کو مقفل کر دیا گیا ہے، پہلے یہ جگہ کھلی تھی، لوگ اندر چلے جاتے تھے، مسجد کی زیارت کرتے تھے 2004ء میں ہم نے بھی اس مسجد کی زیارت کی تھی، مگر آجکل عشاق کو جنگلے کے باہر سے ہی اس کے نظارہ پہ اکتفا کرنا پڑتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی فرمایا کہ بئر سقیا کا پانی پیو...... یہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کیلئے دعا فرمائی:۔

جب یہاں سے روانہ ہوئے تو مجاہدین کیلئے ان الفاظ میں دعا فرمائی:۔...... ((اللھم انھم حفاۃ فاحملھم ،وعراۃ فاکسھم ،

وجياع فاشبعهم، وعالة فاغنهم من فضلك))

'اے اللہ! یہ مسلمان پیادہ پا ہیں ان کو سواریاں عطا فرما، یہ بے لباس ہیں ان کو لباس عطا فرما، یہ بھوکے ہیں ان کو شکم سیری عطا فرما اور یہ مسکین وغریب ہیں ان کو اپنے فضل سے غنی اور خوشحال فرما'۔

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب ہم واپس ہوئے تو ہر خواہشمند کے پاس سواری تھی، ہر ایک کے پاس ایک دو اونٹ، جس کے پاس لباس کی کمی تھی، اسے لباس مل گیا، کفار کے جمع کردہ خوراکی ذخیرہ سے سب کو کھانا مل گیا، اور قیدیوں کے فدیہ سے ہر تنگدست غنی ہو گیا۔ (المستدرک للحاکم، کتاب قسم الفیء)

مسجد سقیا کا قدیم منظر

Masjid-e-Saqya, ancient view.

قدیم ترکی ریلوے اسٹیشن کے اندر اور باہر کی جگہ کے قریب قریب بیوت سقیا کی جگہ تھی، جس جگہ اب مسجد سقیا واقع ہے، کنواں چودھویں صدی ہجری کے دوران سڑک کی توسیع کے پیش نظر دفن کر دیا گیا۔

اسی جگہ پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے دعائے استسقاء کرائی گئی۔ (تاریخ مدینہ منورہ لدکتور محمد الیاس ص ۵۴)

بئر ابی عنبہ میں لشکر کا معائنہ

بئر ابی عنبہ میں لشکر کی دوبارہ تنظیم نو کی، کم عمروں کو واپس کیا، عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو واپس کیا تو وہ رونے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی، وہ بدر میں شریک ہوئے اور شہادت پائی، ان کی عمر ۱۶ سال تھی۔

عیون الاثر کے قول کے مطابق اسی جگہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب بنا کر واپس بھیج دیا اور دوسری روایت کے مطابق روحاء میں پہنچ کر واپس کیا، عثمان رضی اللہ عنہ کو سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی تیمارداری کیلئے واپس بھیج دیا، ابوصعصعۃ عمرو بن زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ مجاہدین کی گنتی کریں، انہوں نے گنتی کر کے بتایا کہ ۳۱۳ ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے اور فرمایا یہ تو اصحاب طالوت والی تعداد ہے۔ (عیون الاثر، سبل الھدیٰ والرشاد، المغازی للواقدی، ذکر غزوۃ البدر)

بئر ابی عنبہ...... مدینہ منورہ سے ایک میل کے فاصلے پر یہ کنواں تھا، اس کنویں کا پانی بہت میٹھا تھا، اس کو بئر وادی بھی کہا جاتا تھا، اغلب یہ ہے کہ مدینہ منورہ کے جنوب مغرب میں اس کا محل وقوع تھا، شہر مدینہ منورہ کی توسیع کے بعد سے اس کا نام ونشان مٹ چکا ہے۔ (معجم معالم الحجاز ۱/۱۵۶)

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا شکار کرنا

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم تربان پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ دیکھو ہرن ہے، اس کا شکار کرو''، میں نے تیر برابر کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کندھے اور کان کی درمیانی جگہ پر اپنی ٹھوڑی رکھی، دعا کی:۔

((اللھم سدد رمیته)) ...... 'اے اللہ! اس کے تیر کو صحیح چلا' ..... میرا تیر سیدھا جا کر اس ہرن پر لگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے، میں بھاگا اسے پکڑا، ذبح کیا، پس تھوڑا آگے جا کر ہم نے پڑاؤ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں تقسیم فرمایا۔ (المغازی للواقدی، ذکر غزوۃ البدر (بدء القتال)

عرق الظبیۃ میں ایک دیہاتی

عرق الظبیۃ (طرف الظبیہ) پہاڑ

واقدی رحمہ اللہ کے قول کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۴ رمضان کو عرق الظبیہ پہنچے یہاں ایک دیہاتی ملا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس سے قافلہ کے بارے میں پوچھا، اسے کچھ علم نہ تھا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سلام کرو، اس نے پوچھا:

''کیا تم میں رسول اللہ [صلی اللہ علیہ وسلم] ہیں؟'' وہ آیا سلام کیا۔

(المغازی للواقدی، ذکر غزوۃ البدر)

Mount "Arq-uz-Zabya"

بئر روحاء، وادی روحاء

آپ صلی اللہ علیہ وسلم روحاء پہنچے، بئر روحاء کے قریب نماز پڑھی، مسجد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار شکستہ صورت میں اب بھی موجود ہیں، مسجد کی چار دیواری منہدم ہو چکی ہے، مگر نماز پڑھنے کیلئے کچھ جگہ باقی ہے، اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا:...... ((**ھذہ سجاسج یعنی وادی الروحاء ھذا افضل اودیة العرب** ...... الخ ......)) .... یہ سجاسج ہے، یعنی وادی روحاء ہے، یہ عرب کی وادیوں میں سے افضل وادی ہے، یہاں مجھ سے پہلے ستر انبیاء کرام نے نماز پڑھی ہے .... ایک روایت میں ہے، فرمایا: 'یہاں سے موسیٰ بن عمران علیہ السلام گزرے، اور قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک عیسیٰ علیہ السلام یہاں سے نہ گزریں گے'۔

بئر روحا کنویں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا، پانی پیا، بعض روایات کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں اپنا لعاب مبارک ڈالا،

آج بھی وہ کنواں موجود ہے، اور عاشق دور دور سے اس کنویں پر حاضری دینے، پانی پینے اور اس مسجد میں نماز پڑھنے آتے ہیں، ہم ظہر کی نماز کے وقت یہاں پہنچے، کئی پاکستانی، عربی بھائی یہاں آئے ہوئے تھے، ہم نے بھی اس کنویں سے وضو کر کے اس مسجد میں نماز ادا کی۔

کنویں کا پانی میٹھا، شیریں اور بہت ہی متبرک ہے، کنویں کے قریب آبادی کا نام بھی بئر الروحاء ہے، اس کنویں کے پانی سے اور یہاں کی سرزمین سے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کی خوشبو آ رہی تھی، کافی دیر تک ہم اس مقدس زمین پر آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد سے لطف اندوز ہوتے رہے، پھر اُوپر جا کر اس وادی کا نظارہ کیا، جسے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((هذا افضل اودية العرب)) اس وادی اور یہاں کے پتھروں اور پہاڑوں نے بھی میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے رُخ اقدس کی زیارت کی تھی، یہاں میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک لگے، ہم بھی انہی راہوں پر چل کر روحانی کیفیات سے لطف اندوز ہوتے رہے۔

بڑی سڑک پر 'بئر الروحاء' کی نشاندہی کیلئے لگایا گیا بورڈ

Sign-board on the big road to indicate "Bur-ur-Rooha".

جہاں جہاں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک لگے، نماز پڑھی، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان تمام مقامات کو خود بھی تلاش کرتے، وہاں نماز پڑھتے اور دوسروں کو بھی یہ سب مواقع بتلاتے تھے، مسجد روحاء سے آگے مسجد الغزالہ (مسجد المنصرف) میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی، اسی مسجد کے قریب ایک جگہ پر ابن عمر رضی اللہ عنہما ٹھہرتے، ایک درخت کی جڑ میں اپنا وضو کا بچا ہوا پانی ڈالتے، اور کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مقام پر اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے، آجکل ان آثار کے نشانات باقی نہیں رہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان بہت سے مقامات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یادگار کے اور نماز پڑھنے کے بتلائے، جن کی تفصیل امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں لکھی ہے، مگر ان میں سے دو مقام باقی ہیں، ایک روحاء اور ایک ذوالحلیفہ۔ (خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفیٰ ﷺ ذکر مسجد شرف الروحاء۔ انعام الباری شرح البخاری، باب المساجد التی علی طرق المدینۃ لشیخ الاسلام المفتی محمد تقی عثمانی بتلخیص)

مسجد الروحاء کا اندرونی و بیرونی منظر

The interior and exterior view of Masjid-ur-Rooha

بئر روحاء، مقدس اور بابرکت کنواں

"Ber-ur-Rooha" holy and blessed well

وادی الروحاء، جس میں ستر انبیاء کرام علیہم السلام نے نماز پڑھی

The valley of Rooha in which 70 different apostles (prophets) ( ) prayed.

روحا میں معجزہ رسول ﷺ

سفر بدر میں سواریاں کم ہونے کی بنا پر ایک اونٹ پر تین تین آدمی باری باری سوار ہوتے تھے، رفاعہ اور خلاد رضی اللہ عنہما کا اونٹ روحاء میں آ کر تھک کر بیٹھ گیا، انہوں نے بہت کوشش کی مگر وہ نہ اٹھا، اسی وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہاں گزر ہوا تو انہوں نے اونٹ کے تھک جانے کی شکایت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا، منہ میں کچھ پانی لے کر ایک برتن میں کلی کر دی، اس پانی کو اونٹ کے منہ، سر، گردن، کوہان وغیرہ پر چھڑکا، پھر فرمایا: ''اب سوار ہو جاؤ''، چنانچہ وہ اونٹ تیز رفتار ہو گیا اور اس پہ تھکان وغیرہ کے آثار باقی نہ رہے۔

حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ کو چوٹ آ گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روحاء سے ان کو واپس فرمایا، اور خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ کو مقام صفراء سے واپس کیا تھا، ان کو پنڈلی میں چوٹ آ گئی تھی، ان دونوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے شرکاء میں شمار کرتے ہوئے مالِ غنیمت میں سے حصہ دیا۔ (المغازی للواقدی، سبل الہدی والرشاد ذکر غزوۃ البدر)

ذفران میں قریش کی اطلاع

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب ذفران پہنچے تو اطلاع یہ ملی کہ ابوسفیان کا قافلہ تو بچ کر نکل گیا ہے، مگر مکہ والے خوب تیاری کے ساتھ پہنچنے والے ہیں،

صحابہ ﷺ سے مشورہ کیا، ابوبکر صدیق اور دوسرے صحابہ ﷺ نے بڑی جانثاری کا مظاہرہ کیا، جوشیلی تقریریں کیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی باتوں اور تقریروں سے بہت مطمئن ہوئے اور مقابلہ کے جذبہ کے ساتھ بدر روانہ ہوئے..... ذفران..... وادی صفراء کی ایک چھوٹی وادی کا نام ہے، آجکل اس کا نام 'شعیب الصفیر اءٗ ہے، البتہ اس کے اعلیٰ (ابتدائی حصہ) کو اب بھی ذفران کہا جاتا ہے، ذفران کا ذکر آگے بھی آرہا ہے۔
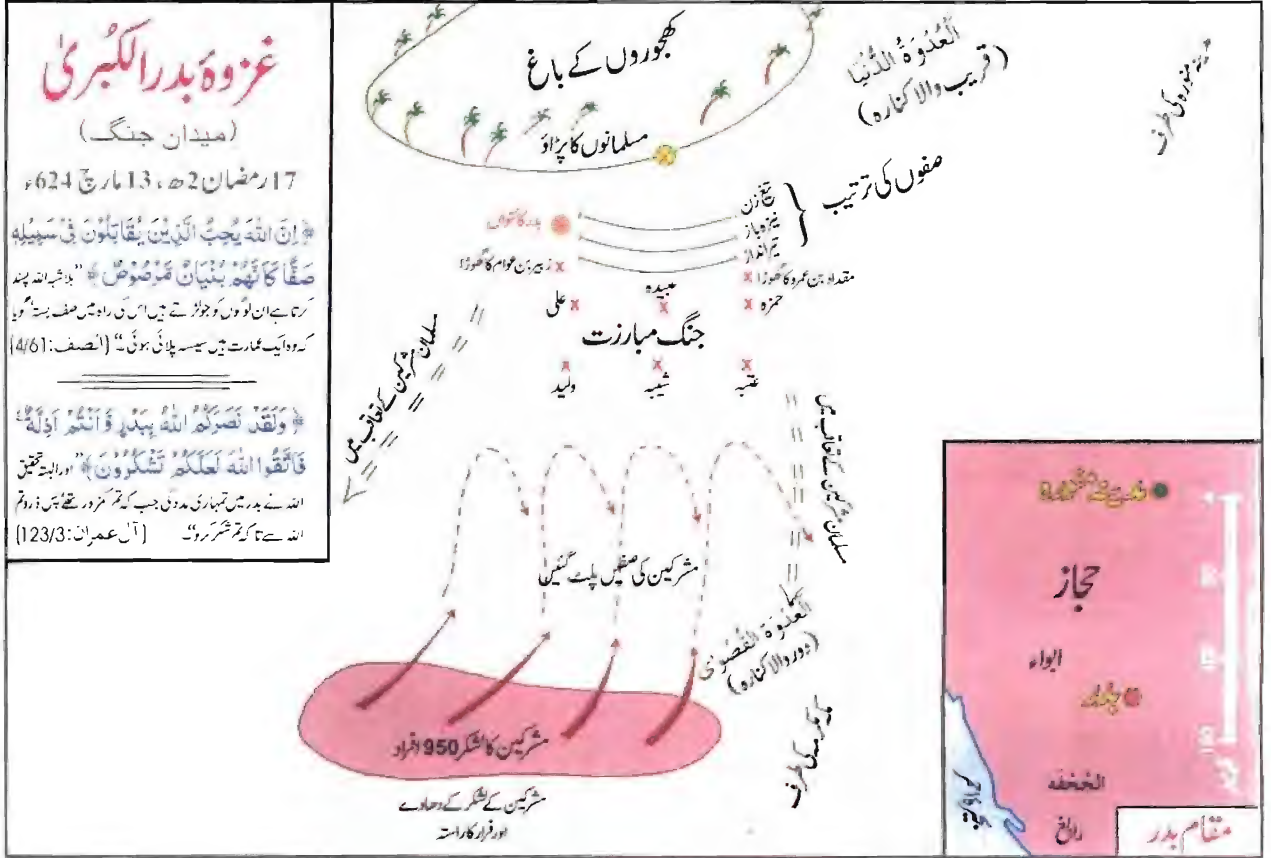
بدر کا تعارف

ایک کنویں کی مناسبت سے پرانے زمانے میں یہ ایک چھوٹا سا گاؤں تھا، یہاں ہر سال میلہ لگتا تھا، پہاڑوں اور ریتلے ٹیلوں سے ملا جلا یہ شہر آج کافی آبادی کی شکل اختیار کر گیا ہے، مدینہ منورہ سے جنوب مغربی جانب ساحل سمندر سے کچھ فاصلے پر واقع ہے، اس کے جنوب میں ساحلی شہر رابغ ہے، بدر کے مغربی جانب مفرق نامی ایک جگہ ہے، جہاں پھٹ کر ایک راستہ ینبع کی طرف اور دوسرا راستہ مستورہ، رابغ اور مکہ مکرمہ کو جاتا ہے، اسی راستہ سے کفار مکہ بدر آئے تھے، بدر..... مدینہ منورہ سے تقریباً ۱۵۵..... اور مکہ مکرمہ سے تقریباً ۳۱۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے..... اس جگہ کا نام بدر پڑنے کی کئی وجوہ ہیں، بعض نے کہا کہ اس کی نسبت بدر بن یخلد بن نضر کی طرف ہے، جس نے یہاں ایک کنواں کھدوایا تھا، جس کا پانی اس قدر صاف

شفاف تھا کہ اس میں چاند کا عکس نظر آتا تھا، اس لئے اس کا نام ''بدر'' پڑ گیا۔

میدان بدر کے شمال اور جنوب...... دو مخالف سمتوں پر دو سفیدی مائل پہاڑیاں ہیں، جو ریت سے ڈھکی ہوئی ہیں، شمالی ''العدوۃ الدنیا'' اور جنوبی ''العدوۃ القصوی'' کہلاتی ہے، پہلی کے پاس مسلمانوں اور دوسری کے پاس مشرکین کا پڑاؤ تھا۔

ریت اور پہاڑوں سے ڈھکا ہوا شہر بدر، جہاں معرکہ حق و باطل ہوا

The sand and mountain covered city Badr, where the battle of Truth and Falsehood took place.

بدر میں ورود

قریش بڑے غرور اور تکبر سے سفر کرتے چلے آ رہے تھے، راستے میں قریش کو اطلاع ملی کہ ابوسفیان کا قافلہ امن و سلامتی کے ساتھ نکل گیا ہے، اب کچھ سرداروں نے کہا کہ واپس چلنا چاہئے، مگر ابوجہل نہ مانا، آخر تقدیر ان تمام کو بدر کھینچ لائی، قریش نے جہاں آ کر پڑاؤ ڈالا، وہ نشیبی جگہ تھی، مناسب جگہوں پر بھی انہوں نے قبضہ کر لیا، اور مسلمانوں نے جہاں قیام کیا، وہ ریتلی زمین تھی، پانی بھی نہ تھا، اونٹوں کے پاؤں ریت میں دھنسے جاتے تھے، تائید ایزدی...... کہ بارش ہوئی، اب مسلمانوں کے علاقے میں تمام ریت جم گئی اور کفار کے علاقے میں کیچڑ ہو گئی، مسلمانوں نے چھوٹے چھوٹے حوض بنا کر پانی محفوظ کر لیا، یہ پانی مسلمانوں نے محفوظ کیا، کفار کے کچھ لوگ پانی لینے آئے تو مشفق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی پانی لینے

کی اجازت دے دی، بعد میں حوض والی جگہ پر ایک مسجد قائم ہوئی جس کا نام 'مسجد الحوض' تھا، اس میں نماز بھی ہوتی تھی، یہ بدر کے سوقِ قدیم (پرانا بازار) کے قریب تھی، گرتی بنتی رہی، حتیٰ کہ جب سوق قدیم کو لوگوں نے چھوڑ دیا اور مسجد بازار میں بن گئی تو مسجد حوض بھی بس تاریخی اوراق تک محدود رہ گئی۔ (ھذہ بلادنا ''بدر'' ص ۱۹۷ بتغییر)

کفار کی قتل گاہوں کی تعیین

رات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم کو لے کر اس میدان میں گئے اور دست مبارک سے اشارہ کر کے فرماتے تھے ((ھذا مصرع فلان، وھذا مصرع فلان، إن شاء الله)) ''فلاں کافر کی قتل گاہ یہ ہے، فلاں کافر اس جگہ مردار ہوگا، ان شاءاللہ''...... صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ جہاں جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قتل گاہیں بتلائی تھیں، سب کے سب انہی جگہوں پر قتل ہوئے۔

علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ صحابہ رضی اللہ عنہم تھکے ہوئے تھے، سب سو گئے، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوری رات جاگتے رہے، گریہ وزاری اور دعا کرتے رہے، حتیٰ کہ صبح ہوگئی، صبح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو نماز کیلئے اٹھایا اور فرمایا ((الصلوٰۃ یا عباد الله)) اے اللہ کے بندو! اٹھو، نماز کا وقت ہوگیا، آواز سن کر سب جمع ہوئے اور ایک درخت کی جڑ میں کھڑے ہو کر سب کو نماز پڑھائی، نماز کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جہاد فی سبیل اللہ کی ترغیب دی۔ (کنز العمال، کتاب الغزوات)

میدان کارزار

یہ رمضان المبارک کی ۱۷ تاریخ، جمعۃ المبارک کا دن تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیں درست کیں، ہاتھ میں ایک تیر تھا، صف میں سے سواد بن غزیہ رضی اللہ عنہ ذرا آگے کو نکلے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہِ محبت ان کے پیٹ میں ایک ہلکا سا کوچہ دے کے فرمایا: ''اے سواد! سیدھے ہوجاؤ''...... سواد نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! آپ نے ٹھوکر مار کر مجھے تکلیف پہنچائی ہے، آپ کو اللہ تعالیٰ نے انصاف کے ساتھ بھیجا ہے، مجھے موقعہ دیں، میں اپنا بدلہ لوں گا''...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کپڑا ہٹا کے پیٹ کھول دیا اور فرمایا: ''بدلہ لے لو''...... سواد رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے سے لگ گئے اور پیٹ مبارک کو بوسہ دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ کیا ہے؟''...... کہا: ''یارسول اللہ! بدلہ تھوڑی لینا تھا، آپ دیکھ رہے ہیں کہ جنگ سر پر ہے، میری تمنا ہے کہ آپ کے ساتھ جو آخری لمحہ گزرے، تو میرا جسم آپ کے جسم سے مس کرے''...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی۔ (الاصابۃ، ذکر سواد بن غزیۃ الانصاری رضی اللہ عنہ)

مسجد العریش (چھپر والی مسجد)

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا ''یارسول اللہ! ہم آپ کیلئے ایک عریش یعنی سائبان تیار کرنا چاہتے ہیں، آپ اس میں تشریف رکھیں، سواریاں آپ کے پاس تیار ہیں، اگر ہم غالب آ گئے، تو یہی ہماری تمنا ہے، اور اگر خدانخواستہ دشمنوں کو غلبہ ہوگیا، تو آپ ان سواریوں پر سوار ہو کر ہماری قوم سے جاملیں، وہ ہم سے زیادہ آپ سے محبت کرنے والے ہیں''، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی تعریف کی، یہ عریش (چھپر) ایک بلند ٹیلہ پر بنایا گیا، جس پر کھڑے ہو کر تمام میدان کارزار نظر آتا تھا...... میدان میں صفیں درست کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ عریش

جبل الملائکہ، وہ پہاڑ جہاں بقول اہل بدر فرشتے مسلمانوں کی امداد کیلئے اترے

"Jabl-ul-Mala'ikah" (the mountain of Angels), upon which -according to the dwellers of Badr-, the angels descending to succor the Muslims

جبل الملائکہ (فرشتوں کا پہاڑ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عریش میں کچھ غنودگی سی آگئی، فوراً چونک گئے اور فرمایا: ((ابشر یا ابا بکر اتاک نصر الله هذا جبریل آخذ بعنان فرسه یقوده علی ثنایاه الغبار)) اے ابوبکر! تمہیں خوشخبری ہو، اللہ تعالیٰ کی مدد آگئی ہے، یہ جبریل امین اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے ہوئے ہیں، ان کے دانتوں پر غبار ہے، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم عریش سے نکل آئے، صحابہ ﷺ کو جنت کی بشارت دی۔

بدر میں اللہ تعالیٰ نے اہل حق سے فرشتوں کی شکل میں مدد و نصرت کا وعدہ فرمایا، اور پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو نازل فرمایا، اس غزوہ میں فرشتوں نے بھی جہاد کیا، ربیع بن انس ﷺ سے مروی ہے کہ بدر کے دن فرشتوں کے مقتولین انسانوں کے مقتولین سے علیحدہ طور پر پہچانے جاتے تھے، جن کو فرشتوں نے قتل کیا، ان کی گردنوں اور پوروں پر آگ کے سیاہ نشان تھے۔ سہل بن حنیف ﷺ کہتے ہیں کہ بدر کے دن ہم میں سے کوئی کسی کافر کی طرف اسے قتل کرنے کیلئے بڑھتا، تو ہماری تلوار پہنچنے سے پہلے ہی اس کا سرکٹ کر زمین پر گر جاتا۔ (یہ فرشتے کی مار ہوتی تھی)

سہل بن سعد ﷺ راوی ہیں کہ ابو اسید ﷺ نے مجھ سے یہ کہا: ''اے بھتیجے! اگر میں اور تو بدر میں ہوتے، تو میں تجھ کو وہ گھاٹی دکھلاتا، جہاں سے فرشتے ہماری امداد کیلئے برآمد ہوئے، جس میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ (البدایۃ والنہایۃ، ذکر غزوہ بدر العظمٰی)

بدر میں آج بھی وہ پہاڑی موجود ہے، جس کے بارے میں مشہور چلا آرہا ہے کہ ملائکہ آسمان سے اس جگہ پر اترے تھے، اس پہاڑی کا نام ''جبل الملائکۃ'' مشہور ہے۔

شاندار اسلامی فتح

میدان کارزار گرم ہوا، حق و باطل کی ٹکر ہوئی، فرشتوں نے بھی مسلمانوں کی طرف سے جہاد کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹی اٹھا کر کفار کی طرف پھینکی، مٹی لگی تو کفار بدحواس ہوئے، کچھ سمجھ نہ آتا تھا کہ کہاں جائیں، شکست کھا کر بھاگے، مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا، ۷۰ قتل ہوئے، ۷۰ کو گرفتار کیا گیا، یوں شاندار اسلامی فتح کے ساتھ غزوہ بدر کا اختتام ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں فتح کی خوشخبری دینے کیلئے قاصد بھیجے، مدینہ والوں کو جب فتح کی خوشخبری ملی، تو اس وقت وہ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی تدفین کر رہے تھے۔ (البدایۃ والنہایۃ، ذکر غزوہ بدر العظمٰی)

غزوہ بدر میں ۱۴ صحابہ ﷺ نے جام شہادت نوش فرمایا، شہداء بڑے اعزاز کے ساتھ اسی جگہ دفنائے گئے، جہاں ان کی شہادت واقع ہوئی، میدان بدر کے درمیان ایک سفید رنگ کی چاردیواری ہے، شہداء کی قبور اسی چاردیواری کے اندر ہیں، چونکہ یہاں زائرین کا کافی ہجوم لگا رہتا تھا، اس لئے اب حکومت کی طرف سے مقبرہ کی طرف جانا ممنوع کر دیا گیا ہے، اور چاردیواری کو بھی کافی حد تک اونچا کر دیا گیا ہے، مرکزی راستہ سے ہٹ کر دوسری طرف سے ایک خفیہ راستہ ہے، وہ جگہ کچھ اونچی ہے، وہاں جا کر میدان بدر اور شہداء بدر کی قبور کا نظارہ کیا جا سکتا ہے۔

سعودی حکومت نے 'مقبرہ شہداء بدر' کے قریب ایک چوک کو ایک خوبصورت کتبہ نما ماڈل سے مزین کیا ہے، اس کتبہ پر قرآن کریم کی آیت ﴿وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَأَنتُمْ أَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾ کے بعد تمام شہداء بدر کے نام دلکش انداز سے لکھے گئے ہیں، اس جگہ کو 'شہداء چوک' کا نام دیا جاتا ہے۔

(شہداء چوک)

مقبرہ بدر کے قریب چوک پر لکھے گئے شہداء بدر کے نام

The names of the martyrs of Badr, inscribed on the common-place close to the graves of Badr

قلیب بدر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ غزوہ میں جب بھی کسی انسانی لاش پر گزر ہوتا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو دفن کرنے کا حکم دیتے، مشرکین کی لاشیں بہت زیادہ تھیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ ؓ کو تکلیف میں ڈالنا مناسب نہ سمجھا، ان میں سے قریش کے ۲۴ سرداروں کو ایک نہایت خبیث، گندے اور ناپاک کنویں میں ڈال دیا گیا، وہ کنواں بنو نجار کے ایک شخص کا کھودا ہوا تھا، باقی مقتولین کسی اور جگہ ڈالے گئے، جہاں مشرکین کی اجتماعی قبر بنی، وہاں اب سعودی حکومت نے حمامات یعنی بیت الخلاء تعمیر کر دیے ہیں۔

سیر ٹیلہ پر غنیمت کی تقسیم

تین دن بدر میں قیام فرمانے کے بعد اصحاب ؓ کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے، مال غنیمت بھی ساتھ تھا، سیر نامی ٹیلے پر ایک بڑے درخت کے پاس نزول فرمایا، اور اسی جگہ پر مال غنیمت کی مساویانہ تقسیم فرمائی۔ سیر نامی ریت کا ٹیلہ ..... شیخ عاتق البلادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں وھو کثیب مازال یعرف، آج بھی یہ معروف ہے، وادی صفراء کے قریب اس کا محل وقوع ہے۔

'الواسطہ' وادی صفراء کا مرکزی شہر، یہاں سعودیہ کے مشہور ٹرسٹ 'المجمع الخیری' کا مرکزی دفتر بھی ہے۔

"Al-Wastah" The main city of valley Safra.
The main office of famous saudi trust Al Majma-al-Khari in this city.

Ubaida binal Harith ؓ is buried in this grave

اس مقبرہ میں عبیدہ بن الحارث ؓ مدفون ہیں

Zafaran Well

زعفران کنواں

مقبرہ عبیدہ بن حارث ﷜، ذفران کنواں

وادی صفراء میں عبیدہ بن الحارث ﷜ مہاجری کا انتقال ہوا، معرکہ بدر میں ان کا پاؤں کٹ گیا تھا، زخمی ہو گئے تھے، اس جگہ پر پہنچے تو شہید ہو گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی جگہ پر دفن کیا، ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ ﷢ کے ساتھ مقام صفراء میں پہنچے تو صحابہ ﷢ نے کہا: ''یا رسول اللہ! ہمیں یہاں مشک کی خوشبو آتی ہے''، آپ نے فرمایا: ((وما یمنعکم؟ وھھنا قبر ابی معاویۃ)) تعجب کی کیا بات ہے یہاں ابومعاویہ کی قبر ہے، ابو معاویہ عبیدہ بن الحارث کی کنیت ہے ﷜۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ترجمۃ عبیدہ بن الحارث ﷜)

بدر سے مدینہ منورہ جاتے ہوئے جو سڑک الواسطہ سے ہوتی جا رہی ہے، اس پر تقریباً ۲۵ کلومیٹر کے فاصلے پہ الحمراء سے تھوڑا پہلے بائیں طرف ایک کچا راستہ جاتا ہے، اس پر آگے جا کے ایک پرانے کنویں کے قریب قدیم مقبرہ ہے، اسی میں عبیدہ بن الحارث ﷜ کی قبر ہے، اس سارے علاقے کو وادی صفراء کہتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وادی سے متعدد بار گزرے ہیں۔ شیخ محمد صالح البلیھشی نے بھی اپنی کتاب ''ھذہ بلادنا (بدر)'' میں اس مقبرہ کا تذکرہ کیا ہے، غزوہ بدر میں کل چودہ صحابہ ﷢ شہید ہوئے، تیرہ شہداء بدر میں مدفون ہیں، اور یہ ایک صحابی صفراء میں دفن ہوئے، ہم جب شہر بدر سے نکلے، تو ہمیں اس مقبرہ کی تلاش تھی، تحقیق کرتے کرتے الحمراء پہنچے، ایک شخص سے منت سماجت کی، تو وہ ہمیں اس مقبرہ تک لے جانے کیلئے تیار ہو گیا، اس کی معیت میں ہم اس مقبرہ تک پہنچے، حاضری دے کر فاتحہ خوانی کی اور ساتھیوں کو اس صحابی ﷜ کا واقعہ سنایا۔

اس مقبرے کی نشانی یہ ہے کہ یہ مقبرہ ایک قدیم کنویں کے قریب ہے، اور اس کنویں کے بارے میں تحقیق یہ ہے کہ یہ بئر ذفران ہے، ابن زبالہ رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ..... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وادی ذفران میں نماز پڑھی:۔

'فحفرت بئر ھناک، یقال، انھا موضع جبھۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، فلھا فضل فی العذوبۃ علی ما حوالیھا' ..... جس جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک لگی، وہاں یہ کنواں کھودا گیا، قریب قریب کے تمام کنوؤں میں اس کا پانی سب سے زیادہ میٹھا ہے۔ (وفاء الوفا: ۳/۴۵۴)

ہم ۲ شوال ۱۴۳۰ھ (۲۱ ستمبر ۲۰۰۹) کو اس کنویں پر پہنچے، کنویں پر ڈول، رسی تو موجود ہے مگر آجکل اس کا پانی استعمال کے قابل نہیں ہے۔

ابو فاطمہ جو آثار رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر تحقیقات کرتے رہتے ہیں، پھر اپنی تحقیقات، طیبہ نیٹ WWW.TAIBANET.COM پر شائع کرتے ہیں، وہ بھی اپنی تحقیقاتی ٹیم کے ساتھ ۸ رمضان ۱۴۳۱ھ کو یہاں پہنچے، ان کی تحقیق بھی یہی ہے کہ یہ کنواں بئر ذفران ہے۔

علامہ سمہودی رحمہ اللہ (اپنے زمانے کے اعتبار سے) فرماتے ہیں کہ ذفران میں ایک مسجد ہے، لوگ تبرک کیلئے یہاں نماز پڑھنے آتے ہیں، زیادہ خیال یہی ہے کہ یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی، پھر یہاں مسجد بنا دی گئی، مسجد کے محراب کے سامنے میں نے ایک قبر بھی دیکھی، شاید یہ عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہ کی قبر ہے۔ (وفاء الوفا ۳/ ۴۵۵)

روحاء میں استقبال

مدینہ منورہ میں فتح کی خوشخبری پہنچ چکی تھی، وہ مبارک باد دینے نکلے تھے، روحاء میں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آملے، فتح کی مبارک دی، سلمہ بن سلامہ ﷜ کہنے لگے، تم ہمیں کس چیز کی مبارک باد دیتے ہو، ہمارا تو صرف گنجے بوڑھوں سے مقابلہ پیش آیا، قربانی کے اونٹوں کی طرح ان کے زانو بندھے ہوئے تھے، ہم نے ان کی قربانی کر دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے فرمایا: ((ای ابن اخی! اولئک الملاء))

"بابا (بھتیجے) او ہی تو سر گروہ تھے"۔ (السیرۃ لابن ہشام، ذکر غزوۃ البدر الکبریٰ)

عرق الظبیۃ میں عقبہ بن ابی معیط کا قتل

مقام صفراء میں قیدیوں میں سے نضر بن الحارث کے قتل کا حکم دیا، پھر عرق الظبیہ پہنچے، تو قیدیوں میں سے عقبہ بن ابی معیط کے قتل کا حکم دیا۔

عقبہ بن ابی معیط، مسلمانوں کا بہت خطرناک دشمن تھا، اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ میں بہت اذیتیں دیں، ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں تھے، اس نے پیٹھ مبارک پر اونٹ کی اوجھڑی لا ڈالی، آپ کا گلا بھی گھونٹا تھا، ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر بھی تھوکا تھا۔ (البدایۃ والنہایۃ، ذکر غزوہ بدر العظمیٰ)

یہاں پر غلام ابوھند رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے اپنے ساتھ ایک چھوٹی سی مشک میں حیس بنا کر لائے (پنیر، کھجور اور گھی ملا ایک کھانا)، یہ مدینہ منورہ میں تھے، غزوہ میں شریک نہ ہو سکے تھے، یہ حجام کے پیشہ سے وابستہ تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سینگیاں بھی لگایا کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((انما ابو هند امرؤ من الانصار فانكحوه وانكحوا اليه)) یہ ابو ہند انصار میں سے ہیں، ان کے ساتھ شادی بیاہ کا رشتہ قائم کرو، صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس پر عمل کیا۔ (السیرۃ لابن ہشام، ذکر غزوۃ البدر الکبریٰ) ...... یوں منزل بہ منزل ٹھہرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کامیاب وکامران مدینہ منورہ پہنچے، باقی قیدیوں کو صحابہ رضی اللہ عنہم کے مشورہ سے فدیہ لے کر آزاد کیا۔

عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ کے گھر میں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بدر میں تھے، عصماء ایک یہودیہ عورت تھی، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچاتی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ اشعار کہتی تھی، اب پھر اس نے اس قسم کے اشعار کہے، ایک نابینا صحابی عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ کو یہ سنتے ہی جوش آیا، منت مانی کہ اگر اللہ کے فضل وکرم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر سے صحیح وسالم واپس آ گئے، تو میں ضرور اس یہودیہ کو قتل کروں گا۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بدر سے کامیاب وفاتح ہو کر واپس آئے، تو عمیر رضی اللہ عنہ رات کو اس یہودیہ کے گھر گئے، ہاتھ سے اس کو ٹٹولا، جو بچے ساتھ تھے، ان کو ہٹایا، اور تلوار اس کے سینہ پر رکھ کر ایسے زور سے دبائی کہ اس کی پشت سے پار ہو گئی، ہجرت کا دوسرا سال اور رمضان المبارک کی ۲۵ یا ۲۶ تاریخ تھی، صبح کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ادا کی، پوچھا: "یا رسول اللہ! کیا مجھ سے اس پر کوئی مواخذہ تو نہ ہوگا" ...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نہیں" ...... عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: دیکھو تو سہی، یہ نابینا کیسے چھپ کر اللہ کی اطاعت کو روانہ ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو نابینا نہ کہو، یہ تو بصیر (بینا) ہیں۔ (المغازی للواقدی، ذکر سریۃ قتل عصماء بنت مروان۔ الصارم المسلول علی شاتم الرسول قصۃ العصماء بنت مروان)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ کی زیارت کیلئے جایا کرتے تھے، ایک بار فرمایا: "ہمیں اس بینا کے پاس لے جاؤ جو بنی واقف میں رہتا ہے، ہم اس کی عیادت کریں گے"۔ (کنز العمال، حق عیادۃ المریض، رقم الحدیث ۲۵۱۸۸)

ان کا تعلق قبیلہ بنو واقف سے تھا، جو مدینہ منورہ کے مشہور قبیلہ اوس کی ایک شاخ تھی، اس قبیلے کی نسبت سے ایک مسجد کا تذکرہ بھی ملتا ہے، "مسجد بنی واقف" اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی، اب اس کا موقع ومحل متعین نہیں ہے، عوالی میں مسجد فضیخ کے قریب قریب ہی اس کی جگہ تھی۔ (خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفیٰ)

غزوہ بنو سلیم

غزوہ بدر سے واپس آئے، رمضان المبارک کا مہینہ ختم ہوا، شوال ۲ ہجری کے شروع میں قبیلہ سُلیم اور غطفان کے اجتماع کی خبر ملی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۰۰ آدمیوں کے ساتھ خروج فرمایا، جب چشمہ کدر پر پہنچے، تو معلوم ہوا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خبر سن کر بھاگ گئے ہیں، تین دن تک وہاں قیام کیا، پھر بغیر کسی لڑائی کے واپسی ہوئی۔ (السیرة الحلبیة، غزوة بنی سلیم) بعض مورخین نے اس غزوہ کو محرم میں بتایا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم ان کے تعاقب میں بھیجے، جو مال غنیمت میں اونٹ لے کر لوٹے، ساتھ میں اونٹوں کے چرواہے "یسار" کو بھی پکڑ کے لے آئے، اس غزوہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۵ دن مدینہ منورہ سے باہر رہے۔

بنو سلیم وہی قبیلہ ہے جس سے رعل، ذکوان، عصیة قبائل کا تعلق تھا، جنہوں نے ستر قرا صحابہ رضی اللہ عنہم کو بئر معونہ کے قریب شہید کیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام قبائل یعنی رعل، ذکوان، بنو سلیم پر ایک ماہ تک بددعا کرتے رہے تھے۔ (روح المعانی، تفسیر سورة آل عمران آیت ۱۲۸)

بعد میں اس قبیلہ کو اسلام کی توفیق عطا ہوئی، فتح مکہ اور حنین میں بنو سلیم بھاری تعداد میں شریک ہوئے، جس کا تذکرہ ان شاء اللہ اپنے مقام پہ آئے گا۔

"قرارة" ہموار زمین کو کہتے ہیں، "کدر" ایک چشمے کا نام ہے، یہ معدن الحجاز (معہد الذہب) کے نواح میں بنو سلیم کے علاقے میں ان کے قصبہ "ارحضیة" یا "رحضیة" کے قریب تھا، کدر کے معنی "مٹیالے" کے ہیں، اس چشمے کو کدر اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہاں پرندے آتے تھے، جن کے رنگوں میں مٹیالا پن تھا، اسی مناسبت سے اس غزوہ کا نام "غزوہ قرقرة الکدر" بھی ہے، مگر آجکل کدر چشمہ کی جگہ کی تعیین نہیں اور نہ ہی یہ نام معروف ہے۔ (المعالم الجغرافیة للشیخ بلادی رحمہ اللہ۔ السیرة الحلبیة، غزوة بنی سلیم)

مدینہ منورہ سے ریاض۔ قصیم کی طرف چلیں تو صویدرہ اور حناکیہ کے درمیان دائیں جانب کشادہ علاقہ چٹیل میدان، جو المہد (معہد الذہب) تک پھیلا ہوا ہے، یہی قرقرة الکدر کا محل وقوع تھا، اس کشادہ علاقے کو آجکل "قاع حضوضاء" کہتے ہیں، "قاع" عربی میں کہتے ہیں، پہاڑوں اور ٹیلوں کے درمیان ہموار زمین کو، جہاں بارش کا پانی ٹھہرتا ہو اور گھاس اُگ جاتی ہو، یہ زمین کبھی میلوں لمبی ہوتی ہے، "قاع حضوضاء" کی لمبائی بھی تقریباً 25 کلومیٹر سے زیادہ ہے، یہ طویل میدان مدینہ منورہ سے مشرق کی طرف واقع ہے، اس کا مغربی کونہ مسجد رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریبا ۴۰ کلومیٹر دور ہے، اس میدان میں شاہ فہد مرحوم کے حکم پر 1420ھ میں وزارت الزراعة والمیاہ کی طرف سے پانی محفوظ رکھنے کیلئے ایک بڑا ڈیم بھی بنایا گیا ہے، جس کا نام ہے "سد وادی قاع حضوضا"۔۔۔ اس میدان میں کئی وادیوں کا پانی آکر گرتا ہے، مثلاً وادی الخضرة، وادی الحناکیہ، اس میدان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کئی بار گزرے، غزوہ سویق کے موقع پر بھی چشمہ کدر میں تشریف لے گئے تھے، جس کا ذکر عنقریب آرہا ہے، اس سے شمال کی طرف بئر معونہ تھا، جہاں ستر صحابہ رضی اللہ عنہم شہید کئے گئے۔

"وادی الخضرة" کا پرانا نام "غدرة" تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں سے گزرے تو پوچھا اس جگہ کا نام کیا ہے؟ بتایا گیا غدرة، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام تبدیل کر کے وادی الخضرة رکھا۔ (صحیح ابن حبان، ذکر باب الاسماء والکنی) بعض روایات میں پرانا نام "عفرة" آتا ہے۔ (المعجم الصغیر للطبرانی، باب الالف من اسمہ الحسن) بہرحال "غدرة" یا "عفرة" ایسی زمین کو کہتے ہیں، جس میں نباتات، سبزہ وغیرہ نہ اگے، اگر اُگ بھی جائے تو آفت

صرار میں مال غنیمت کی تقسیم

صرار نامی جگہ میں پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت تقسیم کیا، پانچ سو اونٹ تھے خمس نکال کر ہر صحابی کو دو دو اونٹ ملے، غلام یسار بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حصے میں آئے، ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھتے دیکھا تو آزاد کر دیا۔ (المغازی للواقدی، ذکر غزوۃ قرارۃ الکدر)

صرار ... مدینہ منورہ سے تقریباً ۳ میل کے فاصلے پر عراق کے راستے پر ایک جگہ کا نام تھا، بعض نے کہا کہ کنویں کا نام تھا، حرہ واقم (مدینہ منورہ کا مشرقی سیاہ پتھروں والا علاقہ) بھی اس کو آکر ملتا ہے۔

- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ ایک سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اونٹ (یا گائے) خریدی، صرار میں پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ذبح کیا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے کھایا۔ (صحیح البخاری، باب الطعام عند القدوم)

- حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک بار اپنے غلام اسلم کے ساتھ رات گشت کر رہے تھے، تو اسی جگہ پر ایک قافلہ ٹھہرا ہوا تھا، امیر المومنین نے مدینہ منورہ آکر بیت المال سے ان کیلئے راشن وغیرہ بھیجا، مشہور قصہ ہے۔ (خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفیٰ)

حرہ ... زمین کا وہ ٹکڑا جس کے پتھر سیاہ ہوں، ایسا لگے جیسے آگ میں جلے ہوئے ہیں، حرہ کو "لابہ" بھی کہتے ہیں، حدیث کی کتابوں میں اس کا ذکر آتا ہے، مدینہ منورہ کے اردگرد دو حرے ہیں، ایک مغرب کی طرف جس کو حرۃ الوبرۃ (حرہ غربیہ) کہتے ہیں، اس کے شمال مشرقی حصے میں بنو سلمہ کی آبادی تھی، اسی میں مسجد قبلتین ہے، اس کے مغربی حصے میں عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا محل تھا، اس کے جنوبی علاقے میں کھجوروں کے باغات اور قبا کا قصبہ ہے، یہودیوں کا قبیلہ بنو قینقاع اسی قلعہ کے قرب و جوار میں آباد تھا، دوسرا مشرقی جانب، اس کو حرہ واقم (حرہ شرقیہ) کہتے ہیں، اس حرہ علاقے میں پانچ قبائل آباد تھے، بنو نضیر، بنو قریظہ، بنو ظفر، بنو عبد الاشہل، بنو حارثہ۔ (جزیرۃ العرب، تاریخ مدینہ منورہ ص ۱۰)

بنو قینقاع کے بازار میں خطبہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ آنے کے بعد یہود کے قبائل بنو قینقاع، بنو قریظہ، بنو نضیر سے امن کا معاہدہ کیا تھا، بنو قینقاع نے عہد شکنی کی، اس کا سبب یہ ہوا کہ ایک مسلمان خاتون بنو قینقاع کے بازار میں کچھ بیچنے گئی، بعض یہود نے ان سے کہا کہ بے پردہ ہو کر سامان بیچو، خاتون نے انکار کر دیا، ایک شریر دکاندار نے خاتون کے دامن کے ساتھ دھاگہ، ڈوری باندھ دی اور اس کا دوسرا سرا کسی اور چیز سے باندھ دیا، خاتون کو اس کا علم نہ ہو سکا، وہ اٹھی، کپڑا الجھا ہونے کی بنا پر وہ بے پردہ ہو گئی، یہود اس شرارت پر قہقہے مارنے لگے، ایک مسلمان سے یہ برداشت نہ ہو سکا، اس نے اس شریر یہودی کو قتل کر دیا، اس کے بدلے میں یہود نے اس مسلمان کو شہید کر دیا، دونوں طرف سے اشتعال بڑھا، بنو قینقاع نے اپنا معاہدہ توڑنے کا اعلان کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم شوال کی ۱۵ تاریخ ۲ ہجری کو ان کے بازار میں گئے، ان کو خطبہ دیا، یہودیوں نے گستاخانہ جواب دیا، لڑائی کی دھمکی دی، پھر جا کر اپنی حویلیوں میں قلعہ بند ہو گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا محاصرہ کیا، پندرہ دن تک محاصرہ رہا، سولہویں دن وہ سب قلعے سے نیچے اتر آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ان کے قتل کا ارادہ فرمایا، مگر بنو قینقاع نے جلاوطنی کی پیشکش کی، رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی نے بھی الحاح و زاری کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کی درخواست منظور کر لی، اور ان کو جلاوطن کر دیا گیا۔ (السیرۃ الحلبیۃ، غزوۃ بنی قینقاع)

کھجوروں والی وادی ہے، وہاں ایک کھیت میں گھس گئے، دو شخص کام کر رہے تھے، ان کو قتل کر دیا، کچھ درخت جلائے، اور یہ سمجھ کر کہ ہم نے مدینہ پہ حملہ کر دیا، قسم پوری ہوگئی، مکہ کو واپس ہو گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ۵ ذوالحجہ ۲ ہجری کو ان کے تعاقب میں ۲۰۰ صحابہ ﷺ کو لے کر نکلے، مگر کوئی ہاتھ نہ آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے تعاقب میں قرقرۃ الکدر تک تشریف لے گئے، پھر وہاں سے واپس آئے، کفار مکہ بھاگتے بھاگتے سویق (ستو) کے بہت سے بورے چھوڑ گئے، جو مسلمانوں کے ہاتھ آئے، اس لئے اس غزوہ کو "غزوۃ السویق" کہتے ہیں۔ (السیرۃ الحلبیۃ، غزوۃ السویق)

۹ ذوالحجہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ سویق سے واپس مدینہ پہنچے، ۱۰ ذوالحجہ کو دو رکعت نماز عید ادا فرمائی، اور دو مینڈھے ذبح فرمائے، صاحب استطاعت مسلمانوں نے بھی قربانی کی، یہ مسلمانوں کی پہلی بقر عید، پہلی قربانیاں تھیں۔

بیت فاطمہ رضی اللہ عنہا

انہی دنوں میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حضرت علی ﷺ سے نکاح ہوا، یہ نکاح وحی الٰہی کے مطابق ہوا، رخصتی کے بعد بیت فاطمہ رضی اللہ عنہا والی جگہ پر کچھ عرصہ قیام ہوا، مگر بعد میں مسجد قبا سے متصل ایک مکان میں رہائش رکھی، تقریباً چھ ماہ تک وہیں قیام کیا، مسجد قبا کے قریب مغربی جانب ایک 'مسجد فاطمہ' ہوا کرتی تھی، جو اس گھر کی جگہ تھی جہاں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے ہاتھوں سے اس چکی میں جو پیسا کرتی تھیں، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جہیز کے طور پر دی تھی، یہ مسجد اب مسجد قبا کی توسیع میں آگئی ہے۔ (جستجوئے مدینہ ص ۳۲۹، ۶۵۲)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش تھی کہ یہ میرے قریب ہی کہیں منتقل ہو جائیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ آپ اس سلسلے میں حارثہ بن نعمان ﷺ سے بات کریں نا، کہ وہ قریب میں جگہ دے دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ بیچارہ کیا سوچے گا، اس نے پہلے کتنے اپنے مکانات میرے حوالے کر دئے"... حارثہ ﷺ تک یہ خبر پہنچ گئی، وہ فوراً آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے "میں اور میرا مال سب اللہ اور اس کے رسول کیلئے ہے، واللہ! یا رسول اللہ! جو کچھ آپ مجھ سے لے لیں گے، وہ مجھے اس سے کہیں زیادہ عزیز ہے جو کچھ میرے پاس بچا رہے گا" چنانچہ حارثہ بن نعمان ﷺ نے اپنا مکان ان کیلئے خالی کر دیا، خود کسی اور جگہ منتقل ہو گئے۔ (الطبقات الکبریٰ، ذکر منازل ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

بیت فاطمہ ... روضہ جنت (ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ) سے شمال کی طرف تھا، دونوں حجروں کے درمیان چھوٹا سا مسقف دالان تھا، اس کے بعد باب جبریل اور پھر چبوترہ اصحاب صفہ ... بیت فاطمہ سے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی واقعات وابستہ ہیں۔

✿ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بیت فاطمہ کا دروازہ "باب علی، باب سیدہ فاطمہ" تھا، نبی مشفق صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجرہ مبارکہ سے مسجد کی طرف تشریف لاتے ہوئے یہاں رکتے، دروازہ کی چوکھٹ کو ہاتھ میں تھام کر فرماتے ((السلام علیک یا اھل البیت)) کبھی یہ آیت تلاوت کر کے چلے جاتے ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ (سورۃ الاحزاب آیت ۳۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بار بار اس مقام پر تشریف لاتے رہنے کی خصوصیت کو نمایاں کرنے کیلئے یہاں ستون بنا دیا گیا، اس ستون کو "اسطوانہ مربع القبر" (یعنی وہ ستون جو قبر اطہر کے احاطہ کے پاس ہے) کہا جاتا تھا، "اسطوانہ مقام جبریل امین" بھی اس کا نام تھا، کیونکہ یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، جبریل امین کے ساتھ ہر سال رمضان المبارک میں قرآن کریم کا دور فرمایا کرتے تھے۔ مقصورہ شریف کی موجودہ عمارت میں یہ ستون اندر آ چکا ہے، اور نظروں سے اوجھل ہو چکا ہے۔

بیت فاطمہ رضی اللہ عنہا میں کھلنے والا دروازہ۔ بادشاہان امت اسلامیہ اور خصوصی مہمان جب حجرہ مبارکہ کے اندر
حاضری کیلئے جاتے ہیں تو اس دروازے سے گزر جاتے ہیں

A particular door that opens in the House of Fatima (RA), rulers of the Islamic countries and special guests while visiting these blessed quarters pass through this door.

روضہ مطہرہ کا اندرونی نقشہ

16.5 m

16 m

7.5 m

13 m

سیدنا رسول اللہ ﷺ

سیدنا ابوبکر صدیق ؓ

سیدنا عمر فاروق ؓ

محراب تہجد

(قبلہ) جنوب

مغرب | مشرق

شمال
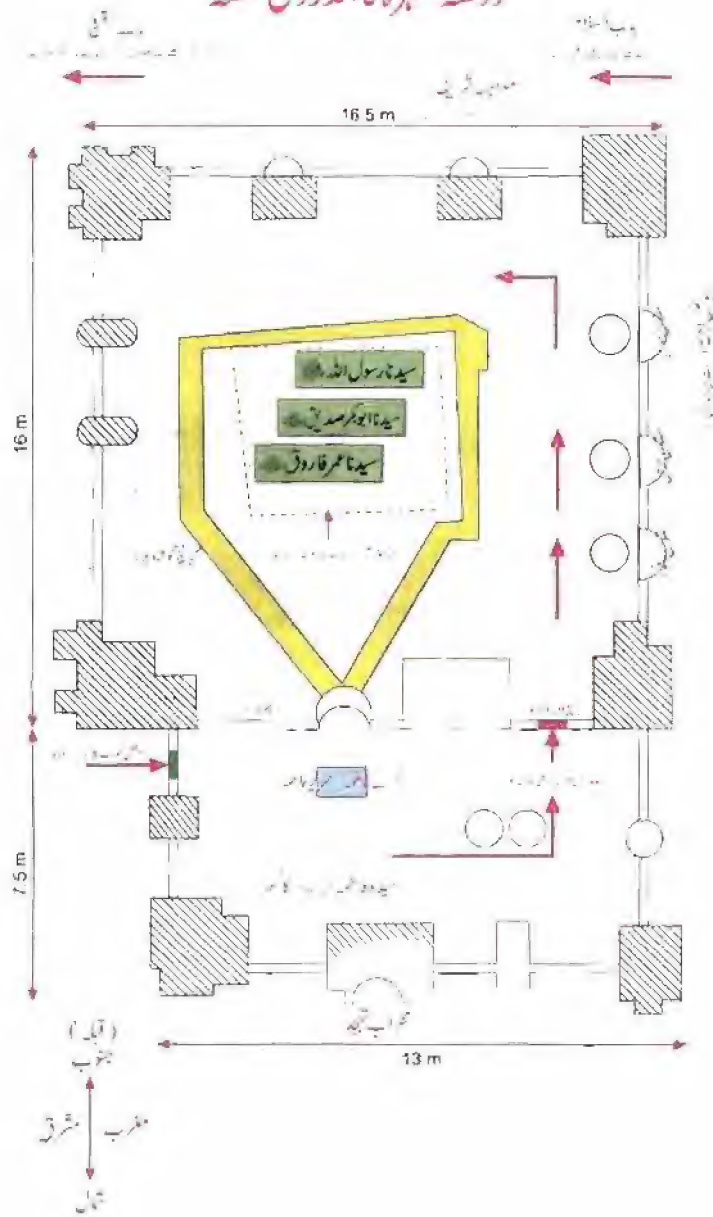
۞ بیتِ فاطمہ کے عقب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد ادا فرماتے، اصحاب ؓ بھی اسی اتباع میں یہاں تہجد پڑھا کرتے تھے، اس جگہ پر ستون تعمیر کر دیا گیا تھا، اور اسے ''اسطوانہ تہجد'' کے نام سے جانا جاتا تھا، اسی کے قریب ایک چھوٹی سی محراب تھی، ''محراب سیدہ فاطمۃ الزہراء'' یہ محراب اس مقام پہ واقع ہے جہاں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، سیدنا علی ؓ کی دلہن بن کر آئی تھی، آجکل یہ ستون اور محراب حجرہ مطہرہ کے اس حصہ کے اندر واقع ہیں جو کہ دراصل سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ ہے، اگر اندر جھانکنے کا موقع مل جائے تو یہ ستون اور محراب دیکھے جا سکتے ہیں، البتہ چونکہ ''ستونِ تہجد'' حجرہ کی عمارت کے اندر ہو جانے کی وجہ سے عامۃ الناس کی دید اور پہنچ سے باہر ہو گیا تھا، تو اس کے بدل میں، اس ستون کی بالکل سیدھ میں مسجد نبوی شریف میں ''محرابِ تہجد'' بنایا گیا، اب اس محراب والی جگہ پر پیتل کی بنی ہوئی الماریاں نصب کر دی گئی ہیں، جن کے اندر قرآن پاک کے

نسخے رکھے گئے ہیں، تو الماریوں کی تنصیب کی وجہ سے اب ''محراب تہجد'' بھی مستور ہوگئی۔ (جستجوئے مدینہ ص۵۱۲، ۵۱۶ تاریخ حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور مدینۃ الرسول ﷺ کے مقدس وتاریخی آثار)

محراب تہجد کا جدید اور قدیم منظر

The modern and ancient view of "Mehraab-e-Tahajjud".

کعب بن اشرف کے قلعہ کے کھنڈرات، کنواں، جو آج بھی نشانِ عبرت بنا ہوا ہے

The ruins of the fort of Kaab bin Ashraf, the well, which to this day is a dire sign of lesson.

کعب بن اشرف کا قتل

کعب بن اشرف مدینہ منورہ کی زمین پر متعصب اور شر پسند یہودی تھا، یہود مدینہ کا اگر چہ مسلمانوں سے حلیفانہ معاہدہ تھا، مگر بدر میں کفار کی شکستِ فاش کے بعد کعب بن اشرف مکہ مکرمہ پہنچا، مکہ مکرمہ میں مشرک مقتولوں پہ خوب رویا دھویا، مکہ والوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا، پھر مدینہ

منورہ میں آ کر اپنے بغض کے اظہار کیلئے عشقیہ اشعار میں مسلمان خواتین کا ذکر اپنا مشن بنالیا، اشعار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی ہجو کرتا تھا، (نعوذ باللہ) ایک مرتبہ اس نے کسی بہانے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر بلایا اور کچھ آدمی مقرر کئے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں تو یکبارگی حملہ کر دیا جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعوت پر تشریف لے گئے، ابھی بیٹھے ہی تھے کہ جبریل امین نے آ کر کعب کی بدنیتی اور ارادہ ظلم وفساد سے آگاہ کر دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فوراً وہاں سے روح الامین کے پروں کے سایہ میں باہر تشریف لے آئے۔

اب جب اس خبیث کی شرارتیں عروج پر پہنچیں، تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کعب بن اشرف نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچائی ہے، اسے کون ٹھکانے لگائے گا؟'' محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''یا رسول اللہ! یہ میرے ذمے ہے''۔

محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے جا کر کعب سے کہا: مجھے قرض میں کچھ اناج چاہئے۔ اس نے کہا: میں تمہیں قرض دوں گا، مگر تمہیں اپنی عورتیں بطور ضمانت میرے پاس رکھنی ہوں گی۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ ہماری غیرت کیسے برداشت کرے گی؟ کعب نے کہا: اچھا اپنے بچے میرے پاس رہن رکھو۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ بھی نہیں ہوسکتا، یہ تو ساری عمر کی عار اور شرمندگی ہے، لوگ ہماری اولاد کو اس کا طعنہ دیتے رہیں گے، البتہ اپنے ہتھیار تمہارے پاس رہن رکھ سکتے ہیں۔ کعب اس بات پر راضی ہوگیا، رات کا وقت طے ہوا۔

اس مشن کیلئے محمد بن مسلمہ، ابونائلہ اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہم روانہ ہوئے، آقا صلی اللہ علیہ وسلم بقیع تک ان کے ساتھ گئے، پھر دعائیں دے کر رخصت فرمایا۔ انہوں نے قلعہ کے قریب پہنچ کر اُسے آواز دی، وہ نیچے اتر آیا۔ محمد رضی اللہ عنہ نے اپنے رفقاء سے کہا: میں اس کو کسی بہانے سے قابو کروں گا تم اس کا کام تمام کر دینا، یہ لوگ تھوڑی دیر ٹہل کر گپیں مارنے لگے۔ محمد رضی اللہ عنہ نے کعب سے کہا: ''واہ یار! تم نے تو آج بڑی لاجواب اور غضب کی خوشبو لگا رکھی ہے'' وہ بڑے نخرے سے بولا: ''ہاں میرے پاس عرب کی سب سے زیادہ حسین وجمیل اور سب سے زیادہ معطر عورت ہے''۔۔۔۔ محمد رضی اللہ عنہ نے کہا: ''سچ؟؟ کیا میں یہ خوشبو سونگھ سکتا ہوں؟'' کعب نے کہا: ''کیوں نہیں، بڑے شوق سے''۔۔۔۔ یوں خوشبو سونگھنے کے بہانے محمد رضی اللہ عنہ نے اس کے سر کے بال مضبوطی سے پکڑ لئے، ساتھیوں نے اس کا سر قلم کرنے میں دیر نہیں لگائی، اخیر شب میں یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھتے ہی ارشاد فرمایا: (افلحت الوجوہ) ان چہروں نے فلاح پائی۔ وہ کہنے لگے ''ووجہک یا رسول اللہ'' اور سب سے پہلے تو آپ کا چہرہ مبارک، اے اللہ کے رسول''۔۔۔ یہ ربیع الاول ۳ھ کا واقعہ ہے۔ (صحیح البخاری مع فتح الباری۔ سیرت ابن اسحاق)

کعب بن اشرف کا قلعہ آج بھی نشان عبرت بنا ہوا ہے، مدینہ منورہ کے جنوب مشرق میں بطحان ڈیم کے راستہ میں روڈ کے دائیں جانب واقع ہے، مضبوط پتھروں کا بنا ہوا، صدیاں گزر گئیں مگر اس کے کھنڈرات اب بھی باقی ہیں، قلعہ کے قریب ہی اس کا کنواں بھی موجود ہے۔

غزوہ غطفان

بقول واقدی رحمہ اللہ کے ربیع الاول ۳ ہجری میں اور بقول ابن اثیر رحمہ اللہ کے محرم میں یہ غزوہ رونما ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ بنو ثعلبہ اور بنو محارب (قبیلہ غطفان کی شاخیں) نجد میں جمع ہو رہے ہیں اور مدینہ منورہ کے اطراف میں لوٹ مار کا ارادہ رکھتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ۴۵۰ صحابہ رضی اللہ عنہم کو لے کر نجد کی طرف روانہ ہوئے، غطفانی قبیلہ کا ایک شخص جبار ملا، صحابہ رضی اللہ عنہم اسے پکڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے غطفانیوں کے بارے میں پوچھا، اس نے کہا کہ: وہ آپ کا مقابلہ نہیں کریں گے بلکہ آپ کے تعاقب کی خبر سن کر

پہاڑوں میں جا چھپیں گے، اسے اسلام کی دعوت دی، تو وہ مسلمان ہو گیا۔۔۔ اور واقعی غطفانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خبر سن کر پہاڑوں میں منتشر ہو کر خفیہ کمین گاہوں میں چھپ گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوامر میں قیام کیا، یہ ان کی ایک بستی تھی، جہاں پانی کی کثرت تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی دن وہاں قیام فرمایا، کوئی مقابلہ پر نہ آیا، تو واپس مدینہ منورہ تشریف لائے۔ (المغازی للواقدی، شان غزوۃ غطفان بذی امر۔ السیرۃ الحلبیۃ، غزوۃ ذی امر)

ذوامر..... قدماء اس کا محل وقوع نخیل کے قریب بتاتے ہیں، نخیل ایک وادی اور شہر کا نام ہے، حناکیہ کے شمال میں، مدینہ منورہ سے نجد (ریاض) کے راستے پر چلیں تو تقریباً ۱۰۰ کلومیٹر کے فاصلے پر وادی الحناکیہ اور حناکیہ شہر ہے، اس جگہ پر خط سریع (مین روڈ) سے اندر کی طرف النخیل واقع ہے، اسی کے قریب غطفان قبائل کی آبادی تھی، البتہ ذوامر معروف نہیں ہے۔ (المعالم الجغرافیہ الواردۃ فی السیرۃ النبویۃ)

نجد، حجاز، تہامہ

نجد..... کے معنی بلند زمین کے ہیں، جزیرہ عرب کے شمالی وجنوبی ریگستانوں یعنی النفوذ اور الربع الخالی کے درمیان واقع سطح مرتفع تقریباً ۸۰۰ میل لمبا اور ۲۲۵ میل چوڑا علاقہ نجد کہلاتا ہے، نجد میں وادیوں، پہاڑوں نخلستان اور شادابی نے اس کو جزیرہ عرب میں ممتاز ترین علاقہ بنا دیا ہے، اہل عرب کی نظر میں یہ خطہ بالخصوص اس کا شمالی میدانی علاقہ (قصیم کا علاقہ) بہت پسندیدہ رہا ہے، قصیم کے جنوبی علاقے کو یمامہ (خرج) کہا جاتا ہے، سعودیہ کا دارالسلطنت ریاض بھی اسی علاقے میں ہے، ریاض کے مغربی رخ پر قریب ہی شہر الدرعیہ ہے، جو شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کا وطن و مستقر تھا۔

حجاز..... خلیج عقبہ سے یمن کے قریب تک سارے پہاڑی خطہ کو حجاز کہتے ہیں، یہ پہاڑوں کا ایک دیوار نما سلسلہ ہے جو جزیرہ نما سطح مرتفع (نجد) اور تہامہ حجاز کے درمیان حائل ہے، اس لئے اس کا نام حجاز پڑا، اس کا طول ۷۰۰ میل اور عرض تہامہ کو ملا کر اوسطاً ۲۷۵ میل ہے، اس کے مشرق میں وسیع سطح مرتفع نجد اور اس کے مغرب میں ایک وسیع ساحل تہامہ ہے، اسی تہامہ حجاز میں مکہ، مدینہ کے مقدس اور مشہور شہر آباد ہیں، حجاز کے جنوبی پہاڑوں پہ طائف کا شہر آباد ہے، علاقہ حجاز میں شمال اور جنوب کے پہاڑوں کو مستثنیٰ کر کے دیکھا جائے تو حجاز کے سارے پہاڑ عموماً سپاٹ اور خشک ملیں گے، وہ بجائے شادابی کا ذریعہ بننے کے ہواؤں کو گرم کرتے ہیں، اور اپنے علاقوں میں گرمی بڑھاتے ہیں، اسی لئے مکہ مکرمہ باوجود پہاڑوں سے گھرا ہوا اور پہاڑوں کے قریب ہونے کے گرم ہے اور موسم گرما میں سخت موسم کا شہر ہو جاتا ہے۔ حجاز کے پہاڑوں میں بہت سے ایسے قطعے بھی ملتے ہیں جن کے پتھر سیاہ کھنجر کی طرح ہیں، ان کو عربی میں حرہ اور لابہ کہتے ہیں، یہ حرے زیادہ تر تبوک اور مکہ کے درمیانی علاقے میں واقع ہیں، مدینہ منورہ بھی دو حروں سے گھرا ہوا ہے، یہ دو حرے جبال حجاز کا جزء نہیں سمجھے جاتے، یہ دراصل تہامہ کے منطقہ میں پڑتے ہیں۔

حجاز کے شمالی جزء کو جو عقبہ سے الوجہ تک پھیلا ہوا ہے، مدین کہتے ہیں، اس منطقے میں مدین، اصحاب ایکہ، اور انہی کے جنوب میں قوم ثمود اور اصحاب الحجر کی آبادیاں رہ چکی ہیں، ان قوموں پہ اللہ کی نافرمانی کے نتیجہ میں عذاب نازل ہوا، اور تباہ کر دی گئیں۔

حجاز کے پہاڑی سلسلے پر واقع قابل ذکر شہر یہ ہیں، تیماء، خیبر، حناکیہ، طائف، غامد، زہران اور بنی شہر۔ مدینہ منورہ کے متعلق بھی متعدد جغرافیہ دانوں کا خیال ہے کہ وہ حجازی سلسلہ کوہ کا ہی شہر ہے، اس کا جائے وقوع میدان تہامہ اور کوہستان حجاز کا مقام اتصال ہے، اس لئے اسے تہامی بھی کہا جا سکتا ہے اور حجازی بھی، یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو "حجازی، تہامی" دونوں کہا جاتا ہے۔

العیص سے مکہ معظمہ تک حجاز کے پہاڑ ساحل سے کافی ہٹ کر مشرقی جانب ہو کر گزر رہے ہیں، اس کی وجہ سے اس کے پہاڑوں کے مغربی جانب خاصا وسیع و عریض میدانی علاقہ بن گیا ہے، اسی کو تہامہ حجاز یا محض تہامہ کہا جاتا ہے، اگرچہ یہ میدانی خطہ ہے، مگر اس میں بھی کچھ کچھ پہاڑ ہیں، تہامہ کے پہاڑ اور پہاڑیاں بھی بالکل خشک اور سپاٹ پتھروں کی ہیں، تہامہ کے وسط میں چھ ہزار فٹ بلند ایک پہاڑ پایا جاتا ہے، جس کا نام رضوی ہے، اس پہاڑ کے متعلق کچھ شیعوں کا عقیدہ ہے کہ اس میں ان کے ایک امام محمد ابن الحنفیہ مخفی ہیں، اور کسی دن کا ان کا ظہور ہوگا، چنانچہ کچھ شیعہ اس علاقے میں آباد ان کے نکلنے کا انتظار کررہے ہیں، تہامہ کے شمالی حصہ کا مشہور شہر مدینہ منورہ ہے، تہامہ کے جنوبی جزء میں مکہ مکرمہ ہے، مکہ مکرمہ کے جنوب مشرق میں طائف ہے مگر وہ حجاز کے کوہستانی سلسلہ کا شہر ہے، تہامہ کے مشہور نخلستانی مقامات میں مدینہ منورہ، فدک، ینبوع، مرالظہران (وادی فاطمہ) ہیں۔ (جزیرۃ العرب ص ۳۳ بتلخیص، وتغییر)

من یمنعک منی الیوم؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذوامر میں تھے، اچانک بارش ہوئی، سب کے کپڑے بھیگ کر پانی میں شرابور ہوگئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑے (قمیص) اتار کر ایک درخت پر ڈال دئے اور خود وہیں لیٹ گئے، پہاڑوں میں اپنی کمین گاہوں میں چھپے ہوئے کفار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہا سوئے ہوئے دیکھ لیا، ادھر مسلمان بھی اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہوگئے، کفار کے ایک بہادر دعثور نے موقع دیکھا اور تلوار سونتے ہوئے آپہنچا، اچانک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے پوچھا: "من یمنعک منی الیوم" آج مجھ سے آپ کو کون بچائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اطمینان سے جواب دیا: "اللہ"۔ یہ کہنا تھا کہ اس بہادر پر رعب پڑا، تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی، اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار اٹھا کر پوچھا: ((من یمنعک منی الیوم)) دعثور نے کہا: "کوئی نہیں" اور پھر وہ اسلام لے آیا، قوم کو بھی جا کر اسلام کی دعوت دی، پورا ماجرا سنایا کہ غیب سے میرے سینہ میں ایک مکا لگا، جس سے میں گر پڑا، میں سمجھ گیا کہ یہ مکا مارنے والا کوئی فرشتہ ہی ہے۔ (المغازی للواقدی رحمہ اللہ) اس قسم کا واقعہ غزوہ ذات الرقاع میں بھی منقول ہے، علامہ زرقانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ متعدد واقعات ہیں۔

غزوہ فرع، غزوہ بحران

ربیع الثانی ۳ ہجری میں اطلاع ملی کہ مقام بحران میں بنوسلیم اسلام کی مخالفت پر جمع ہو رہے ہیں، ۳۰۰ صحابہ رضی اللہ عنہم کی معیت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف روانہ ہوئے، کسی کو اپنی روانگی کا مقصد نہیں بتایا، تیزی سے منزلیں طے کرتے ہوئے چلے، راستے میں بنوسلیم کا ایک شخص ملا، اس نے بتایا کہ بنوسلیم مختلف جگہوں پر منتشر ہوگئے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ساتھ لیا، بحران پہنچے تو اس شخص کی تصدیق ہوگئی، کہ بنوسلیم کے لوگ ادھر ادھر منتشر ہوگئے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو چھوڑ دیا، یہاں کچھ دن قیام فرمایا، بعض کہتے ہیں دس دن قیام فرمایا، اس غزوہ کو "غزوہ بنو سلیم" بھی کہتے ہیں۔ (المغازی للواقدی، غزوۃ بنی سلیم بحران بناحیۃ الفرع)

فرع...... مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کے راستہ پہ ایک آبادی کا نام، فرع اور مریسیع کے درمیان چند گھڑیوں کا فاصلہ ہے، یہاں ایک جگہ تھی، جس کے بارے میں مشہور تھا کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ نماز پڑھی تھی، کہا جاتا ہے کہ یہ پہلا قصبہ ہے جس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ کو کھجوریں مہیا کیں۔ (اطلس سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

غزوۂ اُحد لمحہ بہ لمحہ

شہداء کے خون سے رنگین احد پہاڑ کا مائل بہ سرخی منظر شام کے وقت جبل احد کی لی گئی ایک تصویر

Colored by the blood of the martyrs, the reddened scene of Mount Uhad.
A picture of Mount Uhad around snapped around dusk.

جبل احد کی خصوصیات

مدینہ منورہ کا مشہور پہاڑ، جس کی عظمت، احترام اور محبت کے پیش نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی چیزوں کی اس کے ساتھ تشبیہ دی، مسجد نبوی سے تقریباً دو میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ آجکل تو مدینہ شہر کا حصہ بن چکا ہے، "احد" اس لئے کہتے ہیں کہ یہ دوسرے پہاڑوں سے متوحد یعنی منفرد اور علیحدہ ہے، احد پہاڑ کی کئی فضیلتیں احادیث میں مذکور ہیں۔۔۔۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

- احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ (ہم نے بھی جبل احد پہ ہاتھ رکھ کے کہا: "خدا کی قسم! اے جبل احد! ہمیں بھی تم سے محبت ہے، پس تو بھی ہم سے محبت کر")
- جبل احد جنت کے ارکان (ستوں) میں سے ایک رکن (سمت) ہے، ایک روایت میں ہے جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔
- "جب تم اس پہاڑ سے گزرو تو اس کے درختوں کا پھل کھا لیا کرو، چاہے کتنا ہی تھوڑا سا کیوں نہ ہو"۔ مقصد رغبت دلانا ہے کہ کوئی شخص بغیر کچھ کھائے ہوئے یہاں سے نہ گزر جائے، کوئی تنکا ہی منہ میں ڈال لے، تاکہ برکت حاصل ہو، انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث سن کر ان کی اہلیہ

زینب بنت نبیط رضی اللہ عنہا اپنے بچوں کو بھیجتی تھیں کہ جاؤ، احد پہاڑ سے کوئی اُگی ہوئی چیز لے آؤ۔

- جب اللہ تعالیٰ نے جبل طور پہ اپنی تجلی ڈالی تو وہ عظمت کی وجہ سے چھ ٹکڑے ہوگیا، ۳ مدینہ منورہ میں اور ۳ مکہ مکرمہ میں، مدینہ منورہ کے ۳ یہ ہیں، احد، ورقان، رضویٰ ...... مکہ مکرمہ کے تین پہاڑ یہ ہیں، حرا، ثبیر، ثور۔ (خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفیٰ ﷺ، تاریخ المدینۃ المنورۃ لابن شبہ)
- ایک بار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم احد پہاڑ پر چڑھے، ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم بھی ساتھ تھے، پہاڑ ہلنے لگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''احد ٹھہر جا، تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں''۔ (صحیح البخاری، مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ)
- جبل احد نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کو ابھار رکھا ہے، فضائی تصویر بتاتی ہے کہ احد پہاڑ جو کہ تقریباً ۷ کلومیٹر پر مشتمل ہے وہ اسم ''محمد'' صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل پر ہے۔ (تفصیل کیلئے دیکھئے مؤلف کی کتاب اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم)

بدر کی شکست کا بدلہ

بدر کی شکست کے بعد مکہ مکرمہ کی وہ تمام رونقیں ختم ہوگئیں، سردارانِ مکہ کے قتل نے سب کو توڑ کے رکھ دیا، ہزیمت وشکست کا زخم ہر ایک کو کھائے جا رہا تھا، جب انہوں نے یہ دیکھا کہ ابوسفیان کے اس قافلہ کا مکمل سامان دار الندوہ میں محفوظ ہے، تو مشورہ ہوا کہ اصل سرمایہ تو تقسیم کر دیا جائے، مگر جو منافع ہیں، ان کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے جنگ کی تیاری پر خرچ کیا جائے، اور اس جنگ میں سب شریک ہوں تا کہ ہر کوئی اپنے اپنے رشتہ دار کا انتقام لے، ایک بار پھر کفر مکہ مکرمہ سے مٹھی بھر مسلمانوں پر حملہ کرنے مدینہ منورہ کو چلا، عورتیں بھی ساتھ تھیں، تا کہ مردوں کو غیرت دلائیں، اردگرد کے قبائل میں بھی آدمی دوڑائے اور مدد کی درخواست کی، ۳۰۰۰ جنگجوؤں کا لشکر تیار ہوگیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس رضی اللہ عنہ، جو کہ ابھی تک مکہ مکرمہ میں تھے اور گویا کہ مسلمانوں کی طرف سے جاسوسی کے فرائض انجام دے رہے تھے، انہوں نے یہ تمام حالات لکھے، اور قاصد کو خط دیا کہ تین دن کے اندر اندر یہ خط مدینہ منورہ پہنچادو۔

نبی مجاہد ﷺ کی مجلس شوریٰ

نبی مجاہد صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کی آمد کی خبر سنتے ہی اصحاب رضی اللہ عنہم کی مجلس شوریٰ بٹھائی، کچھ اصحاب رضی اللہ عنہم نے مشورہ دیا کہ مدینہ منورہ میں پناہ گزین ہوکر مقابلہ کیا جائے، رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی بن سلول سے بھی مشورہ لیا گیا، اس نے بھی مدینہ منورہ میں ہی رہ کر لڑنے کا مشورہ دیا، مگر شوق شہادت سے سرشار کچھ نوجوان صحابہ رضی اللہ عنہم کے شدید اصرار اور مشورہ پر نبی مجاہد صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ سے باہر نکل کر مقابلہ کرنے کا ارادہ فرمایا۔

عصر کی نماز سے فارغ ہوکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ حجرہ مطہرہ میں تشریف لے گئے اور دو زرہیں پہن کر، مسلح ہوکر باہر تشریف لائے، اصحاب رضی اللہ عنہم کہنے لگے: ''یارسول اللہ! ہم نے مدینہ منورہ سے باہر نکل کر آپ کی مرضی مبارک کے خلاف لڑنے پر اصرار کیا ہے، ہم سے غلطی ہوگئی، آپ اپنی رائے پہ عمل فرمائیں، جو چاہیں کریں''، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نبی کیلئے جائز نہیں کہ ہتھیار لگا کر اتار دے، یہاں تک کہ وہ اللہ کے دشمنوں سے جنگ نہ کرے''۔

۱۱ شوال ۳ ھ کو بروز جمعہ بعد نماز عصر ایک ہزار جمعیت کے ساتھ مدینہ منورہ سے احد کو روانہ ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ گھوڑے پر سوار تھے، سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما زرہ پہنے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے، باقی اصحاب رضی اللہ عنہم دائیں بائیں چلتے تھے۔ (سیرت مصطفیٰ ﷺ شیخ کاندھلوی)

مسجد شیخین کا اندرونی و بیرونی منظر

The interior and exterior view of Masjid-e-Shaykhain.

مقام شیخین میں لشکر کا جائزہ

مدینہ منورہ سے شمال کی طرف مقام شیخین میں پہنچ کر لشکر کا جائزہ لیا، کم عمر صحابہ کو واپس کیا، آفتاب غروب ہوگیا، بلال نے اذان دی، مغرب اور عشاء کی نماز یہیں ادا کی، رات کو یہاں قیام فرمایا، ام سلمہ رضی اللہ عنہا ایک بھنا ہوا بکری کا بازو لے آئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول فرمایا، پھر انہوں نے کھجوروں کا نبیذ پیش کیا۔ محمد بن مسلمہ نے تمام شب لشکر کی پاسبانی کی، وقتاً فوقتاً لشکر کا چکر لگاتے، پھر واپس آکر نبی مجاہد صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمہ کا پہرہ دیتے۔

یہاں کچھ یہودی اسلحہ کی گھن گرج کے ساتھ پہنچے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''یہ کون لوگ ہیں؟'' بتلایا گیا کہ یہ عبداللہ بن ابی کے یہودی حلیف ہیں، فرمایا: ''اہل شرک سے اہل شرک کے خلاف مدد نہ لو'' یہ کہہ کر ان کو واپس کر دیا۔

مقام شیخین ..... دو ٹیلوں کا نام تھا، جو مدینہ منورہ اور احد کے درمیان واقع تھے، یہاں ایک اندھا بوڑھا یہودی اور اندھی بوڑھی یہودن رہتے تھے، اس لئے وہ ٹیلے ''شیخین'' سے مشہور ہو گئے، جس جگہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا، وہاں ایک مسجد بنا دی گئی، جس کا نام بھی ''مسجد شیخین'' ہے، جو سڑک سید الشہداء کی طرف سے آتی ہے، اس کے دائیں طرف مسجد مستراح کے جنوب میں یہ مسجد واقع ہے، مسجد کی اس وقت جو عمارت ہے وہ ترکوں کی بنائی ہوئی ہے، البتہ خادم حرمین شریفین شاہ فہد مرحوم کے دور میں ۱۹۹۷ء میں اس کی مرمت ہوئی ہے، محلہ کی مسجد ہے، باجماعت نماز ہوتی ہے، چھوٹی سی مگر بہت پر نور مسجد ہے۔ (معجم البلدان، مدینہ منورہ کی تاریخی مساجد ص ۹۵)

فجر کی نماز، منافقین کا کھسکنا

رات کے آخری حصہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوحثمہ حارثی رضی اللہ عنہ کی راہنمائی میں کوچ فرمایا، جہاں آجکل وادی قناۃ کا پُل ہے، وہاں پہنچے تو نماز فجر کا وقت ہوگیا، مشرکین سامنے نظر آرہے تھے، بلال رضی اللہ عنہ نے اذان اور اقامت کہی، اسی جگہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی، صفیں کھڑی ہوئیں، تو ابن ابی منافق اپنی ۳۰۰ کی ٹولی کے ساتھ یہاں سے یہ کہہ کر کھسک گیا کہ میرے مشورہ پہ عمل نہیں ہوا، لڑکوں اور غلط لوگوں کا مشورہ مان لیا گیا۔ (مدینہ منورہ کی تاریخی مساجد ۹۸)

منافقین کے اس طرح واپس پلٹ جانے کے وقت مسلمانوں کے دو قبیلے بنوحارثہ اور بنوسلمہ کو بھی کمزوری اور کم ہمتی کا خیال آیا، مگر اللہ تعالی نے ان کی دستگیری فرمائی، انہیں استقامت عطا فرمائی، قرآن کریم کی آیت ﴿اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا﴾ (سورہ آل عمران آیت ۲۲) میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے، ترجمہ: ''جب قصد کیا دو فرقوں نے تم میں سے، کہ بزدلی کا مظاہرہ کریں، اور اللہ مددگار تھا ان کا''۔

صفیں درہم برہم ہوگئیں، تلوار زور سے چلنے لگی، دشمن، رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آ پہنچے، مصعب بن عمیر ؓ جن کے ہاتھ میں جھنڈا تھا، وہ شہید ہوگئے، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ تھے، کفار نے مشہور کردیا کہ محمد [صلی اللہ علیہ وسلم] شہید ہوگئے، مسلمان یہ خبر سنتے ہی پریشان ہوگئے، دوست و دشمن کا امتیاز ہی نہ رہا، آپس میں ایک دوسرے پر تلوار چلنے لگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم جبلِ استقامت بنے اپنی جگہ کھڑے رہے، ایک بالشت بھی اپنی جگہ سے نہ ہٹے، مہاجرین و انصار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرتے رہے۔

جبل رماۃ ...... جبل احد کے قریب چھوٹی سی پہاڑی، جو آج بھی قائم ہے، اسی کے سامنے معرکہ احد ہوا، سامنے ہی احاطہ میں شہداء احد کے مزارات ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنگ سے فارغ ہوئے، شہداء کی تدفین کی، تو اس پہاڑی پہ تشریف لائے، یہاں نماز ادا فرمائی، جس جگہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم سربسجود ہوئے، وہاں مسجد بنادی گئی تھی، جس کا نام ''مسجد جبل الرماۃ'' تھا، یہ مسجد ماضی قریب تک موجود رہی، آج سے کوئی چالیس پچاس سال قبل منہدم ہوگئی۔

شام کے وقت جبل احد کی ایک تصویر

A picture of Mount Uhad around snapped around dusk.

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے

کفار کے ایک ہجوم کے حملہ کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ((من یردھم عنا وھو رفیقی فی الجنۃ)) ''کون ہے جوان کو مجھ سے

ہٹائے اور جنت میں میری رفاقت پائے ... انصار میں سے سات صحابہ رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے، ساتوں کے ساتوں یکے بعد دیگرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتے ہوئے شہادت سے سرفراز ہوئے۔

سیرت ابن اسحاق میں ہے کہ ایک بار کفار کے حملہ کے وقت آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا((من رجل یشتری لنا نفسہ)) ''کون ہے جو میرے لئے اپنی جان کا سودا کرے'' ... زیاد بن سکن رضی اللہ عنہ کھڑے ہوگئے، ایک روایت میں ہے کہ عمارہ بن یزید بن السکن رضی اللہ عنہ پانچ انصاریوں کو لے کر کھڑے ہوگئے، یہ سب صحابہ رضی اللہ عنہم آقا صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے جان کی قربانی دیتے دیتے شہادت سے سرفراز ہوکر جنت کے سوداگر بن گئے، آخری صحابی زیاد بن السکن رضی اللہ عنہ (یا عمارہ رضی اللہ عنہ) جب زخموں سے چور ہوکر ایک طرف کو گر پڑے، تو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:((ادنوہ منی ... ادنوہ منی)) انہیں میرے قریب لے آؤ، انہیں میرے قریب لے آؤ ... زندگی کی آخری رمق باقی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے قدموں میں لٹایا، صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنا رخسار آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پہ رکھا اور بہشت بریں کو پہنچ گئے۔

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے   یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

اس نازک وقت میں اللہ تعالی نے مخلصین پر اونگھ طاری کردی، جو ان کے سکون واطمینان کا سبب بنی، تازہ دم ہوکر مسلمانوں نے پھر حملہ کیا اور کفار کو مار بھگایا، مگر پہلی جھڑپ میں کئی صحابہ رضی اللہ عنہم جام شہادت نوش فرما گئے، اور کفار نے کئی اصحاب رضی اللہ عنہم کے جسم مبارک کی بے حرمتی کی۔ (البدایۃ والنہایۃ، ذکر غزوۃ احد۔ سیرت ابن اسحاق)

چار دیواری میں شہدائے احد کی قبور مبارک ہیں

Within the boundaries lie the scared graves of the martyrs of Uhad.

نبی مجاہد ﷺ زخمی، قبہ دندان مبارک

عتبہ بن ابی وقاص کے ایک پتھر سے نبی مجاہد صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے کے دندان مبارک شہید ہو گئے، لب مبارک زخمی ہوا، مشرکوں کے پہلوان عبداللہ بن قمئیہ کے حملے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار میں زخم آئے، اس ظالم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زخمی کر کے صحابہ ؓ سے کہا: ”خـذھـا وانا ابن قمئیہ“ لے لو اس کو میں ابن قمئیہ ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اقماک اللہ)) ”اللہ تجھے ذلیل، برباد، تباہ و ہلاک کرے“، ٹھیک پندرہ دن بعد اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک پہاڑی بکرے کو مسلط کر دیا، جس نے اس کو اپنے سینگوں سے ٹکڑے ٹکڑے کر کے واصل جہنم کر دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخموں کا خون مالک بن سنان ؓ نے چوس کے صاف کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لن تمسک النار)) ”تجھ کو جہنم کی آگ ہرگز نہ چھوئے گی“۔ ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے چہرہ مبارک میں زرہ کی گھسی ہوئی دو کڑیاں دانتوں سے نکالیں، ایک کڑی نکالی، تو ایک دانت، دوسری کڑی نکالی تو دوسرا دانت گر گیا، یوں ان کے سامنے والے دونوں دانت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہو گئے۔ (فتح الباری، باب قول ثم انزل علیکم من بعد الغم)

جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہوئے، وہاں ایک چھوٹی سی مسجد اور قبہ تھا، ”مسجد الثنایا، قبۃ الثنایا“ کافی عرصہ تک قبہ موجود رہا، پھر وہ منہدم ہوا، مسجد باقی رہی، اب کافی عرصہ سے اس مسجد کے آثار بھی ختم ہو گئے، جبل احد کی طرف جاتے ہوئے راستے میں اس مسجد اور قبہ کا محل وقوع تھا۔ (معالم المدینۃ المنورۃ بین العمارۃ والتاریخ ص ۱۳۷)

یہ دن عہد و وفا کا دن تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کے موقع پر انصار مدینہ سے فرمایا تھا، ”نہیں، ہرگز نہیں، تمہارا خون میرا خون، تم میرے اور میں تمہارا، جس سے تمہاری جنگ اس سے میری جنگ اور جس سے تمہاری صلح اس سے میری صلح“۔۔۔۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ سچ کر دکھایا۔۔۔۔ آج احد پہاڑ پر جیسے انصار ؓ نے قربانیاں دیں، آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قربانی دی۔۔۔ انصار مدینہ کے خون کی ندیاں بہ گئیں، آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس خون سے بھی احد کا میدان رنگین ہوا۔۔۔ یوں احد پہاڑ پر صرف صحابہ ؓ کا خون نہیں گرا، بلکہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہاں لہولہان ہوئے، خون سے رنگین اور سرخ احد پہاڑ آج بھی نبی الملاحم صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب ؓ کی قربانیوں کی تصویر پیش کرتا ہے۔

زخمی نبی ﷺ پہاڑ کی گھاٹی میں

ابو عامر فاسق نے ایک گڑھا کھودا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں گر گئے، زرہ کے بوجھ کی وجہ سے جب کھڑے نہ ہو سکے، تو علی ؓ نے ہاتھ پکڑا اور طلحہ ؓ نے کمر تھام کر سہارا دیا، تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے، طلحہ ؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتے ہوئے اپنے جسم پر ستر سے زیادہ زخم کھائے۔

پہاڑ پر چڑھنے کا ارادہ فرمایا، تو کمزوری اور زخموں کی وجہ سے نہ چڑھ سکے، فوراً طلحہ ؓ بیٹھ گئے، زخمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم مبارک طلحہ ؓ پر رکھے، اسے سیڑھی بنا کر اوپر چڑھے، اس وقت فرمایا: ((اوجب طلحۃ)) طلحہ پر جنت واجب ہو گئی۔

اتنے میں مشہور کافر ابی بن خلف گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا، جس کو دانہ کھلا کر اس لئے موٹا کیا تھا کہ اس پر سوار ہو کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کروں گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس سے فرمایا تھا ”میں ہی تجھے قتل کروں گا“، وہ قریب آیا، صحابہ ؓ نے اس کو نمٹانا چاہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”

نہیں — یہ میرا شکار ہے، قریب آنے دو" — وہ قریب آیا تو حارث بن صمہ سے نیزہ لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی گردن میں ایک کوچہ دیا، جس سے وہ بلبلا اٹھا اور روتا چیختا چلا تا یہ کہتا ہوا واپس بھاگا کہ واللہ! محمد [صلی اللہ علیہ وسلم] نے مجھ کو مار ڈالا، سب کہتے تھے کہ شرم کرو یہ کوئی زخم ہے کہ تم نے چیخوں سے آسمان سر پر اٹھا رکھا ہے، وہ کہتا تھا: " خدا کی قسم! اگر یہ تکلیف سب حجاز والوں پر تقسیم کی جائے تو سب ہلاک ہو جائیں" — اسی طرح چیختا چلاتا ہوا مکہ مکرمہ کے قریب مقام سرف میں جا کر مردار ہو گیا۔ (البدایۃ والنہایۃ، ذکر غزوۂ احد)

مسجد فسیح کے کھنڈرات
The ruins of Masjid-e-Faseeh.

مسجد فسیح، طاقیۃ جبل احد

پہاڑ کے دامن میں غار کے نیچے مسجد فسیح ہے، محراب اور دیواروں کے کچھ کچھ نشانات خستہ حالت میں باقی ہیں، جو عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کی تعمیر کے لگتے ہیں، باقی مسجد منہدم ہو چکی ہے، یہ مسجد بھی عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے بنوائی تھی، روایات میں ہے کہ غزوہ احد کے دن لڑائی سے فراغت کے بعد ظہر و عصر کی نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں ادا فرمائی، یہ بھی روایات میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نقاہت اور کمزوری کی وجہ سے یہاں بیٹھ کر نماز پڑھائی، صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی بیٹھ کر اقتدا کی۔ (اُس وقت مقتدیوں کا امام قاعد (بیٹھ کر نماز پڑھانے والا) کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھ لینا جائز تھا، بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا)

ایک روایت یہ بھی ہے کہ قرآن مجید کی آیت ﴿ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوٓا اِذَا قِیْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِی الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا یَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ﴾ (سورۃ المجادلۃ آیت ۱۱) اسی جگہ نازل ہوئی، اس لئے اس کو مسجد احد اور مسجد فسح کہتے ہیں۔

یہ چھوٹی سی شکستہ مسجد شکوہ کے انداز میں کسی مرد صالح کی منتظر ہے، جو اس کو تعمیر کرائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یادگار محفوظ رہے، قریب کی آبادی بھی اس سے استفادہ کرے، اس متبرک مقام پہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمین شریفین لگے، جبین اطہر بھی سجدہ ریز ہوئی، مگر آج اس کی جو حالت ہے، آپ دیکھ رہے ہیں، پہلے اس کے اردگرد لوہے کی ایک باڑ لگی ہوئی تھی مگر آجکل وہ بھی ٹوٹ پھوٹ گئی ہے، جہاں آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدے کئے، نماز ادا فرمائی، آج وہ جگہ کھنڈرات کی شکل میں ہے ...... فالی اللہ المشتکیٰ

احد پہاڑ کے قریب قریب کچھ اور مساجد کا بھی ذکر ملتا ہے، جہاں نبی مجاہد صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی مگر ان میں سے کسی مسجد کے آثار باقی نہیں ہیں۔ (خلاصۃ الوفاء باخبار دار المصطفیٰ۔ البدایۃ والنہایۃ ذکر غزوہ احد)

اسی مسجد سے کچھ پہلے (قبلہ کی طرف) طاقیہ جبل احد ہے یعنی چھوٹی غار ہے، اس میں ایک پتھر ہے، کہا جاتا ہے کہ اس پتھر پہ زخمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے۔

طاقیہ جبل احد (چھوٹے غار) کے مناظر، جہاں آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑی دیر کیلئے استراحت فرمائی

Scenes of "Taqya Jabl-e-Uhad" (small caves), where the Lord ﷺ relaxed for a short while.

وہ مقدس غار جس میں زخمی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو لٹایا گیا، مرہم پٹی کی گئی

The sacred cave, where the injured Lord ﷺ was laid down and his wounds nursed.

مقدس غار، نبی مجاہد ﷺ کی مرہم پٹی

مشرکین کی واپسی کے بعد مسلمانوں کی عورتیں خبر لینے کیلئے اور حال معلوم کرنے کی غرض سے مدینہ منورہ سے نکلیں، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آکر دیکھا کہ چہرہ انور سے خون جاری ہے، علی ؓ پانی بھر کے لائے، فاطمہ رضی اللہ عنہا زخموں کو دھو رہی تھیں، مگر خون رک ہی نہیں رہا تھا، ایک چٹائی

کا ٹکڑا لے کر اس کو جلایا اور اس کی راکھ زخم میں بھری، تب خون بند ہوا۔

علی رضی اللہ عنہ المہر اس چشمہ سے پانی لے آئے، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پینے سے انکار کر دیا، کیونکہ اس سے بو آ رہی تھی، تاہم چہرے کا زخم اس سے دھویا اور سر پہ بھی یہ پانی ڈالا، اس وقت فرمایا ((اشتد غضب الله علی من دمی نبیه)) ''اللہ کا شدید غضب اور عذاب ہوگا اس پر، جس نے اللہ کے نبی کا چہرہ خون سے رنگا''۔ (صحیح البخاری، باب ما اصاب النبی ﷺ من الجراح یوم احد۔ البدایة والنہایة، ذکر غزوہ احد)

مسجد فسح سے کچھ آگے پہاڑ کی اونچائی پر ایک پگڈنڈی چلی گئی ہے، راستہ ناہموار ہے، احتیاط سے چڑھنے پر ایک درہ (غار) ملے گا، اسی جگہ پر نبی مجاہد صلی اللہ علیہ وسلم کو زخمی حالت میں لایا گیا، یہاں لٹا دیا گیا، مرہم پٹی کی گئی، زخموں کو دھویا گیا، حج کے زمانے میں یہاں بھیڑ اور رش کی وجہ سے کچھ دن جانا ممنوع کر دیا جاتا ہے، ورنہ عام دنوں میں عشاق اس مقدس غار میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کی خوشبو سونگھنے جاتے ہیں آج بھی وہاں عجیب قسم کی خوشبو اور فرحت محسوس ہوتی ہے، یہاں سے مدینہ منورہ کا فضائی نظارہ بھی کیا جا سکتا ہے، یہاں ایک آدمی کے لیٹنے کے بعد اطراف میں متعدد لوگوں کے کھڑے ہونے کی گنجائش ہے، باہر سے اندر بیٹھنے والوں کا پتہ ہی نہیں چل سکتا۔

کچھ مصنفین نے حاشیہ جبل احد اور غار احد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے کا انکار کیا ہے، لیکن چودہ سو سال سے امت میں یہ بات تواتر کے ساتھ نسل در نسل چلی آ رہی ہے، اس کا انکار کیسے کیا جا سکتا ہے، اور کئی مورخین نے اپنی کتابوں میں اسے لکھا بھی ہے۔ المہر اس چشمہ اسی چٹان کے اوپر تھا، جو زمانہ قریب تک موجود رہا۔

مقبرہ شہدائے احد رضی اللہ عنہم

اس غزوہ میں سید الشہداء سیدنا حمزہ، سیدنا حنظلہ (غسیل ملائکہ)، سیدنا مصعب بن عمیر، عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ تقریباً ستر اصحاب رضی اللہ عنہم شہید ہوئے۔

ایک انصاری عورت کو اس کے شوہر، بھائی اور والد کی شہادت کی خبر دی گئی، وہ ہر بار پوچھتی: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں؟'' بتایا گیا، خیریت سے ہیں، اس نے آ کر اپنی آنکھوں سے نبی مجاہد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو کہا: ''یا رسول الله! کل مصيبة بعدك جلل'' ''یا رسول اللہ! آپ کے ہوتے ہوئے ہر مصیبت ہیچ ہے''۔۔۔ شہداء کو مقام شہادت میں ہی دفن کیا گیا، کچھ مدینہ والوں نے چاہا کہ اپنے شہداء کو مدینہ منورہ لے جا کر دفن کریں، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسی جگہ پر دفن کیا، شہداء کو غسل نہیں دیا گیا، جگہ کی قلت کے پیش نظر دو دو تین تین شہداء کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بدھ کو شہداء احد کی زیارت کیلئے تشریف لے جاتے تھے۔ (البدایة والنہایة، ذکر غزوۃ احد)

مسجد مستراح (مسجد بنی حارثہ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احد سے واپسی پر جہاں آرام فرمایا، اس جگہ اب مسجد مستراح (استراحت) قائم ہے، اسی کے قریب ہی بنو حارثہ کا قبیلہ آباد تھا، خندق جو کھودی گئی تھی، وہ یہاں سے شروع ہو کر مساجد فتح تک چلی گئی ہے، بنو حارثہ کے ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کئی بار تشریف لے گئے، یہ مسجد دور نبوی میں ہی بن گئی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی اس میں نماز پڑھنا ثابت ہے، بنو حارثہ اور ان کی اس مسجد کا کئی احادیث میں ذکر آیا ہے۔ یہ خوبصورت مسجد سید الشہداء سے آنے والی سڑک کے دائیں ہاتھ، مسجد شیخین سے شمال کی طرف ۳۰۰ میٹر دور واقع ہے۔ (مدینہ منورہ کی تاریخی مساجد ۱۰۸)

مسجد مستراح، جہاں آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احد سے واپسی پر استراحت فرمائی

Masjid-e-Mustarah, where the Lord ﷺ rested and relaxed after the battle of Uhad.

حمراء الاسد میں ۳ دن

یہ غزوہ احد کا ہی حصہ سمجھا جاتا ہے، مسلمانوں نے احد سے واپس آ کر ہفتہ و اتوار کی درمیانی رات ہنگامی حالت میں گزاری، تھکن سے چور چور ہونے کے باوجود مسلمان رات بھر مدینہ منورہ کے راستوں پر پہرہ دیتے رہے، نبی مجاہد صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرتے رہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوچا ایسا نہ ہو کہ مشرکین واپس پلٹ کے مدینہ منورہ پہ حملہ کریں، بعض روایات کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاسوسوں نے بتایا کہ دشمن لوٹ کر حملہ کرنے کا سوچ رہا ہے، چنانچہ حکمت عملی کے تحت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی الصبح اعلان فرمایا: "دشمن کے تعاقب میں چلنا ہے، اور ہمارے ساتھ وہی چلیں، جو احد میں شریک تھے" مسلمان جو لڑائی کی وجہ سے زخموں سے چور تھے، تھکن، بے آرامی کی وجہ سے اندر سے ٹوٹ کر رہ گئے تھے، مگر آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے تیار ہو گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے جنوبی سمت حمراء الاسد نامی جگہ پر جا کر مقیم ہو گئے، تین دن تک رہے، مگر دشمن کو پلٹنے کی جرأت نہ ہوئی، معبد خزاعی جو اگرچہ اس وقت مشرک تھے، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیر خواہ تھے، وہ آئے، شہداء احد کی تعزیت کی، اظہار ہمدردی کیا، آپ صلی اللہ

المہد (معہد الذھب) سونے کا پہاڑ
Al-Mahad (Mahad-uz-Zahb), the mountain of gold.

واقعہ رجیع، سانحہ بئر معونہ

صفر ۴ھ میں قبیلہ عضل اور قارہ کے کچھ لوگوں نے آکر درخواست کی، کچھ قراء تعلیم قرآن کیلئے ہمارے قبیلہ میں بھیجے جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس صحابہ ؓ بھیجے، جن کو ان غداروں نے مقام رجیع پر بنولحیان کے ساتھ مل کر شہید کیا، خبیب ؓ گرفتار ہوئے، جنہیں بعد میں کفار نے سولی دے کر شہید کر دیا، یہ سانحہ "واقعہ رجیع" سے مشہور ہے۔ (مقام رجیع کا ذکر آگے آ رہا ہے)

اس کے بعد اسی ماہ میں بئر معونہ کے مقام پر ستر صحابہ ؓ جو مقام نجد کی طرف دعوت و تبلیغ کی غرض سے بھیجے گئے تھے، انہیں قبیلہ بنو عامر کے سردار عامر بن طفیل نے کچھ لوگوں کے ساتھ مل کر شہید کر دیا، صرف ایک صحابی عمرو بن امیہ ؓ بچ گئے، وہ واپس آ رہے تھے کہ راستہ میں بنو عامر کے دو مشرک ان کے ساتھ ہو لئے، اس صحابی ؓ سے جو اپنے ستر ساتھیوں کو خون میں لت پت دیکھ چکے تھے، بنو عامر کے مشرک برداشت نہ ہو سکے، موقع ملتے ہی ان کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

بئر معونہ... مدینہ منورہ سے تقریباً 150 کلومیٹر کے بعد بائیں ہاتھ پر المہد کی طرف سڑک جاتی ہے، اس کا پرانا نام معہد الذہب، معدان الحجاز ہے، یہاں سونے کی کانیں ہیں، المہد شہر کے قریب پہنچیں تو دائیں طرف ایک بڑا پہاڑ ہے، جس کے چاروں طرف جنگلا لگا ہوا ہے، کام کرنے والے لوگوں کو اندر جانے کی اجازت ہوتی ہے، یہاں کئی بڑی مشینریں مصروف عمل ہیں اور پتھروں کے ذرات سے سونا برآمد کرنے کا کام کر رہی ہیں۔

مؤرخین بئر معونہ کا محل وقوع معدن الذہب کے قریب ہی بتاتے ہیں، شیخ بلادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ "کانت بلحف أبلی" المہد کے مغرب میں اُبلی کالے پہاڑوں کا ایک سلسلہ ہے، اس کے دامن میں بئر معونہ تھا..... ہم نے المہد میں پہنچ کر کافی لوگوں سے پوچھا، پاکستانی حضرات یادگار مقامات پر بہت عقیدت سے حاضری دیتے ہیں، المہد میں کئی پاکستانی بھائیوں سے ملاقات ہوئی مختلف مساجد کے ائمہ حضرات سے بھی اس سلسلے میں تحقیق کی قریب قریب کی کئی بستیوں میں پرانے لوگوں سے پوچھا مگر بئر معونہ کے مقام کا تعین نہ ہو سکا۔

بئر معونہ کی تحقیق

اس سلسلے میں مدینہ منورہ کے آثار قدیمہ کے محقق عبداللہ مصطفیٰ الشنقیطی کی ایک تحقیق نظر سے گزری، انہوں نے قدیم وجدید روایات واشارات جمع کرنے کے بعد بئر معونہ کے مقام کی صحیح تعیین کی ہے، یہ تحقیق انہوں نے ایک عربی ویب سائٹ پر جاری کی ہے، جس کا خلاصہ کچھ یوں ہے:۔

روایات سے پتہ چلتا ہے کہ بئر معونہ مدینہ منورہ سے کوئی 130 سے 150 کلومیٹر تک کے فاصلے پر واقع ہے، اور اگر ہم مدینہ منورہ سے اتنی مسافت طے کرلیں تو ہم وادی نخیر الریان میں ہوں گے، جسے شعب مرحہ کہا جاتا ہے، اور یہی وہ وادی ہے جس میں ایک قدیم کنواں ملتا ہے، جو اب گڑھے کی شکل میں ہے، جس کا قطر تقریباً 4 میٹر اور گہرائی 1.5 میٹر ہے اور اس علاقے کے لوگ کہتے ہیں کہ یہ کنواں قریشیہ ہے، یعنی پرانے زمانے کے لوگوں کا بنایا ہوا ہے۔ شیخ کہتے ہیں کہ میرے پاس جغرافیائی اعتبار سے دلائل ہیں، جن کی وجہ سے یہ بات یقینی ہو جاتی ہے کہ یہی بئر معونہ ہے، لہٰذا اس سلسلے میں میری خواہش ہے کہ اس جگہ کا خصوصی اہتمام کیا جائے، مزید تحقیقات جاری کی جائیں، اس کی حفاظت کی جائے تاکہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی دین اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے اٹھائی جانے والی مشقتوں پر یہ نشانی باقی رہے۔ (شیخ عبداللہ مصطفیٰ الشنقیطی نے اپنی یہ تحقیق انٹرنیٹ پر جاری کی ہے۔)

مسجد بنو نضیر، مسجد فضیخ

قبیلہ بنو عامر کے ساتھ مسلمانوں کا معاہدہ تھا، ان کے دو آدمی مارے گئے تو اب ان کی دیت دینا ضروری تھا، مدینہ منورہ کے یہودی بنو نضیر سے بھی مسلمانوں کا معاہدہ تھا، دیت کی اعانت کے سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے، انہوں نے بظاہر خندہ پیشانی سے سب کچھ دینے کا وعدہ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دیوار کے سایہ میں بٹھایا مگر اندرونی طور پر سازش کی کہ ایک آدمی جا کر چھت سے ایک بھاری پتھر گرا دے، جس کے نیچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دب کر شہید ہو جائیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعے اطلاع مل گئی، فوراً اس انداز سے اٹھ گئے جیسے کوئی ضرورت پوری کرنے کیلئے اٹھتا ہے، وہاں سے سیدھا مدینہ منورہ تشریف لائے، صحابہ رضی اللہ عنہم بھی تلاش میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پہنچ گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری تفصیل بتا کر تیاری کا حکم دے دیا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف چل نکلے، یہ اپنے مضبوط قلعوں میں گھس گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا چھ دن تک محاصرہ کیا، ان کے درخت باغات جلانے کا حکم دیا، بالآخر وہ امن کے طالب ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جلاوطن کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: "سوائے سامان حرب کے جو کچھ اپنا لے جا سکتے ہو، لے جاؤ" وہ لالچی اپنے گھروں کی چھتوں کی کڑیاں، دروازوں کی چوکھٹیں تک اکھاڑ کر لے گئے، کچھ خیبر میں اور کچھ شام میں جا بسے، سورۃ الحشر کی آیات اسی سلسلے میں نازل ہوئیں، یہ ربیع الاول ۴ھ کا واقعہ ہے۔ (السیرۃ لابن ہشام، امر

اجلاء بنی النضیر)

مسجد بنو نضیر..... اس محاصرہ کے دوران جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ نصب تھا، چھ روز تک اس میں قیام فرمایا، اسی کے قریب نمازیں ادا فرمائیں، وہاں مسجد بنادی گئی، جو مسجد بنو نضیر کہلائی، یہ مسجد مدینہ منورہ سے جنوب مشرق میں مسجد نبوی شریف سے تقریباً ساڑھے تین کلومیٹر اور مسجد قبا سے ایک کلومیٹر کے فاصلے وادی مذنب کے قریب واقع تھی۔

اسی دوران شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا صحابہ نے کمال اطاعت سے سب شراب انڈیل دی، اسی بنا پر اسے مسجد فضیح بھی کہتے ہیں فضیح وہ شراب تھی جو انڈیل دی گئی۔ اس مسجد کو مسجد شمس بھی کہتے ہیں، اس لئے کہ یہ بلند جگہ پہ تھی اور سورج نکلتے ہی اس کی کرنیں سب سے پہلے مسجد پر پڑتی تھیں۔

آجکل بھی لوگ اسے مسجد شمس کے نام سے جانتے ہیں، مسجد منہدم ہو چکی ہے، اس جگہ پہ ایک قبرستان کی چار دیواری ہے، اسی چار دیواری کے اندر مسجد تھی، مسجد قبا سے ایک کلومیٹر کے فاصلے پہ واقع ہے، زائرین وہاں جاتے رہتے ہیں، کسی سے بھی پوچھ کے یہاں پہنچا جا سکتا ہے، مسجد قبا سے مشرقی جانب کی پارکنگ کے ساتھ بھی ایک چھوٹی سی سڑک کھجوروں کے باغوں سے ہوتی ہوئی یہاں پہنچتی ہے، اس سڑک کے ذریعے بمشکل پیدل دس منٹ کا راستہ ہے۔ (خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفیٰ، مدینہ منورہ کی تاریخی مساجد بتغییر ص ۱۴۲)

مسجد فضیح کی جگہ کا اندرونی و بیرونی منظر

The interior and exterior view of Masjid-Fazeeh.

غزوۂ ذات الرقاع لمحہ بہ لمحہ

جمادی الاولیٰ ۴ ہجری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ قبیلہ غطفان کے بنی محارب اور بنی ثعلبہ مسلمانوں کے خلاف مقابلہ کیلئے لشکر جمع کر رہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ سو صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ کوچ فرمایا۔ (سات سو اور چار سو کا قول بھی ملتا ہے)

اس غزوہ کے کئی نام ہیں، "رقاع" چیتھڑوں کو کہتے ہیں، اس غزوہ میں چلتے چلتے صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاؤں پھٹ گئے، پاؤں پر کپڑوں کے چیتھڑے لپیٹ لئے، تو رقاع نام پڑ گیا، بقول ابن سعد رحمہ اللہ کے ذات الرقاع ایک پہاڑ کا نام ہے، جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غزوہ میں نزول فرمایا تھا اس میں سیاہ، سفید اور سرخ نشانات تھے، اس کو غزوہ اعاجیب بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں بہت سے عجیب وغریب واقعات پیش آئے، اس کو غزوہ انمار بھی کہا جاتا ہے، بعض حضرات نے اس غزوہ کی تاریخ ۵ھ اور امام بخاری رحمہ اللہ وغیرہ نے اس کو غزوہ خیبر کے بعد مانا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے چلے، غطفان کے علاقے "النخل" میں جا کے ڈیرہ ڈالا، وہاں صرف ان کی عورتیں ملیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قید کر لیا، مرد اور لڑنے والے ارد گرد کے پہاڑوں میں جا چھپے۔ (السیرۃ الحلبیۃ: ذکر غزوۃ ذات الرقاع)

"النخیل" ایک وادی اور شہر کا نام ہے، حناکیہ کے شمال میں، مدینہ منورہ سے نجد (ریاض) کے راستے پر چلیں تو تقریباً ۱۰۰ کلومیٹر کے فاصلے پر وادی الحناکیہ اور حناکیہ شہر ہے، اسی کے قریب خط سریع (مین روڈ) سے اندر کی طرف النخیل واقع ہے، لب سڑک اس کی نشاندہی کیلئے بورڈ بھی لگا ہوا ہے، اسی کے قریب غطفان قبائل کی آبادی تھی۔

صلوٰۃ الخوف (خوف کی نماز)

کفار نے مسلمانوں کو ظہر کی نماز پڑھتے دیکھا تو کہنے لگے "بہت اچھا موقع ہے حملہ کر دینا چاہئے"، مگر کچھ لوگوں نے کہا نہیں، اس وقت ان کو چھوڑ دو، اس کے بعد ایک اور نماز (عصر) ہے جو ان کو اپنی اولاد سے زیادہ محبوب ہے، اس وقت حملہ کریں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعے اس منصوبہ کی اطلاع دی گئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین کو خوف کی نماز پڑھائی، یعنی ایک گروہ دشمن کے سامنے رہا، دوسرے گروہ کو ایک رکعت پڑھائی، پھر یہ دشمن کے سامنے چلا گیا اور دوسرے گروہ کو دوسری رکعت پڑھائی، نماز بھی ہو گئی اور دشمن کے سامنے مجاہدین دفاع کیلئے بھی صف بستہ رہے۔ (السیرۃ الحلبیۃ: ذکر غزوۃ ذات الرقاع)

غورث کا معاملہ

قبیلہ بنو محارب کے ایک شخص غورث نے اپنی قوم سے کہا: "بولو! کیا میں تمہارے لئے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دوں؟"..... قوم کے آدمیوں نے کہا: "وہ کیسے؟" کہنے لگا: "اچانک قتل کروں گا" وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گیا، تلوار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں تھی، کہنے لگا "اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! ذرا مجھے اپنی تلوار تو دکھائیں" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار دے دی، وہ تلوار لے کر گھماتا رہا، پھر اس نے اچانک تلوار لہراتے ہوئے کہا: "اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ کو مجھ سے ڈر نہیں لگ رہا؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نہیں، بالکل نہیں، میرا اللہ میری حفاظت کر رہا ہے"..... اس پر رعب چھا گیا، تلوار واپس کر دی، اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار ہاتھ میں لے کر پوچھا: "اب

تجھے میرے ہاتھ سے کون بچائے گا؟'' ..... اس نے کہا: آپ سے نیک سلوک کی امید ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو معاف فرما دیا، پھر اس نے اپنی قوم میں جا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن سلوک کی تعریفیں کیں اور بعد میں اسلام قبول کیا۔ اسی قسم کا ایک واقعہ غزوہ ذی امر میں بھی بیان ہوا، وہاں دعثور نامی شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہا دیکھ کر ایسا کیا تھا۔ (السیرۃ لابن ہشام، ذکر غزوۃ ذات الرقاع)

دو صحابہ رضی اللہ عنہم کی پہرہ داری

اس غزوہ میں ایک مشرک کی بیوی ماری گئی، اس نے عہد کیا کہ جب تک اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی کا خون نہ بہاؤں گا اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھوں گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے تو وہ بھی پیچھے پیچھے لگ گیا، موقع کی تلاش میں تھا، راستے میں ایک گھاٹی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام کیا، فرمایا: ''آج کی رات کون ہماری حفاظت کرے گا؟'' عباد بن بشر اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما تیار ہو گئے، مشورہ سے آدھی رات پہلے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سو گئے اور عبادہ رضی اللہ عنہ نے چوکیداری شروع کی، گھاٹی کے دہانے پر نماز میں لگ گئے، اس مشرک کو موقع ہاتھ آ گیا، اس نے یکے بعد دیگرے تین تیر چلائے، جو ان کے جسم میں پیوست ہو گئے، انہوں تیر نکال پھینکے، اور نماز میں مشغول رہے، نماز سے فراغت کے بعد عمار رضی اللہ عنہ کو جگایا، انہوں نے شکایت کی کہ مجھے پہلے کیوں نہ جگایا، یہ کہنے لگے ''میں نے ایک سورت شروع کر رکھی تھی، مجھے یہ اچھا نہ لگا کہ سورت ختم کیے بغیر نماز توڑ دوں'' ..... مشرک نے جب دیکھا کہ یہاں تو اور لوگ بھی ہیں تو وہ بھاگ گیا، اس غزوہ میں ۱۵ دن لگے۔ (ابوداؤد، باب الوضوء من الدم، سبل الہدی والرشاد، غزوۃ ذات الرقاع)

سفر ذات الرقاع کے عجائبات

❁ ..... ایک صحابی رضی اللہ عنہ پرندے کا چھوٹا سا بچہ پکڑ کر لے آئے، اسی وقت بچے کی ماں آ کر ان صحابی رضی اللہ عنہ کے سر پر منڈلانے لگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تمہیں اس بچے سے اس کی ماں کی محبت پر تعجب ہو رہا ہے؟ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے کئی گنا زیادہ مہربان ہے''۔

❁ ..... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شتر مرغ کے تین انڈے لائے گئے، جابر رضی اللہ عنہ انڈے پکا کے لے آئے، مگر کسی کے پاس روٹی نہ تھی، آخر سب روٹی کے بغیر ہی انڈے کھانے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے سب نے سیر ہو کر کھا لیا، مگر وہ تین انڈے جوں کے توں باقی رہے۔

❁ ..... حرہ واقم میں ایک بدوی عورت اپنا بچہ لے آئی کہ اس پر شیطان کا غلبہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا منہ کھولا اور اپنا لعاب دہن ڈالا اور فرمایا: ''رسوا ہو، اے خدا کے دشمن! میں اللہ کا رسول ہوں'' پھر عورت سے فرمایا: ''اپنا بچہ لے جاؤ، یہ بالکل ٹھیک ہو گیا'' ..... واپسی پر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ پہنچے تو یہی عورت دودھ، بکری وغیرہ ہدیے کے طور پر لائی۔ حرہ واقم ..... کا ذکر ''غزوہ بنو سلیم'' کے ذیل میں ہو چکا ہے۔

❁ ..... حرہ واقم سے آگے چلے تو ایک اونٹ نے آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ میرا مالک مجھ سے بہت عرصہ مشقت کھیتی باڑی کا کام لیتا رہا، اب مجھے ذبح کرنا چاہتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''جاؤ اس اونٹ کے ساتھ، یہ اپنے مالک کی نشاندہی کرے گا، تم اسے لے آؤ'' ..... وہ آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تنبیہ کی۔ (یہ معجزہ اور بھی کئی طریقوں سے مروی ہے)

❁ ..... جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک جگہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قضائے حاجت کرنی تھی مگر کوئی چھپنے کی جگہ نہ تھی، صرف دو درخت تھے، آپ صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جاؤان سے کہو، دونوں جڑ جائیں''..... درختوں نے حکم کی تعمیل کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قضائے حاجت کرلی تو پھروہ حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اپنی اپنی جگہ واپس چلے گئے۔ (المعجم الاوسط، باب من اسمہ مسعدۃ: السیرۃ الحلبیۃ، ذکرغزوۃ ذات الرقاع)

مقام صرار میں قیام

جابر رضی اللہ عنہ کا اونٹ کمزور پڑ گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک چھڑی ماری، جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر میرا اونٹ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیز رفتار اونٹنی کے برابر چل رہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے وہ اونٹ خریدلیا، پھر ہم مقام صرار پہنچے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اونٹ ذبح کیا، ایک روز قیام فرمایا، مدینہ منورہ پہنچے تو میں نے اونٹ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ مجھے ہدیہ کردیا اور اس کی قیمت ایک اوقیہ سونا بھی عطا فرمائی، جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اللہ کی قسم! یہ اوقیہ میرے پاس برابر بڑھتا رہا، میرے مکان میں رہا یہاں تک واقعہ حرہ میں لوٹے ہوئے سامان کے ساتھ یہ بھی ضائع ہوگیا۔ (کنزالعمال، باب اجازۃ البیع المنعقد بشرط) صرار..... کا ذکر تفصیل کے ساتھ ''غزوہ قرقرۃ الکدر'' کے ذیل میں ہوچکا ہے۔

دوسرا غزوہ بدر

غزوہ احد سے واپسی پر ابوسفیان سے وعدہ ہوچکا تھا کہ آئندہ سال بدر کے میدان میں پھر لڑائی ہوگی، نعیم بن مسعود جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، اسے مشرکین نے کچھ لالچ دے کر مدینہ منورہ بھیجا کہ جاکر پروپیگنڈا کرو کہ مکہ والے بڑا لشکر لے کر بدر آرہے ہیں، اس نے آکر مدینہ منورہ میں یہ خبر پھیلائی تو اصحاب رضی اللہ عنہم کے جوش ایمانی میں اور اضافہ ہوگیا اور کہنے لگے ﴿حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾ (سورہ آل عمران آیت ۱۷۳)

شعبان ۴ھ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۵۰۰ اصحاب رضی اللہ عنہم کو لے کر بدر کی طرف روانہ ہوئے، آٹھ دن تک مشرکین کا انتظار فرمایا، مشرکین مکہ مکرمہ سے نکل کر مجنۃ یا عسفان کے مقام تک پہنچے، مگر بزدلوں کو آگے آنے کی ہمت نہ ہوئی، یہاں پہنچ کر ابوسفیان نے اہل لشکر سے خطاب کرتے ہوئے کہا: یہ قحط کا سال ہے جو کہ لڑائی کیلئے مناسب نہیں ہے، میں واپس ہورہا ہوں، تم بھی واپس چلو، قریش اس کو ''جیش السویق'' کہتے تھے کہ ستو پینے والا لشکر، یعنی ستو کھاپی کر واپس ہوگئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدر پہنچنے کی خبر جب اہل مکہ کو پہنچی تو ان پر اللہ تعالی نے بہت رعب ڈال دیا۔ (السیرۃ لابن ہشام، ذکرغزوۃ السویق)

غزوۂ دومۃ الجندل لمحہ بہ لمحہ

دومۃ الجندل کی طرف

نبی مجاہد صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ دومۃ الجندل کے لوگ مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ دومۃ الجندل کی طرف ایک ظالم گروہ ہے، جس کا کام مسافروں کو ستانا، ظلم وستم کرنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۰۰۰ اصحاب رضی اللہ عنہم کو لے کر ربیع الاول ۵ھ میں ان کی سرکوبی کیلئے روانہ ہوئے، رات کو سفر کرتے اور دن کو آرام فرماتے، وہاں پہنچے تو دشمن کو اطلاع مل گئی، سب تتر بتر ہوگئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ان کے مویشیوں کو غنیمت کے طور پر لے لیا، ان کی بستی میں کئی دن قیام فرمایا، دشمن کی تلاش میں اصحاب رضی اللہ عنہم کے دستے ادھر اُدھر بھیجے مگر کسی دشمن سے سامنا نہیں ہوا، البتہ جانور وغیرہ غنیمت میں ملتے رہے۔

قلعہ مارد اور مسجد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مناظر

Glimpses of the fort of Marud and Masjid-e-Umar-bin-Khattab.

دومۃ الجندل شام کی سرحد کے قریب تھا، وہاں لشکر لے جانے میں شام والوں یعنی بادشاہ قیصر وغیرہ پر بھی رعب و دبدبہ بٹھانا مطلوب تھا، اس سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے راہبر بنو عذرہ کے "مذکور" رضی اللہ عنہ تھے، اس سفر میں تقریباً ۲۵ دن لگے۔ (السیرۃ الحلبیہ، البدایہ والنہایہ، ذکر غزوۃ دومۃ الجندل)

دومۃ الجندل شام اور مدینہ منورہ کے درمیان جبل طی کے قریب شمالی نجد میں ایک قلعہ اور بستی ہے، اس علاقے کو جوف کہتے ہیں، صوبہ جوف کا مرکزی شہر سکاکا ہے، جو دومۃ الجندل سے تقریباً ۴۰ کلومیٹر شمال مشرق میں واقع ہے، جوف کا علاقہ سرسبز و شاداب ہے، یہ تیماء سے شمال کی طرف واقع ہے، بعض حضرات کی تحقیق یہ ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں دوما کی نسل اس علاقے میں آباد ہوئی، اس لئے اس کو دومۃ الجندل (جوف) کہتے ہیں، بعض کہتے ہیں کہ "الدومۃ" ایک درخت کا نام ہے، اسی مناسبت سے اس کو دومۃ الجندل کہتے ہیں، یہاں پرانے زمانے میں ربیع الاول میں میلہ لگتا تھا، یہاں بھی العلاء کی طرح پرانے زمانے کے قلعوں کے کھنڈرات ہیں، ایک قدیم قلعہ کا نام "قلعہ مارد" ہے، اسی کے قریب قدیم مسجد "مسجد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ" بھی ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نام سے منسوب ہے۔ یہ خوبصورت مسجد سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں

پتھروں سے تعمیر ہوئی، عالم اسلام میں یہ وہ پہلی مسجد ہے، جس کا ایک بلند و بالا مینار تعمیر کیا گیا، مسجد عمر کی کئی بار مرمت اور تعمیر تو ہوئی، مگر وہ مینار اپنی اصلی حالت میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی یادگار کے طور پر باقی رہنے دیا گیا، آج بھی یہ تمام شہر کھنڈرات کی شکل میں ہے، مسجد کا بھی اکثر حصہ منہدم ہو چکا ہے، مگر وہ مینار آج بھی پوری آب و تاب کے ساتھ قائم ہے۔ (اٹلس سیرت نبوی ﷺ۔ جستجوئے مدینہ ص ۴۷۲)

۞ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو ۶ ھ میں دومۃ الجندل کی طرف بھیجا اور وعظ و نصیحت کرنے کے بعد فرمایا: ''اگر وہ تمہاری دعوت سے مسلمان ہو جائیں تو وہاں کے رئیس کی بیٹی سے نکاح کر لینا''۔ سات سو اصحاب رضی اللہ عنہم کو لے کر ابن عوف رضی اللہ عنہ گئے، پیشن گوئی کے مطابق وہاں کے ایک رئیس اصبغ بن عمر نے اسلام قبول کیا، ان کی بیٹی ''تماضر'' سے ابن عوف رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا، ان کو مدینہ منورہ لے آئے، ابو سلمہ بن عبد الرحمن انہی کے بطن سے پیدا ہوئے جو مشہور تابعی اور جلیل القدر محدث گذرے ہیں۔ (البدایۃ والنہایۃ، ذکر غزوۃ دومۃ الجندل)

ام سعد رضی اللہ عنہا کا انتقال

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں گئے ہوئے تھے، سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا انتقال ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے اور مرحومہ کی قبر پر ان کی نماز جنازہ پڑھی، سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یا رسول اللہ! والدہ کیلئے کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پانی''، چنانچہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ کے ایصال ثواب کیلئے ایک کنواں کھدوا دیا۔ (سنن ترمذی باب ما جاء فی الصلوٰۃ علی القبر، البدایۃ والنہایۃ، ذکر غزوۃ دومۃ الجندل)

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی اپنے گھر کی تعمیر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ دومۃ الجندل کو تشریف لے گئے، پیچھے سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنا حجرہ اور دروازہ اینٹوں سے تعمیر کرا لیا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو پوچھا: ''یہ کیا ہے؟'' کہنے لگیں: ''میں نے سوچا، ایسی تعمیر کر لوں کہ لوگوں کی نظریں گھر میں نہ پڑ سکیں''..... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انسان کا برا مال وہ ہے جو (اسراف کے ساتھ) تعمیر میں لگے''۔ (تاریخ مکۃ المشرفۃ، ذکر حجر ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مؤلفہ ابو البقا محمد بن احمد المکی، المکتبۃ الشاملۃ)

غزوۂ بنو مصطلق لمحہ بہ لمحہ

بنو مصطلق کی تیاری

نبی مجاہد صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ اطلاع ملی کہ سردار بنو مصطلق حارث بن ابی ضرار نے ارد گرد کے قبائل سے مل کر بہت سی فوج مسلمانوں پر حملہ کرنے کی نیت سے جمع کر لی ہے، تو بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کو تحقیق حال کیلئے روانہ کیا، انہوں نے آ کر بتایا کہ اطلاع درست ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین کو تیاری اور روانگی کا حکم دیا، ام المومنین سیدہ ام سلمہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہما کو ساتھ لیا اور چل نکلے، کچھ منافقین بھی غنیمت کی لالچ میں ساتھ ہو گئے، بقول واقدی رحمہ اللہ کے یہ شعبان ۵ ھ کا واقعہ ہے۔ (البدایۃ والنہایۃ، ذکر غزوۃ بنی المصطلق من خزاعۃ)

الخلائق میں نزول

الخلائق میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم وسلم ٹھہرے تو ایک شخص عبد القیس قبیلہ کا آیا، سلام کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھ: ''کہاں کے رہنے والے ہو؟'' کہا: روحاء... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھ: ''کہاں کا ارادہ ہے؟'' ... اس نے کہا: میں آپ ہی کی طرف چلا تھا تا کہ اسلام قبول کروں، جہاد میں شرکت کروں پھر اس نے پوچھ: اللہ کے ہاں کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ((الصلوٰۃ لاول وقتھا)) ''نماز کو اس کے اول وقت میں پڑھنا'' چنانچہ وہ صحابی رضی اللہ عنہ ہمیشہ اول وقت میں پابندی سے نماز پڑھتے تھے۔ (السیرۃ الحلبیۃ، غزوۃ بنی المصطلق)

الخلائق کھیتی باڑی والی زمین کا نام ہے، آجکل یہ نام تو معروف نہیں ہے البتہ اس علاقے کا محل وقوع ملل پہلے ہے، ذو الحلیفہ سے نکل کر جب مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ ہو تو آگے جا کے دائیں جانب جو آباد علاقہ ہے، وہی الخلائق کا محل وقوع ہے۔ (المعالم الجغرافیۃ الواردۃ فی السیرۃ النبویۃ)

ایک جاسوس کی گرفتاری

آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے چلے تو ایک مشکوک شخص پکڑا گیا، یہ حارث کی طرف سے جاسوس تھا، اس سے دشمن کا حال معلوم کرنا چاہا تو اس نے کچھ بتانے سے انکار کر دیا (ایک روایت میں ہے، اول تو وہ کچھ نہیں بتا رہا تھا، عمر رضی اللہ عنہ نے سختی کی تو اس نے سب کچھ صاف صاف بتا دیا) پھر اسے نبی مجاہد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا، اسے اسلام کی دعوت دی گئی مگر اس نے کھلے الفاظ میں اس پیشکش کو ٹھکرا دیا، اور کہا کہ میں تمہارے دین کو قبول نہیں کرتا، میں دیکھتا ہوں کہ میری قوم کیا کرے گی، اگر میری قوم نے اسلام قبول کیا تو میں بھی اسلام قبول کر لوں گا، اور اگر انہوں نے انکار کیا تو میں بھی اپنی قوم کا ساتھ دوں گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قتل کرنے کا حکم دے دیا، یہ ساری تفصیل بنو مصطلق کو پہنچی تو ان کے پاؤں اکھڑ گئے، بہت سوں نے حارث کا ساتھ چھوڑ دیا، حارث پر بھی بہت رعب طاری ہو گیا۔ (السیرۃ الحلبیۃ، غزوۃ بنی المصطلق۔ المغازی للواقدی، غزوۃ المریسیع)

مریسیع میں پڑاؤ

بنو مصطلق کے علاقہ مریسیع میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے خیمہ لگایا گیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں اعلان کیا: ''اگر تم لا الٰہ الا اللہ پڑھ لو گے تو تمہیں جان و مال کی حفاظت ملے گی'' مگر انہوں نے انکار کیا اور لڑائی کیلئے سرگرم ہو گئے، مسلمانوں نے حملہ کیا، قبیلہ بنو مصطلق کے دس آدمی مارے گئے، بہت سے گرفتار ہوئے، باقی بھاگ گئے، مال غنیمت میں دو ہزار اونٹ، پانچ ہزار بکریاں، دو سو گھرانے گرفتار ہوئے۔ (المغازی للواقدی، غزوۃ المریسیع)

مریسیع ... بنو مصطلق کے ایک چشمہ کا نام وادی قدید میں المشلل پہاڑ کے قریب ساحل سمندر کی طرف اس کا محل وقوع تھا، المشلل پہاڑ کا تفصیلی تذکرہ سفر ہجرت کے ذیل میں ہو چکا ہے۔

ام المومنین جویریہ رضی اللہ عنہا کی برکت

گرفتار قیدیوں میں سے سو گھرانے فدیہ لے کر آزاد کر دیے گئے، اور سو گھرانے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں تقسیم فرما دیے، ان

قیدیوں میں سردار حارث کی بیٹی بھی تھیں، ان کا نام ''برہ'' تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام تبدیل کر کے ''جویریہ'' رکھا..... یہ تقسیم میں ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئیں، وہ کچھ رقم کے عوض ان کو آزاد کرنے پر تیار ہو گئے..... جویریہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور بتایا کہ میں سردار کی بیٹی ہوں، آزادی کی رقم کیلئے مدد کی درخواست کرتی ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

''تمہیں یہ پسند ہے کہ میں تمہاری آزادی کی رقم ادا کروں، پھر تمہیں آزاد کر کے اپنی زوجیت میں لے لوں؟'' انہوں نے قبول کیا..... ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی تو کہنے لگے: ''ھی لک یا رسول اللہ بابی و امی'' ، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، وہ آپ کیلئے ہے، مگر پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آزادی کی رقم ادا کی، یوں جویریہ ام المومنین بن گئیں، رضی اللہ عنہا۔

اب جب صحابہ رضی اللہ عنہم کو جب یہ اطلاع ملی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، بنو مصطلق کے دامادی رشتہ دار بن گئے ہیں تو انہوں نے بنو مصطلق کے تمام قیدیوں کو رہا کر دیا، ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں''میں نے جویریہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ کسی عورت کو اپنی قوم کے حق میں بابرکت نہیں دیکھا کہ جن کی وجہ سے ایک دن میں سو گھرانے آزاد ہوئے ہوں''۔ (سنن ابی داؤد، کتاب العتاق، باب فی بیع المکاتب اذا فسخت المکاتبۃ۔ سبل الہدی والرشاد، ذکر غزوۃ بنی المصطلق)

ام المومنین جویریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بنو مصطلق پر یلغار سے تین دن قبل میں نے خواب دیکھا تھا کہ یثرب سے چاند طلوع ہو کر چلا، چلتے چلتے میری گود میں آ رہا تو جب ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیدی بن گئے تو مجھے اپنا خواب پورا ہوتا دکھائی دیا۔ (البدایۃ والنہایۃ، ذکر غزوۃ بنی المصطلق من خزاعۃ)

مریسیع میں منافقین کی بکواس

مریسیع میں پانی کے چشمہ پہ ایک مہاجر اور ایک انصاری کا آپس میں جھگڑا ہو گیا، ہر ایک نے ''یا للمھاجر..... یا للانصار'' کہہ کر اپنی اپنی قوم کو مدد کیلئے پکارا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی تو ناگواری کا اظہار فرمایا، پھر فرمایا: ((دعوھا فانھا منتنۃ)) ''چھوڑو اس قومیت کے دعوے کو، یہ تو بدبودار قسم کا دعویٰ ہے''۔

رأس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا: ''یہ باہر سے آئے لوگ (مہاجرین) ہم پر حاکم ہو گئے، مدینہ جا کر عزت والا، ذلت والے کو نکال پھینکے گا''، اور بھی بہت سی باتیں مخلص اصحاب رضی اللہ عنہم کے بارے میں کہیں، زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے یہ سب باتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے بہت پریشانی ہوئی، عمر رضی اللہ عنہ نے تو غیرت ایمانی میں آ کر کہا: ''یارسول اللہ! مجھے اجازت دیں میں اس منافق کی گردن اڑا دوں''، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چھوڑو، رہنے دو''۔

پھر لشکر کو کوچ کرنے کا حکم دے دیا تاکہ لوگوں کا انتشار ختم ہو جائے، رئیس المنافقین کو جب اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کے قسمیں کھا کھا کے اپنی صفائی پیش کرنے لگا، مگر اللہ تعالیٰ نے سورۃ المنافقون نازل فرما کر اس کا سارا پول کھول دیا۔ (سنن الترمذی، ومن سورۃ المنافقین)

منافقین کی بہتان تراشی

واپسی پر ایک جگہ پر قیام ہوا، یہ جگہ مدینہ منورہ سے دورات کے فاصلے پہ تھی، ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا قضائے حاجت کیلئے دور چلی

صحابہ ﷺ کوخوف ہوا کہ عیینہ بن حصن نے شاید مدینہ منورہ پرحملہ کردیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''گھبراؤ نہیں مدینہ منورہ کی حفاظت پہ فرشتہ مامور ہے، یہ بدبو اس لئے ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک منافق مرگیا ہے''، چنانچہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ پہنچے تو اس بات کی تصدیق ہوگئی، کیونکہ اس دن زید بن رفاعہ بن تابوت مرگیا جو منافقوں کا ایک سرغنہ تھا۔ (البدایۃ والنہایۃ، ذکر غزوۃ بنی المصطلق من خزاعۃ)

بقعاء۔۔۔ ایک چشمہ کا نام ہے جو النقیع سے کچھ آگے تھا، علامہ بلادیؒ فرماتے ہیں "ولا اظنــہ یعرف الیوم" آجکل یہ جگہ معروف نہیں ہے، البتہ وادی نقیع، حجاز کی مشہور وادی ہے، مدینہ منورہ کے جنوب میں ہے، جو فرع کے قریب سے چلتی ہوئی مدینہ منورہ کے جنوب تک چلی آتی ہے، اس کا اول حصہ جو مدینہ منورہ کے قریب ہے وہ ۴۰ کلومیٹر اور اس کا آخری حصہ جو فرع کے قریب ہے وہ مدینہ طیبہ سے ۱۲۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے، مدینہ منورہ سے تقریباً ۱۰۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر خط سریع (جدید روڈ) پر اس علاقے کی نشاندہی کیلئے لب سڑک ''وادی النقیع'' کا بورڈ بھی آویزاں ہے۔

وادی نقیع وہی وادی ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقات کے جانوروں کیلئے چراگاہ بنایا، جس کا ذکر احادیث کی کتابوں میں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر مریسیع سے واپس آرہے تھے، اس وادی کی شادابی کو دیکھا تو حاطب بن ابی بلتعہ ﷺ کو یہاں کنواں کھودنے کا حکم دیا، بلال بن الحارث ﷺ کو اس کا ذمہ دار بنایا اور اس جگہ کو جہاد وصدقات کے جانوروں کی چراگاہ بنایا۔ (سبل الہدی والرشاد، غزوۃ بنی مصطلق)

اونٹوں اور گھوڑوں کی ریس

سفر سے واپسی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی قصواء گم ہوگئی، صحابہ ﷺ تلاش میں لگ گئے، ایک منافق نے بکواس کی کہ یہ شخص (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیں آسمان سے غیب کی خبریں تو بتاتا ہے مگر اسے یہ بھی معلوم نہیں کہ میری اونٹنی کہاں ہے؟ صحابہ ﷺ کو اس پر غصہ آیا اور اسے قتل کرنے کیلئے تیار ہوگئے، وہ بھاگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف، جب قریب پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے ''غیب کا علم تو اللہ تعالی کو ہے حق تعالی نے مجھے بتایا ہے کہ میری اونٹنی فلاں گھاٹی میں ہے اور درخت میں اس کی نکیل الجھ گئی ہے'' صحابہ ﷺ گئے اور اونٹنی لے آئے، پھر یہ منافق توبہ تائب ہوا، اسی قسم کا ایک واقعہ سفر تبوک میں بھی پیش آیا۔

اسی سفر میں اونٹ ریس اور گھوڑ ریس ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی اور گھوڑا سب سے آگے نکل گئے، اونٹنی بلال ﷺ نے دوڑائی اور گھوڑا ابو سعید ساعدی ﷺ نے۔ (السیرۃ الحلبیۃ، غزوۃ بنی المصطلق۔ سبل الہدی والرشاد غزوۃ بنی المصطلق)

ذات الجیش میں نزول تیمم

واپسی پر ذات الجیش میں قیام ہوا، پھر ہار گم ہوگیا، گم شدہ ہار کی تلاش میں مصروف ہونے کی وجہ سے نماز قضا ہونے کا ڈر تھا، جہاں قافلے نے پڑاؤ ڈالا وہاں پانی نہیں تھا، لوگ گھبرائے ہوئے ابوبکر صدیق ﷺ کے پاس آئے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فوج کو کس مصیبت میں ڈال رکھا ہے، وہ سیدھے پہنچے، دیکھا کہ سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے زانو پر سر رکھے آرام فرمارہے ہیں، بیٹی سے کہا ''ہر روز تم نئی مصیبت سب کے سر لاتی ہو، اور غصہ میں ان کے پہلو میں کئی کونچے مارے'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے تکلیف برداشت کرلی لیکن حرکت نہ کی کہ کہیں محبوب دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند میں خلل نہ آئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے، اطلاع دی گئی کہ نماز کا وقت ہے اور پانی نہیں ہے، اللہ تعالی نے تیمم کا حکم نازل فرمایا، مشہور صحابی اسید بن

حضیر ﷺ نے جوش مسرت میں آکر بہت خوبصورت الفاظ میں ام المومنین رضی اللہ عنہا کو خراج عقیدت پیش کیا، کہنے لگے: ''اے صدیق کے گھر والو! اسلام میں یہ تمہاری پہلی برکت تو نہیں (یعنی تمہاری وجہ سے مسلمانوں کو پہلے بھی کئی برکتیں ملی ہیں)'' نماز ہوگئی، ہار نہ ملا لیکن جب قافلہ کی روانگی کا وقت ہوا، اونٹ اٹھایا گیا تو نیچے سے ہار بھی برآمد ہوگیا۔ (صحیح البخاری ذکر التیمم مع شرحہ لابن حجر رحمہ اللہ)

کچھ علماء کا قول یہ ہے کہ نزول تیمم کا حکم غزوۂ بنو مصطلق سے واپسی کا نہیں بلکہ کسی اور غزوے کا واقعہ ہے۔ ذات الجیش کا ذکر واقعہ بدر کے ذیل میں ہو چکا ہے۔

وادی عقیق میں رات کا قیام

وادی عقیق میں قیام ہوا، جابر ﷺ کہتے ہیں کہ میرے رفیق عبداللہ بن رواحہ ﷺ تھے، انہوں نے کہا: ''چلو چلتے ہیں مدینہ منورہ، گھر والوں کے پاس'' میں نے کہا ''جانا مناسب نہیں ہے'' وہ کہنے لگے ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع تو نہیں کیا، لہذا چلے جانے میں کوئی حرج نہیں ہے'' بہر حال میں نہ گیا، تو وہ اکیلے چلے گئے، جب گھر پہنچے تو دیکھا کہ گھر کے بیچ میں ایک چراغ جل رہا ہے اور اس کے پاس ایک شخص سو رہا ہے، ان کو غصہ آیا کہ یہ اجنبی شخص کون ہے میرے گھر میں، تلوار سونت کر آگے بڑھے، ارادہ کیا کہ بیوی اور اس اجنبی کی، دونوں کی گردن اڑا دوں، قریب جا کر پاؤں کی ضرب سے بیوی کو جگایا، وہ بیچاری گھبرا کر اٹھ بیٹھی، چلا کر پوچھنے لگی ''کون ہو تم؟'' ابن رواحہ ﷺ نے کہا: ''میں عبداللہ ہوں اور بتاؤ یہ شخص کون ہے؟'' بیوی نے کہا: ''ارے وہ تو نوکرانی ہے، مجھے کنگھا وغیرہ کرنے والی، ہم نے تمہارے آنے کی خبر سنی تو وہ آج ادھر ہی رہ گئی''۔

رات گھر میں گزار کر صبح کو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے، بئر ابی عنبہ کے پاس دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق اور بشیر رضی اللہ عنہما کے درمیان آرہے ہیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی ابن رواحہ ﷺ کے ساتھ پیش آنے والا رات کا واقعہ بتا دیا اور حکم نامہ جاری کیا، ((لا تطرقوا النساء لیلا)) ''کوئی رات کو اپنے گھر نہ جائے'' یعنی اپنی بیوی کے پاس نہ جائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم منصور و فاتح بن کر مدینہ منورہ پہنچ گئے، اس سفر میں تقریباً ۲۸ دن لگے۔ (المغازی للواقدی، غزوۃ المریسیع)

وادی عقیق کا تفصیلی تذکرہ سفر حجۃ الوداع کے ذیل میں آئے گا۔

بنو بیاضہ کی بستی، رئیس المنافقین کی رسوائی

رئیس المنافقین کا بیٹا عبداللہ ﷺ مخلص و جاں نثار، شیدائی رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھا، جب مدینہ منورہ کے قریب قبیلہ بنو بیاضہ کی بستی میں پہنچے تو اس نے اپنے باپ کو پکڑ لیا اور کہا: ''جب تک یہ اقرار نہیں کرو گے کہ منافقین ذلت والے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عزت والے ہیں، میں تمہیں مدینہ منورہ میں داخل نہیں ہونے دوں گا'' پکڑے رکھا، منافق نے اپنی ذلت کا اقرار کیا، تو آگے جانے دیا۔

ایک روایت میں ہے کہ آتے جاتے لوگ کہتے تھے ''اپنے باپ کو جانے دو'' یہ صحابی ﷺ نہیں چھوڑ رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: ''چلو جانے دو'' تب رئیس المنافقین کی جان چھوٹی، اس دن اس منافق کی زبان پر یہ الفاظ تھے ''ہم تو بچوں سے بھی گئے گزرے ہیں، عورتوں سے بھی زیادہ ذلیل ہیں'' یعنی میرا بیٹا مجھے ایسا کہہ رہا ہے۔ (سبل الہدی والرشاد، المغازی للواقدی، غزوۃ المریسیع)

قبیلہ بنو بیاضہ کی بستی حرہ غربیہ میں بنو سلمہ سے ایک میل کے فاصلہ پر تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے قبل مدینہ منورہ میں بنو بیاضہ

کے علاقہ میں پہلا جمعہ پڑھا گیا، نمازیوں کی تعداد چالیس تھی۔ (تاریخ مدینہ منورہ لدکتور محمد الیاس ۱۱۲)

حارث رضی اللہ عنہ کی مدینہ آمد

ام المؤمنین جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد اپنی بیٹی کو چھڑانے کیلئے بہت سے اونٹ فدیہ کے طور پر لے کر روانہ ہوئے، مقام عقیق میں پہنچے تو نیت میں فتور آیا اور دو عمدہ اونٹ ایک گھاٹی میں چھپا دئے کہ واپسی پر لے لوں گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اونٹ پیش کئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((فأین البعیران اللذان غیبتهما بالعقیق)) ''اور وہ دو اونٹ کہاں ہیں، جو تم عقیق کی گھاٹی میں چھپا کے آئے ہو''..... حارث کی تو آنکھیں کھل گئیں، کیونکہ ان اونٹوں کا صرف اسے ہی علم تھا، وہ جان گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچے نبی ہیں، کلمہ شہادت پڑھ کر اسلام قبول کیا۔ رضی اللہ عنہ (الاصابۃ ذکر من اسمہ الحارث)

ایک روایت میں ہے کہ حارث نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا میں قبیلہ کا سردار ہوں، میری بیٹی آپ کی کنیز نہیں رہ سکتی، آپ اسے آزاد کر دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنی بیٹی سے پوچھ لو، میں یہ معاملہ اس کی مرضی اور اختیار پر چھوڑتا ہوں''، حارث نے جاکے اپنی بیٹی سے پوچھا، ''آپ کی کیا مرضی ہے؟'' جویریہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ''میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کرتی ہوں''۔ (رواہ ابن مندہ بحوالہ سیرۃ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم)

واقعہ خندق لمحہ بہ لمحہ

یہود بنو نضیر کی جلاوطنی کے بعد مکہ کے کفار، قبیلہ بنو غطفان، خیبر کے یہودی اور کئی دوسرے قبائل کا دس ہزار کا لشکر مدینہ منورہ کی اینٹ سے اینٹ بجانے کیلئے ابوسفیان کی قیادت میں نکلا، سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کے باہر خندق کھدوا کر شہر کو محفوظ کر لیا، بقول اکثر حضرات کے یہ ۵ھ کا واقعہ ہے۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے خود خندق کی حدود قائم فرمائیں، اور خط کھینچ کر دس دس آدمیوں کو دس دس گز زمین خندق کھودنے کیلئے تقسیم فرمائی، بنفس نفیس مکمل خندق کی نگرانی کرتے رہے، کبھی اس طرف اور کبھی اُس طرف، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ایک خیمہ بنا دیا گیا، یہ خیمہ جبل ذباب پہاڑی پر نصب تھا۔

نبی مجاہد صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمہ والی جگہ پر پھر مسجد بنا دی گئی جو مسجد رایہ کے نام سے مشہور ہے، دور سے پتہ نہیں چلتا کہ یہاں مسجد ہے، پہاڑی پر چڑھیں تو آگے سفید چونے والی مسجد کی عمارت نظر آتی ہے، اسی مناسبت سے اس محلے کا نام بھی ''حی الرایۃ'' ہے، جبل ذباب کا بھی ایک نام جبل رایہ ہے، مسجد نبوی سے شمال مغرب کی طرف مکتبہ عبد العزیز والی سڑک پر شمال کی طرف چلتے جائیں، آگے دوار (چوک) ہے، وہاں پاکستان ہاؤس کی عمارت بھی ہے، اسی جگہ سے شارع عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ (شارع عیون) کی طرف راستہ نکلتا ہے، اسی شارع پر بائیں ہاتھ پر جبل ذباب کی پہاڑی ہے، اسی پہاڑی پہ مسجد رایہ ہے، چھوٹی سی سفید رنگ کی محلہ کی مسجد ہے، اس میں پانچ وقت کی نماز ہوتی ہے، ایک مسجد رایہ مکہ مکرمہ میں ہے جس کا تذکرہ فتح مکہ میں آئے گا۔ (تاریخ مدینہ منورہ لدکتور شیخ محمد الیاس ص ۹۴)

Masjid-e-Raya's interior and exterior views

The present condition of Mount Zabab Picture 2009 AC where the miracle of the Prophet ﷺ appeared

کھدائی کے دوران معجزہ رسول ﷺ

خندق کھودنے کے دوران ایک سخت چٹان آ گئی، جس کو توڑنے سے سب صحابہ رضی اللہ عنہم قاصر آ گئے، سلمان رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دینے جبل ذباب پر چڑھ گئے، جہاں نبی مجاہد صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آ کر بسم اللہ کہہ کر کدال ماری، یکے بعد دیگرے تین

دیکھی تو حیران ہوکر کہا، اللہ کی قسم! عربوں میں یہ تدبیر متعارف نہ تھی، الغرض مسلمانوں کی یہ دفاعی تدبیر کامیاب ہوئی اور مشرکین تقریباً ایک ماہ پڑاؤ ڈالنے کے بعد ناکام ونامراد واپس لوٹ گئے، اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک سخت ہوا مسلط کر دی، جس نے ان کے خیموں کو ساز وسامان سمیت اکھاڑ پھینکا، ہانڈیاں الٹ دیں، سردی بڑھ گئی، ان کی اجتماعیت کا شیرازہ بکھر گیا اور اپنے اپنے علاقوں میں واپس پلٹے، چونکہ اس جنگ میں بہت سے کفار اکٹھے مل کر مدینہ منورہ پر حملہ کرنے آئے تھے، اس لئے اس کو جنگ احزاب (جماعتوں والی جنگ) بھی کہتے ہیں۔

غزوۂ خندق میں دوبدو جنگ نہیں ہوئی، صحابہ ؓ کے چاک وچوبند دستے ہروقت خندق کے اس پار موجود رہتے، تا کہ کوئی مشرک خندق پھلانگ کر مدینہ منورہ کی طرف نہ آجائے، تیراندازی دونوں طرف سے چلتی رہی، ایک تیر لگنے سے انصار کے سردار سعد بن معاذ ؓ شدید زخمی ہو گئے ۔۔۔

غزوہ خندق کا ایک دن بہت سخت تھا، شدید قسم کی تیراندازی اور سنگ باری ہوتی رہی، اسی دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار نمازیں قضا ہوئیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کے وقت میں ادا فرمائیں۔ (تاریخ مدینہ منورہ ولدکتور محمد الیاس ص ۹۴، البدایۃ والنہایۃ، ذکر غزوۃ الخندق)

وادی بطحان پر بنایا گیا ڈیم "سد بطحان"

The dam "Sad-e-But'haan" built on the valley of But'haan.

وادی بطحان سے وضو

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازیں قضا ہوئیں، تو وادی بطحان سے وضو کر کے ان نمازوں کی قضا فرمائی۔

وادی بطحان ۔۔۔ مدینہ منورہ کی مشہور وادی ہے، قبا کے مشرقی علاقے سے گزر کر مدینہ منورہ کے وسط میں مسجد غمامہ کے قریب پہنچتی ہے، پھر جبل سلع کے قریب مساجد فتح کے سامنے سے گزرتی ہوئی غابہ (خلیل) میں پہنچ کر ختم ہو جاتی ہے، سعودی حکومت نے اس پہ تین بند بنا کر اسے ڈیم کی شکل دے دی ہے، ڈیم کا نام "سد بطحان" ہے، کئی لوگ بطور تفریح اس ڈیم کو دیکھنے آتے ہیں، اس وادی کا سیرت کے کئی واقعات سے تعلق ہے۔

- حدیث شریف میں ہے کہ بطحان جنت کی نہروں میں سے ایک ہے۔
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی احادیث میں کوئی مسئلہ سمجھانے کیلئے اس وادی کا تذکرہ فرمایا۔
- ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم عیادت کیلئے تشریف لائے، پھر وادی بطحان سے کچھ مٹی لے کر پیالے میں رکھی، پانی ڈال کر ان پر چھینٹے مارے (جس جگہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹی لی، وہ صعیب کی مٹی تھی، اور یہ بطحان سے ہے، اس کو خاک شفا کہتے ہیں، اس کا مکمل تذکرہ آگے آئے گا) (معالم المدینۃ المنورۃ، ذکر البطحان۔ تاریخ مدینہ منورہ ڈاکٹر محمد الیاس ۱۳۰)

جبل سلع پر بنائی گئی ایک خوبصورت آبشار

A beautiful waterfall built on Mount Sal'aa.

جبل سلع اور مساجد سبعہ

سلع ..... مدینہ منورہ کے ایک بڑے پہاڑ کا نام ہے، یہ پہاڑ چونکہ مدینہ منورہ کے عین وسط میں ہے، اس لئے حکومت نے کہیں کہیں اس کے ارد گرد لوہے کے مضبوط جنگلے نصب کردیے ہیں، اور اس کی خوبصورتی کیلئے مصنوعی آبشار بنائے ہیں، غزوہ خندق کے دوران اسی پہاڑ کے دامن میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا قیام تھا، اسے اب میدان فتح کہتے ہیں، حکومت نے یہاں ایک خوبصورت باغیچہ بنادیا ہے، جس کو "باغیچہ فتح" کا عنوان دیا گیا ہے، یہاں پہاڑ کے دامن میں مساجد سبعہ ہیں، مسجد فتح، مسجد سلمان فارسی، مسجد علی، مسجد عمر، مسجد سعد بن معاذ، مسجد ابوبکر رضی اللہ عنہم، جیسا کہ نام سے ظاہر ہورہا ہے، یہ مسجدیں ان صحابہ رضی اللہ عنہم کے خیمہ والی جگہوں پر بنائی گئی ہیں، اسی مناسبت سے اس شارع (روڈ) کا نام "شارع المساجد السبعة" ہے۔

یہ سب الگ الگ مسجدیں تھیں، مگر ان مساجد میں نوافل وغیرہ کی ادائیگی کیلئے زائرین کا ہجوم لگا رہتا تھا، اس لئے ۱۴۲۴ھ میں شاہ فہد مرحوم کے زمانہ میں ایک بڑی مسجد "مسجد خندق" کے نام سے بنادی گئی، مساجد سبعہ میں سے کچھ مسجدیں اس میں شامل ہوگئیں۔ (مدینہ منورہ کی تاریخی مساجد ص ۱۲۴)

باغیچہ فتح کا حسین و دلکش منظر

A beautiful and lovely view of the Gardens of Fatah.

مسجدِ فتح

مسجدِ فتح اس جگہ پر بنائی گئی ہے، جہاں میدانِ جنگ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام تھا، خندق کی نگرانی فرماتے، نماز پڑھتے اور اللہ تعالی سے دعائیں کرتے رہتے، چونکہ اس جگہ پر جبریل امین فتح کی خوشخبری وبشارت لائے تھے، اس لئے اس مسجد کا نام ''مسجد فتح'' ہے۔۔۔۔اس مسجد کا نام ''مسجد الاعلیٰ'' بھی ہے، کیونکہ یہ پہاڑ کی اونچائی پر واقع ہے، اس کی اول تعمیر کا سہرا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے سر ہے، بعد میں مختلف امراء نے اس کی تعمیر وتجدید کی، شاہ فہد مرحوم کے دور میں بھی اس کی تجدید ومرمت کی گئی، اس سے نیچے ''مسجد سلمان فارسی ﷺ'' ہے، بعض روایات کے مطابق آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسجد میں بھی نماز ادا فرمائی ہے۔

- اسی جگہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کیلئے بد دعا فرمائی، جس کے الفاظ یہ ہیں ((اللھم اھزم الاحزاب)) اے اللہ! کفار کے لشکروں کو شکست سے دوچار کردے۔۔۔۔تین دن، پیر، منگل، بدھ بد دعا فرمائی، بدھ کے دن ظہر کے بعد دعا کی قبولیت کی بشارت ہوئی، جبریل امین فتح ونصرت کی بشارت لے کر آئے۔
- اسی جگہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ ﷺ کو کفار احزاب کی صورتحال معلوم کرنے بھیجا تھا، بعد میں اس جگہ مسجد بنائی گئی جو مسجد فتح کے نام سے مشہور ہوئی۔
- جابر ﷺ نے یہ واقعہ دیکھا تھا، چنانچہ جب کوئی مشکل پیش آپڑتی تو اس خاص وقت میں وہاں جا کے دعا کرتے اور قبولیت واجابت کا مژدہ ساتھ لاتے۔ (مدینہ منورہ کی تاریخی مساجد ۱۳۰)
- علماء ومشائخ فرماتے ہیں کہ بدھ کے دن ظہر تا عصر یہاں دعا کی جائے تو قبول ہوتی ہے، کئی مشائخ نے اسے مجرب بتایا ہے۔

مسجد فتح: بیرونی و اندرونی منظر

Masjid-e-Fatah, interior and exterior scenes.

مساجد سبعہ کی قدیم تصویر

مسجد علی

مسجد فاطمہ

مسجد عمر

مسجد أبي بكر

Masjid-e-Salman Farsi (RA).

مساجد سبعہ کی جگہ بنائی گئی جدید مسجد

A modern mosque built in the place where the mosques of Sab'aa stood.

جابر رضی اللہ عنہ کے گھر میں دعوت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ خندق کی کھدائی کے دوران میں نے نبی مجاہد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھے دیکھا، گھر جا کر ایک چھوٹا بکری کا بچہ ذبح کیا، اور تقریباً ڈھائی کلو آٹا کی روٹیاں پکائیں، چپکے سے آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: "تھوڑا سا کھانا تیار ہے، آپ کچھ ساتھیوں کے ساتھ تشریف لے آئیں"، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو سارے مجاہدین میں اعلان فرما دیا "چلو آج تم سب جابر کے مہمان ہو"، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے کھانا تقسیم فرمایا، سب اصحاب رضی اللہ عنہم نے سیر ہو کر کھایا، پھر بھی کھانا بچ گیا جو پڑوس میں تقسیم کر دیا گیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد تقریباً ایک ہزار کے قریب تھی۔ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، غزوۃ الخندق)

جابر رضی اللہ عنہ کا تعلق قبیلہ بنوحرام سے تھا، بنوحرام پہلے مسجد قبلتین کے پاس آباد تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی، کہ جب بارش سیلاب آتا ہے تو وہ ہماری مسجد نبوی میں جمعہ کی حاضری میں رکاوٹ بن جاتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: "تم جبل سلع کے پاس رہائش اختیار کر لو"، انہوں نے جبل سلع کے مغربی دامن میں رہائش رکھی، مسجد بھی بنائی، جو مسجد بنوحرام سے مشہور تھی، آج بھی یہ مسجد جدید عمارت اور کچھ توسیع کے ساتھ قائم ہے، یہ مسجد سلع پہاڑ کی مغربی سمت اور مساجد سبعہ کے جنوب میں واقع ہے، اسی مسجد کے قریب، یا اسی مسجد والی جگہ پہ جابر رضی اللہ عنہ کا گھر تھا، جہاں یہ معجزہ رونما ہوا، شارع سبعہ مساجد پر مساجد سبعہ سے مسجد نبوی کو آتے ہوئے دو تین گلیاں چھوڑ کے بائیں طرف مدرسہ کے ساتھ والی گلی میں جبل سلع کی گھاٹی کے قریب محلہ میں یہ مسجد واقع ہے، جس میں باجماعت نماز ہوتی ہے۔ (مدینہ منورہ کی تاریخی مساجد ۱۳۸ بتغییر)

مسجد بنو حرام کا اندرونی و بیرونی منظر

The interior and exterior view of Masjid-e-Banu Haraam.

کہف بنی حرام

یہ غار جبل سلع میں بنو حرام کی گھاٹی کے قریب تھی، اس لئے اس کو "کہف بنی حرام" کہتے ہیں، غزوہ خندق کے دوران نبی مجاہد صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اس غار میں قیام فرماتے، صبح ہوتے ہی نیچے تشریف لے آتے، پہاڑ کے اوپر غار کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذرا سی کھدائی کی جس سے چشمہ جاری ہوگیا، جو صدیوں تک عشاق کی پیاس بجھاتا رہا، مدتوں پہلے وہ چشمہ خشک ہوگیا، یہ غار بھی کافی عرصہ تک موجود رہی، اس پہ ایک قبہ سا بنا ہوتا تھا، مگر وہ قبہ زمین بوس کر دیا گیا اور غار بھی ۲۰۰۵ء میں ختم کر دی گئی، یہ غار اور چشمہ مسجد بنی حرام کے مشرق میں ہوا کرتے تھے۔ (مدینہ منورہ کی تاریخی مساجد ۱۴۰ اور جستجو ئے مدینہ ص ۲۸۰)

ایک بار معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلے، کسی نے بتایا کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم جبل سلع پر تشریف لے گئے ہیں، یہ بھی تلاش کرتے کرتے آ پہنچے دیکھا، کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کہف (غار) میں سجدہ کی حالت میں ہیں، اور اتنا طویل سجدہ کیا کہ معاذ رضی اللہ عنہ کو گمان ہوا کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قبض ہوگئی، کافی دیر بعد سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد فرمایا: "میرے پاس یہاں جبریل امین آئے تھے اور کہا کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: میں آپ کو آپ کی امت کے بارے میں رسوا نہیں کروں گا، تو میں نے سجدہ (شکر) ادا کیا اور انسان اللہ تعالی کے سب سے زیادہ قریب سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے"۔ (المعجم الاوسط، من اسمہ مسعدة، رقم الحدیث ۹۱۰۵)

مسجد بنی قریظہ ،غزوہ بنی قریظہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خندق سے صبح کی نماز کے بعد واپس ہوئے ،ہتھیار کھول دئے ،ظہر کے وقت جبریل امین ایک خچر پر سوار عمامہ باندھے تشریف لائے اور کہا: ''کیا آپ نے ہتھیار اتار دئے ہیں ،فرشتوں نے تو ابھی تک ہتھیار نہیں اتارے ،اللہ تعالی نے بنوقریظہ کی طرف جانے کا حکم دیا ہے' جبریل امین پیغام پہنچا کے واپس چلے گئے ..... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب ﷺ کو حکم دیا: 'چلو اور سب عصر کی نماز بنوقریظہ میں جا کے پڑھو'۔

بنوقریظہ کا مسلمانوں سے معاہدہ تھا ،مگر انہوں نے غزوہ خندق کے دوران غداری کی اور معاہدہ توڑ دیا ،کفار کا ساتھ دیا ،اگر چہ اس میں بھی ان کو ناکامی ہوئی ،غداری کرنے کے جرم میں اللہ تعالی کے حکم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا محاصرہ کیا۔ (البدایہ والنہایہ فصل فی غزوۃ بنی قریظۃ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس محاصرہ کے دوران ایک عورت کے گھر میں نماز ادا فرمائی ،جہاں نماز ادا فرمائی وہاں مسجد بنادی گئی ،اس مکان کو بھی مسجد میں شامل کیا گیا ،یہ جگہ مسجد بنی قریظہ کے مشرق میں مینارہ کے پاس تھی۔

یہ مسجد عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے بنائی تھی ،اس کا محل وقوع عوالی میں زہرا ،ہسپتال اور وطنی ہسپتال کے درمیان تھا ،شاہ فہد کے زمانہ میں اس کی مرمت کی گئی ،صدیوں سے یہ مسجد قائم تھی ،مگر ۱۴۲۲ھ میں اس مسجد کو منہدم کر دیا گیا۔ (خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفیٰ ،مدینہ منورہ کی تاریخی مساجد ص ۱۴۸)

بنوقریظہ ..... حرہ شرقیہ میں وادی مہروز کے کنارے مدینہ منورہ کے جنوب مشرق میں مسجد نبوی سے چار کلومیٹر دور بنوقریظہ کی آبادی تھی ،یہ جگہ ٹیلہ نما ہے ،آجکل '' منازل قریظہ ،جبل قریظہ'' کے نام سے مشہور ہے ،حکومت نے اس کے ارد گرد لوہے کی باڑ لگا کر اسے آثارِ قدیمہ کی حیثیت دے رکھی ہے ،یہاں اس قوم کی باقیات ،ان کے مکانات وغیرہ کے کھنڈرات ،ملبہ وغیرہ پڑا ہوا ہے ،سڑک کے کنارے گزرتے گزرتے بھی اس کا نظارہ کیا جاسکتا ہے۔

مسجد بنوقریظہ ،انہدام سے پہلے کی تصاویر

Masjid-e-Banu Qareeza, before demolition.

جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوقریظہ کا محاصرہ فرمایا ،اسی جگہ پر ایک کنویں کا تذکرہ بھی ملتا ہے ،جس کا نام بئر انٰی یا بئر انیٰ تھا ،یہ بنوقریظہ کا کنواں تھا ،اسی کنویں کے قریب قیام فرمایا ،یہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے خیمہ نصب کیا گیا تھا ،اس کنویں کے آثار مدتوں سے ختم ہوگئے۔

جبل بنو قریظہ

Mount Banu Qareeza.

ستون ابی لبابہ ؓ

نبی مجاہد صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ کا محاصرہ فرمایا جو کہ تقریباً ۲۵ دن تک رہا، اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا، آخر انہوں نے فیصلہ کیلئے سعد بن معاذ ؓ کا نام لیا، جو غزوہ خندق کے دوران زخمی ہو گئے تھے، ان کیلئے مسجد نبوی میں ہی خیمہ لگایا گیا تھا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کرتے رہیں، سعد ؓ نے فیصلہ سنایا کہ ان کے تمام مرد قتل کر دئے جائیں اور ان کی اولاد کو قیدی بنا لیا جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سعد! بے شک تم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے''۔

بنو قریظہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ ابولبابہ ؓ کو ہمارے پاس بھیج دیا جائے ہم ان سے کچھ مشورہ کرتے ہیں، ابولبابہ ؓ کو دیکھ کر سب بنو قریظہ والے جمع ہو گئے، زار و قطار رونے لگے، ابولبابہ ؓ کا دل بھر آیا، بنو قریظہ نے جب ان سے پوچھا کہ ہمارے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا فیصلہ ہے، تو انہوں نے حلق کی طرف اشارہ کیا یعنی تم سب مارے جاؤ گے۔

ابولبابہ ؓ یہ کہہ تو بیٹھے، مگر فوراً ندامت ہوئی کہ یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس قسم کی بات کہنے کا حکم دیا، نہ ہی مجھے اس کام کیلئے بھیجا گیا ہے، مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز فاش نہیں کرنا چاہئے تھا، میں نے تو خیانت کر لی، بس اسی ندامت میں آ کر اپنے آپ کو سزا دینے کیلئے مسجد نبوی کے ایک ستون سے اپنے آپ کو باندھ دیا، چھ [۶] دن یا نو [۹] دن اسی حالت میں رہے، بار بار بے ہوش ہو جاتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'اگر یہ سیدھا میرے پاس آ جاتے تو میں ان کیلئے دعائے مغفرت کرتا، مگر اب معاملہ اللہ کے ہاتھ میں

ہے۔ وحی آنے تک اسی طرح بندھے رہے، نماز اور قضائے حاجت کیلئے کھول دئے جاتے۔

آخر اللہ تعالی نے ان کی توبہ قبول فرمائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم، ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے، مسکرانے لگے، ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے پوچھا: 'مما تضحک یارسول اللّٰہ ، أضحک اللہ سنک' ..... 'اللہ تعالی آپ کو ہنستا مسکراتا رکھے، آپ کس بات پر مسکرا رہے ہیں؟' آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابولبابہ کی توبہ قبول ہوگئی'' ..... ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: 'یارسول اللہ! کیا میں ان کو خوش خبری سنادوں؟' ..... فرمایا: ''ہاں سنادو'' ..... ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حجرہ کے دروازے سے آواز لگائی: 'یا ابا لبابۃ! أبشر فقد تاب اللہ علیک' ..... ابولبابہ! مبارک ہو، اللہ تعالی نے تمہاری توبہ قبول فرمائی، یہ سن کر صحابہ ؓ ان کو کھولنے کیلئے دوڑے، مگر ابولبابہ ؓ نے منع کردیا کہ مجھے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے کھولیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر ان کو اپنے دست مبارک سے کھولا، یہ ستون 'استوانۃ ابی لبابۃ' 'استوانۃ التوبۃ' سے آج بھی مشہور ہے۔ (تفسیر مظہری الانفال آیت ۲۷ بتغییر)

استوانہ ابی لبابہ، استوانہ توبہ

"Ustuwana Abu lubaba" Ustuwana Tubah

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھار اس اسطوانہ پر نماز نفل ادا فرماتے تھے، اور بعد از نماز فجر اس کے پیچھے تشریف فرما ہوکر غریب، مسکین، ضعیف اور نومسلم اصحاب ؓ سے گفتگو فرماتے، گذشتہ شب نازل ہونے والی وحی سے ان کو آگاہ فرماتے۔

(ابواب تاریخ المدینۃ المنورۃ، مؤلفہ علی حافظ، شرکۃ المدینۃ المنورۃ للطباعۃ والنشر ص ۵۴)

غزوۂ بنی لحیان لمحہ بہ لمحہ

جرف میں قیام

عاصم بن ثابت، خبیب اور واقعہ رجیع میں شہید ہونے والے دوسرے صحابہ ؓ کا بدلہ لینے کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنی کمان میں تقریباً ۲۰۰ سواروں کو لے کر بنولحیان کی طرف روانہ ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ چاہتے تھے کہ اچانک بنولحیان کو جا پکڑیں، اسی غرض سے شام کی طرف جانے والے راستے پر چلے، جرف کے نواح میں پڑاؤ کیا، (جرف کا ذکر عنقریب آ رہا ہے) یہاں لشکر کو ترتیب دیا، یہ ربیع الاول ۶ ھ کا زمانہ تھا۔ (المغازی للواقدی ذکر غزوہ بنی لحیان)

وادی غران The valley of Gharaan

غزوہ بنولحیان کی منزلیں

بقول ابن اسحاق رحمہ اللہ کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے نواح میں شمالی جانب شام کے راستے پر غراب نامی پہاڑ کے پاس سے گزرتے ہوئے مخیص، پھر بتراء پہنچے، یہاں سے بائیں جانب مڑ گئے اور یین سے گزر کر صخرات الیمام پہنچ گئے، اس کے بعد مکہ مکرمہ کے راستے پر تیز تیز چلنا شروع کیا یہاں تک غران آ گیا، جہاں بنولحیان کی بستیاں تھیں، ان مقامات کی کچھ تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

غراب ... مدینہ منورہ کے مغرب میں ایک کالے پہاڑ کا نام ہے، جہاں سے شام کا راستہ گزرتا ہے، یہاں سے ریل کی پٹڑی بھی گزرتی تھی، آجکل اس کا نام 'حبشی' ہے، کیونکہ اس کا رنگ

غران شہر The city of Gharaan.

حبشیوں جیسا ہے۔ مدینہ منورہ سے ۷ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔

محیص ... اس کو مخیص، مخیط بھی کہتے ہیں، جبل حبشی سے تھوڑا آگے چھوٹی سی وادی کا نام ہے، مدینہ منورہ سے قریبا ۱۵ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے، یہاں قدیم ریلوے اسٹیشن تھا۔

صخرات الیمام ... کا ذکر غزوہ بدر کے ذیل میں ہو چکا ہے۔

البتراء ..... وادی (مخیط) محیص کے مغربی حصہ پہ ایک حریرہ، (سیاہ پتھروں والا چھوٹا سا علاقہ) یہاں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے راستہ بدل دیا، بائیں کو مڑ گئے ...

الخلیص جس کا پرانا نام 'امج' ہے، متعدد بار رسول مصطفٰے ﷺ یہاں سے گزرے

Al-Khulees, the old name of which is "Amaj", many a times the messenger Mustafa ﷺ passed through it.

یہاں سے مکہ مکرمہ کے راستے کی طرف عموما عام طور پر لوگوں کا معمول نہ تھا، اور یہی نبی مجاہد صلی اللہ علیہ وسلم کا منصوبہ تھا۔

تین ... وادی ملل کے بائیں کنارے پر ایک زرعی علاقہ، مدینہ منورہ سے جنوب میں سڑک کے دائیں طرف ۴۵ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔

غران ... امج (الخلیص) اور عسفان کے درمیان ایک بڑی وادی جو بنولحیان کا مسکن تھی، پہلے یہ وادی کا نام تھا، اب اس وادی کی مناسبت سے شہر کا نام بھی ہے، مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ جاتے ہوئے قدیم روڈ پہ عسفان سے آگے اس کا محل وقوع ہے، جدید طرز کے عمدہ اور خوبصورت مکانات بنے ہوئے ہیں۔

امج ... آجکل اس کا نام الخلیص ہے، مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ جاتے ہوئے قدیم روڈ پہ مشہور شہر ہے، یہاں سے متعدد بار رسول صلی اللہ علیہ وسلم گزرے۔ (المعالم الجغرافیہ الواردۃ فی السیرۃ النبویہ)

مقام رجیع میں

رجیع وہی جگہ ہے جہاں واقعہ رجیع میں صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے، اس مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے، ان شہدا کیلئے رحمت و مغفرت کی دعا فرمائی، اسی دوران بنولحیان کو علم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقام کیلئے آ رہے ہیں تو انہوں نے راہ فرار اختیار کی اور پہاڑوں میں جا چھپے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مسکن میں دو دن قیام فرمایا۔ (المغازی للواقدی ذکر غزوہ بنی لحیان)

آجکل مقام رجیع کو ''الوطیۃ'' کہا جاتا ہے، مکہ مکرمہ سے جب مدینہ منورہ کی طرف جانے والے قدیم روڈ پر عسفان کو نکلیں، تو مکہ مکرمہ سے تقریباً ۶۴ کلومیٹر کے فاصلہ پر کراع الغمیم (برقا، الغمیم) کے بعد عسفان سے پہلے دائیں ہاتھ پر ''الشامیۃ'' کو راستہ جاتا ہے، لب سڑک الشامیۃ کا بورڈ بھی لگا ہے، الشامیۃ روڈ پر آگے چلتے جائیں تو بائیں ہاتھ پہ ایک کچی سڑک ''الوطیۃ'' کو جاتی ہے، تقریباً ۳ کلومیٹر آگے پہاڑ کے دامن میں یہ مقام واقع ہے، راستہ چونکہ کچا اور دشوار ہے، اس لئے کسی مقامی راہبر کی ضرورت پڑتی ہے، ہم نے بھی ایک اونٹ چرانے والے سوڈانی بھائی کو اجرت پہ ساتھ لیا، جس نے ہمیں اس مقام تک پہنچایا اور واپسی پر اونٹنی کے دودھ سے ہماری خاطر تواضع بھی کی۔

اس مقام پہ ایک گڑھا ہے، جس میں ہر وقت پانی موجود رہتا ہے، گڑھے کے قریب قریب اگر ایک فٹ تک زمین کھودی جائے تو اس سے پانی نکل آتا ہے، اس علاقے میں پانی کی کمی ہے، مگر گڑھے میں سال کے بارہ مہینے پانی، یہ بات بھی لوگوں کو حیران کرتی ہے، لوگ اپنے مویشیوں کو دور دور سے یہاں پانی پلانے لے آتے ہیں، چونکہ مویشی پانی پیتے رہتے ہیں، اس لئے یہ پانی صاف شفاف نہیں ہے کہ انسانوں کے استعمال کے قابل ہو، اس گڑھے سے کچھ فاصلہ پر ایک قدیم قبرستان اور ایک قدیم مسجد کے اثرات بھی ملتے ہیں، ہوسکتا ہے کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ نماز ادا کی ہو، یا بعد میں مقامی لوگوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے مقامِ مدفن کے قریب اپنے مُردے دفنائے اور مسجد بھی بنائی ہو، کیونکہ عام طور پہ سعودیہ میں دیکھا گیا ہے کہ جہاں کوئی صحابی، تابعی دفن ہوا، مقامی لوگوں نے بھی اپنے مُردوں کو وہیں دفنانا شروع کر دیا۔ (الرجیع نام کی ایک اور وادی بھی ہے، جس کا ذکر غزوہ خیبر میں آئے گا)

مقام رجیع (الوطیۃ) کے قریب قدیم مقبرہ

An ancient tomb near the place of Raje'ea (Al-watiya).

مقام رجیع (الوطیۃ) کے قریب قدیم مسجد

An ancient mosque near the place of Raje'ea (Al-watiya).
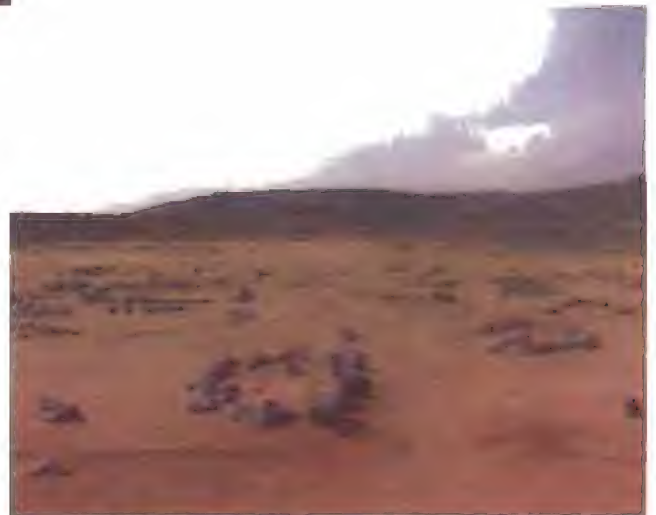
مقام رجیع (الوطیہ) جہاں دس صحابہ ؓ بے دردی سے شہید کئے گئے، آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں حاضر ہو کر شہداء کیلئے دعا فرمائی

The place of Raje'ea, where ten companions ؓ were mercilessly martyred, the Lord ﷺ came over here and prayed for the martyrs.

عسفان کو پیش قدمی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ چاہ رہے تھے کہ بنولحیان کو غفلت میں جا پکڑیں، مگر انہیں اطلاع ہوگئی، اب ان سے تو واسطہ نہ پڑا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کتنا اچھا ہو کہ ہم عسفان چلیں اور اہل مکہ دیکھ لیں کہ ہم مکہ مکرمہ تک پہنچ گئے ہیں''...... تو مکہ والوں کو ڈرانے دھمکانے کیلئے عسفان کو چل نکلے، اور پھر ابوبکر صدیق ؓ کو کچھ سواروں کے ساتھ کراع الغمیم بھیجا، وہ وہاں پہنچے، جب کوئی مقابلہ پر نہ آیا تو واپس آ گئے۔

کفار کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد و رفت کی اطلاع ملی، تو آپس میں تبصرے کرنے لگے، بعض نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو آئے تھے خبیب ؓ کو چھڑانے کیلئے، (ان دنوں ابھی تک کفار نے خبیب ؓ کو شہید نہیں کیا تھا) بعض نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ضجنان تک پہنچ گئے، اب ہم پر بھی آنے والے ہیں۔ (المغازی للواقدی ذکر غزوہ بنی لحیان)

ابواء میں والدہ ماجدہ کی قبر پہ

کچھ روایات میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس مدینہ منورہ آتے ہوئے مقام ابواء میں رکے، دائیں بائیں نگاہ ڈالی، والدہ ماجدہ کی قبر نظر آئی پانی منگوا کر وضو کیا اور پھر دو رکعت نماز ادا کی، نماز پڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے، صحابہ ؓ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر رونے لگے۔

جابر ؓ کہتے ہیں کہ ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپسی پہ "آئبون تائبون ان شاء الله لربنا حامدون" .... دعا پڑھتے ہوئے تشریف لائے''، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس غزوہ میں ۱۴ دن مدینہ منورہ سے باہر رہے۔ (السیرۃ الحلبیۃ، غزوہ بنی لحیان)

غزوۂ ذی قرد لمحہ بہ لمحہ

غابہ میں اونٹنیوں پہ حملہ

عبدالرحمٰن بن حصن فرازی نے چالیس سواروں کے ہمراہ اس چراگاہ پر چھاپا مارا، جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیاں چرتی تھیں، یہ چراگاہ غابہ میں تھی،، اونٹنیاں پکڑ کے لے گیا، اونٹنیوں کی حفاظت پر ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے متعین تھے، ان کو قتل کر دیا، ابوذر رضی اللہ عنہ کی بیوی کو بھی پکڑ کے لے گئے۔ ابن سعد رحمہ اللہ کے بقول یہ ربیع الاول ۶ ھ کا واقعہ ہے، اس کی تاریخ میں اور بھی اقوال ہیں۔

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے اطلاع پائی تو الغابہ کے ٹیلہ پر کھڑے ہوکر "یا صباحاہ" کی تین آوازیں لگائیں، جس سے تمام مدینہ گونج اٹھا، پھر ان کے تعاقب میں روانہ ہوئے، یہ بڑے تیر انداز تھے، ان کو تاک تاک کے تیر مارے، وہ اونٹنیاں اور تمیں یمنی چادریں چھوڑ کے بھاگے۔ ان کے جانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ سو یا سات سو آدمی لے کر روانہ ہوئے، تیزی سے مسافت طے کی، کچھ سواروں کو پہلے روانہ کیا، انہوں نے جا کر ان سے مقابلہ کیا، مشرکین سے دو آدمی واصل جہنم ہوئے، ایک صحابی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، مشرکین شکست کھا کر بھاگ گئے۔ (السیرۃ لابن ہشام، ذکر غزوہ ذی قرد)

الغابہ، جہاں صدقات کے جانور چرتے تھے

Al-Ghaba, where sacrificial animals graze

غابہ: یہ جگہ مدینہ منورہ سے شمال کی طرف مسجد نبوی سے تقریباً ۱۲ کلومیٹر کے فاصلہ پر اُحد پہاڑ کی مغربی جانب ہے، یہاں گھنے درخت ہیں، چونکہ تمام وادیوں کا پانی مدینہ منورہ سے گزر کر یہاں جمع ہو جاتا ہے، اب وہاں ایک ڈیم بنا دیا گیا ہے، تاکہ اس پانی سے استفادہ کیا جا سکے، آجکل یہ

جگہ "الخلیل" کہلاتی ہے، کافی آباد علاقہ ہے، احد پہاڑ سے آگے جب مرکز الخلیل کے بورڈ آئیں تو اس علاقے کی نشاندہی کی طرف اشارے کیے گئے ہیں، سڑک پر آگے جا کے مسجد الخلیل (مسجد زین العابدین) ہے، اہم جگہ ہے، کھجوروں کے کافی باغات اور تفریح گاہیں ہیں، ان تفریح گاہوں میں بچوں کے کھیل کے جھولے وغیرہ ہیں، اہل مدینہ سیر و تفریح کے لیے اپنے بچوں کے ساتھ یہاں گھومنے پھرنے آتے رہتے ہیں۔ غابہ کی مناسبت سے اس غزوہ کو غزوہ غابہ بھی کہا جاتا ہے۔

الغابہ کا وہ مقام، جہاں وادی عقیق اور بطحان آکر ملتے ہیں

The particular place of Al-Ghaba, where the valleys of Aqeeq and But'haan merge.

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر اسی جنگل کی لکڑی سے بنایا گیا تھا۔
- ابو حارثہ نے کہا:۔

یا رسول اللہ! یہ (غابہ) ہمارے مویشیوں کی چراگاہ ہے، ہماری عورتوں کی تفریح گاہ ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو یہاں درخت کاٹے تو اس کی جگہ ایک اور درخت لگائے، یوں غابہ میں درخت ہی درخت ہو گئے، آج بھی بہت خوبصورت اور شاداب علاقہ ہے۔ (تاریخ مدینہ منورہ از ڈاکٹر شیخ محمد الیاس ص ۱۲۹، معجم البلدان ۲، الغابہ)

بیسان چشمہ پر گزر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کنویں پر گزرے، اس کا نام پوچھا، لوگوں نے بتایا "بیسان" جس کے معنی ہیں تلخ یعنی نمکین، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام تبدیل کر کے "نعمان" یعنی طیب، پاکیزہ رکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس کا پانی بھی طیب پاکیزہ کر دیا، طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے یہ کنواں خرید کر صدقہ کر دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ما انت طلحة الا فیاض) طلحہ! تم تو بڑے سخی ہو، اسی وجہ سے طلحہ [illegible] فیاض کہا جاتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ طلحہ رضی اللہ عنہ نے یوم ذی قرد میں کنواں خریدا (یعنی خریدا) اور اونٹ بھی ذبح کیے یعنی لوگوں کو کھلایا بھی اور پلایا بھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو "فیاض" فرمایا۔

بیسان: ایک تو اسی کنویں کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے خیبر کے راستے میں تھا اور بلاد شام میں ایک شہر کا نام بھی بیسان ہے۔ ([illegible]
[illegible])

لیا تا کہ مشرکین کو غصہ دلائیں۔ (مسند احمد، مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

مسلمانوں نے صرف ایک ایک تلوار ساتھ لی جو عرب کے معروف قاعدہ کے مطابق ہر زائر کو لے جانے کی اجازت تھی، مسلمانوں کی تعداد تقریباً ۱۴۰۰ تھی (ایک روایت میں ۱۵۰۰) ... لبیک لبیک کی صدائیں لگاتا ہوا یہ قافلہ مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوگیا، کفار مکہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی جنگیں ہو چکی تھیں، اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ انہی لوگوں کے گھروں کی طرف جا رہے تھے، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خون کے پیاسے تھے، اس لئے اس پُر خطر سفر پر پورے عرب کی نظریں مرکوز ہوگئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کے مزاج کا خوب علم تھا، اس لئے حالات سے واقفیت کیلئے بسر بن سفیان رضی اللہ عنہ کو جاسوس بنا کر بھیج دیا، یہ اگرچہ مسلمان ہو گئے تھے مگر ان کے قبول اسلام کی قریش کو اطلاع نہ تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش تھی کہ مختلف قبائل والے لوگ بھی ساتھ چلیں، مگر بہت سوں نے بہانے کر کے اپنے آپ کو پیچھے کر لیا، کچھ نے تبصرہ بھی کیا کہ مسلمان عجیب ہیں، ان کے گھروں میں جا رہے ہیں جن کے درجنوں آدمی انہوں نے مار دئے، اور جا رہے بھی بغیر اسلحہ کے ہیں، لگتا ایسا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم زندہ بچ کر نہیں آئیں گے۔ (المغازی للواقدی، سبل الہدی والرشاد، ذکر غزوۃ الحدیبیۃ)

روحاء میں قبیلہ بنونھد کو اسلام کی دعوت

روحاء میں قبیلہ بنونہد کے کچھ لوگ ملے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اسلام کی دعوت دی، مگر انہوں نے قبول نہ کی، پھر انہوں نے اپنے جانوروں کا دودھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیۃً پیش کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ((لا اقبل ھدیۃ مشرک)) میں کسی مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کرتا۔ (المغازی للواقدی، سبل الہدی والرشاد، ذکر غزوۃ الحدیبیۃ)

انگلیوں سے پانی کا چشمہ

سفر کے دوران ایک جگہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے، پانی کی قلت کی شکایت کی، کہا کہ صرف اسی برتن میں پانی ہے جو آپ کے پاس ہے، باقی نہ وضو کیلئے پانی ہے نہ پینے کیلئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس برتن میں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا، اپنا ہاتھ رکھا، اسی وقت انگلیوں سے پانی کے چشمے پھوٹ پڑے۔ (صحیح البخاری، باب علامات النبوۃ فی الاسلام)

شیخ ابونعیم رحمہ اللہ نے کتاب حلیہ میں لکھا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ ''پتھر سے پانی نکلنا'' سے یہ انگلیوں سے پانی نکلنا زیادہ حیرت انگیز ہے، کیونکہ پتھروں سے عموماً پہاڑی علاقوں میں چشمے نکلتے ہی رہتے ہیں، مگر جسم انسانی، گوشت سے پانی کے چشمے پھوٹنا انتہائی حیران کن بات ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہماری تعداد ۱۵۰۰ تھی، سب کیلئے پانی کافی ہوگیا، اگر ہم ایک لاکھ ہوتے تو بھی پانی ہمیں کافی ہوتا۔ (السیرۃ الحلبیۃ، ذکر غزوۃ الحدیبیۃ) ...... بقول امام قرطبی رحمہ اللہ کے ''انگلیوں سے پانی کے چشمے نکلنا'' اس معجزہ کا ظہور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعدد روایات اور متعدد مقامات پر ثابت ہے، اس قسم کا معجزہ کسی اور نبی سے ثابت نہیں۔ (عمدۃ القاری، باب علامات النبوۃ)

ابواء میں مختلف واقعات

مقام ابواء میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے، قیام کیا، یہاں کئی واقعات پیش آئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ کی قبر پر حاضر ہوئے، خود بھی روئے اور دوسروں کو بھی رلایا۔ (شرح السنۃ للامام البغوی رحمہ اللہ الحدیث ۱۵۵۴)

ناجیہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا: ''یارسول اللہ! ایک قربانی قریب الہلاک ہے''۔۔۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کو ذبح کرو، اس کا قلادہ (قربانی کے گلے میں جو پٹا ڈالا جاتا ہے) خون میں رنگین کر کے اس پر ڈال دو، خود بھی نہ کھاؤ، ساتھی بھی نہ کھائیں، غریب لوگ آکر کھالیں گے''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے نکلے، تو کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم نے احرام نہیں باندھا تھا، وہ کسی اور سمت کی طرف نکلے تھے، ان میں ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بھی تھے، انہوں نے ایک گورخر دیکھا، اس کے شکار کا ارادہ کیا، ساتھیوں سے کہا میری مدد کرو، مگر ساتھیوں نے مدد نہ کی، (کیونکہ وہ احرام میں تھے) ابوقتادہ رضی اللہ عنہ خود ہی گورخر کا شکار کیا، خود بھی کھایا اور ساتھیوں کو بھی کھلایا۔ (صحیح البخاری، باب جزاء الصید)

۔۔۔ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ابواء میں ہانڈی کے نیچے آگ جلا رہا تھا، جوئیں میرے ماتھے پہ گر رہی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''ان سے تمہیں تکلیف ہو رہی ہے؟'' میں نے کہا: جی، یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چلو تم حلق کرالو، اور پھر اس کا کفارہ دے دینا''۔ (کیونکہ احرام کی حالت میں بال کاٹنے کی اجازت نہیں)۔ (صحیح البخاری، ذکر غزوۃ الحدیبیۃ)

۔۔۔ ابواء یا ودان میں صعب بن جثامۃ رضی اللہ عنہ نے ایک گورخر تحفہ دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واپس کر دیا، جب ان کے چہرے پہ ناگواری کے اثرات دیکھے کہ میرا تحفہ واپس کر دیا تو اسے فرمایا: ''ہم نے یہ گورخر اس لئے واپس کیا کہ ہم احرام میں ہیں''۔ (صحیح البخاری اذا اھدی للمحرم حمارا وحشیا حیا لم یقبل) اکثر حضرات کہتے ہیں کہ حدیبیہ کا واقعہ ہے، علامہ کحلانی رحمہ اللہ سبل السلام میں فرماتے ہیں یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔

ایماء بن رحضہ الغفاری رضی اللہ عنہ نے سو بکریاں اور دودھ والی کچھ اونٹنیاں تحفہ میں بھیجیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحفہ قبول فرمایا، دودھ نوش فرمایا اور بکریاں اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم میں تقسیم کیں، ان کے لئے دعا کی: ((بارک اللہ فیکم))۔ (سبل الہدی والرشاد، ذکر غزوۃ الحدیبیۃ)

ودان میں کچھ دیہاتیوں کا تحفہ

بعض دیہاتیوں نے ودان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھیرا اور مزید کچھ ہدیہ دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ بہت پسند آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کچھ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھی بھیجا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے مزے سے دیہاتی کا لایا ہوا یہ ہدیہ کھا رہے تھے تاکہ اس کی حوصلہ افزائی ہو۔ (المغازی للواقدی، ذکر غزوۃ الحدیبیۃ)

جحفہ میں خطبہ

جحفہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درخت کے نیچے قیام فرمایا، اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو خطبہ دیا۔

جحفہ۔۔۔ یہ اہل شام، مصر اور اس طرف سے آنے والوں کی میقات ہے، مسجد حرام سے شمال مغرب کی طرف ۱۸۷ کلومیٹر پر واقع ہے، یہاں مسجد میقات ہے جہاں سے حجاج وزائرین احرام باندھتے ہیں۔

جحفہ وہی جگہ ہے جس کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعا کی تھی: ''اے اللہ! مدینہ منورہ کے بخار کو جحفہ منتقل کر دے''۔۔۔ اور پھر ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک عورت پراگندہ بکھرے بالوں والی مدینہ منورہ سے نکلی اور مھیعۃ (جحفہ کا نام) چلی گئی، میں نے اس کی یہی تاویل کی کہ بخار وہاں منتقل ہو گیا''۔ (صحیح البخاری، کتاب التعبیر، المرأۃ السوداء)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہلاکت ہے قریش کیلئے، کھا گئی ان کو جنگ، ان کا کیا بگڑتا، اگر وہ مجھے اور دوسرے عربوں کو لڑنے کیلئے چھوڑ دیں، اگر وہ غالب آجاتے تو قریش کو بھی یہی مطلوب ہے، اور اگر مجھے اللہ تعالیٰ غلبہ دے دیں تو یہ بڑی تعداد میں اسلام قبول کرتے" ۔ پھر فرمایا: "قریش نے غلط سوچا، خدا کی قسم! میں جہاد کرتا رہوں گا اس نظام کیلئے جس کیلئے مجھے بھیجا گیا ہے"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا، سب نے بڑے پرجوش انداز میں آگے چلنے کا مشورہ دیا۔ (البدایہ والنہایہ ۔ المغازی للواقدی، ذکر غزوۃ الحدیبیہ)

غدیر اشطاط: عسفان سے جب مکہ مکرمہ کی طرف چلیں تو دو میل کے فاصلے پر دائیں جانب ایک جگہ کا نام ہے، وہاں کبھی پانی جمع ہو جاتا ہے، اس لئے اسے غدیر (کنواں) کہتے ہیں۔

راستہ کی تبدیلی

یہ بھی معلوم ہوا کہ خالد بن الولید (جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) ۲۰۰ سواروں کو لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ روکنے کیلئے کراع الغمیم تک پہنچ گئے ہیں، خالد کے آنے کی خبر سنتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کون ہے جو ہمیں اس راستے سے ہٹ کر لے جائے جس راستے پر یہ نہ ہوں"۔ قبیلہ اسلم کے ایک آدمی نے کہا میں لے جاؤں گا، وہ سب کو وحشت ناک پتھریلے راستے سے لے گئے، یہ راستہ پہاڑیوں کے درمیان سے گزرتا تھا، مسلمانوں کیلئے یہ راستہ بڑا دشوار گزار اور مشکل تھا، جب ایک ہموار زمین پر پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو حکم دیا کہ پڑھو ((نستغفر الله ونتوب الیہ))، لوگوں نے دعا پڑھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ وہی ایک مرحلہ تھا کہ بنی اسرائیل سے کہا گیا تھا کہ تم ایسی ہی دعا پڑھو مگر انہوں نے انکار کر دیا"۔

جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو ثنیۃ المرار گھاٹی پر چڑھے گا، اس کے گناہ اس طرح گر جائیں گے، جس طرح بنی اسرائیل سے ان کے گناہ ختم ہو گئے تھے"۔ سب سے پہلے اس پر بنو خزرج کے شاہسوار چڑھے تھے، پھر یکے بعد دیگرے دوسرے لوگ بھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم سب کے سب بخش دیئے گئے ہو سوائے سرخ اونٹ والے آدمی کے"، جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم اس سرخ اونٹ والے کے پاس گئے، اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ تاکہ وہ تمہاری مغفرت کا اعلان کریں، اس نے کہا مجھے اپنی گمشدہ چیز کی تلاش میں لگے رہنا تمہارے ساتھی کی مغفرت سے زیادہ پسند ہے۔ (الصحیح لمسلم، صفات المنافقین)

یہ شخص منافق تھا اس کا نام جد بن قیس تھا، یہ بیعت رضوان سے بھی پیچھے رہا، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مغفرت کی بشارت سے مستثنیٰ فرمایا۔ یوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم راستہ بدل کر حدیبیہ جا پہنچے، خالد کراع الغمیم میں انتظار کرتے ہی رہ گئے۔

قریش کے تو گمان میں بھی نہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یوں دوسرے دشوار گزار راستے سے اپنا قافلہ لے کر پہنچ جائیں گے، وہ تو عام معروف راستے پر دفاع میں جمع تھے اور منتظر تھے، اب اطلاع ملتے ہی قریش اور ان کے سوار سب کے سب فوراً حدیبیہ کی طرف تیزی سے لوٹے۔

ثنیۃ المرار میں اونٹنی کا بیٹھ جانا

حدیبیہ سے پہلے ثنیۃ المرار (ایک ٹیلہ کا نام) میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی بیٹھ گئی، لوگوں نے "حل حل" کہہ کر اونٹنی کو اٹھانا چاہا، مگر وہ نہ

اٹھی تو کہنے لگے "خلات القصواء، خلات القصواء" اونٹنی بیٹھ گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ اس کی عادت نہیں ہے مگر اس کو اللہ عزوجل نے روکا ہے، جس نے ہاتھی کو مکہ سے روکا تھا" ...... اس کے بعد فرمایا: "قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، قریش مجھ سے اگر ایسے امر کی درخواست کریں گے، جس میں شعائر اللہ کی تعظیم ہوتی ہو تو میں ضرور اس کو منظور کروں گا" ...... یہ کہہ کر اونٹنی کو کوچا دیا، وہ فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔ (المعجم الکبیر، ذکر من اسمہ مسور)

ثنیۃ المرار ...... جب آپ حدیبیہ میں کھڑے ہو جائیں تو سیدھا شمال کی طرف دو پہاڑ دیکھیں گے اپنے اور وادی فاطمہ کے درمیان، ان کے درمیان ایک کشادہ راستہ ہے، آجکل اس کو "فج الکریمی" کہا جاتا ہے۔ (المعالم الجغرافیۃ الواردۃ فی السیرۃ النبویۃ)

حدیبیہ کا قدیم کنواں

The ancient well of Hudaibiya.

حدیبیہ (شمیسی)

حدیبیہ مکہ مکرمہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے، ویسے تو یہ بھی ایک مقام کی حیثیت ہی سے پہچانا جاتا تھا، مگر جب ۶ ھ میں نبی مجاہد صلی اللہ علیہ وسلم کی یہاں آمد ہوئی تو یہ اسلامی تاریخ کا انتہائی اہم حصہ بن گیا، قدیم روڈ جو جدہ سے مکہ مکرمہ کی طرف آتا ہے، وہ حدیبیہ سے ہو کر ہی آتا ہے، اب بھی وہ سڑک باقی ہے مگر آمد و رفت کیلئے اب خط سریع (جدید روڈ) استعمال ہوتا ہے، اسی کے ذریعے حجاج و زائرین جدہ سے مکہ مکرمہ تک پہنچتے ہیں، حدیبیہ کے قریب ہی حرم کی حدود شروع ہو جاتی ہیں، جن کی تعیین کرنے کیلئے علامتی نشانات بھی لگائے گئے ہیں، مکہ مکرمہ سے شمال مغربی جانب تقریباً ۲۰

کلومیٹر کے فاصلے پر حدیبیہ ایک کنویں کا نام تھا، اسی مناسبت سے اس سے متصل آبادی کو بھی حدیبیہ کہا جانے لگا، آجکل یہ جگہ شمیسی کے نام سے مشہور ہے، جبل الشمیس نامی پہاڑ کی وجہ سے یا شمیس نامی کنویں کی وجہ سے، پہلے یہ جگہ مکہ مکرمہ شہر سے باہر تھی، مگر آجکل شہر کی آبادی وسیع ہونے کی وجہ سے یہ مکہ مکرمہ کا ہی ایک حصہ بن گیا ہے، حدیبیہ کا کچھ حصہ حرم میں اور کچھ حصہ حرم سے باہر ہے، ۶ھ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام تو حل والی جگہ میں تھا مگر نمازیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم حدود حرم میں آ کے ادا فرماتے، کیونکہ حدود حرم میں ایک نماز ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔ (جزیرۃ العرب ص ۲۳۶، سبل الہدی والرشاد، ذکر غزوۃ الحدیبیۃ)

حدیبیہ میں معجزہ رسول ﷺ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم عین حرم کے سامنے حدیبیہ کے قریب پہنچ گئے، صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس وادی میں قیام کرنے کا حکم دیا، گرمی کا موسم تھا، پیاس کی شدت اور پانی کی قلت تھی، گڑھے میں جو تھوڑا بہت پانی تھا صحابہ رضی اللہ عنہم نے نکال لیا، پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے آ کر عرض کیا: یا رسول اللہ! پانی ختم ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ترکش سے تیر نکال کر دیا کہ اس گڑھے میں گاڑھ دیا جائے، اسی وقت پانی نے اس قدر جوش مارا کہ تمام لشکر سیراب ہو گیا۔ (السیرۃ الحلبیۃ، ذکر غزوۃ الحدیبیۃ)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ حدیبیہ میں ایک کنواں تھا، اس میں پانی تھوڑا تھا صحابہ رضی اللہ عنہم نے پانی نکال لیا، اب پانی ختم ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی، کنویں کے پاس تشریف لائے اور کنارے پہ بیٹھ گئے، برتن منگوایا، اس میں وضو کیا کلی کی، پھر فرمایا: ''برتن کا پانی کنویں میں ڈال دو''، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اس کنویں میں نہر کی طرح وافر پانی جمع ہو گیا۔ (صحیح البخاری علامات النبوۃ فی الاسلام)

مسجد حدیبیہ سے آگے دائیں جانب تقریباً نصف کلومیٹر کے فاصلے پہ حدیبیہ کا ایک قدیم کنواں ہے، جس کی زیارت کیلئے بہت سے عشاق یہاں پہنچتے ہیں، مسجد شمیسی سے چھوٹی سی سڑک جاتی ہے، پھر آگے جا کے کچا راستہ ہے، گاڑی تھوڑی دور کھڑی کر کے درختوں کے بیچ سے ہوتے ہوئے ہم بھی اس کنویں تک پہنچے، آجکل اس کنویں میں پانی نہیں ہے، کنواں قدیم طرز کا پتھروں کا بنا ہوا ہے، اس کی ساخت بتاتی ہے کہ یہ صدیوں پرانا کنواں ہے، یہاں کے بعض علماء کرام سے سنا ہے کہ یہ کنواں قدیم ضرور ہے، مگر یہ وہ کنواں نہیں ہے، جس میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ظاہر ہوا تھا، وہ کنواں کافی عرصہ پہلے دفن کر دیا گیا ہے۔

حدیبیہ کے مختلف واقعات

- قبیلہ خزاعہ کے عمرو بن سالم اور بسر بن سفیان نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بکریاں اور اونٹ پیش کیے، اسی طرح عمرو بن سالم نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو بھی کچھ جانور ہدیہ میں دئے، وہ سعد رضی اللہ عنہ کے دوست تھے، سعد رضی اللہ عنہ بھی وہ جانور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے اور بتایا کہ عمرو نے ہدیہ بھیجا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کیلئے دعا کی، اونٹوں کو نحر کیا، اور بکریاں صحابہ رضی اللہ عنہم میں تقسیم فرما دیں۔ قبیلہ خزاعہ کے لوگ اگرچہ اس وقت تک مشرف با اسلام نہ ہوئے تھے، مگر ہمیشہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیف اور خیر خواہ رہے۔ (المغازی للواقدی، غزوۃ الحدیبیۃ)
- حدیبیہ کے قیام کے دوران بارش ہوئی، زمین خوب گیلی ہو گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے اپنے ٹھکانوں میں نماز پڑھ لو''۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ، باب ما رخص فیہ من ترک الجماعۃ)

رات کو بارش ہوئی، صبح کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھا کے صحابہ سے پوچھا: ''جانتے ہو تمہارے رب نے کیا کہا؟'' صحابہ نے کہا، اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، فرمایا: ''تمہارے رب نے فرمایا: میرے بندوں میں کچھ نے مومن ہو کر صبح کی ہے اور کچھ نے کافر ہو کر، جس نے یہ کہا اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے بارش ہوئی، اس نے ستاروں کی تاثیر کا انکار کیا وہ مجھ پر ایمان لانے والا ہے، اور جس نے کہا، فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی ہے وہ مجھ سے انکار کرنے والا اور ستاروں پر ایمان لانے والا ہے''۔ (سنن ابی داؤد، باب فی النجوم)

بیعتِ رضوان

حدیبیہ میں قیام کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خراش بن امیہ الخزاعی کو مکہ والوں کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ ان سے کہو ہم صرف زیارت بیت اللہ کیلئے آئے ہیں، جنگ کیلئے نہیں، اہلِ مکہ نے ان کے اونٹ کو ذبح کر ڈالا، یہ خود بمشکل اپنی جان بچا کے واپس آئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر کو بھیجنا چاہا بات چیت کیلئے، مگر انہوں نے معذرت کی، اور کہا کہ آپ جانتے ہیں مکہ والوں کو مجھ سے کس قدر دشمنی ہے اور میرے قبیلے کا کوئی آدمی وہاں ہے بھی نہیں جو مجھے بچا سکے، عثمان کو بھیجا جائے، ان کی مکہ مکرمہ میں بہت رشتہ داریاں ہیں، چنانچہ عثمان اپنے ایک عزیز ابان بن سعید کی پناہ میں مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچایا، مکہ والوں نے صاف کہہ دیا کہ اس سال تو مکہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ملے گی، عثمان سے کہا: تم اگر طواف کرنا چاہو تو کر سکتے ہو، عثمان نے کہا: ''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر طواف نہیں کروں گا''۔

عثمان کی تاخیر کی وجہ سے ادھر مسلمانوں میں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ عثمان شہید کر دیے گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے بہت صدمہ ہوا، اور فرمایا: ''جب تک میں ان سے بدلہ نہ لوں یہاں سے حرکت نہیں کروں گا'' کیکر کے درخت کے نیچے صحابہ سے بیعت لی، تمام صحابہ کی طرف سے بیعت سے فراغت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ پر رکھ کر فرمایا: ''یہ بیعت عثمان کی طرف سے ہے''۔ اس بیعت کو بیعت رضوان کہتے ہیں، اس کا تذکرہ اس آیت میں ہے ﴿لقد رضی اللّٰہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ﴾ (سورۃ الفتح آیت ۱۸)

بعد میں پتا چلا کہ یہ خبر غلط ہے، ادھر سے قریش کو اس بیعت کی اطلاع ملی تو اللہ تعالی نے ان پہ رعب ڈال دیا اور صلح کیلئے تیار ہو گئے، دونوں طرف سے سفیروں کی آمد و رفت شروع ہوئی اور معاملہ صلح کے ساتھ ختم ہو گیا، صلح جن شرائط پر ہوئی، ان کی تفصیل کتب سیرت میں موجود ہے، بظاہر صلح کافروں کے حق میں تھی مگر حقیقۃً ان شرائط میں مسلمانوں کیلئے فائدہ تھا، یہ مسلمانوں کی بہت بڑی فتح تھی، کہ مشرکین نے مسلمانوں کا وجود تسلیم کر لیا، کچھ صحابہ کو اس پہ بظاہر شبہات تھے مگر اللہ تعالی نے شرح صدر فرما کر ان کے سینوں کو بھی مطمئن کر دیا۔ (البدایۃ والنہایۃ، سبل الہدیٰ والرشاد، غزوۃ الحدیبیۃ)

مسجد بیعت الرضوان

اس جہادی بیعت کی یادگار کے طور پر حدیبیہ میں ایک مسجد بنائی گئی، جو ''مسجد الرضوان'' کے نام سے مشہور ہوئی، مشہور مورخ ابراہیم رفعت باشا لکھتے ہیں: ''ھذا المسجد موضع الشجرۃ التی بایع عندھا الناس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیعۃ الرضوان'' یہ مسجد اس درخت کی جگہ بنائی گئی ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر صحابہ نے بیعت رضوان کی تھی۔ (مرآۃ الحرمین ۱۔۲۸ ابراہیم رفعت باشا الرحلۃ الاولیٰ ۱۳۱۸ھ)

دکتور محمد حسین ہیکل جنہوں نے 1938ء میں حدیبیہ کی زیارت کی تھی، لکھتے ہیں کہ ''حدیبیہ میں مربع شکل کی ایک مسجد ہے جس کا نصف حصہ

مسقف (چھت) اور نصف غیر مسقف ہے، اس کے محراب پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے "[هذا مسجد بيعة الرضوان، ماثرة من ماثر حبيب المنان عمره الفقير الى رحمة الرحمن المغفور له السلطان محمود خان عام ۱۲۵۴ھ]"

حدیبیہ کی قدیم مسجد، جو ۱۲۵۴ھ میں بنی تھی

The ancient Masjid-e-Hudaibiya (Construction of 1254 AH.)

اس زمانے کے لحاظ سے یہ مضبوط ترین مسجد تھی، مضبوط پتھر استعمال ہوئے، پھر زمانہ میں جدت آئی تو وہ مسجد منہدم کر دی گئی، اس کے بدلے میں قریب ہی میں ایک دوسری مسجد بنائی گئی، البتہ قدیم مسجد کے بقایا اثرات کو بھی قبلہ کی جانب رہنے دیا گیا، سعودی دور حکومت میں اس مسجد کو شہید کر کے بہت ہی شاندار طریقے سے جدید طرز کی خوبصورت مسجد بنائی گئی، جس کی زیارت کیلئے آجکل عشاق پہنچتے ہیں، جہاں اس وقت مسجد حدیبیہ (مسجد شمیسی) ہے وہاں سے مکہ کی طرف تقریباً ۸۰۰ میٹر کے فاصلے پہ صلح حدیبیہ کا تاریخی معاہدہ ہوا تھا۔ (الاراضی المقدسة فی ظلال الصور، فی رحاب البیت العتیق، مولفہ ڈاکٹر زکی الدین احمد امام، مکتبہ ...)

مسجد حدیبیہ (مسجد بیعت الرضوان) کی قدیم عمارت

The ancient building of Masjid-e-Hudaibiya (Masjid Baytur-Ridhwaan).

شجرہ رضوان

معقل بن یسار رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخت کی ٹہنیاں ہٹا رہے تھے، اور لوگ درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے، اس درخت کو بیعت رضوان کے بعد "شجرہ رضوان" کہا جانے لگا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ کچھ لوگ اس درخت کی حد سے زیادہ تعظیم کرنے لگے ہیں، اور اس کے پاس پہنچ کر نماز پڑھتے ہیں، تو اس درخت کے کاٹنے کا حکم دیا کہ لوگ کہیں اس کی وجہ سے فتنہ میں مبتلا نہ ہوں، یہ درخت حدیبیہ کے کنویں کے قریب تھا۔

مسیب بن حزن کا بیان ہے کہ اس درخت کو ہم دوسرے سال ہی بھول گئے، لیکن حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو برسوں کے بعد بھی یاد تھا، اخیر عمر میں نابینا ہو گئے تھے، ایک بار کہنے لگے: آج آنکھیں ہوتیں تو تمہیں وہ جگہ دکھلا دیتا۔ (صحیح البخاری مع فتح الباری ذکر الحدیبیة)

شمیسی، حدیبیہ کے قریب مختلف زمانوں میں لگائے گئے حدود حرم کے نشانات

The boundary marks of Haram (God's house), near Hudaibiya.

حدود حرم کے جدید نشانات (تصویر 2012)

New boundary marks of Haram (God's house) (Picture 2012)

عسفان شہر کا ایک منظر، اس سرزمین سے آقا ﷺ کا کئی بار گزر ہوا

A scene of the city Asfaan. The Lord ﷺ passed through this place many times.

عسفان میں معجزہ رسول ﷺ

تقریباً بیس دن قیام کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کو روانہ ہوگئے، وادی فاطمہ سے ہوتے ہوئے عسفان پہنچے، صحابہ ؓ بھوک سے بے تاب تھے، کچھ حضرات نے کہا کہ اونٹ ذبح کرلئے جائیں، عمر ؓ نے کہا: ''یا رسول اللہ! ایسا نہ کیجئے، کل کسی جنگ میں ہمیں بھوکے پیٹ اور پیدل لڑنا پڑے تو کیا ہوگا؟ آپ کی رائے ہوتو سب سے کہیں کہ جس کسی کے پاس جو کچھ ہے سب لے آئیں، پھر آپ برکت کی دعا کریں'' ۔۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، چادروں پر جو تھوڑا بہت کھانا تھا، سب جمع کیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے وہ کھانا ۱۴۰۰ صحابہ کو پورا بھی ہوگیا اور بچ بھی گیا، صحابہ ؓ نے کھانے سے اپنے اپنے برتن بھر لئے۔ (المغازی للواقدی، السیرۃ الحلبیۃ، ذکر غزوۃ الحدیبیۃ)

عسفان ۔۔۔ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ کے درمیان ایک مشہور شہر ہے، مکہ مکرمہ سے تقریباً ۱۰۰ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے، میٹھے چشموں کی جگہ ہے، عسفان کا ذکر بکثرت حدیث میں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام سے متعدد بار گزرے ہیں، یہاں ایک تاریخی کنواں ہے جو بئر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے مشہور ہے، اس کا تذکرہ فتح مکہ کے سفر میں آئے گا۔

فتح مبین

مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم حدیبیہ سے آتے ہوئے کراع الغمیم پہنچے، کچھ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب دوڑے جا رہے تھے، ایک دوسرے سے پوچھنے لگے، تو بتایا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہ وحی آئی ہے ﴿اِنَّا فَتَحۡنَا لَکَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا﴾ (سورۃ الفتح آیت ۱) کچھ لوگوں نے پوچھا: ''یہ فتح ہے؟'' ... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس اللہ کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے، یہ فتح ہے''۔ (المستدرک علی الصحیحین رقم الحدیث ۳۷۱۱)

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دورانِ سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، میں نے کوئی بات پوچھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہ دیا، پھر پوچھا، پھر کوئی جواب نہ دیا، تیسری بار پوچھا، پھر بھی کوئی جواب نہ دیا، عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں خود کو ملامت کرنے لگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جواب نہیں دے رہے اور تم بار بار سوال کر رہے ہو، میں ڈرا کہ کہیں میرے بارے میں کوئی وحی تو نہیں آئی، وہاں سے سواری کو تیز چلا کے آگے پہنچ گیا، بعد میں کسی نے چیخ کے مجھے آواز دی، مجھے اب تو یقین ہو گیا کہ ضرور میرے بارے میں کچھ نازل ہو ہی گیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، سلام کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں وحی میں مشغول تھا، مجھ پہ ایک سورت نازل ہوئی ہے، جو ساری دنیا کی چیزوں سے مجھے زیادہ پسند ہے'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاوت فرمائی ﴿اِنَّا فَتَحۡنَا لَکَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا﴾ (سورۃ الفتح آیت ۱) (موطا امام مالک، باب ما جاء فی القرآن)

اس واقعہ کو فتح مبین کہا گیا ہے، کیونکہ یہ آگے کی کئی فتوحات کا سبب بنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صلح کے بعد مختلف ممالک کے بادشاہوں کو خطوط لکھے، یوں اسلام کی دعوت ملک عرب سے نکل کر دوسرے ممالک میں جا پہنچی۔

السقیا میں نزول

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، ہم السقیا میں پہنچے، پانی موجود نہ تھا، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی زبان سے نکلا: ''کاش! کوئی ہمارے لئے پانی کا انتظام کرتا''، میں اور چند انصاری پانی کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے، ۲۳ میل چل کر اثایہ میں پانی ملا، وہاں سے مشکوں میں بھر کر لائے، عشاء کے بعد دیکھا کہ ایک شخص اونٹ پہ سوار حوض کی طرف جا رہا ہے، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تھے، میں نے آگے بڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہار تھام لی، اونٹنی کو بٹھایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتر کر نماز پڑھی، میں بھی نماز میں شریک ہوا۔ (مسند احمد، مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ رقم الحدیث ۱۴۵۳۳)

لیلۃ التعریس کا واقعہ

حدیبیہ سے واپسی میں ایک جگہ پر رات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام اصحاب رضی اللہ عنہم سوتے رہے، جس صحابی کو چوکیداری پر اور نماز فجر کیلئے جگانے پر مقرر کیا گیا تھا، وہ بھی سو گئے، سورج طلوع ہوا تو جاگے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب رضی اللہ عنہم نے نماز فجر ادا کی۔

بیہقی کی ایک روایت میں یہ سفر حدیبیہ سے واپسی کا واقعہ ہے اور دوسری روایت میں غزوہ تبوک سے واپسی کا ہے، مصنف ابن شیبہ میں بھی سفر حدیبیہ سے واپسی کا یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے، علامہ محمد بن یوسف الشامی لکھتے ہیں، ہو سکتا ہے کہ اس قسم کا واقعہ متعدد بار پیش آیا ہو۔ (سبل الہدیٰ والرشاد، غزوۃ الحدیبیۃ)

غزوۂ خیبر لمحہ بہ لمحہ

حدیبیہ سے واپسی پر سورۂ فتح نازل ہوئی تو اس میں بہت سی مستقبل کی فتوحات کی بشارت تھی، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ ہی دن بعد حکم ہوا کہ خیبر پر چڑھائی کریں، کیونکہ خیبر کے غدار یہودی جنگ احزاب میں کفارِ مکہ کو لے کر مدینہ منورہ پہ حملہ آور ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح کی بشارت بھی سنا دی گئی، اس کے ساتھ ساتھ حکم ہوا کہ بشارت کی خبر سن کر منافقین بھی جانے کی کوشش کریں گے غنیمت کی لالچ میں، مگر ان کو ساتھ نہیں لے جانا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اخیر محرم الحرام ۷ھ میں ۱۴۰۰ پیادہ اور ۲۰۰ سواروں کا ایک لشکر لے کر خیبر کی طرف چل نکلے۔ ازواج مطہرات میں سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی ساتھ تھیں، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میرے لئے کوئی خادم تلاش کرو، انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو پیش کیا (جو پہلے بھی ہر وقت خدمت میں لگے رہتے تھے) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، دورانِ سفر میں نے اکثر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا "اللھم انی اعوذبک من الھم و الحزن والعجز والکسل والبخل والجبن وضلع الدین وغلبة الرجال"۔ (السیرۃ الحلبیۃ، ذکر غزوۃ خیبر)

سفرِ خیبر کی منزلیں

ابن اسحاق رحمہ اللہ کے بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کو نکلے تو عصر پہاڑ کے راستے سے چلے، جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ایک مسجد بنائی گئی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم صہباء پہنچے، اس کے بعد وادی رجیع میں پڑاؤ ڈالا، یہ خیبر اور غطفان کے درمیان تھی، مقصد یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غطفان اور اہل خیبر کے درمیان حائل ہو جائیں، اور غطفان والے اہل خیبر کی مدد کو نہ آسکیں، غطفانیوں نے اہل خیبر کی مدد کو آنے کیلئے سفر شروع کیا مگر ایک ہی منزل چلے تھے کہ ان میں آپس میں پھوٹ پڑ گئی اور وہ الٹے پاؤں واپس پلٹ گئے۔ واقدی رحمہ اللہ نے یہ مقامات بھی ذکر کئے ہیں ثنیۃ الوداع زغابہ نقمی۔

نقمی مدینہ منورہ کے اطراف میں ایک وادی، آجکل اس کا نام "وادی النقمی" ہے، احد کے قریب، اس میں جبل ثور ہے، اسی جگہ پہ آ کے قبیلہ غطفان کے لوگ خندق کے موقع پہ ٹھہرے تھے۔

زغابہ ... احد کے شمال مغرب میں ایک وادی کا نام ہے، بارش وغیرہ کے دوران اردگرد کی وادیوں کا پانی اس میں آ کے گرتا ہے، یہ ان تمام وادیوں کا سنگم ہے، جسے بحیرہ بھی کہتے ہیں، اس کا میدان 'زغابہ' کے نام سے موسوم ہے، غزوہ احد میں کفار کے لشکر کا پڑاؤ اسی میدان میں تھا، غزوہ احد میں اسی جگہ سے براستہ وادی قناۃ خالد بن الولید کا دستہ گزر کر مسلمانوں پر عقب سے حملہ آور ہوا تھا۔

عصر ... ایک پہاڑ کا نام ہے، علامہ سمہودی رحمہ اللہ نے اس مقام کی مسجد کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

صہباء اور رجیع ... کا مستقل تذکرہ آگے آرہا ہے۔ (البدایۃ والنہایۃ، ذکر غزوۃ خیبر، المعالم الجغرافیۃ الواردۃ فی السیرۃ النبویۃ)

عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ کی حدی خوانی

دورانِ سفر رات کے وقت عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ حدی خوانی کر رہے تھے، اور جوش میں آ کر رجز و اشعار پڑھ رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے پوچھا: ''یہ حدی خوان کون ہے؟''لوگوں نے بتایا: ''عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ''...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((یرحمہ اللہ)) ایک روایت میں ہے ((غفر لک ربک))......اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کسی کو خاص کر کے دعائے مغفرت فرماتے، وہ شخص ضرور شہید ہوتا، اسی بنا پر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''یا نبی اللہ! ان کیلئے تو جنت واجب ہوگئی، کاش آپ عامر کی شجاعت سے مزید ہمیں چند روز استفادہ کرنے دیتے''۔

پھر لڑائی کے دوران عامر رضی اللہ عنہ کی تلوار پلٹ کر انہی کو آ لگی، زخمی ہوئے اور زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے شہید ہو گئے، کچھ لوگوں کو ان کی شہادت میں شک وشبہ ہوا کہ یہ تو خود اپنی تلوار سے زخمی ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عامر رضی اللہ عنہ کے لئے دوہرے اجر کا اعلان فرمایا، ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ (صحیح البخاری مع فتح الباری، باب غزوۃ خیبر۔ السیرۃ لابن ہشام، غزوۃ خیبر)

بلند آواز سے صحابہ رضی اللہ عنہم کا نعرہ تکبیر

راستہ میں ایک مقام پہ پہنچے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے زور سے نعرہ تکبیر بلند کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اپنے اوپر رحم کرو، تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے، تم تو اس ذات کو پکار رہے ہو جو سننے والا، قریب ہے اور ہر وقت تمہارے ساتھ ہے''۔

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے پیچھے تھا، مجھے 'لا حول ولا قوۃ الا باللہ' پڑھتے ہوئے سنا تو آواز دی، ((یا عبد اللہ بن قیس)) میں نے لبیک کہا، تو فرمایا: 'کیا میں تجھے ایسا کلمہ نہ بتاؤں جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے؟'...... میں نے عرض کیا، ہاں ضرور بتایئے یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پہ قربان ہوں، فرمایا: ((لا حول ولا قوۃ الا باللہ))۔ (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وہی الفاظ دہرائے) (صحیح البخاری، قصہ خیبر) (ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ سفر سے واپسی کا ہے، کیونکہ وہ واپسی میں ساتھ ہوئے تھے)

صہباء میں نماز عصر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صہباء میں نماز عصر پڑھی، پھر فرمایا: ''کھانے کیلئے کچھ لے آؤ''...... ستو لایا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب رضی اللہ عنہم نے ستو تناول فرمایا، پھر اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی، عشاء کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد راستہ بتانے والوں کو بلایا، حسیل بن خارجہ اور عبد اللہ بن نعیم رضی اللہ عنہما آ گئے، ان سے فرمایا ہمارے آگے آگے چلو اور خیبر تک پہنچاؤ، مدینہ منورہ والی سمت سے نہیں بلکہ شام کی سمت سے، اس انداز سے پہنچاؤ کہ خیبر اور ان کے حلفاء غطفان کے درمیان ہم پڑاؤ ڈالیں، اور شام کی طرف یہودیوں کے بھاگنے کا راستہ بھی بند ہو جائے۔

آگے ایک جگہ پہ پہنچے تو حسیل رضی اللہ عنہ نے کہا: 'یا رسول اللہ! یہاں کئی راستے نکلتے ہیں، کس راستے پہ ہم چلیں''...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم اچھے ناموں کو پسند فرماتے تھے، حسیل نے کئی راستوں کے نام لئے، حزن (رنج)، شاش (اختلاف وافتراق والا)، حاطب (لکڑیاں جمع کرنے والا)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام راستوں پہ چلنے سے منع فرمایا، ایک راستہ تھا اس کا نام تھا 'مرحب'' (کشادگی، فراخی)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں اس راستے سے چلو''...... چلتے چلتے رجیع میں جا کے پڑاؤ ڈالا۔ (المغازی للواقدی، ذکر غزوۃ خیبر)

رجیع میں مجاہدین کا کیمپ

رجیع نام سے ایک مقام تو وہ ہے جو مکہ مکرمہ اور عسفان کے درمیان قبیلہ ہذیل کا پانی کا مرکز تھا، اسی جگہ پہ واقعہ رجیع پیش آیا تھا جس میں

دس صحابہ ﷺ شہید کئے گئے، اور ایک یہ وادی ہے، جس کا محل وقوع خیبر سے شمال کی طرف ہے، یہ گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کی چھاؤنی تھی، کیونکہ یہود خیبر نے اپنے قلعوں میں پناہ لی ہوئی تھی، اس لئے کسی کھلے میدان میں جنگ کا امکان نہ تھا، یہیں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی طرف قتال کیلئے نکلتے، رات کے وقت مسلمان فوجی اسی کیمپ میں آ کر ٹھہرتے، جنگ میں زخمی مجاہدین کو علاج معالجہ کیلئے یہیں لایا جاتا، خیمے اور بار برداری کا سامان اور خواتین کو بھی اسی کیمپ میں ٹھہرایا گیا، اس کیمپ کے نگران عثمان بن عفان ﷺ تھے، صحابہ ﷺ باری باری رات کو پہرہ بھی دیتے، نماز کیلئے مسجد بھی تیار کی گئی۔ (المعالم الجغرافیة، معجم البلدان، جزیرة العرب، المغازی للواقدی)

The place of Ar-Raje'ea, north of Khyber, where during the battle of Khyber, the companions had their camps.

خیبر میں معجزات کا ظہور

- خیبر کی کھجوریں کچی تھیں، صحابہ ﷺ نے کھائیں تو کچھ صحابہ ﷺ کو اس سے بخار لگ گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر شکایت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مٹکے (مشکیزے) میں پانی ٹھنڈا کرلو، اور فجر کی دو اذانوں (اذان و اقامت) کے درمیانی وقفے میں اس پانی پر اللہ کا نام پڑھ کر اپنے اوپر گراؤ (دم کرو)، صحابہ ﷺ نے اس ہدایت پہ عمل کیا تو بخار جاتا رہا۔ (المغازی للواقدی، السیرة الحلبیة ذکر غزوہ خیبر)
- سلمہ بن اکوع ﷺ کہتے ہیں کہ میری پنڈلی پہ چوٹ لگی، میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ دم کر دیا، ساری تکلیف جاتی رہی، دوبارہ شکایت نہیں ہوئی۔ (صحیح البخاری قصة خیبر)
- سہل ﷺ کہتے ہیں کہ مسلمانوں میں ایک ایسا مرد تھا جو کسی اکے دکے مشرک کو نہ چھوڑتا تھا، اس کے پیچھے جا کر اسے اپنی تلوار مار دیتا تھا، کسی نے کہا: یارسول اللہ! فلاں شخص کے برابر کوئی نہیں لڑا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ تو جہنمی ہے''، لوگوں پر یہ بات شاق گزری، ایک صحابی

اس مرد کے پیچھے پیچھے چلتا رہا تا کہ اس کی کیفیت دیکھ کر لوگوں کو بتاؤں، وہ مرد لڑتے لڑتے زخمی ہوگیا، تو اس نے مرنے میں جلدی کی، اپنی تلوار کا پھل اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان رکھ کر اس پہ اپنا بوجھ دے دیا اور ہلاک ہوگیا، (خودکشی کر لی)، پھر اس صحابی ﷺ نے آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا۔ (صحیح البخاری قصۃ خیبر)

قدیم خیبر

Ancient Khyber

خیبر کا محاصرہ

رات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کے بالکل قریب پہنچ گئے، فجر کی نماز اندھیرے میں ادا فرمائی، خیبر میں دس ہزار جنگجو موجود تھے، جس رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے تو وہ گھوڑے بیچ کر سو رہے تھے، اس رات ان کے کسی مرغ نے بھی اذان نہیں دی جس سے وہ جاگ جاتے، اللہ تعالی نے ان کو غافل کر دیا تا کہ اچانک پکڑے جائیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر پڑھ کر خیبر کو چلے، خیبر میں داخل ہونے سے پہلے صحابہ ﷺ سے فرمایا: رک جاؤ، اور یہ دعا پڑھو:

((اللھم رب السموات والارض وما اظللن ورب الارضین السبع وما اقللن ورب الشیاطین وما اضللن فانا نسئلک خیر ھذہ القریۃ وخیر اھلھا وخیر ما فیھا ونعوذ بک من شر ھذہ القریۃ وشر اھلھا وشر مافیھا))

اس کے بعد فرمایا: چلو اب چلو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں پڑاؤ ڈالا تھا وہ جگہ یہود کے قلعہ ''نطاۃ'' کے قریب تھی، اور یہودیوں کے تیراندازوں کی زد میں تھی، یہود کی طرف سے شب خون کا بھی خدشہ تھا، حباب بن منذر ﷺ نے پوچھا: یارسول اللہ! اس جگہ کا انتخاب آپ کا ذاتی فیصلہ ہے یا وحی الٰہی کے مطابق ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''یہ میری ذاتی رائے ہے وحی الٰہی نہیں ہے'' تو حباب ﷺ نے پڑاؤ تبدیل کرنے کا مشورہ دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول کیا اور پڑاؤ تبدیل کرلیا، ایک روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی خود بخود کھڑی ہوگئی اور صخرہ مقام کے قریب پہنچ کے بیٹھ گئی، اصحاب ﷺ بھی وہیں جمع ہوگئے اور اسی جگہ کو لشکر کے پڑاؤ کی جگہ بنالیا گیا۔

صبح کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عادت کے مطابق حملہ کی تیاری کی، صبح ہوتے ہی یہودی اپنے کھیتی کے آلات کدال اور پھاوڑے لے کر نکلے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کو دیکھتے ہی پکارے ''محمد و الخمیس'' یعنی محمد اپنی فوج اور لشکر کے ساتھ آگئے، پھر اپنے قلعوں میں گھس گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھ کر فرمایا: ((اللہ اکبر، خربت خیبر، اذا نزلنا بساحة قوم فساء صباح المنذرین)) (السیرۃ الحلبیۃ، المغازی للواقدی، البدایۃ والنہایۃ، ذکر غزوۂ خیبر)

شہر خیبر

مدینہ منورہ سے تبوک کی طرف جاتے ہوئے تقریباً ۲۰۰ کلومیٹر کے فاصلہ پہ خیبر کا علاقہ ہے، پہلے جدید خیبر ہے جو بہت خوبصورت اور پر رونق شہر ہے، بائیں ہاتھ پہ قدیم خیبر کو سڑک جاتی ہے، آگے جاکر قدیم خیبر کی بستی، قلعے ہیں جو ویران اور کھنڈرات کی شکل میں ہیں، اسی سڑک پر آگے جاکے چاردیواری کے اندر لب سڑک شہداء خیبر صحابہ ﷺ کا مقبرہ ہے، قلعہ اور پرانے گھروں سے پتھر وغیرہ گرتے رہتے ہیں اس لئے خطرات کی وجہ سے قدیم بستی اور مقبرہ کی طرف جانا ممنوع کردیا گیا ہے، مگر جب ہم یہاں پہنچے تو عیدالفطر کی تعطیلات چل رہی تھیں، ڈیوٹی پہ مامور اہلکار موجود نہ تھے، اس لئے ہمیں اس قدیم شہر میں داخل ہونے اور شہداء کی آرام گاہ پر فاتحہ خوانی کا موقع مل گیا، جونہی ہماری گاڑی قدیم خیبر کے علاقے سے نکلی تو سرکاری اہلکار کی گاڑی بھی آپہنچی، مگر اس وقت تک ہم اپنا کام کرچکے تھے۔

خیبر شہر حرہ (کالے پتھروں) کے درمیان واقع ہے، کھجور کی خوب کاشت ہوتی ہے، یہود یہاں آباد تھے، یہ علاقہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح کیا، تو اس علاقے کی زمین یہود کے پاس ہی رکھی گئی مگر وہ یہاں کی پیداوار میں سے نصف بیت المال میں جمع کراتے تھے۔

یہاں ''الحمۃ'' نام کا ایک چشمہ تھا، جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ''قسمۃ الملائکۃ'' کا نام دیا، جس کا دوتہائی حصہ پانی ایک نہر میں جاتا تھا اور ایک تہائی پانی دوسری نہر میں، حالانکہ دونوں کا راستہ ایک ہی تھا، اگر اس میں تین تنکے ڈالے جاتے تو دو تنکے ایک نہر کی طرف اور ایک تنکا دوسری نہر کی طرف چلا جاتا، کوئی اس میں زور نہیں کرسکتا تھا، گویا کہ فرشتے تقسیم کردیتے ہیں۔ (الروض المعطار فی خبر الاقطار، ذکر خیبر)

خیبر کا علاقہ دو حصوں میں تھا، ایک حصے میں تین قلعوں حصن ناعم، حصن صعب بن معاذ اور حصن زبیر پر مشتمل علاقہ ''نطاۃ'' تھا، اور دو قلعوں حصن ابی اور حصن نزار پر مشتمل علاقہ ''شق'' کہلاتا تھا، خیبر کے دوسرے حصے کو ''کتیبہ'' کہا جاتا تھا جس میں تین قلعے حصن قموص، حصن وطیح اور حصن سلالم تھے، ان آٹھ بڑے قلعوں کے علاوہ چند چھوٹے قلعے اور بھی تھے۔ (شمائل السیرۃ عالمی ۱۲) اہل خیبر نے دفاعی انتظامات کو یوں آخری شکل دی کہ عورتوں اور بچوں کو علاقہ کتیبہ میں، جنگجوؤں کو ناعم اور قموص میں اور خوراک ورسد کو قلعہ صعب میں ذخیرہ کرلیا۔

’ناعم‘ قلعے کی فتح

خیبر کے کئی قلعوں کا مسلمانوں نے محاصرہ کیا مگر عملاً جنگ کا آغاز نطاۃ کے قلعے ’’ناعم‘‘ سے ہوا اور یہ سب سے پہلے فتح ہوا، یہودی قلعہ کی حفاظت کر رہے تھے، محمود بن سلمہ رضی اللہ عنہ قلعہ کی دیوار کے سائے میں بیٹھے تھے، ایک یہودی نے چکی کا پاٹ پھینکا جس سے وہ شہید ہو گئے۔

خیبر کے قلعوں کی فتح کی ترتیب میں اہل سیر، حضرات محدثین کا بڑا اختلاف ہے، ہم یہاں اسی ترتیب سے چلیں گے جو شیخ کاندھلوی رحمہ اللہ نے سیرت مصطفیٰ ﷺ میں اختیار کی ہے، شیخ کاندھلوی رحمہ اللہ آخر میں فرماتے ہیں کہ یہ ترتیب ابن ہشام اور ابن کثیر کے مطابق ہے۔

یہود خیبر کا بہت مضبوط قلعہ ’قلعہ قموص‘

The very strong fort "Qamoos" of Jewish Khyber.

قلعہ قموص کی فتح، مسجد علی رضی اللہ عنہ

قلعہ ناعم کے بعد قلعہ قموص فتح ہوا، یہ قلعہ خیبر کے قلعوں میں بہت مستحکم تھا، جب اس کا محاصرہ ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو درد شقیقہ لاحق ہو گیا، اس درد کی وجہ سے ایک دو دن آرام کیا، ان دنوں میں جنگ کی کمان ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سنبھالی، باوجود پوری جدوجہد کے قلعہ فتح نہ ہو سکا، دوسرے دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نشان دے کر روانہ فرمایا، مگر قلعہ فتح نہ ہو سکا، بالآخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’کل میں جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں‘‘۔ سب منتظر تھے کہ یہ سعادت کس کے حصے میں آتی ہے، صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو بلایا، ان کی آنکھوں میں تکلیف تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک لگایا تو وہ بالکل ٹھیک ہو گئے۔

اگلے دن یہود کا مشہور پہلوان مرحب نکلا، یہ ہزار مردوں کے برابر سمجھا جاتا تھا، اس نے مقابلہ کیلئے للکارا، سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے چچا عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ ان کے مقابلہ کیلئے نکلے، مگر میرے چچا کی تلوار چھوٹی تھی، اس کا سرا پلٹ کر ان کے گھٹنے میں آلگا، جس سے وہ زخمی ہو گئے، پھر اسی میں شہید ہو گئے۔ (اس کا تذکرہ پیچھے ہو چکا ہے)

عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ کے زخمی ہونے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے مرحب پہلوان کا مقابلہ کیا، دونوں طرف سے رجزیہ اشعار پڑھے گئے، آخر کار محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس کے پاؤں پر حملہ کر کے اس کو گرا دیا، اور علی رضی اللہ عنہ نے اس کا سر تن سے جدا کر دیا، مرحب کے مرنے کے بعد اس کا بھائی یاسر مقابلہ کیلئے آیا، اسے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے شکار کیا...... بیس روز کے محاصرہ کے بعد یہ قلعہ فتح ہوا، مال غنیمت کے علاوہ بہت سے قیدی بھی ہاتھ آئے، سردار بنو نضیر کی بیٹی صفیہ بھی ان میں تھیں، جو بعد میں ام المومنین بنیں رضی اللہ عنہا۔ کچھ روایات میں ہے کہ مرحب قلعہ ناعم میں مارا گیا، اسی طرح کچھ روایات میں ہے قلعہ قموص کئی قلعوں کے بعد جا کر فتح ہوا۔ (البدایہ والنہایہ، ذکر غزوۂ خیبر)

اسی روز ہانڈیوں میں صحابہ رضی اللہ عنہم گھریلو گدھوں کا گوشت پکا رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’یہ گوشت نجس ہے، (یعنی اب اس کا کھانا حرام ہو گیا) تم گوشت پھینک دو اور برتن دھو لو‘‘...... شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ، جو 1986ء میں خیبر تشریف لے گئے تھے، فرماتے ہیں کہ قلعہ کے دامن میں ایک پکا احاطہ سا بنا ہوا ہے، جس میں ایک کھڑکی کے ذریعے جھانکا جا سکتا ہے، مشہور ہے کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں گدھوں کا گوشت حرام ہونے کا اعلان کیا گیا تھا۔ (جہانِ دیدہ ص ۱۷۲) واقدی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے قلعہ صعب کا محاصرہ کیا ہوا تھا، تو بیس یا تیس گدھے قلعہ سے نکلے اور پھر یہود ان کو واپس نہ لے جا سکے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے پکڑ کے ذبح کئے، پکانے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ (المغازی، غزوۂ خیبر)

قلعہ قموص کے بہت زیادہ مخدوش حالت میں ہونے کی بنا پر اس کے ارد گرد لوہے کا جنگلا لگا دیا گیا ہے، وہاں کسی کو جانے کی اجازت نہیں ہوتی۔

قلعہ قموص سے کچھ پہلے ایک مسجد ہے، جس کا نام ’مسجد علی‘ ہے، مشہور ہے کہ مرحب پہلوان اس جگہ قتل ہوا، چونکہ مرحب پہلوان کی ہلاکت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا پورا پورا حصہ تھا، اس لئے یہ مسجد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام سے منسوب کی گئی۔

The Masjid-e-Ali in ancient Khyber, attributed to name Hazrat Ali

قدیم خیبر یہودیوں کے مکانات کے کھنڈرات

The ancient Khyber,
ruins of houses's Jewish.

قلعہ صعب اور قلہ کی فتح

رجیع میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو پہرے دار مقرر کر رکھے تھے، خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی چکر لگاتے، ایک رات حضرت عمر ؓ کو بھیجا، انہوں نے ایک یہودی کو گرفتار کیا، اس یہودی نے کہا: مجھے اپنے نبی کے پاس لے چلو، میں ان سے بات کرنا چاہتا ہوں، اس نے آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ میں نطاۃ کے علاقے سے آ رہا ہوں، وہ لوگ آج خاموشی سے فرار ہو کر شق علاقے کے قلعوں میں جا رہے ہیں، نطاۃ میں قلعہ صعب میں زیرِ زمین تہہ خانہ ہے، اس کے اندر منجنیق، دبابے (بکتر بند کی طرح ایک گاڑی، لوگ اس میں بیٹھ جاتے، اسے قلعہ کے قریب لے جاتے، اور اسی میں رہتے ہوئے قلعہ کی دیوار میں نقب لگاتے) تلواریں واسلحہ ہے، کل جب آپ قلعہ کے اندر داخل ہوں تو اس تہہ خانے میں بھی جایئے گا، میں آپ کو اس کا پتا بتاؤں گا، کیونکہ میرے سوا اسے کوئی نہیں جانتا، منجنیق کو شق اور کتیبہ کے قلعوں کی تسخیر کیلئے استعمال کرنا۔

پھر اس نے اپنی اور اپنی بیوی کی امان کی درخواست دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اسلام کی دعوت دی، اس نے اس وقت تو اسلام قبول نہ کیا، البتہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وطیح اور سلالم قلعے فتح کئے تو وہ اسلام لے آیا، اس کی بیوی بھی اسے دے دی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس یہودی کی خبر کے مطابق یہ چیزیں حاصل کیں اور استعمال میں لائیں۔ (المغازی للواقدی، السیرۃ الحلبیۃ ذکر غزوۃ خیبر)

قلعہ صعب کی فتح ہوئی تو چربی، غلہ اور کھانے پینے کا بہت سا سامان ہاتھ آیا، ایک روایت میں ہے کہ مسلمانوں کو کھانے پینے کی کمی ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کی درخواست کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی، دعا کی قبولیت اس قلعہ کی فتح کی شکل میں دکھائی دی، اس قلعہ پر حملہ کی کمان حضرت حباب المنذر رضی اللہ عنہ کر رہے تھے، انہی کے ہاتھوں یہ قلعہ فتح ہوا۔ (سبل الہدیٰ والرشاد ذکر غزوۃ خیبر)

اُجڑی ہوئی یہود خیبر کی بستیاں

The ruined housings of the Jewish Khyber.

ابوالیسر رضی اللہ عنہ کی خدمت

ابوالیسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شام ہم خیبر میں تھے، یہود کی بکریاں قلعہ کی طرف جا رہی تھیں، ہم نے اس قلعہ کا محاصرہ کر رکھا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کون ہے جو ان بکریوں میں سے کسی بکری کا ہمیں گوشت کھلائے'' میں نے کہا: یا رسول اللہ! ''میں'' میں نر شتر مرغ کی طرح تیز دوڑتا ہوا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری دوڑ دیکھی تو دعا فرمائی: ''اے اللہ! ہمیں اس سے فائدہ پہنچا'' میں نے دوڑ کر بکریوں کو پکڑا، ریوڑ کے آخر سے دو بکریاں جھپٹیں، بغل میں دبائیں اور تیزی سے دوڑ کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیش کر دیں، پھر ذبح کر کے ہم نے کھائیں۔

یہ ابوالیسر کعب بن عمرو رضی اللہ عنہ ہیں، جو صحابہ رضی اللہ عنہم میں سب سے آخر میں فوت ہوئے، جب یہ قصہ بیان کرتے تو رو دیتے تھے، پھر فرماتے ''صحابہ رضی اللہ عنہم کی خدمت کرتا رہا، یہاں تک سب سے آخر میں وفات پا رہا ہوں''۔ (السیرۃ لابن ہشام، ذکر غزوۃ خیبر) سیرت شامی میں ہے کہ یہ واقعہ قلعہ صعب کے محاصرہ کے دوران پیش آیا۔

قلعہ قُلّہ کی فتح

قلعہ صعب کی فتح کے بعد یہود نے قلعہ قلہ میں جا کے پناہ لی، یہ بہت مستحکم قلعہ تھا جو پہاڑ کی چوٹی پر واقع تھا، یہ قلعہ تقسیم کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے حصے میں آیا، اس لئے اس کا نام قلعہ زبیر بھی ہے ...... تین دن تک اس قلعہ کا محاصرہ رہا، اتفاق سے ایک یہودی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا: اگر آپ لوگ مہینہ بھر اس کا محاصرہ کئے رہیں تو بھی ان لوگوں پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، ان کے پاس زمین کے پانی کے چشمے ہیں، وہ رات کو پانی بھر لیتے ہیں اور گزارہ چلاتے ہیں، اگر آپ ان کا پانی کاٹ دیں تو یہ مجبوراً باہر نکلیں گے...... اس تدبیر پر عمل ہوا، وہ باہر نکلے، سخت مقابلہ ہوا، بہت سے یہودی مارے گئے، کچھ مسلمان بھی شہید ہوئے اور قلعہ فتح ہو گیا، یہ علاقہ نطاۃ کا آخری قلعہ تھا ...... اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم علاقہ شق کی طرف بڑھے، سب سے پہلے قلعہ ابی شدید لڑائی کے بعد فتح ہوا، پھر دوسرے قلعے بھی فتح ہو گئے۔ (البدایۃ والنہایۃ، ذکر غزوۂ خیبر)

وطیح اور سلالم کی فتح

یہ قلعے آخری قلعے تھے یہود سب اسی جگہ سمٹ کر آ گئے، چودہ دن محاصرہ رہا، بالآخر یہود نے صلح کی درخواست کی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند شرائط کے ساتھ منظور کر لی، یہود نے کہا کہ خیبر کی زمین ہمارے پاس چھوڑ دی جائے، ہم کھیتی باڑی کریں گے، جو پیداوار ہوگی اس کا نصف بیت المال میں دیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول کر لیا، یہود سے صلح کے معاملہ میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ کوئی سامان، زیور وغیرہ چھپائیں گے نہیں، مگر غداروں نے غدر سے کام لیا ایک تھیلا جس میں دس ہزار دینار کا سونا تھا، غائب کر دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنانہ بن الربیع اور کچھ دوسرے یہود کو بلا کر تھیلے کے بارے میں پوچھا، انہوں نے جھوٹ بول کے کہا: جنگ میں خرچ ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''اتنا جلدی خرچ ہو گیا، اگر وہ تھیلا برآمد ہو گیا تو تمہاری خیر نہیں ہے'' ...... پھر ایک انصاری سے فرمایا: ''جاؤ فلاں درخت کی جڑ میں وہ تھیلا دبا ہوا ہے، نکال لاؤ'' ...... وہ صحابی تھیلا نکال کے لے آئے، یہود بہت شرمندہ ہوئے، اس جرم میں یہ لوگ قتل کر دئے گئے، کنانہ بھی اس جرم میں مارا گیا، یہ ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا شوہر تھا۔ (السیرۃ لابن ہشام ذکر غزوۂ خیبر)

زہر ملانے کا واقعہ

فتح کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم چند دن خیبر میں رہے، یہاں ایک یہودی عورت زینب بنت حارث نے ایک بھنی ہوئی بکری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہدیہ بھیجی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گوشت کا ایک ٹکڑا چباتے ہی تھوک دیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: 'ہاتھ روک لو اس کھانے میں زہر ملایا گیا ہے' ...... بشر بن براء بن معرور رضی اللہ عنہ نے کچھ کھا لیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو بلایا، اس نے اقرار جرم کرتے ہوئے کہا: میں نے سوچا اگر آپ جھوٹے ہیں تو لوگوں کو نجات مل جائے گی اور اگر نبی صادق ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو اطلاع کر دے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کا انتقام نہ لیا اسے معاف کر دیا، مگر بشر بن براء رضی اللہ عنہ جنہوں نے کچھ کھا لیا تھا، ان پر زہر نے اثر کیا اور وہ انتقال کر گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قصاص میں اس عورت کو قتل کر دیا۔ خیبر کی کئی بستیاں تھیں، مؤرخین کے قول کے مطابق بستی ''مکیدۃ'' میں یہ واقعہ پیش آیا۔ (السیرۃ لابن ہشام۔ ذکر غزوۂ خیبر۔ 'خیبر' مؤلفہ ڈاکٹر عبدالرحمٰن طیب)

بستی مکیدہ، جہاں یہودی عورت نے آقا ﷺ کو زہر آلود گوشت کھلانے کی کوشش کی

The town Makeedah, where a Jewish woman tried to make the Lord ﷺ comsume poisoned meat.

اسود راعی رضی اللہ عنہ کی شہادت

قلعہ کے محاصرہ کے دوران اسود راعی رضی اللہ عنہ (چرواہے) بکریوں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام کے فضائل سنائے، پھر اسلام پیش کیا، انہوں نے اسلام قبول کیا، پھر وہ کہنے لگے، یارسول اللہ! بکریاں میرے پاس امانت ہیں، ان کا کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان کو قلعہ کی طرف ہنکادو، یہ اپنے مالک کے پاس چلی جائیں گی'' پھر یہ جہاد میں مشغول ہوگئے، اچانک ایک پتھر ان کو آلگا جس سے یہ شہید ہوگئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھتے ہی منہ پھیرلیا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے وجہ پوچھی تو بتایا: ''اس وقت ان کے پاس بڑی بڑی آنکھوں والی دو حوریں ہیں جو ان کی بیویاں ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے چہرے کو حسین بنادیا ہے، اور جسم کو خوشبو سے معطر کردیا ہے''، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کا ذکر کرتے ہوئے کہتے تھے کہ یہ وہ جنتی ہے جس نے اللہ کیلئے کوئی نماز نہیں پڑھی لیکن سیدھا جنت میں پہنچا ہے۔ (السیر ۳۱۸ ابن ہشام ،عیون الاثر ،ذکر غزوۂ خیبر)

الصہباء میں صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بنونضیر کے سردار حی بن اخطب کی بیٹی اور قلعہ قموص کے سردار کنانہ کی بیوی تھیں، جنگی قیدی کی حیثیت سے گرفتار ہوئیں، صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا یارسول اللہ! یہ سردار کی بیٹی ہیں، اس لئے ان کو کسی اور کی کنیز بنانے کے بجائے آپ اپنی کنیز بنالیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اختیار دیا کہ اپنے دین پر رہیں یا اسلام قبول کریں، انہوں نے اسلام قبول کیا، پھر فرمایا: 'اگر چاہو تو تمہیں آزاد کر کے تمہارے خاندان کے پاس بھیج دیا جائے، اگر چاہو تو میں تمہیں آزاد کر کے تم سے نکاح کرلوں'۔ سیدہ صفیہ نے دوسری صورت پسند کر کے ام المومنین ہونے کا شرف حاصل کیا۔ رضی اللہ عنہا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقام صہبا، میں تین دن رہے، اسی جگہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہوئی، ام سلیم رضی اللہ عنہا نے انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے آراستہ کیا، دعوت ولیمہ بھی ہوا، ولیمہ کیا تھا؟ ... چمڑے کا دستر خوان بچھایا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کے پاس جو کچھ ہے وہ لے آئے'' کوئی کھجور، کوئی پنیر، کوئی ستو، کوئی گھی لایا، سب نے مل بیٹھ کر کھالیا اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا ولیمہ ہوگیا۔ (صحیح البخاری، باب غزوۃ خیبر۔ البدایۃ والنہایۃ غزوۃ خیبر)

ابوایوب خالد بن زید ﷛ تلوار لے کر پوری رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے کا پہرہ دیتے رہے، صبح ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے خیمے کے باہر پہرہ دیتے دیکھا، وجہ پوچھی؟ یہ کہنے لگے: ''یارسول اللہ! مجھے آپ کے متعلق اس عورت سے کچھ اندیشہ تھا، یہ وہ عورت ہے، جس کے باپ، شوہر اور قوم کو آپ نے ختم کر دیا ہے، نئی نئی مسلمان ہوئی ہے، اس لئے ہمیں آپ کیلئے اس سے خطرہ تھا''، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دی: ''اے اللہ! تو ابوایوب کو اپنی امان میں رکھ جیسا کہ اس نے رات بھر مجھ پر پہرا دیا ہے''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے چہرہ پہ سبز نشان دیکھا، پوچھا: یہ سبز نشان؟ سیدہ نے بتایا کہ خیبر میں آپ کی آمد سے قبل میں نے خواب دیکھا تھا کہ ایک چاند یثرب سے نکل کر میری گود میں آگرا، میں نے یہ خواب اپنے شوہر کو سنایا، اس نے زور سے میرے چہرہ پہ طمانچہ مارا کہ تو شاہ یثرب کی بیوی بننے کے خواب دیکھ رہی ہے، یہ نشان اسی کا اثر ہے۔ (اسیرۃ لابن ہشام، ذکر غزوۃ خیبر)

الصہباء پہاڑ کے دامن میں مسجد الرسول ﷺ

قدیم خیبر سے جنوبی طرف کے پہاڑ کو ''الصہباء'' کہتے ہیں، اسی کے دامن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد تھی، خیبر جانے سے پہلے اور فتح خیبر کے بعد یہاں قیام فرمایا، اسی جگہ پہ ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا، یہاں مسجد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بنیادوں کے اثرات کافی عرصہ تک رہے، ہم نے ایک مقامی ساتھی سے اس جگہ کے بارے میں پوچھا: تو انہوں نے بتایا کہ وہاں تو اب کچھ باقی نہیں، کھنڈرات ہیں، آپ کیا کریں گے وہاں جا کر؟ ..... ہم نے کہا: ہمیں لے چلو اس مقدس بقعہ پر، جہاں ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم لگے، قیام فرمایا ..... وہ ہمیں پہاڑیوں وادیوں سے گزراتے ہوئے الصہباء پہاڑ کے دامن میں لے گئے، واقعی وہاں اب مسجد کے کوئی آثار تو باقی نہیں البتہ اس جگہ کی تعیین کیلئے کچھ پتھر رکھے ہوئے ہیں، کچھ دن بعد یہ پتھر بھی اٹھالئے جائیں گے تو ایک عظیم تاریخی مقام نظروں سے اوجھل ہو جائے گا۔

وہ مقامی ساتھی تو ہمیں چھوڑ کے اپنے کام پر چلے گئے ..... ہم نے یہاں دعائیں مانگیں، جوتے اتار کر ادب واحترام سے اس مقام کے کونے کونے میں ٹہلتے رہے کہ جہاں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک لگے، شاید ہمارا بھی کوئی قدم اس جگہ پر جا لگے، اس جگہ پر کوئی فرش وغیرہ تعمیر نہیں ہوا، اس لئے یہ وہ جگہ ہے جسے براہ راست آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہے، یہاں میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم تین دن رہے، یہاں چلے ہوں گے، بیٹھے ہوں گے، وضو فرمایا ہوگا، اس ٹکڑے کو کتنی بار جسم مبارک کو مس کرنے کی سعادت ملی ہوگی ..... یہی وجہ ہے کہ اس ویرانے میں عجیب لطف وسکون کا سماں تھا، ہماری آنکھیں اشک بار تھیں، سوچ رہے تھے کہ خداوند قدوس کی کتنی نعمتیں ہیں ہم پر، اس مقدس مقام کی زیارت کی اللہ تعالی نے ہمیں توفیق عطا فرمائی، ہم تو بہت ہی سیاہ کار اور گناہ گار زار و قطار آنسو بہاتے ہوئے ہم اس مقام سے رخصت ہوئے۔

اس مسجد کا کئی مؤرخین نے ذکر کیا ہے ..... اور آثار رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی عشاق نے یہاں حاضری دی ہے، الواقدی رحمہ اللہ

(پ ۱۳۰ـ وفات ۲۰۹ھ) نے یہاں حاضری دی۔ مشہور سیاح فیلبی (۱۳۹۶ھ ـ 1950ء میں) یہاں پہنچے۔ آثار وتاریخ کے مشہور مؤرخ الشیخ عبدالقدوس انصاری رحمہ اللہ نے ۱۳۸۲ھ (1962ء) کو اس مسجد کی زیارت کی۔ ہمیں ۳ شوال ۱۴۳۰ھ (22 ستمبر 2009ء) کو اپنے حجاز مقدس کے اس سفر کے راہبر اور میزبان بھائی ابو بلال محمد یوسف کے ساتھ یہاں حاضری کا موقع ملا۔

صہباء پہاڑ کے دامن میں مسجد رسول ﷺ کے مختلف قدیم مناظر

Different ancient scenes of Masjid-e-Rasool ﷺ on the skirts of Mount Sehba.

(ستمبر 2009 میں لی گئی تصویر)

A picture taken in September 2009.

وادی القریٰ کی طرف کوچ

خیبر سے فارغ ہوکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم وادی قریٰ کی طرف بڑھے، یہاں بھی یہود کی آبادی تھی، وادی القریٰ میں اترے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک غلام 'مدعم' کجاوا اتار رہا تھا کہ ایک ناگہانی تیر آکر اس کو لگا، جس سے وہ شہید ہوگیا، لوگوں نے کہا: اس کو شہادت مبارک ہو، اس کو جنت مبارک ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'نہیں، خدا کی قسم! جس چادر کو اس نے مال غنیمت سے چرایا ہے، وہ دوزخ کی آگ کو اس کیلئے بھڑکا رہی ہے' (البخاری، کتاب المغازی، غزوۃ خیبر)

قلعہ موسیٰ کی چوٹی سے العلاء قدیم کا منظر

A scene of the ancient Al-Ula from the peaks of the fort of Moosa.

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وادی کا محاصرہ کیا، وہ لوگ جنگ کیلئے تیار ہوگئے، پہلے ان میں سے کچھ لوگ انفرادی مقابلہ کیلئے نکلے، مسلمانوں کی طرف سے حضرت زبیر، حضرت علی، حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہم نے ان کا مقابلہ کیا، ایک ایک کرکے ان کے گیارہ آدمی مارے گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار ان کو اسلام کی دعوت دیتے، نمازوں کے اوقات میں نماز پڑھتے، پھر ان کو دعوت دیتے، دوسرے دن سورج نکلنے کے بعد جلد ہی انہوں نے شکست قبول کرلی۔

العلا، قلعے کا اندرونی علاقہ، حکومت نے اسے سیاحوں کیلئے کھول رکھا ہے

The fort of Al-Ula's interior portion; the government has given tourists access to it.

یہاں بھی بہت سامان غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں چار دن قیام فرمایا.....اہل تیماء نے جب خیبر، فدک، وادی القریٰ کے حالات سنے تو خود حاضر ہوئے اور صلح وامان کی درخواست کی، ان پر جزیہ مقرر کیا گیا۔ (البدایۃ والنہایۃ، غزوۃ خیبر)

العلا شہر کی مرکزی شاہراہ کا ایک دلکش چوک

A beautiful common-place on the central highway of the city Al-Ula.

تاریخ العلاء

وادی القریٰ کھجور، باغات اور چشموں کی وادی ہے، اس میں بہت سی بستیاں آباد تھیں اس لئے اس کا نام وادی القریٰ تھا، آجکل ''وادی العلاءٗ'' یا ''العلاءٗ'' کے نام سے مشہور ہے، العلاء کی قدیم بستی اب ویران اور کھنڈرات کی شکل میں ہے، یہاں ایک مسجد ہے، جو پرانے طرز کی تعمیر شدہ ہے، کھجوروں کے ستون، پُرانے طرز کی چھت، چھت میں بھی کھجور کے تنے استعمال ہوئے ہیں، اس کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ مسجد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے، تبوک جاتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں نماز پڑھی تھی، لوگ دور دور سے محبت وعقیدت کے ساتھ مسجد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیلئے آتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں، ہم نے بھی حاضری دے کر اشراق کے نوافل یہاں ادا کئے۔

اس قدیم علاقے کو ''الدیرۃ'' کہا جاتا ہے، مسجد کے قریب ہی ایک قدیم قلعہ ہے جس کا نام قلعہ موسیٰ ہے اس کے ساتھ ہی قدیم آبادی ہے، جس میں گھومنا پھرنا اگرچہ خطرے سے خالی نہیں، مگر حکومت نے اس کو سیاحوں کیلئے آثار قدیمہ کی حیثیت سے کھول رکھا ہے۔

العلاء کا علاقہ خوبصورت، سرسبز وشاداب ہے، باغات اور کھجوروں کی کثرت ہے، العلاء جدید میں جگہ جگہ مصنوعی آبشاروں، فواروں اور مختلف قسم

کے ماڈلوں سے اس تاریخی شہر کو حسین بنایا گیا ہے، چونکہ یہاں سے مدائن صالح بھی قریب ہیں، اس لئے یہاں سیاحوں کی آمد و رفت بھی لگی رہتی ہے، یہ علاقہ آثار قدیمہ کی حیثیت سے مشہور ہے، العلاء شہر کے مرکزی دروازہ پر لکھا ہوا ہے "مرحبا بکم فی عاصمة التاریخ و الآثار بلدیة محافظة العلا ترحب" (تاریخی اور قدیم علاقے میں خوش آمدید، العلاء کی انتظامیہ آپ کو خوش آمدید کہتی ہے) پہلے خیبر کا علاقہ حجاز کی حدود میں، وادی القریٰ اور تیماء کے علاقے شام کی حدود میں سمجھے جاتے تھے، اب یہ تمام علاقے "مملکة السعودیة العربیة" کی حدود میں ہیں۔

۱۔ تیماء، خیبر اور وادی القریٰ (العلاء) کے بارے میں آپ تفصیلی معلومات ... آثار حبیب ﷺ کی خوشبو میں ملاحظہ فرمائیں۔

الدیرہ میں مسجد رسول ﷺ کا اندرونی و بیرونی منظر

The beautiful interior and exterior view of the Masjid-e-Rasool ﷺ in Al-deerah.

فجر کی نماز

وادی القریٰ کی فتح کے بعد مدینہ منورہ کو واپسی ہوئی، مدینہ منورہ کے قریب پہنچ کر ایک وادی میں رات کے آخری حصے میں قیام کیلئے پڑاؤ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ کی ذمہ داری لگائی کہ فجر کی نماز کیلئے ہمیں جگائے، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوئے، تو صحابہ، بلال رضی اللہ عنہ سب سو گئے، سورج کی کرنیں پڑیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے، بلال رضی اللہ عنہ کو اٹھایا، پھر سب نے قضا نماز پڑھی۔ (صحیح مسلم، باب قضاء الصلوۃ الفائتۃ)

(یہ لیلۃ التعریس کا واقعہ ہے، بعض راویوں نے اسے حدیبیہ سے واپسی، بعض نے خیبر اور بعض نے تبوک سے واپسی کا قصہ بتایا ہے، ہوسکتا ہے کہ یہ واقعہ متعدد بار پیش آیا ہو)

مقام جرف میں تفریحی پارک "حدیقۃ النخیل" کا ایک حسین منظر

A beautiful scene of the recreational park "Hadeeqatul Nakheel" at Juruf.

جرف میں رات کا قیام

جب احد پہاڑ کے قریب پہنچے تو فرمایا: "احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں"۔۔۔۔ پھر رات جرف میں گزاری اور فرمایا: "نماز عشاء کے بعد کوئی رات کو اپنے گھر نہ جائے"۔ (البدایۃ والنہایۃ، غزوہ خیبر)

جرف۔۔۔۔ وسط مدینہ منورہ سے شمال مغرب سمت پر تقریباً ۳ میل کے فاصلے پر وادی عقیق کے کنارہ پر واقع ہے، آبادی کے پھیلاؤ کی وجہ سے اب مدینہ منورہ کا علاقہ بن گیا ہے، یہاں ایک تفریحی پارک بھی ہے، جس کا نام "حدیقۃ النخیل" ہے۔

❁ حدیث شریف میں ہے کہ دجال مشرق کی طرف سے آ کر جبل احد کے پیچھے جرف کی شور (نمکیلی) زمین میں ٹھہرے گا، فرشتے اس کو شام کی طرف بھگا دیں گے اور وہیں وہ ہلاک ہوگا۔

مسند احمد کی ایک روایت میں ہے کہ دجال وادی قناۃ کی شوریلی زمین میں آئے گا، وادی قناۃ کی گزرگاہ بھی جرف کے قریب ہے۔

۞ ..... مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کا انتقال مقام جرف میں ہوا اور انہیں جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ (تاریخ مدینہ منورہ لدکتور محمد الیاس مدظلہ،ص ۷۷)

"اللہ مجھے آپ پر قربان کردے"

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کو ٹھوکر لگی، پیچھے ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بیٹھی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ دونوں نیچے آ گرے، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ جو قریب تھے، فوراً سواری سے کود پڑے اور آ کر کہا "یا رسول الله: جعلنی الله فداک" یارسول اللہ! اللہ مجھے آپ پر قربان کردے، کوئی چوٹ تو نہیں آئی، آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ((علیک المرأة)) عورت کی خبر لو، ابو طلحہ رضی اللہ عنہ منہ پہ رومال ڈال کر صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے، ان کے آگے کپڑا ڈال کر ان کا کجاوا درست کیا، وہ سوار ہوگئیں تو ہم چل پڑے، جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عادت کے مطابق ((آئبون عابدون تائبون لربنا حامدون)) پڑھتے پڑھتے مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ (مسند احمد، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ رقم الحدیث ۱۲۴۷۹)

سفر عمرة القضاء لمحہ بہ لمحہ

حدیبیہ میں اس بات پر صلح ہوئی تھی کہ اس سال مسلمان بغیر عمرہ کے چلے جائیں اور اگلے سال عمرہ کرنے آئیں گے، چنانچہ سال بعد جب ذوقعدہ کا مہینہ آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کی تیاری فرمائی، اور اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا: "جو حدیبیہ کے سفر میں تھے سب چلیں" چنانچہ سب تیار ہوئے، سوائے ان حضرات کے جو انتقال کر گئے یا غزوہ خیبر میں شہید ہوگئے، کچھ حضرات نے آ کے کہا: یارسول اللہ! ہمارے پاس تو زادراہ کیلئے کچھ نہیں ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب رضی اللہ عنہم کو صدقہ کرنے کا حکم دیا، اگرچہ ایک آدھ کھجور کیوں نہ ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ۲۰۰۰ صحابہ رضی اللہ عنہم نکلے۔

قربانی کے ۶۰ جانور ساتھ لئے، ناجیہ بن جندب رضی اللہ عنہ کو ان کا ذمہ دار بنایا، ہتھیار بھی ساتھ لئے، عمرہ کا احرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی کے دروازے سے باندھا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم طریق الفرع سے چلے، ورنہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیداء سے احرام باندھتے، محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو گھوڑ سوار دستہ دے کر آگے بھیجا۔ (البدایۃ والنہایۃ، ذکر عمرۃ القضاء)

مرالظہران (وادی فاطمہ) میں

جب گھوڑ سواروں کا دستہ مرالظہران پہنچا تو قریش مکہ سے سامنا ہوا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے ان کو بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے پیچھے تشریف لا رہے ہیں، کل تک یہاں پہنچ جائیں گے، جب ہتھیار ساتھ لانے کی خبر سنی تو مکرز قریش کا نمائندہ بن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور صلح حدیبیہ کی شرط یاد دلائی، جس میں یہ تھا کہ مسلمان آئندہ سال عمرہ کیلئے آئیں گے مگر ہتھیار ساتھ نہیں لائیں گے، مکرز نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی کہا کہ، بچپن سے آج تک آپ نے کبھی غداری نہیں کی، تو یہ ہتھیار کیسے؟؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تسلی دی کہ ہم مکہ مکرمہ میں ہتھیار کے بغیر داخل ہوں گے، مکرز کہنے لگا: یہی وہ نیکی اور وفاداری ہے جو آپ میں مشہور ہے، مکرز نے مکہ مکرمہ میں جا کے قریش کو یہ سب کچھ بتایا تو وہ مطمئن ہوگئے۔ (البدایۃ والنہایۃ، ذکر عمرۃ القضاء)

نبی الملاحم صلی اللہ علیہ وسلم مرالظہر ان میں پہنچے تو صحابہ ﷺ نے کہا یا رسول اللہ! اگر اجازت ہو تو ہم اونٹ ذبح کریں کچھ قوت وطاقت حاصل کریں، ایسا نہ ہو کہ اہل مکہ ہمارے ضعف اور کمزوری پر کوئی تبصرہ کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اونٹ اور قربانیاں ذبح نہ کرو، بلکہ اپنا اپنا کھانا دسترخوان پہ لا کے جمع کرو...... سب نے دسترخوان پر بچا کھچا توشہ لا جمع کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے، سب سیر ہو کر ایک طرف ہو گئے، کھانا بچا رہا جو لوگوں نے اپنے اپنے توشہ دانوں میں بھر لیا۔ (مسند احمد، مسند عبداللہ بن عباس ﷺ)

یأ جج میں ہتھیار رکھ دیئے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کے اس سفر میں ہتھیار ساتھ لے لئے تھے، فرمایا: ''ہتھیار ساتھ لے کر مکہ مکرمہ میں تو نہیں جائیں گے، مگر کوئی بھروسہ نہیں دشمن کی طرف سے، اچانک کوئی ہنگامہ کھڑا ہو جائے تو ہتھیار ہمارے پاس ہوں۔

نبی مجاہد صلی اللہ علیہ وسلم جو ہتھیار ساتھ لائے تھے، وہ یاجج میں رکھ دیئے گئے، صرف تلوار ساتھ تھی، اس کا ساتھ لے جانا معاہدہ کے مطابق تھا، یہاں مسلمانوں کی ایک جماعت نگرانی کیلئے ٹھہر گئی، جن کی تعداد تقریباً ۲۰۰ تھی، ان کے امیر اوس بن خولی ﷺ تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کر لیا تو اب دوسرے ۲۰۰ صحابہ ﷺ کو بھیجا کہ جاؤ اب تم اسلحہ کی نگرانی کرو اور ان کو بھیج دو۔ (السیرة الحلبیة، البدایة والنہایة، المغازی، ذکر عمرة القضاء)

یأ جج ...... مکہ مکرمہ کی ایک وادی کا نام ہے، جس کی لمبائی تقریباً ۳۳ کلومیٹر ہے، اس کو 'وادی بئر مقیت' بھی کہا جاتا ہے، مقیت نامی ایک شخص نے یہاں ایک کنواں کھدوایا تھا، اسی نسبت سے 'وادی بئر مقیت' نام پڑ گیا، اس کا محل وقوع مکہ مکرمہ سے شمال کی طرف تقریباً ۸ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے، یہ وادی پھر مرالظہر ان (وادی فاطمہ) میں جا گرتی ہے۔ (معجم معالم الحجاز ۱۰/ ۱۸۴)

- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ ﷺ کو ایک انصاری صحابی ﷺ کے ساتھ بھیجا تھا کہ میری بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کو لے آؤ، ان سے کہا تھا کہ تم یاجج وادی میں رہنا، زینب تمہیں اُدھر آکے ملے گی، جیسا کہ مشہور واقعہ ہے۔ (سنن ابی داود، باب فی فداء الاسیر بالمال)
- اسی وادی میں سیدنا خبیب ﷺ کو سولی دے کر شہید کیا گیا، جہاں سیدنا خبیب ﷺ کو شہید کیا گیا، وہاں ایک برجی نما مینار بنا دیا گیا تھا، کُردی نے اپنی کتاب میں اس کی تصویر بھی پیش کی ہے، یہ تعمیر ۱۳۷۷ھ تک باقی تھی، پھر اس کو منہدم کر دیا گیا۔ (تاریخ مکہ مکرمہ للدکتور شیخ محمد الیاس ص ۲۰، معجم البلدان)

شیخ بلادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، اس وادی میں شمالی سمت سے ایک کچا راستہ آتا ہے، جس پر شتر سوار چلا کرتے تھے، اور یہ لوگ اس جگہ کو 'خبیب' کے نام سے یاد کرتے ہیں، یہی وہ جگہ ہے جہاں سیدنا خبیب ﷺ شہید کئے گئے۔ (معجم معالم الحجاز ۱۰/ ۱۸۴)

مکہ مکرمہ میں داخلہ اور طواف بیت اللہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے، عبداللہ بن رواحہ ﷺ نے اونٹنی کی لگام پکڑ رکھی تھی اور اشعار پڑھ رہے تھے، عمر ﷺ نے دیکھا تو کہا: ''اے ابن رواحہ! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اشعار؟ حرم مکہ میں اشعار؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چھوڑ وعمر! ان کو اشعار کہنے دو، ان کے اشعار مخالفین پر برستے تیروں سے بھی زیادہ سخت ہیں، پھر فرمایا: ابن رواحہ! یہ کلمات کہو ((لا الہ الا اللہ وحدہ. نصر عبدہ، واعز جندہ وھزم الاحزاب وحدہ)) سب لوگوں نے بھی پھر یہ کلمات کہنا شروع کر دیئے۔ (سنن ترمذی، باب ماجاء فی انشاد الشعر)

مکہ مکرمہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بالائی حصہ حجون کے ثنیۃ الکداء سے داخل ہوئے، قریش کے بڑے بڑے سردار دشمنی ونفرت کی وجہ سے مکہ

مکرمہ چھوڑ کر چلے گئے ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب ؓ کے ساتھ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے ،تو کچھ مشرک پہاڑ پہ چڑھے مسلمانوں کو جھانک کر دیکھ رہے تھے ،انہوں نے تبصرہ کیا، کہ مدینہ منورہ کے بخار نے مسلمانوں کو کمزور کر دیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کے اس تبصرہ کی خبر پہنچادی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب ؓ کو حکم دیا کہ طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل کرو، یعنی اکڑ اکڑ کے اور سینہ نکال کے چلو ،تا کہ مشرک خوش نہ ہوں کہ یہ کمزور ہو گئے ہیں ،صحابہ ؓ نے ایسا کیا تو یہی مشرک آپس میں کہنے لگے: ہم تو ان کو کمزور سمجھ رہے تھے، یہ تو بڑے طاقتور، شاہ زور ہیں، یہ تو ہرنیوں کی طرح زقندیں بھر رہے ہیں۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب ؓ نے طواف میں اضطباع کیا ،یعنی دایاں کندھا کھلا رکھا، تا کہ کفار، مسلمانوں کے مضبوط جسم اور قوت وطاقت کا اندازہ لگالیں ، یہ اسلام کا پہلا رمل اور اضطباع تھا صحابہ ؓ کی مقدس جماعت کی اس یاد کو قیامت تک باقی رکھنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے رمل اور اضطباع کو طواف کی سنت قرار دے دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف سے فارغ ہو کر سعی کی اور قربانیاں ذبح کیں۔ (البدایۃ والنھایۃ ،ذکر عمرۃ القضاء)

ابطح میں قیام

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرۃ القضاء، فتح مکہ اور حجۃ الوداع کے موقع پر ابطح میں قیام فرمایا، قیام ایک خیمہ میں رہا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ابطح میں نصب کیا گیا..... اس مقام پر آجکل ایک خوبصورت مسجد قائم ہے، جس کا نام ہے' مسجد الاجابۃ' ہمیں اس مسجد میں حاضری اور نماز ادا کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ..... 'مسجد الاجابۃ' اور 'ابطح' کا مزید تذکرہ سفر حجۃ الوداع میں آئے گا (ان شاء اللہ)۔

المحصب ،ابطح .. یہ ایک تاریخی مقام ہے، مکہ مکرمہ کے بالائی حصہ (معلاۃ) میں منیٰ کی طرف جاتے ہوئے ، پہاڑوں کے درمیان ایک نشیبی ہموار جگہ ہے، محصب اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں کنکریاں جمع ہوں ، چونکہ اردگرد کے پہاڑوں پر ہونے والی بارش کا پانی بہتا ہوا یہاں جمع ہوتا ہے تو اس پانی کے ساتھ ساتھ کنکریاں بھی جمع ہو جاتی ہیں ،اس لئے اس کو محصب کہتے ہیں ،اس کو خیف بنی کنانہ اور ابطح کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے، یہ جگہ چونکہ ہموار اور نسبتاً سرسبز تھی اس لئے اہل مکہ تفریح اور اہم اجتماعی فیصلوں کیلئے یہاں جمع ہوتے ،یہیں کفار مکہ نے مسلمانوں سے تاریخی بائیکاٹ کا فیصلہ کیا تھا، جو شعب ابی طالب میں مسلمانوں کے تین سال تک محاصرہ کی صورت میں ظاہر ہوا۔ (تاریخ مکہ مکرمہ لدکتور شیخ محمد الیاس ص ۱۵۴)

سرف میں قیام

تین دن گزرنے کے بعد قریش مکہ نے کہا کہ معاہدہ کی رو سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی ہونی چاہئے ، کیونکہ صلح حدیبیہ کی شرائط میں تھا کہ آئندہ سال جب مسلمان عمرہ کرنے آئیں گے تو صرف تین دن قیام کریں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ''اگر تمہاری اجازت ہو تو ہم کچھ دن اور قیام کریں ، دعوت ولیمہ کریں اور اس میں آپ بھی شریک ہوں'' مگر قریش نے اجازت نہ دی ،تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کو الوداع کہا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کی طرف آتے ہوئے مقام سرف میں سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا، ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق نکاح احرام کی حالت میں ہوا، کیونکہ مکہ مکرمہ کو آتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم احرام میں ہی تھے، پھر واپسی پہ مقام سرف میں ہی آ کر سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے شب عروسی کی ، ولیمہ کیا، اور پھر مدینہ منورہ کو چل دئے۔

یہ عجیب اتفاق ہے کہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا نکاح، رخصتی، ولیمہ، انتقال، اور تدفین سب سرف میں ہوئی، سیدہ مکہ مکرمہ میں تھیں، طبیعت بہت خراب ہوگئی، وہاں آپ کے اعزہ واقارب میں سے کوئی نہ تھا، کہنے لگیں: ''مجھے مکہ مکرمہ سے باہر لے جاؤ، میری وفات یہاں نہیں ہوگی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا، کہ تمہاری موت مکہ مکرمہ میں نہیں ہوگی'' چنانچہ سیدہ کو سرف کے مقام پہ اسی جگہ درخت کے پاس لایا گیا، جہاں ان سے نکاح ہوا تھا، انتقال فرمایا اور یہیں تدفین ہوئی۔ رضی اللہ عنہا (البدایہ والنھایہ، ذکر عمرۃ القضاء، والاخبار من بیت میمونۃ بنت الحارث رضی اللہ عنہا بسرف)

مقام سرف، ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک

"The place of Seraf", the mother of the believers Sayyidah Maymoonah (RA)'s blessed grave.

مقام سرف، تاریخ وواقعات

''سرف'' ایک بڑی وادی ہے، آج کل اس کو النواریۃ کہتے ہیں، یہ وادی، جعرانہ کے گردونواح یعنی مکہ مکرمہ کے شمال مشرق سے مغرب کی طرف چلتی ہے، اسی وادی کے کنارے پر سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی قبر ہے، اب اس قبر والی جگہ کو بھی مقام سرف کہتے ہیں، مسجد حرام سے شمال کی جانب تقریبا ۱۲ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے، مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ جاتے ہوئے تنعیم کے بعد ہے، یہ جگہ بھی اُس وقت مکہ مکرمہ سے باہر تھی مگر اب یہ شہر کا حصہ بن گئی ہے، سیدہ کی قبر کھلے آسمان تلے ایک چاردیواری کے اندر ہے، یہ کچھ بلند جگہ ہے جو وادی سرف اور اضاءۃ بنی غفار کے درمیان واقع ہے، قبر پر کسی زمانے میں ایک قبہ بنا ہوا تھا، قریب میں ایک مسجد تھی، پھر قبہ ختم کردیا گیا اور مسجد باقی رہی، ۱۴۲۷ھ میں مسجد بھی منہدم کردی گئی، اب قبر مبارک کے اردگرد سفید رنگ کی چاردیواری ہے، جس پر مضبوط قسم کا آہنی گیٹ اور ایسا ہی مضبوط تالا لگا ہوا ہے، عام طور پہ سعودی عرب میں مقبرہ کے اردگرد چاردیواری سی ہوتی ہے، چونکہ عرب شرک وبدعت کے معاملے میں بہت ہی سخت ہیں، اس لئے مقبروں کو مقفل کردیا جاتا ہے، اور قبریں بھی زمین کے برابر ہی رکھی جاتی ہیں، نشاندہی کیلئے قبر والی جگہ پہ پتھر رکھ دئے جاتے ہیں، یہ سب انتظامات اس لئے کئے جاتے ہیں کہ قبروں پہ کسی قسم کا بھی شرک، غیر شرعی عمل نہ کیا جائے، ہم نے مقبرہ پہ پہنچ کر چاردیواری کے باہر سے اپنی عظیم ماں کی خدمت میں سلام پیش کیا۔ (المعالم الجغرافیۃ الواردۃ فی السیرۃ النبویۃ۔ فی رحاب البیت العتیق۔ فی رحاب البیت الحرام۔ اخبار مکۃ للفاکہی والازرقی رحمہم اللہ)

- حجۃ الوداع کے موقع پر یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتویں منزل تھی۔
- ....ابی بن خلف ملعون کو جب احد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں زخم لگا تو وہ چیختا چلاتا سرف میں آ کے واصل جہنم ہوا۔(البدایۃ والنہایۃ ذکر غزوۃ احد)

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی

عمارہ یا امامہ ان کا نام تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئے تو یہ چچا چچا کہتی ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے دوڑی آئیں، علی رضی اللہ عنہ نے ان کو لے لیا اور اپنی پرورش میں لینا چاہا، ادھر سے جعفر اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما نے بھی ان کے لینے کی تمنا کی، ہر ایک کا کہنا تھا کہ اس کی پرورش ہمارا حق ہے، زید رضی اللہ عنہ کا دعویٰ یہ تھا کہ یہ میرے بھائی حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے تو میں اس کا ولی ہوں (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اخوت کے رشتے قائم فرمائے تھے تو حمزہ اور زید رضی اللہ عنہما کو بھائی بنایا) علی رضی اللہ عنہ کا کہنا تھا کہ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے... جعفر رضی اللہ عنہ کا کہنا تھا کہ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور میری بیوی کی بھی بھانجی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر رضی اللہ عنہ کے حق میں فیصلہ دیا اور فرمایا:((الخالة بمنزلة الام)) خالہ ماں کے درجہ میں ہے، اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا، جعفر رضی اللہ عنہ کی بیوی، ان کی خالہ تھیں۔

جعفر رضی اللہ عنہ خوشی کے مارے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد ایک ٹانگ پر اچھل اچھل کر کودنے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: 'جعفر! یہ کیا ہو رہا ہے؟' ....انہوں نے عرض کیا: 'یا رسول اللہ! نجاشی جب کسی شخص سے بہت زیادہ خوش ہوتا تھا تو اس کے اردگرد ایک ٹانگ پر اچھلنے کودنے لگتا تھا'۔

جب یہ بڑی ہو گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کرایا، اور فرمایا((هل جزيت سلمة)) سلمہ! بدلہ ہو گیا نا؟ سلمہ بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کرایا تھا، یہ عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے بڑے تھے۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین (السیرۃ الحلبیۃ، البدایۃ والنہایۃ، المغازی للواقدی ذکر عمرۃ القضاء)

یادگار فتح، فتح مکہ لمحہ بہ لمحہ

مکہ مکرمہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آبائی شہر تھا، روئے زمین پر سب سے مقدس شہر، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بچپن کی یادیں، زندگی کے لمحات، یہاں سے متعلق تھے، دین کیلئے اسے چھوڑا، تو اللہ تعالیٰ نے اسی وقت بشارت دی کہ آپ کو مکہ مکرمہ پہ بڑی شان و شوکت سے غلبہ عطا فرمائیں گے، وقتاً فوقتاً اس بشارت کو دہرایا جاتا رہا، اب اس کے پورا ہونے کا زمانہ آ گیا، یہ فتح دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح مبین ہے، مؤرخین اس کو فتح اعظم کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

یہ اسلام کی فتح اور کفر کی شکست تھی، دنیائے عرب کی نظریں مکہ مکرمہ پہ لگی تھیں، سب اس انتظار میں تھے کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ فتح کر لیا تو یقیناً وہ نبی صادق ہیں، اس لئے فتح مکہ کے بعد قبائل نے قبول اسلام میں دیر نہ کی، یوں پھر سارا عالم دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی سے جگمگا اٹھا۔

قریش کی عہد شکنی

صلح حدیبیہ میں طے ہوا تھا کہ ہر قبیلہ کو اختیار ہے جس کو چاہے اپنا حلیف بنالے، بنوخزاعہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور بنوبکر نے قریش کو اپنا حلیف بنالیا، ان دونوں قبیلوں میں پرانی دشمنی چلی آرہی تھی، بظاہر اب دونوں ایک دوسرے سے مطمئن ہو گئے، مگر بنوبکر نے موقع پاتے ہی بنوخزاعہ پہ شب خون مارا، قریش نے بھی خوب ان کی مدد کی، بنوخزاعہ نے حرم میں جا کے پناہ لی مگر قریش نے ان کو وہاں بھی نہ چھوڑا اور حرم میں خون کی ندیاں بہادیں، یہ سب سمجھ رہے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر نہ ہوگی۔

عمرو بن سالم خزاعی نے چالیس آدمیوں کے ساتھ مدینہ منورہ کا رخ کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جا کے پوری صورتحال بتائی، اب مسلمانوں پر وعدہ پورا کرنا، اپنے حلیف کا بدلہ لینا ضروری ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ ﷺ کو خفیہ طور پر تیاری کا حکم دے دیا، سامان جنگ درست کرنے اور اردگرد کے قبائل کو اکٹھا کرنے میں لگ گئے۔

مسلمانوں کے حلیف کے خلاف بنوبکر کا ساتھ دے کر یہ اقدام قریش کو بہت مہنگا پڑا، وہ جوش میں آ کر یہ کام کر تو بیٹھے، مگر پھر بہت پچھتائے، مشورہ میں طے پایا کہ سردار مکہ ابوسفیان کو مدینہ منورہ بھیجا جائے اور معذرت کر کے صلح کی تجدید جائے۔ (البدایۃ والنہایۃ، ذکر غزوۃ الفتح الاعظم)

بستر رسول ﷺ کا احترام

ابوسفیان اپنے غلام کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچے، اور سیدھے اپنی بیٹی، ام حبیبہ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، گھر میں داخل ہوئے، بستر پہ بیٹھنے لگے تو ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فوراً بستر لپیٹ دیا اور کہا: ''ابا جان! آپ مشرک ہیں ناپاک ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر پاک و مبارک ہے، آپ اس پر بیٹھنے کے قابل نہیں'' ..... ابوسفیان کہنے لگے: ''خدا کی قسم! میرے پاس سے جانے کے بعد تجھ میں یہ خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں''۔

ابوسفیان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ صلح کی تجدید اور مدت بڑھانے کی بات کی، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کر دیا، حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، علی ﷺ سے سفارش کرنے کو کہا مگر سب نے یہی کہا کہ جس کام کا ارادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کر چکے ہیں ہم اس میں مداخلت نہیں کر سکتے، ابوسفیان ناکام و مایوس ہو کر واپس لوٹ گئے اور مکہ مکرمہ جا کر مشرکین کو ساری صورتحال بتائی، مکہ والے سمجھ گئے کہ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور ہماری طرف کوچ کریں گے۔ (البدایۃ والنہایۃ، ذکر غزوۃ الفتح الاعظم)

مکہ مکرمہ کی طرف خفیہ کوچ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کی طرف خفیہ پیش قدمی کا آغاز کر دیا، گردونواح کے قبائل مدینہ منورہ آنا شروع ہو گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی ''اے اللہ! قریش کے مخبروں اور جاسوسوں کو روک دے تاکہ ہم ان لوگوں کے علاقوں میں اچانک پہنچ جائیں''۔ جہادی نقطہ نظر کے تحت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رازداری کے مکمل انتظامات کئے، تمام راستوں پر نگرانی کرنے والی جماعتیں بٹھا دیں، تاکہ ہر آنے جانے والے کے متعلق معلومات رہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جماعت سے فرمایا: ''جو کوئی اجنبی نظر آئے اسے روک لو'' ..... سب صحابہ ﷺ کو رازداری کا حکم دیا، اپنا

سفر لوگوں پر خفیہ رکھنے کیلئے ایک جماعت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی امارت میں بطن اضم نامی ایک جگہ کی طرف روانہ فرمائی، یہ جگہ مکہ مکرمہ سے مخالف سمت میں واقع تھی، تا کہ لوگوں کو یہ دھوکہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قصد سفر اُدھر کا ہے مگر یہ ایک چال تھی، یہ صحابہ رضی اللہ عنہم وہاں تک پہنچے، اور جب انہیں معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ کی طرف نکل گئے ہیں، تو یہ بھی مقرر کردہ پالیسی کے تحت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقام سقیا میں آملے۔ (المغازی للواقدی، شان غزوۃ الفتح)

ایک مجاہد صحابی حاطب رضی اللہ عنہ سے اجتہادی غلطی ہوگئی کہ انہوں نے یہ اطلاع دینے کیلئے ایک خط مشرکین کے نام لکھا اور خفیہ طریقہ سے ایک عورت کے ذریعہ بھجوا دیا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعہ معلوم ہوگیا اور علی، طلحہ، زبیر رضی اللہ عنہم وغیرہ کو بھیج کر خط پکڑ لیا گیا، یہ صحابی رضی اللہ عنہ بدری تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے وجہ پوچھی، تو انہوں نے سچ بتایا کہ یا رسول اللہ! مکہ مکرمہ میں میرے اہل وعیال بالکل اکیلے ہیں، میرا کوئی قبیلہ رشتہ دار وہاں نہیں، میں نے سوچا کہ قریش پر احسان کروں تا کہ وہ میرے اہل وعیال کا خیال رکھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی رضی اللہ عنہ کی یہ غلطی معاف فرما دی۔ (المغازی للواقدی، شان غزوۃ الفتح)

۱۰ رمضان المبارک ۸ ھ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار کا لشکر جرار لے کر نکلے، مہاجرین وانصار کے علاوہ قبیلہ غفار، مزینہ، جہینہ اور اشجع کے اصحاب رضی اللہ عنہم شامل تھے، ازواج مطہرات میں سے ام سلمہ اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہما ساتھ تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر فتح مکہ مکرمہ میں ان مقامات سے گزرے، ذوالحلیفہ ... السقیا، (موجودہ نام ام البرک) ... ابواء ... الجحفہ ... قدید ... عسفان ... جموم۔

دنیا کے ماہرین جنگ، فلاسفر نبی الملاحم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس جنگی حکمت عملی پر حیران ہیں کہ رسول مجاہد صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار کا عظیم لشکر لے کر مشرکین مکہ کے سر پر جا پہنچے اور انہیں کوئی خبر تک نہیں ہونے دی۔

الصلصل میں روزوں کے متعلق حکم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے، جب صلصل نامی جگہ پر پہنچے تو زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو دو صحابہ کے ساتھ آگے آگے روانہ کیا اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ جو شخص روزہ رکھنا چاہے وہ رکھ لے اور جو افطار کرنا چاہے وہ افطار کرے، ایک روایت میں ہے کہ مدینہ منورہ سے کوچ کیا تو اعلان کیا گیا۔ (السیرۃ الحلبیۃ، فتح مکہ شرفہا اللہ تعالیٰ)

صلصل ... مدینہ منورہ میں ذوالحلیفہ کے قریب البیداء نامی صحراء میں ایک پہاڑ کا نام ہے مدینہ منورہ سے تقریباً سات میل کے فاصلے پر ہے۔ البیداء میں جس جگہ تیمم کا نزول ہوا تو وہ یہی "الصلصل" نامی جگہ تھی۔ (خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، تتمہ ما استعجم، ذکر الصلصل)

شیخ بلادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ... مدینہ منورہ سے جب مکہ مکرمہ کی طرف چلیں تو ذوالحلیفہ کے بعد ذات الجیش (مفرحات) سے پہلے جو سخت اور ٹھوس زمینی علاقہ آتا ہے، وہی صلصل ہے، اس کو صمد الظماء بھی کہتے ہیں۔ (معجم معالم الحجاز ۵/۱۰۰۲)

العرج میں قبیلہ ہوازن کا جاسوس

یہ سفر رمضان المبارک میں تھا، اصحاب رضی اللہ عنہم پر روزہ بہت شاق گزرا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اس سفر میں بعض اوقات پیاس کا شدید غلبہ ہوا، ایک صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرج نامی جگہ میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر اور چہرہ پر پانی چھڑکا۔

(شرح معانی الاثار، باب الصیام فی السفر)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرج سے آگے ۱۰۰ گھوڑ سواروں کا ایک دستہ بھیج دیا، وہ قبیلہ ھوازن کے ایک جاسوس کو پکڑ لائے، جس کی زبانی معلوم ہوا کہ قبیلہ ھوازن خوب تیاریوں میں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ)) (سورہ آل عمران آیت ۱۷۳) پھر خالد ﷺ سے فرمایا: ''اس کا خیال رکھو تا کہ لوگوں تک یہ بات نہ پہنچے''۔ (المغازی للواقدی، شان غزوۃ الفتح)

العرج ... حجاز تہامہ کی وادیوں میں سے ایک بہت بڑی وادی، مدینہ منورہ سے جنوب کی طرف ۱۱۳ کلومیٹر کے فاصلہ پر اس کا محل وقوع ہے، پہلے حجاج کرام کے قافلے یہاں سے گزرتے تھے، اس کا تذکرہ واقعہ ہجرت میں بھی ہو چکا ہے۔ (المعالم الجغرافیۃ الواردۃ فی السیرۃ النبویۃ)

ابواء میں ابن حارث اور ابن امیہ کی آمد

ابواء میں ابوسفیان ابن حارث اور عبداللہ بن امیہ آ ملے، یہ ابوسفیان وہ ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حارث کے بیٹے تھے، اور رضاعی بھائی بھی تھے، انہوں نے بھی اماں حلیمہ رضی اللہ عنہا کا دودھ پیا تھا، فتح مکہ سے کچھ دن قبل بیوی سے کہا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو مکہ مکرمہ پہنچ رہے ہیں چلو کہیں بھاگ نکلیں، نیک فطرت بیوی نے سمجھایا، عرب وعجم ان کے مطیع ہو رہے ہیں اور تم ابھی تک وہی بغض وعداوت لئے بیٹھے ہو، بیوی کی بات دل میں اثر کر گئی اور سواری لے کر مدینہ منورہ کو چل پڑے ..... اور عبداللہ بن امیہ، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی تھے، ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے باپ شریک بھائی تھے، یہ دونوں طویل دشمنی کے بعد اب اسلام قبول کرنے مدینہ منورہ کو آ رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے منہ پھیر لیا۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے سفارش کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے ان دونوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے، ابوسفیان نے میری ہتک عزت کی ہے، [یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بھرے بازار میں اشعار کہا کرتے تھے، حسان بن ثابت ﷺ اپنے اشعار میں ''الا بلغ ابا سفیان عنی'' (ابوسفیان کو میری جانب سے یہ پیغام پہنچادو) کہہ کر ان کے اشعار کا جواب دیا کرتے تھے]۔ اور یہ دوسرا یعنی عبداللہ تو وہ ہے جس نے مکہ مکرمہ میں مجھے سخت نازیبا باتیں کہی تھیں'' [اس نے کہا تھا خدا کی قسم! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہ اس وقت تک ایمان نہ لاؤں گا، جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان میں ایک سیڑھی لگا کر نہ چڑھ جائیں اور ایک دستاویز فرشتوں کے ساتھ لے آئیں]

ابوسفیان نے جب دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکار کر رہے ہیں تو کہنے لگا: (اس کے ساتھ اس کا ایک بیٹا بھی تھا) ''خدا کی قسم! یا تو رسول اللہ [صلی اللہ علیہ وسلم] مجھے حاضری کا موقع دیں اور میری غلطی معاف کریں، ورنہ میں اس بیٹے کے ساتھ روئے زمین پر کہیں ایسی جگہ نکل جاؤں گا جہاں ہم دونوں بھوکے پیاسے مر جائیں گے'' ..... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پہ رحم آیا۔

انہوں نے ۲۰ سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی میں گزارے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اشعار کہے، جنگیں لڑیں، اب نادم وشرمندہ ہو کر آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاف کر کے دائرہ اسلام میں داخل کر لیا، ابوسفیان ﷺ اب صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم بن گئے، بچپن کی دوستی تھی درمیان میں اسلام کی وجہ سے کچھ دوری آ گئی تھی، مگر اب پھر قریب ہو گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بہت محبت کرتے تھے۔ (السیرۃ لابن ہشام، السیرۃ الحلبیۃ، ذکر فتح مکۃ)

بقول ابن اسحاق رحمہ اللہ کے یہ دونوں حضرات نیق عقاب میں آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور اسلام قبول کیا۔

نیق عقاب...... بقول صاحب معجم البلدان کے یہ جحفہ کے قریب ہی ایک جگہ کا نام ہے، شیخ بلادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "لا یعرف هذا الموضع الیوم": آج کل اس نام کی کوئی جگہ نہیں ہے۔

جحفہ میں عباس رضی اللہ عنہ کی آمد

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس رضی اللہ عنہ اپنے اہل وعیال سمیت ہجرت کر کے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوگئے ،تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ کر اسلام کا اظہار کریں، جحفہ میں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آملے، عباس رضی اللہ عنہ پہلے ہی مسلمان ہو چکے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے مکہ مکرمہ میں مقیم تھے، مکہ والوں کے احوال ومنصوبے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے تھے، گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ سلم کیلئے جاسوسی کا کام کرتے تھے، بعض روایات میں ہے کہ ذوالحلیفہ میں آملے، عباس رضی اللہ عنہ یہیں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ مکرمہ کو روانہ ہوگئے، اور اپنے اہل وعیال کو مدینہ منورہ بھیج دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہوکر فرمایا:۔

''اے چچا! آپ کی یہ ہجرت اس طرح آخری ہجرت ہے، جیسے میری نبوت آخری نبوت ہے''۔ (السیرۃ الحلبیۃ، فتح مکۃ شرفہا اللہ تعالیٰ)

کدید (الحمض) میں روزہ افطار

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، جب ہم کدید نامی جگہ پر پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ روزہ کی وجہ سے لوگوں کو سخت مشقت اور تکلیف ہورہی ہے اور لوگ آپ کے روزے کو دیکھ رہے ہیں، تو (عصر کے بعد) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری پر روزہ افطار کر دیا، پھر جب ہم مرالظہران پہنچے تو فرمایا: ''اب دشمن قریب ہے اب افطار کرو''۔ (یعنی اب روزہ افطار کرنا واجب ہے، اگر چہ پہلے بھی افطار کا حکم تھا مگر وہ واجب نہ تھا) (شرح معانی الآثار، باب الصیام فی السفر)

ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کراع الغمیم پہنچے تو روزہ افطار کیا، ایک روایت میں ہے کہ قدید نامی جگہ پہ روزہ افطار کیا، ایک روایت میں عسفان کا ذکر ہے، یہ مقامات قریب قریب ہیں، ہوسکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام مقامات پہ افطار کیا ہو، یعنی کچھ کھایا پیا ہو اور جس صحابی رضی اللہ عنہ نے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھاتے پیتے دیکھا اس نے اسی کے مطابق روایت بیان کی۔ (السیرۃ الحلبیۃ، ذکر فتح مکۃ شرفہا اللہ)

الکدید...... عسفان اور امج (خلیص) کے درمیان کا علاقہ، آجکل اس کا نام الحمض ہے، کیونکہ یہاں الحمض (ایک قسم کا ترش پودا) کی کثرت ہے، یہ علاقہ بارشی پانی سے آباد ہوتا ہے، وادی غران کا پانی بھی اس میں آتا ہے، مکہ مکرمہ سے تقریباً ۹۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ (المعالم الجغرافیۃ الواردۃ فی السیرۃ النبویۃ)

وادی قدید میں جنگی پرچموں کی تقسیم

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم قدید پہنچے، تو قبیلہ بنوسلیم بھی اپنے سردار عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھاری تعداد میں اسلحہ سے لیس آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آملے، بعض روایات میں ایک ہزار اور بعض میں ۹۰۰ ان کی تعداد بتائی جاتی ہے، یہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے دستہ میں دیئے گئے، قبیلہ بنوسلیم وہی قبیلہ ہے جس کے خلاف آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کیلئے نکلے تھے، اس سفر کی تفصیل غزوہ بنوسلیم کے ذیل گزر چکی ہے۔

وادی قدید میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگی پرچم مختلف قبائل میں تقسیم فرمائے ۔ وادی قدید ۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ شاہراہ پر ایک طویل وادی، اسی مناسبت سے آجکل ایک شہر کا نام بھی ہے، ہجرت کے سفر میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔ (المغازی للواقدی، شان الفتح۔ السیرۃ الحلبیۃ ذکر فتح مکۃ)

عسفان کا کنواں، جسے آقا ﷺ کے لعاب مبارک نے متبرک بنا دیا

The well of Asfaan, which was blessed by the holy saliva of the Lord ﷺ

بئر التفلۃ (لعاب مبارک والا کنواں)

عسفان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا، تو یہاں کے ایک کنویں میں اپنا لعاب مبارک ڈالا، اس کنویں کا پانی بہت کم اور پینے کے قابل نہ تھا، لعاب مبارک کی برکت سے پانی میٹھا ہو گیا، اور پانی میں ایسی برکت ہوئی کہ اب تک کنویں کا پانی جاری ہے، چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ گزر گیا، آج یکم شوال ۱۴۳۰ھ کو ہم اس کنویں پر پہنچے ہیں، اس کا پانی جاری ہے، اس بابرکت اور مقدس پانی سے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب مبارک کا ذائقہ آ رہا ہے، کنویں کے قریب ایک ٹینکی (حوض) ہے، جس میں پانی بھر دیا جاتا ہے، لوگ آتے ہیں، یہاں سے پانی لے جاتے ہیں، وضو کرتے ہیں، پانی پیتے ہیں، ہم نے بھی یہاں پانی پیا، وضو کیا، اس کو "بئر التفلۃ" (لعاب مبارک والا کنواں) کہا جاتا ہے ۔ عام لوگ اس کو "بئر رسول صلی اللہ علیہ وسلم" سے یاد کرتے ہیں، زائرین عسفان آئیں تو اس کنویں کا پانی اپنے دوستوں کیلئے بطور تحفہ لے جاتے ہیں، اس کنویں کے قریب اور بھی کئی قدیم کنویں ہیں، مگر سب خشک اور کھنڈرات کی شکل میں ہیں، سعودی حکومت نے نشانات لگا کر اسے آثار قدیمہ کی حیثیت دے رکھی ہے۔

(الاراضی المقدسہ فی خلال الصور ص ۷۹، المعجم الاثری ص ۲۶۔ علی طریق الھجرۃ ص ۱۵ بتغییر)

مرالظہران (جموم) میں قیام

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مرالظہران (وادی فاطمہ) میں رات کو پہنچے، حکم دیا کہ سب الگ الگ آگ جلائیں، سینکڑوں جگہوں پر آگ جلی، یہ ایک جنگی تدبیر تھی، پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آمد کو مخفی رکھا ہوا تھا کہ مکہ والوں پر ہم اچانک پہنچ جائیں، اور اب سب کو الگ الگ آگ جلانے کا حکم دیا، تاکہ بہت زیادہ روشنیوں سے ان پر ہیبت طاری ہو، وہ مرعوب اور دہشت زدہ ہو جائیں اور خونریزی کے بغیر ہی مکہ مکرمہ فتح ہو جائے۔

مکہ والوں کو یہ دھڑکا تو لگا ہوا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم پہ چڑھائی کریں گے، مگر اس کا اندازہ نہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سروں پر پہنچ گئے ہیں، مکہ مکرمہ سے کچھ لوگ اسی جستجو میں نکلے ہوئے تھے کہ کہیں سے کوئی خبر سنیں، ادھر دور سے اتنی جگہوں پہ آگ جلتے دیکھی، تو خوفزدہ ہو گئے، آپس میں چہ می گوئیاں کرنے لگے کہ یہ کون ہیں؟ کسی نے کہا بنوخزاعہ ہیں، کوئی کہنے لگا: اتنی آگ تو حاجی عرفہ کے دن جلایا کرتے ہیں یہ تو کوئی بہت بڑا لشکر ہے۔

عباس رضی اللہ عنہ کے دل میں مکہ والوں کے لئے رحم آرہا تھا، وہ آہ بھر کر کہہ رہے تھے: قریش کی اس صبح پہ افسوس، قریش کے امان طلب کرنے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ داخل ہو گئے تو قریش کیلئے ہلاکت ابدی ہے، عباس رضی اللہ عنہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر پہ سوار ہوئے، اراک (درخت) کے پاس پہنچے، تو دل میں آیا، کاش! کوئی مکہ مکرمہ جانے والا ملے تو اس کے ذریعے قریش کو پیغام دوں کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر امان طلب کرلیں، آگے چلے تو مکہ مکرمہ کے تین شخص ملے، ان میں ابوسفیان بھی تھے، عباس رضی اللہ عنہ نے ان کی آواز پہچان لی اور ان سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت بڑا لشکر لے کر آئے ہیں، اب فرار کا کوئی راستہ نہیں، میرے ساتھ چلو تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلوں۔

یہ آکر مشرف باسلام ہوئے اور مکہ والوں کیلئے امان مانگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امان دے دی اور فرمایا: ''جو شخص ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے گھر داخل ہوا وہ امن میں ہے، جو حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کے گھر داخل ہوا، وہ امن میں ہے، جس نے اپنے گھر کا دروازہ بند کرلیا، وہ امن میں ہے، جو شخص حرم میں داخل ہو جائے، وہ امن میں ہے'' ۔۔۔ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا گھر مکہ مکرمہ کے بالائی حصہ میں اور حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کا گھر مکہ مکرمہ کے زیریں حصہ میں تھا شفیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ گاہوں کو یوں عام رکھا کہ ہر کوئی آسانی سے پناہ گاہ میں پہنچ کے پناہ پکڑ لے۔ (عیون الاثر، سبل الہدیٰ والرشاد ذکر فتح مکہ)

مسجد جموم، مسجد فتح

جموم (مرالظہران، وادی فاطمہ) کا ذکر کتاب کے ابتدائی صفحات میں ہو چکا ہے، فتح مکہ کے اس سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات یہاں قیام فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قیام اور نمازیں ادا کرنے کی جگہ پہ ایک مسجد تعمیر کر دی گئی، جس کا نام مسجد فتح، مسجد جموم ہے، مکہ مکرمہ مدینہ منورہ روڈ پر گزرتے ہوئے مسجد فتح کا سفید مینار دور سے نظر آتا ہے، مرالظہران سے سیرت کے کئی واقعات وابستہ ہیں۔

- مرالظہران میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پیلو چننے کیلئے درخت پر چڑھے، تو صحابہ رضی اللہ عنہم ان کی کمزور پنڈلیوں کو دیکھ کے ہنسنے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہیں ان کی پتی پتلی پنڈلیوں کو دیکھ کے تعجب ہو رہا ہے، یہ قیامت کے دن ترازو میں احد پہاڑ سے زیادہ وزنی ہونگی''۔ (البدایۃ والنہایۃ، ذکر غزوۃ الفتح الاعظم)

- انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مرالظہران میں لوگ ایک خرگوش کے شکار میں تھک گئے، میں اسے پکڑ کے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے آیا، انہوں نے

ہوا ہے جس سے اندر داخل ہونے کا راستہ نکالا گیا ہے، ہم نے بھی اسی دروازے سے اندر داخل ہو کر مسجد میں نماز نفل ادا کی۔

جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ کے آثار وفنون اسلامیہ کے استاذ دکتور ناصر بن علی الحارثی نے اپنی کتاب " المعجم الاثری لمنطقة مكة المكرمة" میں اس مسجد کو بھی دولت عثمانیہ کی تعمیر اور آثار قدیمہ میں سے شمار کیا ہے، مگر یہ نہیں لکھا کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار میں سے ہے، بہر حال بالکل ویرانے میں اس مسجد کا اپنے زمانے کے اعتبار سے مضبوط و مستحکم عمارت کے ساتھ بننا بھی کسی نہ کسی یادگار کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

صدیوں پرانی 'مسجد الروضہ' کا بیرونی منظر

The exterior view of the centuries old mosque Masjid-ur-Roza.

شان وشوکت کا اظہار

یہ وقت اسلام کی شان وشوکت کے اظہار کا تھا، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "ابوسفیان کو وادی کے تنگ حصے کے پاس لے جا کے روک لیں، تاکہ یہ لشکر اسلام کی کثرت اور طاقت کو دیکھ لیں"..... مجاہدین کے دستے پوری آب وتاب سے اپنے پرچموں، اسلحہ اور اپنے سردار کے ساتھ گزرنے لگے، عباس رضی اللہ عنہ ہر قبیلہ کا تعارف کراتے..... کہ یہ قبیلہ اسلم ہے، یہ قبیلہ بنو سلیم ہے، یہ قبیلہ مزنیہ، اشجع، وغیرہ، مجاہدین صحابہ رضی اللہ عنہم کے جوش وخروش کا بڑا عجیب منظر تھا..... آخر میں آہن پوش مہاجرین وانصار کا ایک دستہ گزرا، ان کی تعداد ایک ہزار تھی، سوائے لوہے کے لباس کے جسم کا کوئی حصہ نظر نہیں آتا تھا، عمر رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ تھے، جو ہدایات دے رہے تھے، نبی ملاحم صلی اللہ علیہ وسلم اسی دستے کے جلو میں گزرے۔

ابوسفیان رضی اللہ عنہ عباس رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے: "تمہارے بھتیجے کی مملکت وسلطنت تو بہت وسیع ہو چکی"..... عباس رضی اللہ عنہ کہنے لگے نہیں، یہ تو نبوت ورسالت ہے۔

ابوسفیان رضی اللہ عنہ پر اصحاب رضی اللہ عنہم کا رعب ودبدبہ چھا گیا، وہ سمجھ گئے کہ مکہ والوں میں اتنا دم نہیں کہ اس لشکر کا مقابلہ کر سکیں، اور یہی نبی مجاہد صلی اللہ علیہ

وسلم کا مقصد تھا، کہ مکہ مکرمہ میں کم سے کم خونریزی ہو، ابوسفیان ﷛ نے مکہ والوں کو اطلاع دے دی کہ لشکر اسلام کا مقابلہ ممکن نہیں ہے، بہتر یہی ہے کہ ہتھیار ڈال کر امان طلب کر لی جائے۔

یوں شہر میں داخل ہونے سے پہلے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ فتح کر لیا، قریش نے محاذ آرائی کے بجائے امان طلب کرنے یا راہِ فرار اختیار کرنے کا سوچا، جنہوں نے امان طلب کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلیٰ ظرفی سے کام لیتے ہوئے ان کو امان دی، معافی کا اعلان فرمایا، کچھ کفار نے مکہ مکرمہ سے فرار کا راستہ اختیار کیا۔ (عیون الاثر، المغازی، ذکر فتح مکۃ)

الیوم یوم المرحمة

انصار کے سردار سعد بن عبادہ ﷛ آج بہت جوش میں تھے، ہاتھ میں جھنڈا تھامے ہوئے چل رہے تھے، جب ابوسفیان ﷛ کے پاس سے گزرے تو کہنے لگے "الیوم یوم الملحمة" آج تو خوب خون بہانے، بدلہ لینے کا دن ہے، اور قریش کی خیر نہیں ہے، ابوسفیان ﷛ پریشان ہو گئے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، تو ابوسفیان ﷛ نے پکار کر پوچھا: "یارسول اللہ! کیا آپ نے اپنی قوم کے قتل کا حکم دیا ہے؟ سعد ﷛ تو یہ کہہ رہے تھے، میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں، آپ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے، صلہ رحمی کرنے والے اور نیکی کرنے والے ہیں" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تسلی دیتے ہوئے فرمایا: "نہیں ((الیوم یوم المرحمة، الیوم اعز الله فیه قریشا)) آج کا دن تو رحمت، نرمی ومعافی کا دن ہے، آج تو قریش کی عزت کا دن ہے، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک لفظ بدل دیا 'ملحمة' کے بجائے 'مرحمة' فرمایا، پھر سعد بن عبادہ ﷛ کے ہاتھ سے جھنڈا لے کر ان کے بیٹے قیس بن عبادہ ﷛ کو پکڑا دیا، تاکہ قریش بھی امن کی امید رکھیں اور انصاری سردار کا دل بھی نہ ٹوٹے، کیونکہ جھنڈا ان سے لے کر ان کے بیٹے کو دے دیا۔ (عیون الاثر، ذکر فتح مکۃ)

ذی طویٰ میں لشکر کی تنظیم

ذوطویٰ میں پہنچے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لشکر اس انداز سے ترتیب دیا کہ مکہ مکرمہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا، اور اس خطرے کے پیش نظر کہ کہیں کوئی شریر النفس شرارت نہ کرے، لشکر کو کئی حصوں میں ترتیب دیا، خالد بن ولید ﷛ کی کمان میں ایک لشکر روانہ فرمایا، اور ان کو ہدایت کی کہ اگر کوئی سامنے حملہ کرتا آئے تو اسے کاٹتے جائیں، ازخود کسی پہ ہاتھ نہ اٹھائیں، مکہ کے مسفلہ (زیریں) حصے سے داخل ہوں اور کوہِ صفا پہ آ کے ملیں، زبیر ﷛ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ حجون کے آگے آگے معلاۃ (بالائی) حصے سے داخل ہوں اور حجون میں جا کے میرا جھنڈا گاڑھ دیں اور وہیں میرے آنے کا انتظار کریں، قیس بن سعد ﷛ کو حکم تھا کہ وہ بطن وادی کا راستہ پکڑیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آملیں۔

تمام دستے ہدایاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق اپنے اپنے رخ پہ چل نکلے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگی حکمت عملی اور رعب وہیبت نے مکہ والوں کو سر اٹھانے بھی نہ دیا، البتہ خالد ﷛ کی سمت میں مزاحمت کا خطرہ تھا اور واقعی اُدھر کچھ آوارہ واوباش نوجوان سامنے آئے، سیف اللہ (خالد ﷛) نے ہاتھ روکے رکھا، مگر جب ان کی طرف سے مزاحمت ہوئی تو ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق تلوار چلائی، دس بارہ کے قریب مارے گئے، باقیوں نے دوڑ کر جان بچانے میں عافیت سمجھی، خالد بن ولید ﷛ مکہ مکرمہ کے گلی کوچوں کو صاف کرتے ہوئے صفا پہاڑی پہ آ پہنچے۔ (سبل الہدیٰ والرشاد ذکر فتح مکۃ)

اذاخر میں پہنچنا

نبی مجاہد صلی اللہ علیہ وسلم ثنیہ اذاخر پر پہنچے تو وہاں تلواروں کی چمک دیکھی، صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا: "یہ کیا ہو رہا ہے؟" کیا میں نے جنگ و خون ریزی سے منع نہیں کیا تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ خالد رضی اللہ عنہ سے مشرکین نے لڑائی چھیڑ دی اور جنگ کی ابتداء کی، اگر یہ لڑائی شروع نہ کرتے تو خالد رضی اللہ عنہ ان سے نہ لڑتے، یا رسول اللہ! خالد رضی اللہ عنہ آپ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں میں سے نہیں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (قضاء الله خير) خدائی فیصلہ میں خیر ہے۔ (المغازی للواقدی، سبل الہدی والرشاد، فتح مکۃ)

اذاخر ..... اس وقت ایک ٹیلے کا نام تھا، آجکل وہاں ٹیلہ تو نہیں ہے، البتہ اس علاقے کو اذاخر کہا جاتا ہے، ایک سڑک کا نام بھی شارع اذاخر ہے۔

کفار مکہ کی ڈینگیں

کچھ کفار نے تہیہ کر رکھا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مکہ مکرمہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے، انہوں نے مقابلہ کیلئے تیاری کر رکھی تھی، یہ لوگ صفوان، عکرمہ، سہیل بن عمرو وغیرہ تھے، ان میں ایک وہ کافر بھی تھا، جو ہتھیار بناتا اور مرمت کرتا تھا، اس کی بیوی خفیہ طور پر مسلمان ہو چکی تھی، اس نے شوہر کو ہتھیار بناتے دیکھا تو پوچھا: ''کس لئے بنا رہے ہو؟'' اس نے ڈینگیں مارتے ہوئے کہا: ''تمہیں معلوم نہیں، مسلمانوں کیلئے بنا رہا ہوں'' پھر کہا ''میں چاہتا ہوں کہ ان مسلمانوں میں سے کسی کو گرفتار کر کے لے آؤں گا، جو تیرے خادم اور نوکر کے طور پر کام کرے گا'' ... بیوی نے مذاق اڑاتے ہوئے کہا: ''تم میں کہاں اتنی طاقت ہے کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شاہسواروں کا مقابلہ کر سکو، میں تو تصور میں ابھی سے دیکھ رہی ہوں کہ جب ان کا لشکر آئے گا، تو تم بدحواسی کے عالم میں میرے پاس بھاگے بھاگے آؤ گے اور کہو گے کہ کوئی چھپنے کی جگہ بتاؤ''۔

اور واقعی ایسا ہوا، جب خالد رضی اللہ عنہ کے لشکر نے کفار کو کاٹنا شروع کیا، تو یہ شخص بھاگا بھاگا گھر پہنچا اور جلدی سے بیوی سے کہا: ''دروازہ بند کرو، تیرا ناس ہو، کوئی چھپنے کی جگہ ہے؟'' بیوی نے طنز کرتے ہوئے کہا: ''وہ میرا خادم کہاں ہے؟؟ جو تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا'' ... اس نے بیوی کو جھڑک دیا اور کہا ایسی باتیں نہ کرو۔ (سبل الہدی والرشاد ذکر فتح مکۃ)

مکہ مکرمہ میں "مسجد رایۃ" کا خوبصورت منظر
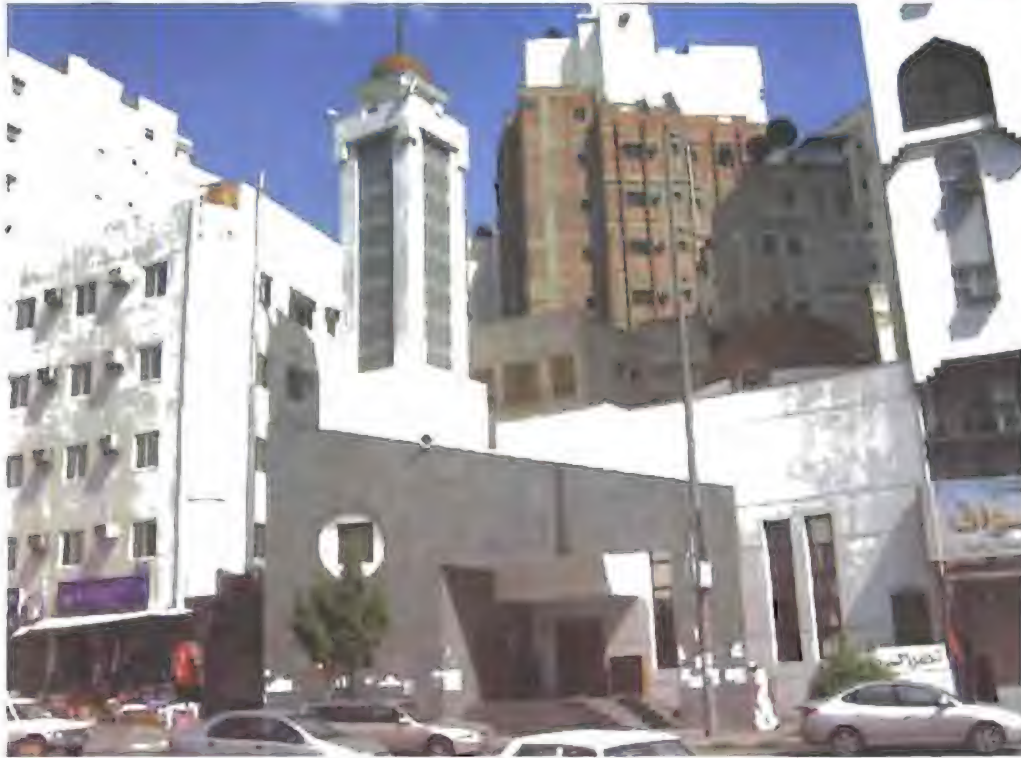
The beautiful view of Masjid-e-Raya in Makkah Mukarramah.

مسجد رایۃ (جھنڈے والی مسجد)

زبیر رضی اللہ عنہ نے مقام حجون میں جا کے رایۃ (جھنڈا) نبوی صلی اللہ علیہ وسلم گاڑ دیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ایک 'قبہ' نصب کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ثنیۃ الکداء سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے، اس مقام پہ پہنچے، قیام کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپ مکہ میں اپنے گھر میں کیوں نہیں

قیام فرماتے؟ تو فرمایا: ''کیا عقیل نے ہمارے لئے کوئی گھر چھوڑا ہے'' یعنی اس نے ہمارے گھروں پہ قبضہ کر کے سب کچھ بیچ کھایا۔ (اس کی تفصیل شروع کے صفحات میں ''مولد الرسول'' کے ضمن میں گزر چکی ہے)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجون میں قیام رکھا، یہیں سے نماز کیلئے مسجد حرام آتے جاتے رہے، عمرۃ القضاء اور حجۃ الوداع میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی معمول تھا۔ (صحیح البخاری، أین رکز النبی صلی اللہ علیہ وسلم الرایۃ یوم الفتح۔ المغازی، ذکر شان فتح مکہ)

معلاۃ کے علاقے سے داخل ہونے اور وہاں قیام کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑاؤ کیا، اسی علاقے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ سال قبل نظر بند کیا گیا تھا، اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار تشکر کیلئے ادھر قیام فرمایا، اس جگہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے عبداللہ بن عباس بن محمد رحمہ اللہ نے مسجد تعمیر کرادی، جو مسجد رایہ کے نام سے مشہور ہوئی، یہ مسجد چونکہ محلہ جودریہ غزہ روڈ پر ہے، اس لئے اس کو مسجد جودریہ بھی کہتے ہیں، اس مسجد کی تجدید شاہ عبدالعزیز کے دور میں ہوئی اور پھر خادم حرمین شریفین کے دور حکومت میں اس کی تعمیر نو ہوئی۔ یہاں جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کا کنواں ''بئر علیا'' بھی تھا، اسی کے قریب وہ بند تھا، جو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے معلاۃ کی جانب سے مسجد حرام میں آنے والے سیلابی پانی کو روکنے کیلئے تعمیر کرایا تھا۔ (تاریخ مکہ مکرمہ، ڈاکٹر محمد الیاس ص ۱۵۳) (اب 'مسجد رایہ' منہدم ہو چکی ہے اور اس علاقہ میں توسیع حرم کا کام ہو رہا ہے۔2012ء)

حضرت کیسان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بئر علیا کے پاس ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا۔ (کنز العمال، باب شمائل الاخلاق)

پہلے مکہ مکرمہ کی آبادی صرف اسی جگہ (حجون) تک تھی، اسی وجہ سے حجون میں قبرستان ہے، کیونکہ اکثر قبرستان آبادی سے باہر بنائے جاتے ہیں۔

دخول مکہ کی جھلکیاں

- آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو سیاہ عمامہ باندھا ہوا تھا۔
- یادگار فتح کی نعمت کے شکرانے کے طور پر جوش مسرت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ترنم اور خوش الحانی کے ساتھ ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا﴾ (سورۃ الفتح آیت ۱) کی تلاوت فرما رہے تھے۔
- جس شہر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب رضی اللہ عنہم کو چند سال قبل نکال دیا گیا تھا، آج اس شہر میں جہاد کی برکت سے فاتحانہ انداز میں داخل ہوئے تو اظہار تشکر کیلئے نوافل شکرانہ ادا کئے۔
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم سراپا تواضع بنے ہوئے تھے، اپنا سر اللہ کے حضور میں انکسار و خضوع کے طور پر جھکا رکھا تھا، یہاں تک کہ داڑھی مبارک کجاوے کے ساتھ لگ رہی تھی۔
- مکہ مکرمہ کی حرمت کے پیش نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ والوں کے مال کو غنیمت نہیں بنایا، نہ کسی کو قیدی بنایا۔
- حدود حرم میں تو قتل و قتال کی اجازت نہیں، نبی مجاہد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مکہ حرمت والا شہر ہے، میرے لئے دن کی ایک گھڑی میں جہاد کی اجازت ہوئی، اب پھر وہی حرمت والا حکم ہے، کسی کیلئے یہاں جنگ و جدال جائز نہیں ہے''۔
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو جنگی لباس میں تھے، سر پہ 'خود' پہنی ہوئی تھی۔
- جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتح کو دیکھا تو فرمایا: ((اللهم لا عيش الا عيش الآخرة)) اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔

۔۔۔۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد الحرام میں تشریف لائے، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے بوڑھے والد ابوقحافہ کو خدمت اقدس میں لے آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابوبکر! کیوں بوڑھے والد کو تکلیف دی، میں خود ہی تمہارے گھر پہنچ جاتا'' ۔۔۔۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''نہیں یارسول اللہ! یہ اس کے مستحق ہیں، کہ آپ کے پاس چل کر آئیں'' پھر ابوقحافہ نے اسلام قبول کیا رضی اللہ عنہ۔

۔۔۔۔ فضالہ بن عمیر نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کی سازش بنائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طواف کے دوران وہ قریب آیا، آپ نے پوچھا: ((أفضالة ؟)) ''فضالہ ہو؟'' اس نے کہا: ''جی، فضالہ ہوں'' ۔۔۔۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((ماذا كنت تحدث به نفسك؟)) ''دل میں کیا ارادہ ہے؟'' اس نے کہا، کچھ بھی نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے ۔۔۔۔ فضالہ سمجھ گیا کہ میں پکڑا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سینے پہ مقدس ہاتھ رکھا، جس کی برکت سے اسے محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہوگئی، اسلام قبول کیا رضی اللہ عنہ۔

دربارِ نبوی سے کچھ لوگوں کے قتل کے احکام جاری ہوئے، ان میں ایک ابن خطل تھا، جو مسلمان ہوا تھا، پھر اسے کسی قبیلہ کی طرف زکوٰۃ وصول کرنے بھیجا گیا، اس نے غلام کو قتل کر دیا، اور مرتد ہو کر بھاگ گیا، اب اس کا کام یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرتا، باندیوں کو ان اشعار کے گانے کا حکم دیتا، فتح مکہ کے موقع پر عیاری و مکاری سے کام لیتے ہوئے، کعبہ کے پردوں سے آ کر چمٹ گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسے وہیں ٹھنڈا کر دو'' ۔۔۔۔ ابو برزہ اسلمی اور سعد بن حریث رضی اللہ عنہما نے اسے جا کے وہیں قتل کر دیا۔ (صحیح البخاری، غزوۃ الفتح۔ السیرۃ الحلبیۃ، فتح مکۃ۔ سبل الہدی والرشاد، فتح مکۃ۔ البدایۃ والنہایۃ، ذکر غزوۃ الفتح الاعظم)

نبی مجاہد ﷺ مسجد حرام میں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کیا، جنگی لباس ملبوس فرمایا، زرہ پہنی، سر پہ خود سجایا، مجاہدین کے جھرمٹ میں نکلے، دائیں بائیں شاہسواروں کی قطاریں تھیں، بیت اللہ کی طرف روانہ ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے باتیں کرتے جاتے تھے، سورۂ فتح کی تلاوت زبان پہ تھی، بیت اللہ پہنچے، طواف کیا، استلام حجر کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تکبیر کہنے پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے بلند آواز میں تکبیر کہی، شہر مکہ مکرمہ تکبیر کے نعروں سے گونج اٹھا، محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کی مہار پکڑ رکھی تھی، کچھ مکہ والے پہاڑوں پہ چڑھے نبی فاتح صلی اللہ علیہ وسلم کی یادگار فتح کے دل دلکش منظر کا نظارہ کر رہے تھے۔

مکہ والوں نے خانہ خدا کے گرد بتوں کے ڈھیر لگا رکھے تھے، ہر خاندان کا اپنا اپنا بت تھا، ۳۶۰ بت بڑے سلیقے اور عقیدت سے رکھے گئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کمان یا لکڑی کا اشارہ کرتے تو بت گر کر الٹا ہو جاتا، بتوں کو توڑتے اور گراتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پہ جاری تھا ﴿جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ﴾ (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۸۱) ۔۔۔۔ حق آ گیا اور باطل مٹ گیا ۔۔۔۔ مکہ والے یہ سب منظر دیکھ رہے تھے، اب انہیں یقین آ رہا تھا کہ بت کچھ نہیں کر سکتے، مشرکین کا بڑا بت ''ہبل'' بھی جب توڑ دیا گیا تو وہ حیرت و تعجب میں ڈوب گئے، انہیں کیا خبر تھی کہ اصنام اتنے کھوکھلے اور بے بس ہوتے ہیں۔ (سبل الہدی والرشاد، ذکر فتح مکۃ)

مسجد حرام کے صحن میں نشست

طواف سے فارغ ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سواری سے اترے، دو رکعت نماز تحیۃ الطواف ادا کی، عباس رضی اللہ عنہ نے زمزم کا ڈول نکالا، آپ صلی اللہ

علیہ وسلم نے اس سے پیا اور وضو کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے پانی پر عاشق صحابہ رضی اللہ عنہم پروانے کی طرح ٹوٹ پڑے، اس پانی کو اپنے چہرہ پہ، جسم پہ مل رہے تھے، پانی کو زمین پہ کون گرنے دے رہا تھا، جس کسی کو پانی ملا تو بڑا خزانہ ہاتھ آیا، پینے جتنا ہوا تو پی لیا ورنہ اس پانی کو جسم پہ مل لیا، مشرکین یہ سب منظر دیکھ کر کہنے لگے. ایسا جلال والا بادشاہ تو ہم نے آج تک نہ دیکھا، نہ سنا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام کے ایک کونے میں تشریف فرما ہوئے، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تلوار لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب بطور محافظ کھڑے ہوگئے، لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد بیٹھ گئے۔ (سبل الہدیٰ والرشاد، ذکر فتح مکہ)

مسجد الحرام کے صحن کی ایک بہت ہی قدیم اور نایاب تصویر

Ancient & rare picture of the courtyard of Masjid-e-Haram

ام ہانی رضی اللہ عنہا سے کھانے کی فرمائش

ام ہانی رضی اللہ عنہا فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئیں، یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں، ان کا گھر حرم کے قریب تھا، جس کا تذکرہ واقعہ معراج میں ہو چکا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہونا، اس کے گھر میں غسل کرنا، نماز پڑھنا ثابت ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا: ''(بہن! ہم تمہارے مہمان ہیں) کوئی کھانے کی چیز تو لاؤ'' کہنے لگیں: ''خشک گوشت کا ایک ٹکڑا ہے، جو آپ کو دیتے ہوئے بھی شرم آتی ہے''..... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((واہ! اٹھ، جا جلدی لے آ))، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گوشت کے ٹکڑے کو توڑ کر پانی میں ڈال دیا، ام ہانی رضی اللہ عنہا نمک لے آئیں..... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا: ((کوئی سالن وغیرہ نہیں ہے؟)) وہ

کہنے لگیں: ''میرے پاس تو سرکہ کے سوا کچھ نہیں ہے'' فرمایا: ''(اور کیا چاہیے)، سرکہ تو بہت عمدہ اور اچھا سالن ہے''... گوشت کے ٹکڑوں پہ سرکہ چھڑک لیا گیا، تناول فرما کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا، یہ امام الانبیاء، فاتح مکہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا تھا۔ (سبل الہدیٰ والرشاد والسیرۃ الحلبیۃ ذکر فتح مکہ)

کعبہ معظمہ کا اندرونی منظر

The interior view of Kaaba Mu'azzamah

کعبہ معظمہ کے اندرونی حصے کا تخیلی خاکہ

The sketch of the interior of Kaaba Mu'azzamah
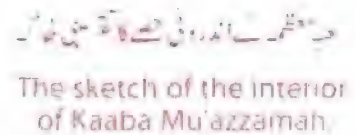
کعبۃ اللہ کے اندر

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے چابی لے کر بیت اللہ کا دروازہ کھولا، اندر داخل ہوئے، خانۂ خدا کی دیواریں تصویروں سے بھری ہوئی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویریں مٹائیں، دیواروں کو دھویا، پھر کعبۃ اللہ کے اندر نماز پڑھی، خالد بن ولید رضی اللہ عنہ باہر کھڑے پہرہ دے رہے تھے۔ (السیرۃ الحلبیۃ، فتح مکۃ)

لوگ باہر منتظر تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبۃ اللہ سے نکلنے کے بعد باب کعبہ پر کھڑے ہوکر ایک طویل خطبہ دیا، جس میں توحید باری تعالیٰ، اس کی نعمت وفتح پہ کلماتِ تشکر، قتل اور خانہ کعبہ کی حرمت کے متعلق کچھ احکام ارشاد فرمائے، خطبہ سے فارغ ہوئے، تو یمن کے ایک صحابی 'ابوشاہ' نے کہا: ''یارسول اللہ! یہ میرے لئے لکھ دیں'' ۔۔۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اکتبوا لابی شاہ)) ابوشاہ کیلئے اس کو لکھ دو۔ (الصحیح للبخاری، باب کتابۃ العلم، وباب کیف تعرف لقطۃ اہل مکۃ)

پھر قریش کو مخاطب ہوئے اور پوچھا: ''تمہیں مجھ سے کس قسم کے سلوک کی توقع ہے؟'' انہوں نے کہا: ''آپ شریف بھائی، شریف بھائی کے بیٹے ہیں، ہمیں آپ سے خیر کی توقع ہے، اگرچہ آپ کو ہم پہ مکمل غلبہ حاصل ہے، آپ جو چاہیں کر سکتے ہیں'' ۔۔۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں تم سے وہی بات کہتا ہوں جو میرے بھائی یوسف علیہ السلام نے کہی تھی ((لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۔۔۔ اذھبو، فانتم الطلقاء)) آج تم پر کوئی عتاب اور کوئی باز پرس نہیں ہے، جاؤ تم سب آزاد ہو''۔ (سبل الہدیٰ والرشاد ذکر فتح مکۃ)

شاہانِ اسلامیہ کے کعبہ معظمہ میں داخلے کا ایک منظر، ہزاروں عشاق اس دلکش منظر کا نظارہ کر رہے ہیں، سیکورٹی فورسز نے چاروں طرف سے کعبہ معظمہ کا احاطہ کر رکھا ہے

Scene of the Leaders of the Islamic world entering Kaaba Mu'azzamah, thousands of pilgrims are watching this beautiful scene, security forces have surrounded Kaaba Mu'azzamah.

شاہانِ اسلامیہ کعبہ معظمہ سے باہر آ رہے ہیں

Leaders of the Islamic world coming out of the Kaaba Mu'azzamah

صفا پہاڑی پہ اظہارِ تشکر

قریش کیلئے امن کا اعلان کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑی پہ چڑھے، بیت اللہ پہ نگاہ ڈالی، کافی دیر تک اللہ تعالیٰ کی تحمید، کلمات تشکر اور دعا و ذکر میں مشغول رہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کیفیت کو دیکھ کر کچھ انصار آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آبائی بستی سے رغبت اور اپنے قبیلے سے ہمدردی ہوگئی، حقیقت میں انصار کو یہ دھڑکا لگا کہ اب تو مکہ مکرمہ فتح ہو چکا، قریش مغلوب ہو گئے، ایسا نہ ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے شہر مدینہ منورہ کو چھوڑ کر مکہ مکرمہ کی سکونت اختیار کرلیں، اور ہمیں داغ فراق دے جائیں۔

ادھر سے انصار کی چہ میگوئیاں ... اُدھر سے وحی شروع ہوگئی، وحی ختم ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے مخاطب ہو کے فرمایا: ''تم نے ایسی ایسی باتیں کی ہیں؟'' ... انہوں نے اقرار کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سنو انصار! میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں [صلی اللہ علیہ وسلم]، میں نے تمہاری طرف ہجرت کی ہے، اب میں تمہارا ہوں، میرا مرنا جینا تمہارے ساتھ ہے'' ... انصار نے کہا: ''یارسول اللہ! [صلی اللہ علیہ

وسلم ! ہم نے بھی اسی ڈر سے کہا کہ ایسا نہ ہو آپ ہمیں چھوڑ جائیں" ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "واقعی ! تم محبت کی وجہ سے معذور ہو، ہم تمہاری محبت کی تصدیق کرتے ہیں"۔ (سبل الہدیٰ والرشاد، ذکر فتح مکۃ)

صلوٰۃ الفتح (فتح کے شکرانے کی نماز)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن چاشت کے وقت غسل فرمایا، اور ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر میں آٹھ رکعت نوافل چاشت پڑھیں، یہ صلوٰۃ الفتح تھی، سعد بن ابی وقاص ﷛ نے جب مدائن کو فتح کیا تو ایوانِ کسریٰ میں اسی سنت کی اتباع میں آٹھ رکعتیں پڑھیں، دوسرے بھی کئی قائدین نے یہ سنت ادا کی، جب کسی شہر کو فتح کیا۔ (سبل الہدیٰ والرشاد، ذکر فتح مکۃ)

کعبۃ اللہ کی چھت پہ صدائے توحید

ظہر کی نماز کا وقت ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤذن اسلام بلال ﷛ سے فرمایا: خانہ خدا کی چھت پہ چڑھ کے صدائے توحید بلند کرو، تا کہ مشرکین پر بانگِ توحید کا رعب پڑے..... انہوں نے اذان دی..... زمانوں بعد توحید کی آواز بیت اللہ میں گونجی اور شرک کا نام ونشان مٹ گیا۔

فتح مکہ کے موقع پر بکثرت اہل مکہ مسلمان ہوئے، کئی عورتوں نے بھی اسلام قبول کیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پہ بیعت کی، ابوسفیان ﷛ کی بیوی ہندہ بھی نقاب پہنے چھپتے چھپاتے آ گئی، اس نے بھی اسلام قبول کیا..... ابوجہل کا بیٹا عکرمہ مکہ مکرمہ سے ساحل سمندر کی طرف بھاگ گیا، اس کی بیوی مسلمان ہوئی، اس نے اپنے شوہر کیلئے امان طلب کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول کی، پھر وہ اپنے شوہر کو لے آئی اور وہ مسلمان ہو گئے، ابولہب کے دو بیٹے عتبہ و معتب مسلمان ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اسلام پہ بہت خوش ہوئے۔ رضی اللہ عنہم (سیرت مصطفی ﷺ ۲.۵۹)

تیسری منزل سے خانہ کعبہ کی چھت کا حسین منظر
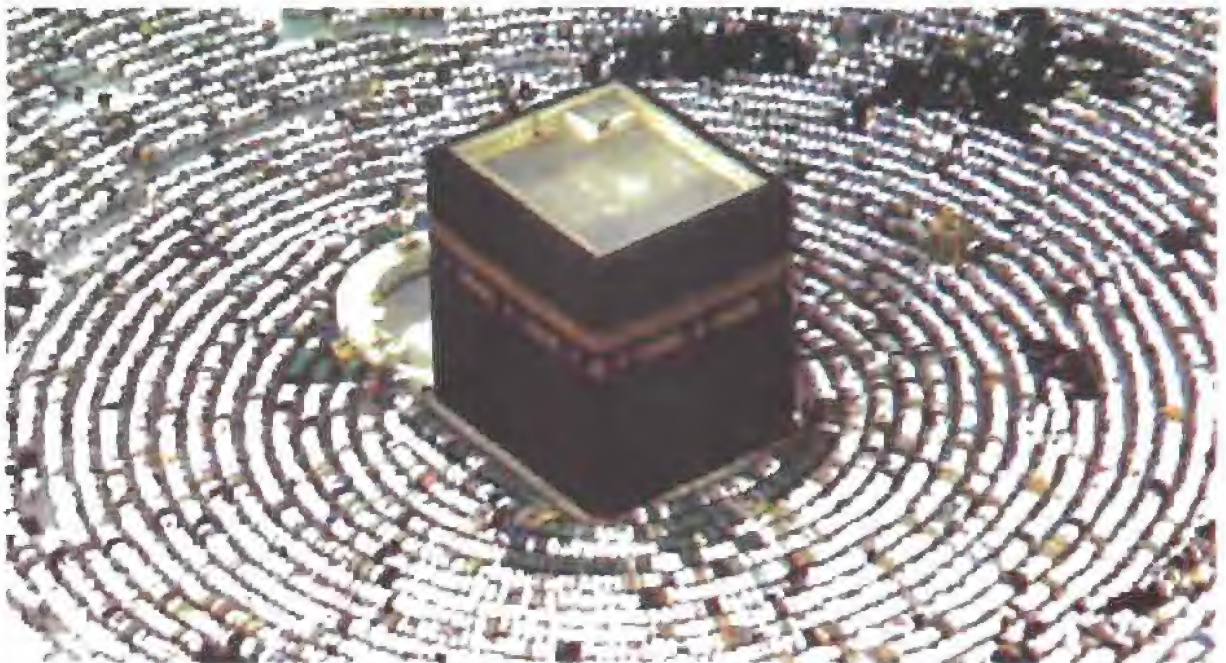
A beautiful scene of the rooftop . of Kaaba Mu'azzamah from the third floor.

قیامِ مکہ کے کچھ معمولات

ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بقول آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں ۱۹ دن رہے، روایات میں ۱۸ دن، ۱۷ دن کا تذکرہ بھی آیا ہے۔

❁ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدود حرم کی تجدید کرائی۔

❁ فتح مکہ کے دوسرے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا، اس میں بہت سے احکام حرمت مکہ سے متعلق اور بہت سے قتل و دیت سے متعلق ارشاد فرمائے۔

❁ غزوہ فتح کے دوران ایک عورت نے چوری کی، اس کی سزا ختم کرنے کیلئے سفارش کے طور پر اسامہ ﷺ کو بیچ میں ڈالا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سفارش پہ بہت ناراض ہوئے اور فرمایا: ''پہلی قومیں اسی میں تو ہلاک ہوئیں کہ غریب پہ تو سزا جاری کرتے اور امیر کو چھوڑ دیتے، اللہ کی قسم! میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس پہ بھی حد لگاتا''۔

❁ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ تنگ ہونے کی وجہ سے مجاہدین کیلئے بہت سے اہل مکہ سے قرضہ لیا، اور کچھ اسلحہ بھی قرض لیا، قبیلہ ہوازن سے لڑائی کے بعد جب غنیمت ہاتھ میں آئی تو یہ سب کچھ چکا دیا۔

❁ کچھ مہاجر صحابہ ﷺ نے مکہ مکرمہ کے اپنے وہ مکانات جو وہ ہجرت کرتے وقت چھوڑ گئے تھے، ان پر مشرکین نے قبضہ جما لیا تھا، کی واپسی کا مطالبہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بدلے ان کو جنت کے مکان کی خوشخبری دی اور فرمایا: ''جو مال اللہ کی راہ میں جا چکا ہے، میں اس کی واپسی پسند نہیں کرتا'' اپنے مکانوں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر تک نہیں کیا۔

❁ مکہ مکرمہ فتح ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آج کے بعد اب ہجرت فرض نہ رہی''..... پہلے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت فرض تھی، یہ بھی فرمایا: ''آج کے بعد مکہ مکرمہ میں کفر کی وجہ سے لڑائی نہ ہوگی'' یعنی اب یہ دارالاسلام بن گیا۔

❁ فتح مکہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اردگرد کے علاقوں میں جو مشہور بت تھے، ان کی سرکوبی کیلئے صحابہ ﷺ کے دستے بھیجے، مکہ مکرمہ میں بھی ایک منادی نے اعلان کیا ''جو اللہ اور یوم آخرت پہ ایمان رکھتا ہے، اس کے گھر میں کوئی بت ہو تو اس کو توڑ دے''۔

❁ مکہ مکرمہ کی فتح کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عتاب بن اسید ﷺ کو والی مکہ بنایا، جو اس وقت تقریباً ۲۰ سال کے تھے، مکہ مکرمہ کی فتح اسلامی کے بعد یہ پہلے گورنر تھے۔ (سبل الہدیٰ والرشاد و عیون الاثر ذکر فتح مکہ)

غزوہ حنین، غزوہ اوطاس

مکہ مکرمہ فتح ہوا تو عرب کے قبائل نے اطاعت تسلیم کر لی مگر بنو ہوازن اور بنو ثقیف نے سرکشی دکھائی، آپس میں کہنے لگے کہ اب محمد [صلی اللہ علیہ وسلم] فارغ ہو گئے ہیں اور انہیں ہماری طرف آنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے، وہ اب ہمارا ہی رخ کریں گے، لہٰذا ہم تیاری کریں، دونوں قبیلوں نے اتفاق رائے سے مالک ابن عوف کو اپنا سردار مان کر تیاری شروع کر دی۔

قبیلہ بنو سعد جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی رشتہ دار تھے، انہوں نے بھی اس اتحاد میں ہوازن و ثقیف کا ساتھ دیا، درید بن اصمہ جو کافی بوڑھا ہو چکا تھا، نابینا تھا، بقول بعض اس کی عمر ۱۲۰ سال تھی، وہ بھی میدان میں مشورے دینے کیلئے موجود تھا، مالک سردار نے سب اتحادی قبائل سے

کہہ دیا تھا کہ میدان جنگ میں اونٹ، جانور، عورتیں، مال و دولت سب لایا جائے، درید بن اصمہ نے اس کی مخالفت کی، مگر جب اس کی بات نہ مانی گئی تو وہ واپس لوٹ گیا، یہ اتحادی لشکر اوطاس میں آ کر جمع ہوا۔ (السیرۃ الحلبیۃ، غزوۃ حنین)

حنین کو روانگی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن حدرد رضی اللہ عنہ کو بطور جاسوس بھیجا، کہ ان کے اندر گھس کر تمام احوال لے آؤ، یہ گئے اور لشکر کے اندر گھس کر ان کی باتیں سن کر، خوب تصدیق کر کے واپس آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پوری صورتحال سے آگاہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا: ''ان شاء اللہ یہ سب کچھ مسلمانوں کیلئے مالِ غنیمت بنے گا'' ... بارہ ہزار کا لشکر لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حنین کو روانہ ہوئے، دس ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم فتح مکہ والے اور دو ہزار مکہ مکرمہ کے گرد و نواح کے نومسلم ... صفوان بن امیہ کے پاس بہت سے ہتھیار تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے عارضی طور پر ہتھیار لئے۔

لشکر اسلام کی کثرت دیکھ کر بعض مسلمانوں کی زبان سے یہ الفاظ نکلے ''لن نغلب الیوم من قلة'' آج قلتِ تعداد کی وجہ سے ہم مغلوب نہیں ہونگے۔ (عیون الاثر و سبل الہدیٰ والرشاد ذکر غزوۃ حنین)
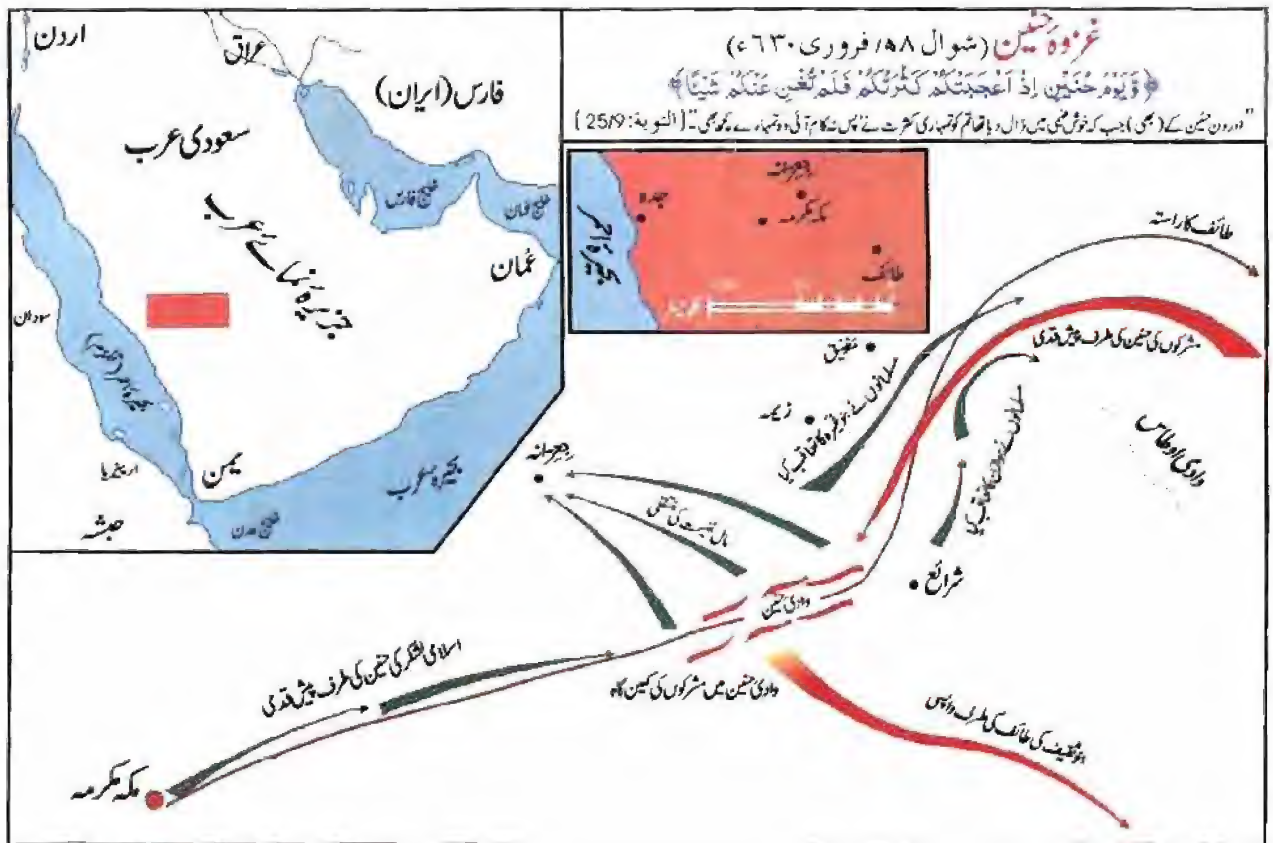
’ذات انواط‘ درخت کے پاس

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب ذات انواط درخت کے پاس پہنچے، تو کچھ اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا: ’’یا رسول اللہ! ہمارے لئے بھی اس جیسا کوئی ذات انواط اور بابرکت درخت مقرر کر دیں‘‘ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’سبحان اللہ! یہ تو قوم موسیٰ علیہ السلام والی بات ہے، انہوں نے کہا تھا، اے موسیٰ! ہمارے لئے بھی کوئی (مجسم) معبود بنا دیں‘‘ پھر فرمایا: ’’خدا کی قسم! تم پہلوں کے طرز پر چلو گے‘‘۔ (سنن الترمذی، باب ما جاء لترکبن سنن من کان قبلکم)

ذات انواط: بقول ازرقی رحمہ اللہ کے یہ کفار قریش اور کفار عرب کا ایک بڑا مقدس بیری کا درخت تھا، فتح کے شگون کیلئے اس کی شاخوں میں اپنی تلواریں اور ہتھیار لٹکاتے، ہر سال اس کے پاس آتے، یہاں جانور ذبح کرتے، ایک رات ٹھہرتے۔

شیخ یاقوت الحموی فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ سے باہر ایک درخت تھا، مشرکین حج کیلئے آتے تو اپنی چادریں اس پر لٹکا دیتے، اور حرم میں بغیر چادروں کے داخل ہو کر طواف کرتے، اس لئے اس کا نام انواط ہو گیا، کیونکہ ’انواط‘ کے معنی ’متعلق کرنا، لٹکانا‘ ہے۔ (معجم البلدان، ذکر ذات انواط، اخبار مکہ للازرقی، باب ما جاء فی ذات انواط)

وادی یدعان، جبل یدعان، پل یدعان، اس کے قریب ابو رغال کی قبر تھی، آجکل اس کا نام و نشان مٹ چکا ہے

The Mount Yud'aan, the Bridge Yud'aan, near which was the grave of Abu Raghaal; nowadays even its remnants have vanished entirely.

ابو رغال کی قبر پہ گزر

ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہم طائف کیلئے نکلے تو ابو رغال کی قبر پر گزر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’یہ ابو رغال کی قبر ہے، یہ قوم ثمود سے تھا، حرم میں ہونے کی وجہ سے بچ گیا، جب حرم سے نکلا تو عذاب نے اس کو آ پکڑا، اس کے ساتھ سونے کی ایک چھڑی بھی دفن ہے، اگر تم اس کی قبر

کھود دو تو تمہیں چھڑی مل جائے گی''، لوگوں نے قبر کھودی تو واقعی چھڑی نکلی۔ (سنن ابی داود، باب نبش القبور العادیۃ یکون فیھا المال)

ابو رغال کی قبر الشرائع اور الزیمہ کے درمیان جبل یدعان پر تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قبر پہ رجم کیا تھا، اتباع سنت کے پیش نظر پہلے قافلے ادھر سے گزرتے تو اس کی قبر پہ پتھر مارتے جاتے، بعد کے لوگوں نے اس کو باقی نہ رکھا، آجکل قبر کا نام ونشان تو نہیں، البتہ جبل یدعان — شرائع نخل کے بعد وادی صدر کے قریب طائف جاتے ہوئے بائیں ہاتھ پہ ہے، اسی مناسبت سے وہاں کے علاقے کو منطقہ یدعان اور وہاں کے پل کو 'کسری یدعان' کہتے ہیں، وادی کا نام بھی یدعان ہے۔ (معالم مکۃ التاریخیۃ والاثریۃ ص ۱۷۷ بتغییر)

پہاڑوں کے درمیان وادی حنین کی وہ تنگ گھاٹی، جہاں ہوازن نے گھات لگا کر صحابہ ﷺ پر حملہ کیا

The narrow ridge in the valley of Hunain, in between the mountains, where Hawazin ambushed and attacked the companions ﷺ

وادی حنین میں تیروں کی بارش

اپنے معمول کے مطابق صبح ہلکے اندھیرے کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وادی حنین میں قدم رکھا، یہ وادی درمیان سے گہری اور ڈھلوان تھی، اس میں قافلہ چلتا تو یوں محسوس ہوتا کہ جیسے نیچے گرتے جا رہے ہوں، اس کے ارد گرد چھپنے کی خوب کمین گاہیں تھیں، اس لئے یہ گھات لگانے کی موزوں جگہ تھی، یہی وہ جگہ تھی جہاں ہوازن اپنے مخالفین پر حملہ آور ہو کر لڑائی کا پانسہ پلٹ دیتے، مسلمانوں کا جب اکثر حصہ اس وادی میں قدم رکھ چکا

تو کمین گاہوں سے ھوازن نے تیروں کی بوچھاڑ کردی، فضا پہ ہلکا اندھیرا تھا، دشمنوں کی کمین گاہیں مخفی تھیں، مسلمان پریشان تھے کہ یہ تیر کہاں سے آرہے ہیں، اس لئے ان کا جواب بھی ممکن نہ تھا، مجبورا پیچھے ہٹنا پڑا، راستہ تنگ تھا، صفیں بکھر گئیں، اونٹ ایک دوسرے پر چڑھ گئے، فوجیں ایک دوسرے پہ آگریں، پھر دشمن نے اپنی کمین گاہوں سے نکل کر تلواروں سے حملہ کردیا۔

ان نازک ترین لمحات میں نبی ملاحم صلی اللہ علیہ وسلم صبرو استقلال کا پہاڑ بنے میدان میں تھے، رخ کفار کی طرف تھا، پیش قدمی جاری تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی دس بارہ مہاجرین رضی اللہ عنہم رہ گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے((انا النبی لا کذب ،انا ابن عبد المطلب)) ابو سفیان بن الحارث اور عباس رضی اللہ عنہما نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کی رکاب تھامی ہوئی تھی۔(السیرۃ الحلبیۃ ذکر غزوۃ حنین)

اوطاس میں دشمن

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا:''صحابہ رضی اللہ عنہم کو پکاریں''...... عباس رضی اللہ عنہ اونچی آواز والے تھے، انہوں نے پکارا''یا معشر الانصار ،یا اصحاب السمرۃ'': اوانصار کی جماعت، او بیعت رضوان والو کہاں ہو؟ صحابہ رضی اللہ عنہم آواز سن کر ایسے مڑے جیسے گائے اپنے بچے پہ مڑتی ہے، اگر کسی کا اونٹ نہیں مڑ رہا تھا تو وہ اپنا اسلحہ لیتا، اونٹ چھوڑ کر آواز کی طرف لپکتا، اب ۱۰۰ کے قریب آدمی پہنچ گئے اور باقی بھی جلد جلد جمع ہورہے تھے، اب اندھیرا ختم ہوگیا، دشمن اب سامنے تھا، مجاہدین نے بھرپور ثابت قدمی سے اب دشمن کا استقبال کیا، گھمسان کی جنگ شروع ہوگئی، ابتدائی شکست کے انتقام کے پیش نظر مسلمانوں کا اب یہ حملہ بڑا دہشت ناک تھا، آسمان سے فرشتے بھی مدد کو آئے، بعض روایات کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مشت خاک دشمنوں کی طرف پھینکی، جس سے دشمن کے پاؤں اکھڑ گئے، وہ آہستہ آہستہ میدان سے کھسکنے لگے، ان کا اصلی مستقر ''اوطاس'' تھا، دشمن نے اسی جگہ کی طرف پسپائی کی، مجاہدین نے ان کا تعاقب کیا، وہاں جاکر دشمن کا بے حد جانی نقصان ہوا، جو بچ گئے، انہوں نے گرفتاری دے دی۔

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ غیر معمولی زخمی ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن کی برکت سے ٹھیک ہوگئے...... عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی پیشانی پہ گہرا زخم آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس کی برکت سے صحیح ہوگیا۔(السیرۃ الحلبیۃ، غزوۃ حنین)

مال غنیمت میں چھ ہزار قیدی، چوبیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار سے زیادہ بکریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی ہاتھ آئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سارا مال جعرانہ میں جمع فرمایا، مسعود بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ کو اس کا نگران بنایا۔

وادی حنین، وادی الشرائع

حنین...... ایک وادی کا نام ہے، اس کا نام وادی الشرائع بھی ہے، اس کے اعلی حصہ کو الصدر کہتے ہیں، مسجد حرام سے تقریباً ۳۵ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے، مکہ مکرمہ سے طائف کو جاتے ہوئے راستے میں الشرائع اور الزیمہ کے درمیان اس کا محل وقوع ہے، وادی کا طول لگ بھگ ۵ کلومیٹر ہے، آجکل وادی حنین کا محل وقوع بہت کم لوگ ہی جانتے ہیں، حالانکہ سیرت کے حوالے سے یہ ایک اہم ومعروف نام ہے، قرآن کریم میں بھی اس کا تذکرہ ہے۔

''الجبال و الامکنۃ'' میں علامہ زمخشری نے لکھا ہے کہ یہ عان وادی کے پاس مسجد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اور اسی وادی میں ھوازن نے حنین میں مورچے سنبھالے...... دکتور امام محی الدین ''فی رحاب البیت العتیق'' میں لکھتے ہیں کہ الشرائع اور الزیمہ کے درمیان حنین کا محل وقوع ہے۔

علامہ یاقوت حموی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ نخلہ یمانیہ میں یدعان وادی کا پانی آ کے گرتا ہے، یہاں مسجد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اور اسی جگہ پر ہوازن نے غزوہ حنین میں مورچے بنائے تھے۔

ہم نے علامات اور نقشوں کے مطابق جا کر شرائع نخل کے پاس اس وادی کی تحقیق کی، ان مؤرخین کی آراء کو سامنے رکھا، ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ شرائع نخل کے بعد جبل یدعان کے ساتھ راستہ بائیں طرف کو مڑ جاتا ہے، یہیں سے وادی حنین شروع ہوتی ہے، اس کا نام وادی الشرائع بھی ہے، اس کے اعلیٰ حصہ کو الصدر کہتے ہیں (یہاں کے مقامی لوگ وادی الصدر کا نام خوب جانتے ہیں) مسجد حرام سے یہ تقریباً ۳۵ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے، وادی کا طول لگ بھگ چار، پانچ کلومیٹر ہے، آگے جا کر یہ راستہ دو پہاڑی دروں کے درمیان سے گزرتا ہے، پہلے یہ جگہ کافی تنگ تھی، پہاڑ کا کافی حصہ کاٹ کر سڑک کی توسیع کی گئی ہے، یہی وہ تنگ جگہ ہے جہاں ہوازن نے گھاٹیوں میں چھپ کر، مورچہ زن ہوکر، گھات لگا کر صحابہ ﷺ پر حملہ کیا، جس سے مسلمانوں کی صفیں بکھر گئیں، کافی صحابہ ﷺ زخمی وشہید ہوئے، اسی تنگ گھاٹی کے قریب لب سڑک ایک مقبرہ ہے، شہداء حنین اسی مقبرہ میں دفنائے گئے، مقبرہ کا نام "مقبرۃ سبوحۃ" ہے، اس مقبرہ کے قریب ایک مسجد بھی ہے، جہاں آنے جانے والے مسافر نماز ادا کرتے ہیں، اس مقبرہ کا نام "سبوحۃ" اس لئے رکھا گیا ہے کہ "سبوحۃ" حنین اور نخلہ یمانیہ کے قریب ایک وادی کا نام تھا، قدیم مؤرخین علامہ یاقوت حموی اور علامہ فاکہی نے بھی اس کا تذکرہ کیا ہے، اور حنین کے قریب ہی اس کا محل وقوع بتلایا ہے۔

مقبرہ سبوحہ کا اندرونی و بیرونی منظر

The interior and exterior view of the tomb of Sabbooha.

ہم اس مقبرہ پر پہنچے، یہ صدیوں پرانا قدیم مقبرہ ہے، قبروں کے نشانات کی تعیین نہیں ہے، شہداء کو سلام عقیدت پیش کیا، فاتحہ خوانی کی، پھر ہم

وادی حنین کی مزید تحقیق کیلئے یہاں کے مقامی لوگوں کے پاس گئے، ایک عربی بھائی سے اس کے باغ میں ملاقات ہوئی، وہ عربی بھائی کہنے لگے کہ ہم اپنے بڑوں سے نسل درنسل یہ سنتے چلے آرہے ہیں کہ اسی "مقبرہ سبوحۃ" والی جگہ پر غزوہ حنین ہوا تھا، اور اس مقبرہ میں مسلمان شہیدوں کو دفن کیا گیا، طائف جانے والوں کو اس پہاڑی درے کے درمیان سے گزرنا پڑتا ہے، پُرانے زمانے میں ڈاکو لوگ بھی اسی جگہ پر گھات لگا کر حجاج کرام کے قافلوں کو لوٹا کرتے تھے، کیونکہ مکہ مکرمہ کی طرف جانے کا اس سمت سے یہی ایک راستہ تھا۔ ایک سن رسیدہ بزرگ کی زبانی بھی معلوم ہوا کہ اس جگہ اسلامی لڑائی ہوئی تھی اور اس مقبرہ میں صحابہ کرام ﷺ کی قبریں ہیں۔

یوں مختلف مؤرخین کی رائے کے مطابق اور مقامی لوگوں میں نسل درنسل چلنے والی بات سے یہی نتیجہ نکلا کہ غزوہ حنین کا معرکہ اسی جگہ پیش آیا......

کیونکہ یہ مقام جبل یدعان (وادی یدعان) کے بعد ہے، الشرائع اور الزیمہ کے درمیان ہے، اس کے بعد چند کلومیٹر کے فاصلے پر نخلہ یمانیہ ہے۔

شیخ بلادی رحمہ اللہ بھی فرماتے ہیں کہ 'یدعان ایک وادی کا نام ہے، اسی جگہ ہوازن قبیلہ نے یوم حنین میں لشکر بندی کی تھی'۔ (معجم معالم الحجاز ۱۰/۱۸۵۳)

مکہ مکرمہ ..... طائف روڈ پر آگے جاکے وادی اوطاس ہے، تقریباً قرن المنازل وغیرہ کا علاقہ اسی وادی میں آتا ہے۔ (فی رحاب البیت العتیق، المعالم الجغرافیۃ الواردۃ فی السیرۃ النبویۃ بتغییر)

وادی حنین کا ابتدائی حصہ، وادی الصدر

The front portion of the valley of Hunain, the valley of As-Sadr.

The interior & exterior view of the mosque Masjid-e-Ibn-e-Abbas

غزوہ طائف

وادی حنین میں جب ھوازن نے شکست کھائی، توان کے تین گروہ ہو گئے، ایک اوطاس کی طرف بھاگا، جس کا حال اوپر بیان ہوا، دوسرا گروہ نخلہ کی طرف بھاگا، جس کے تعاقب میں ابوعامر اشعری ﷛ کی کمان میں ایک دستہ روانہ کیا گیا، جس نے ھوازن کے بوڑھے تجربہ کار درید بن اصمہ کو جو دشمنوں کی صفوں میں بہت اہم اور خوب محرک تھا، قتل کیا، بہت سے مشرکین نے ادھر بھی گرفتاری دی، تیسرا ایک بڑا گروہ اپنے کمانڈر مالک کے ساتھ طائف کو دوڑا، یہ شہر طائف میں گھس کر قلعہ بند ہو گئے، یہ بڑا محفوظ شہر تھا، اس کے اردگرد مضبوط فصیل تھی، شہر میں اناج کافی مقدار میں موجود تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہر طائف کے قریب اپنا خیمہ نصب فرمایا۔

بیس دن تک محاصرہ رہا، تیروں کا تبادلہ ہوتا رہتا، ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی آنکھ میں ایک تیر لگا، جس سے وہ ضائع ہوگئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر چاہو تو دعا کروں اور آنکھ ٹھیک ہو جائے، اور اگر صبر کرو تو اس کے بدلے جنت ملے گی''..... ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے جنت عزیز ہے، ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی دوسری آنکھ جنگ یرموک میں شہید ہوگئی، یوں ان کی دونوں آنکھیں جہاد میں قربان ہوگئیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قلعہ کی دیواروں کو توڑنے کیلئے منجنیق وغیرہ بھی استعمال فرمائی، بیس دن کے محاصرہ کے بعد پھر صحابہ رضی اللہ عنہم کے مشورہ سے محاصرہ اٹھایا اور چل دیے، اس وقت دعا کی ((اللهم اهد ثقيفا وأت بهم مسلمين)) اس دعا کی برکت تھی، کہ بعد میں طائف والے از خود مدینہ منورہ میں حاضر خدمت ہوئے، اسلام قبول کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سردار مالک بن عوف کو ہی ان کا امیر مقرر فرمایا رضی اللہ عنہ۔ (السیرۃ الحلبیۃ، ذکر غزوۃ حنین)

سفر طائف کی منزلیں

شہر طائف کا ذکر قدرے تفصیل کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوتی سفر کے ذیل میں ہو چکا ہے، بقول ابن اسحاق رحمہ اللہ کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم حنین سے نخلہ یمانیہ، قرن، ملیح سے ہوتے ہوئے لیہ کے مقام پہ بحرۃ الرغاء پہنچے، یہاں ایک مسجد بنائی، اس میں نمازیں پڑھیں، (بقول شیخ بلادی رحمہ اللہ کے، مسجد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار اب بھی یہاں باقی ہیں، لوگوں نے اسے محفوظ کیا ہوا ہے) جب آپ لیہ میں تھے، تو حصن مالک (مالک ابن عوف کے قلعہ) کو منہدم کرنے کا حکم دیا، پھر ایک راستہ پہ چلے، جس کا نام ''ضیقہ'' (تنگ) تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((بل هي اليسرى)) نہیں بلکہ یہ آسان ہے، اس سے نکل کر آپ نخب کی جانب چلے، یہاں تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درخت کے نیچے نزول فرمایا جس کا نام ''صادرہ'' تھا، یہ بنو ثقیف کے ایک آدمی کی مملوکہ زمین کے قریب تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کہلا بھیجا کہ نکل جاؤ ورنہ ہم تیرا باغ خراب کر دیں گے، اس کے انکار پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس باغ کو ویران کرنے کا حکم دے دیا۔

پھر یہاں سے چل کر طائف کے قریب نزول فرمایا، یہ جگہ بالکل شہر طائف کے قریب تھی، صحابہ رضی اللہ عنہم دشمن کے تیروں کی زد میں تھے، دشمن کے تیروں سے کئی صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہو گئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین کو اس جگہ کے قریب قیام کا حکم فرمایا، جہاں آج ''مسجد ابن عباس رضی اللہ عنہما'' ہے، یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو ازواج رضی اللہ عنہما کے خیمے تھے، ان دونوں قبوں کے بیچ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم طائف کے محاصرہ کے دوران نماز پڑھاتے تھے، قبیلہ ثقیف نے اسلام لانے کے بعد اسی جگہ مسجد بنائی، بنانے والے کا نام امیہ بن عمرو بن وہب تھا، پھر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما طائف میں منتقل ہو گئے، طالبان حدیث نے بھی ادھر کا رخ کیا، مسجد بہت وسیع اور کشادہ بن گئی، اور مسجد ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نام سے مشہور ہوئی، موجودہ زمانہ میں اس مسجد کو جدید تعمیر کے ساتھ خوبصورت اور شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے، زائرین دور دور سے اس یادگار مسجد میں نماز پڑھنے آتے ہیں۔ مسجد کے قریب ہی شہداء طائف کے مزارات ہیں، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی قبر مبارک بھی اسی مسجد سے متصل ایک چاردیواری میں ہے۔

بیس دن تک طائف کا محاصرہ رہا، غزوہ طائف میں ۱۲ صحابہ شہید ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کے مشرق سے ہو کر جنوب میں آکر ڈیرہ ڈالا، محاصرہ فرمایا، یہ ایک جنگی حکمت عملی تھی، ایک تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم، اہل طائف اور ان کے اعوان و انصار بنو نصر جو جنوبی مشرقی سمت میں

رہائش پذیر تھے، ان کے درمیان حائل ہوگئے، دوسرا اہل طائف کے اموال، کھیت وغیرہ جنوبی سمت لیہ میں تھے، اس طرف کا راستہ بھی روک دیا۔ (السیرۃ لابن ہشام، ذکر غزوۃ الطائف)

نخلہ یمانیہ ... قرن منازل ..... کا ذکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طائف کے دعوتی سفر کے ذیل میں ہو چکا ہے۔

الملیح ..... ایک وادی کا نام ہے، سیل کبیر سے گزرنے کے بعد آتی ہے، اس کے اعلیٰ حصہ کو سیل صغیر بھی کہا جاتا ہے، طائف سے شمال میں ۳۰ کلومیٹر کے فاصلہ پہ ہے۔

لیۃ ... طائف کی وادیوں میں خوبصورت، سرسبز و شاداب وادی کا نام ہے، جہاں کھیتی، پانی وغیرہ بکثرت ہیں، طائف سے جنوب کی طرف تقریباً ۲۰ کلومیٹر کے فاصلہ پہ واقع ہے۔ آجکل اس وادی کے قریب واقع ایک چھوٹے سے شہر کا نام بھی 'لیۃ' ہے۔

حصن مالک ... بحرۃ الرغاء کے قریب یہ قلعہ تھا، اس کے کھنڈرات مدتوں باقی رہے۔

بحرۃ الرغاء ... یہ لیۃ کے جنوب میں ہے، طائف سے تقریباً ۱۷ کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔

الیسریٰ ... آج بھی وہی نام ہے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا، یہ لیہ اور نخب کے درمیان ایک ٹیلہ ہے۔

نخب ..... طائف کے جنوب میں ۵ کلومیٹر کے فاصلہ پہ ایک چھوٹی سی وادی ہے۔ (المعالم الجغرافیۃ ۲۵۴)

طائف کی مشہور وادی، وادی نخب'

The famous valley of the city Ta'if, the Valley Nakhab.

مسجد نخب، مسجد الصادرہ

یہ جگہ پہلے شہر طائف سے باہر تھی، مگر اب آبادی کے پھیلاؤ کی وجہ سے شہر طائف کا ایک محلہ بن گیا ہے، جیسا کہ پیچھے گزرا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درخت کے نیچے نزول فرمایا، جس کا نام "صادرہ" تھا۔ 'سدرۃ الصادرۃ' درخت کی جگہ آج ایک مسجد تعمیر ہے، جس کا نام مسجد الصادرہ ہے، مسجد نخب بھی کہا جاتا ہے، پرانے طرز کی مسجد ہے، سفید چونا کیا ہوا ہے، مسجد سے متصل ایک حجرہ بھی ہے، پہلے اس مسجد پہ کوئی چھت نہیں تھی، اب لوہے کی چادروں کی چھت ڈالی گئی ہے، مسجد کی قدیم طرز کی عمارت بھی بتاتی ہے کہ یہ صدیوں پہلے کی تعمیر شدہ مسجد ہے، طائف میں رہنے والے بہت

سے لوگوں کو اس کی تاریخ کا پتہ نہیں، یہاں پہلے آبادی نہیں تھی، اب کچھ کچھ آبادی ہو رہی ہے، اور مسجد میں نماز بھی ہوتی ہے، مسجد کے قریب ہی بائیں جانب ایک قدیم مقبرہ بھی ہے، جس کے اردگرد چاردیواری ہے۔ (المعالم الجغرافیۃ الواردۃ فی السیرۃ النبویۃ۔ المعجم الاثری ص ۱۸۴)

طائف کی بہت ہی قدیم مسجد، مسجد نخب، یہ اس درخت والی جگہ پر بنائی گئی ہے، جس کے نیچے آقا ﷺ نے آرام فرمایا تھا

A very ancient mosque of Ta'if , Masjid-e-Nakhab. It is built on the site of the tree, under which the Lord ﷺ rested.

ابورھم غفاری رضی اللہ عنہ کا واقعہ

یہ صحابی فرماتے ہیں کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہے تھے، میرے پاؤں میں کچھ بھاری سا جوتا تھا، میری سواری جا کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری سے ٹکرائی، اور میرا جوتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پنڈلی میں لگا، جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پاؤں پہ کوڑا مارا اور فرمایا پیچھے ہٹو، مجھے بہت ندامت و شرمندگی ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میری وجہ سے تکلیف ہوئی، میں چھپتا پھرتا تھا، کہ کہیں میرے بارے میں قرآن نازل نہ ہو جائے، صبح کو جعرانہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلا کر فرمایا: ''کل تیرے جوتے لگنے سے مجھے تکلیف ہوئی تھی، پھر میرے مارنے سے آپ کو تکلیف ہوئی، چلو یہ ایک بکری اس مارنے کے بدلے میں مجھ سے لے لو'' (ایک روایت میں ہے مجھے ۸۰ بکریاں دیں) ابورھم غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مجھ سے راضی ہو جانا میرے لئے دنیا و مافیھا سے زیادہ محبوب تھا۔ (سبل الہدیٰ والرشاد، ذکر غزوہ حنین)

جعرانہ میں ھوازن کے قیدی

طائف سے واپس آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی دن کی تاخیر کے بعد مال غنیمت تقسیم فرمایا، تاخیر کی وجہ یہ تھی کہ ہوسکتا ہے ہوازن کے لوگ جنہیں زبردست شکست ہوئی ہے، تائب ہوکر آئیں تو ان کا مال ان کو واپس لوٹا دیا جائے، غنیمت تقسیم ہوگئی تو ھوازن آئے، اسلام قبول کیا اور اپنے اہل ومال کی واپسی کی درخواست کرتے ہوئے کہا: ''یارسول اللہ! ان قیدیوں میں آپ کی رضاعی پھوپھیاں، خالائیں اور گود کھلانے والیاں ہیں، اگر ایسی حالت میں کوئی اور بادشاہ ہوتا تو بھی اس سے اچھی امید ہوتی، آپ کی شان تو ان سب سے ارفع وبلند ہے، آپ ہم پہ احسان کریں، اللہ آپ پہ احسان کرے گا''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے تقسیم میں تاخیر ہی اس وجہ سے کی تھی کہ تم آؤ تو تمہیں یہ سب کچھ لوٹا دوں، مگر اب دو چیزوں میں سے ایک کا اختیار ہے، مال یا اہل وعیال'' ..... انہوں نے اہل وعیال کی واپسی کو ترجیح دی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے اور خاندان بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کے حصے میں جو کچھ آیا ہے وہ آزاد ہے.....'' جب اصحاب ﷺ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش اس میں دیکھی تو سب نے اپنے اپنے قیدی آزاد کردئے، یوں لمحہ بھر میں چھ ہزار قیدی آزاد کردئے گئے۔

ان قیدیوں میں سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی ''شیما'' رضی اللہ عنہا بھی تھیں، جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بچپن میں گود میں لے کر کھلایا کرتی تھیں، پیار سے جھولے دیتیں، اور اچھے مستقبل کے اشعار پڑھتیں، اس نے صحابہ ﷺ سے کہا: ''میں تو تمہارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بہن ہوں، مجھے ان کے پاس لے چلو.....'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس نے اپنا تعارف کرایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علامت سے پہچان لیا، اسے مرحبا کہا، اپنی چادر بچھائی، فرط محبت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آگئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بہت عزت دی، اور فرمایا: ''میرے پاس رہنا پسند کروگی یا اپنے قبیلہ میں واپس جانا؟'' ..... اس نے کہا: میں اپنی قوم میں واپس جانا چاہتی ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اونٹ، بکریاں، تین غلام اور ایک باندی عطا فرما کر رخصت فرمایا۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام والسیرۃ الحلبیۃ، ذکر وقعۃ حنین)

جعرانہ میں مختلف واقعات

۞ ..... غنیمت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مکہ والوں کو بہت سا مال دیا، جو فتح مکہ کے موقع پہ مسلمان ہوئے، حتی کہ ایک ایک کو تین تین سو دو دو سو اونٹ بھی ملے، اس موقع پہ انصار ﷺ کو کچھ نہیں دیا گیا، تو کچھ انصار ﷺ جذبات پر قابو نہ پاسکے، ایک آدھ کی زبان سے یہ بھی نکل گیا، ''آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم سے مل گئے''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی اس شکایت اور پریشانی کو دور کرنے کیلئے سب کو جمع فرما کر خطاب فرمایا: ''اے جماعت انصار! تم پہلے گمراہ تھے، میری وجہ سے تمہیں ہدایت ملی، مفلس تھے، میری وجہ سے غنا ملا، آپس میں دست وگریبان تھے، میری وجہ سے امن وسلامتی ملی'' ..... بہت سی اس قسم کی باتیں کہنے کے بعد فرمایا ..... ''یہ مال جو میں نے اہل مکہ کو دیا ہے ان کو اسلام کے قریب کرنے کیلئے دیا، اور تمہارے لئے اسلام کو کافی سمجھا ہے ..... اے انصار! کیا تم اس بات پہ خوش نہیں کہ لوگ گھروں میں جائیں تو اونٹ اور بکریاں لے کر جائیں اور تم گھر جاؤ تو محمد رسول اللہ [صلی اللہ علیہ وسلم] کو لے کر جاؤ..... اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار مدینہ کا ہی ایک فرد ہوتا..... سب لوگ ایک گھاٹی میں چلیں اور انصار دوسری گھاٹی میں، تو میں

انصار والی گھاٹی میں چلوں گا..... اے اللہ! انصار مدینہ کے اہل وعیال اور ان کی اگلی نسلوں پہ اپنی رحمتیں نازل فرما''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خطبہ سن کر انصار زار و قطار رونے لگے، حتیٰ کہ ان کی داڑھیاں آنسوؤں سے تر ہوگئیں۔

❀ ..... سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ جعرانہ میں آئے، اسلام قبول کیا، امان نامہ دکھایا، جو اس نے سفر ہجرت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے لکھوایا تھا، تفصیل سفر ہجرت میں گزر گئی۔

❀ ..... جعرانہ میں قیام کے دوران، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو احرام باندھا، رات کو ہی حرم گئے اور عمرہ کر کے صبح ہونے سے پہلے پہلے واپس آگئے، رات کو عمرہ کرنے کی وجہ سے بہت سے اصحاب رضی اللہ عنہم کو اس عمرہ کا علم نہ ہو سکا، یہ عمرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تیرہ دن ٹھہرنے کے بعد فرمایا۔

❀ ..... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیالہ میں تبرکاً ہاتھ اور چہرہ دھویا، پانی واپس اس برتن میں ڈال دیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوموسیٰ اور بلال رضی اللہ عنہما سے فرمایا: ''اس پانی سے پیو، اپنے چہرہ اور جسم پہ ڈالو، اور خوشخبری لے لو''..... دونوں نے پانی لے لیا اور اسی طرح ڈالنے لگے تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پردہ کے پیچھے سے آواز دی: اپنی ماں کیلئے بھی کچھ بچاؤ، انہوں نے ام المومنین رضی اللہ عنہا کو بھی اس بچے ہوئے پانی میں سے کچھ دیا۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، السیرۃ الحلبیۃ ذکر غزوۃ حنین)

سفید چار دیواری کے اندر جعرانہ کنواں ہے، آجکل اس کا پانی استعمال میں نہیں ہے

Within this boundary lies the grave of Hadrat Abd-Ullah-Ibn-e-Abbas (RA).

جعرانہ بستی کا تعارف

جعرانہ کی نسبت ایک عورت کی طرف ہے جو قریش کے بنوتمیم قبیلہ سے تعلق رکھتی تھی، اس کا نام ریطہ اور لقب جعرانہ تھا، عقل وخرد سے محروم تھی،

سارا دن سوت کاتتی، پھر اس کو توڑ پھوڑ دیتی، اس کی مثال قرآن میں بھی بیان کی گئی ہے ﴿وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا﴾ (سورۃ النحل آیت ۹۲)

آجکل اس جگہ ایک بستی ہے، جو وادی سرف کے شروع میں ہے اور مسجد حرام سے شمال مشرقی سمت میں تقریباً ۲۴ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ یہاں کا پانی اپنی شیرنی کی وجہ سے ضرب المثل ہے، یہاں ایک مسجد ہے جہاں سے اہل مکہ عمرہ کی نیت کر کے احرام باندھتے ہیں..... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس جگہ قبیلہ ثقیف، ھوازن سے جہاد کے بعد نماز پڑھی، اس جگہ پہ مسجد جعرانہ بنائی گئی ہے۔ (المعجم الاثری لمعطقۃ مکۃ المکرمۃ ص ۱۷۹)

ایک روایت میں ہے کہ جعرانہ سے 70 انبیاء کرام علیہم السلام (دوسری روایت میں تین سو (۳۰۰) انبیاء کرام علیہم السلام) نے عمرہ کا احرام باندھا... اس جگہ جو کنواں واقع ہے، اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے کھودا، اس کا پانی مٹھاس میں ضرب المثل تھا، کہا جاتا ہے کہ اس کنویں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی پی کر اس میں اپنا لعاب مبارک ڈالا، بعض مؤرخین کے بقول اس کنویں کا پانی گردے اور مثانہ کی بیماری کے علاج کیلئے مجرب ہے، عباسی خلفاء کے زمانے میں اس کنویں کا پانی ان کیلئے بغداد پہنچایا جاتا تھا، مگر آجکل یہ کنواں بند کر دیا گیا ہے، کنویں کے چاروں طرف دیوار لگا کر اوپر چھت ڈال دی گئی ہے، جس سے اندر جھانکا بھی نہیں جا سکتا، کنویں کی چار دیواری پر سفید رنگ کیا ہوا ہے، مسجد جعرانہ کی قبلہ والی سمت میں بائیں طرف یہ مبارک وماثور کنواں آج بھی موجود ہے۔ جن احباب کو اللہ تعالیٰ حرمین شریفین کی زیارت نصیب فرمائیں، وہ جعرانہ سے عمرہ ضرور کریں، کیونکہ اس مقام سے ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرے کا احرام باندھا، کئی انبیاء کرام علیہم السلام نے بھی یہاں سے احرام باندھ کر عمرہ ادا فرمایا، ہمیں بھی اس فضیلت میں پیچھے نہیں رہنا چاہئے، پھر جب جعرانہ جانے کا موقع ہو تو اس کنویں کی بھی زیارت کی جائے، کیونکہ یہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی یادگار ہے۔

دکتور محمد حرب لکھتے ہیں کہ جعرانہ میں ایک یادگار کنواں ہے، جس کا پانی وافر مقدار میں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے مبارک ہاتھوں سے کھودا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کے اردگرد دیوار لگائی، جب اسے کھودا گیا تو ایک بالشت تھا مگر پانی تیزی سے چھوٹ پڑا تو دیوار لگانی پڑی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں نے اس کے آس پاس پتھروں کی دیوار لگائی، پھر اس کی گہرائی دن بدن بڑھتی گئی حتی کہ پھر یہ ایک مشہور ومعروف کنواں بن گیا، لوگ تبرک کیلئے اپنے اپنے علاقوں میں اس کا پانی لے جاتے ہیں، طائف سے دائیں جانب اس سے عمدہ اور میٹھے پانی والا کوئی اور کنواں نہیں ہے۔ (۔ (تاریخ المدینۃ المکرمۃ ص ۳۱۸۔ فی رحاب البیت الحرام ص ۳۲۶ بتغییر، موسوعۃ المرآۃ الحرمین الشریفین ج ۲ ص ۹۰۲ بتغییر)

آج بھی اگر کوشش کی جائے تو تھوڑی سی کھدائی کر کے اس کا پانی نکالا جا سکتا ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس یادگار کو زندہ کیا جا سکتا ہے، اللہ کرے کہ کسی مرد صالح کو یہ خیال آئے اور وہ اس کا انتظام کرے، تاکہ عاشق امتی اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں سے کھودے ہوئے اس مبارک کنویں کا پانی پی سکیں۔

مدینہ منورہ کو واپسی

مال غنیمت کی تقسیم ہوگئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بقیہ غنیمت کو مرالظہران میں منتقل کرنے کا حکم دیا، تاکہ راستے میں جو نومسلم وغیرہ ملیں گے، ان کی دل جوئی اس مال سے کی جائے۔ جعرانہ سے روانہ ہوئے، وادی سرف سے ہوتے ہوئے مرالظہران پہنچے، حج کا موسم قریب تھا، امیر مکہ عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کے ذمہ لگایا کہ وہ مسلمانوں کو حج کرائیں، ذی قعدہ کے آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ پہنچے، اس سارے سفر میں دو ماہ ۱۶ دن لگے۔

پر مشقت سفر

تبوک ایک چشمہ کا نام ہے، جس کی وجہ سے اس بستی کا نام ہی تبوک پڑ گیا، یہ ۹ ھ کا واقعہ ہے، غزوہ تبوک کا سفر سب سے زیادہ پُر مشقت سفر تھا، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری غزوہ تھا، البتہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے کچھ دستے ادھر اُدھر بھیجے ہیں۔

اس غزوہ کا سبب یہ ہوا کہ عرب کے کچھ عیسائیوں نے روم کے بادشاہ ہرقل کو لکھ بھیجا کہ نبوت کا دعویٰ کرنے والے شخص کا انتقال ہو گیا ہے، لوگ قحط زدہ ہیں، بھوکوں کا شکار ہیں، عرب پر حملہ کرنے کا اس سے بہتر کوئی موقع نہیں ہو سکتا، ہرقل نے یہ سن کر تیاری کی، چالیس ہزار افراد پر مشتمل لشکر حملہ کیلئے تیار ہو گیا، دوسری طرف شام کے کچھ نبطی سوداگر زیتون فروخت کرنے کیلئے مدینہ منورہ آئے اور انہوں نے مسلمانوں کو بتایا کہ ہرقل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہ حملہ کرنے کیلئے ایک زبردست لشکر تیار کیا ہے، اپنی فوج کو ایک سال کی تنخواہیں پیشگی دے دی ہیں، ان کا ہراول دستہ بلقاء تک پہنچ گیا۔

نبی مجاہد صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس شرکت کا ارادہ فرمایا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو تیاری کا حکم دیا، یہ بہت آزمائش کا غزوہ تھا، روم جیسی سپر پاور طاقت سے مقابلہ، گرمی کا شباب، آسمان آگ برسا رہا تھا، اور زمین شعلے اگل رہی تھی، لق و دق، وحشت ناک اور طویل صحراء، جہاں بعض علاقوں میں میلوں تک سایہ دار درخت تو کجا، کسی جھاڑی کی کوئی پتی بھی نظر نہیں آتی، سواریوں کی بھی قلت تھی، گرمی سے بچاؤ کا کوئی انتظام نہیں، ایسی کیفیت کے ساتھ تقریباً ۸۰۰ کلومیٹر کا فاصلہ طے کرنا تھا، کھجوروں کی فصلیں تیار کھڑی تھیں، جس سے ملنے والی آمدنی پہ اہل مدینہ کا گزر اوقات تھا، مگر ان تمام مشکلات کو سہتے ہوئے مخلص صحابہ رضی اللہ عنہم صبر آزما سفر کیلئے نکل کھڑے ہوئے..... منافقین نے پیچھے رہنے کیلئے مختلف بہانے بنائے، اس غزوہ کا نام "غزوہ فاضحہ" بھی ہے، "فاضحہ" کے معنی ہیں پول کھولنے والا، منافقین کا پول کھلا، اس کا نام "غزوہ عسیرۃ" بھی ہے، تنگی والا غزوہ۔ (السیرۃ الحلبیۃ ذکر غزوۃ تبوک)

اس غزوہ کا سفر چونکہ بہت طویل، مشقت و تھکن والا تھا، غربت و افلاس کی حالت میں بے آب و گیاہ صحراء میں سفر طے ہوا، اس لئے اس سفر میں بکثرت نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں معجزات کا ظہور ہوا، تو اگر اس غزوہ کو "معجزات والا غزوہ" کہا جائے تو بھی بے جا نہ ہوگا۔ (معجزات کی تفصیل آرہی ہے)

جو حضرات اس علاقے میں سفر کر چکے، وہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی قربانیوں کا صحیح اندازہ لگا سکتے ہیں، ہم نے جب تبوک کی طرف سفر کیا تو اس وقت موسم گرما کی ابھی ابتداء تھی، ہمارے پاس جدید قسم کی مکیف (ایئر کنڈیشنڈ) گاڑی تھی، گاڑی میں بیٹھے بیٹھے تو گرمی کا احساس نہیں ہوتا تھا، مگر جب بعض مقامات پر ہم نماز وغیرہ کیلئے اترتے تو گرمی کے مارے بُرا حال ہو جاتا، راستے میں میلوں تک کوئی آبادی نہیں، پتھروں اور ریت سے ڈھکا ہوا خشک صحراء، جو گرمی کے زمانہ میں تو آگ جیسی تپش پھینکتا ہے، اس وقت ہم سوچتے کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے مسلسل ایک ماہ (۱۵ دن جانے کے، ۱۵ دن واپسی کے) کا یہ سفر کن مشقتوں سے طے کیا ہوگا، بالخصوص العلاء سے آگے تبوک کی طرف جو طویل صحراء ہے، اس میں تو دن کو بھی گزرتے ہوئے وحشت ہوتی ہے، ترکوں نے اپنے زمانے میں اس راستے پر وقفے وقفے سے مسافروں کیلئے استراحت خانے بنوائے تھے، پانی کیلئے کنویں بھی کھدوائے تھے، مگر آجکل وہ سب کھنڈرات کی شکل میں سڑک سے دائیں بائیں موجود ہیں۔

[illegible]
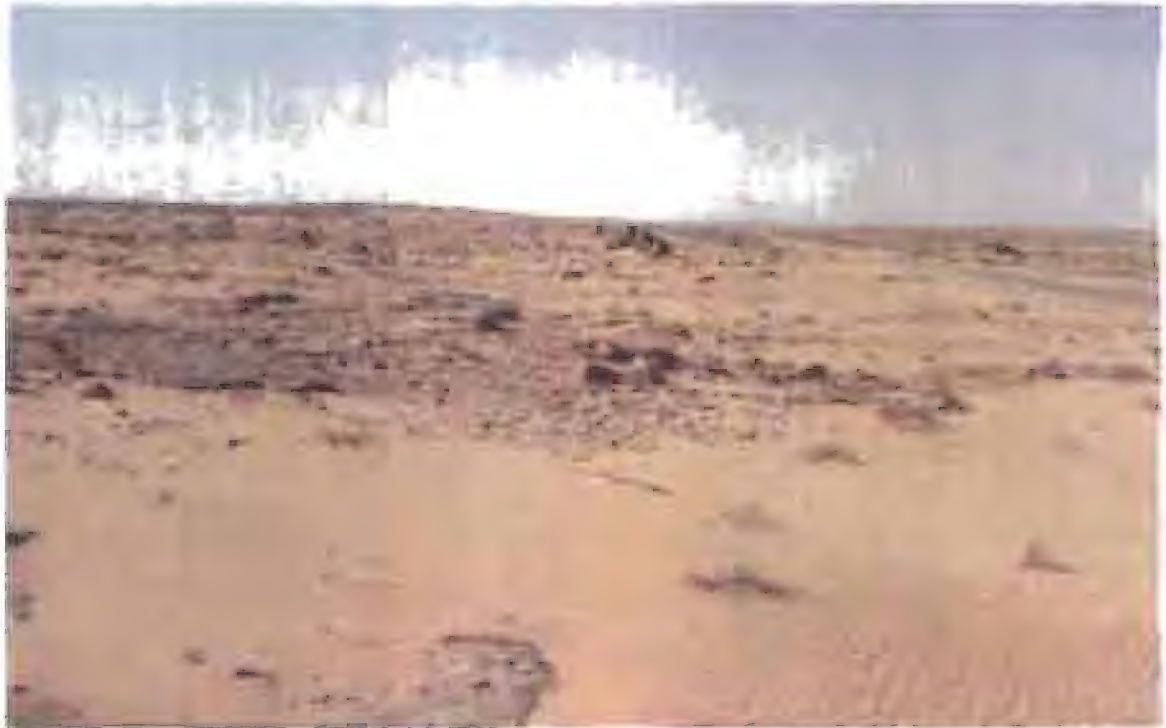
According to the Lord ﷺ prophecy the greenery and green fields around the spring which now have turned into ruins due to the construction of the city

ثنیۃ الوداع میں قیام

مسلمانوں پر یہ تنگی کا موقع تھا، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے چندہ کی اپیل کی، سب نے اپنی وسعت کے مطابق خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے گھر کا مکمل سامان صدقہ کیا، عمر رضی اللہ عنہ نے آدھا سامان، عثمان رضی اللہ عنہ نے تین سو اونٹ مع ساز و سامان کے اور ایک ہزار دینار لا کر دئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے، بار بار ان کو الٹتے پلٹتے اور فرماتے: ''اس عمل صالح کے بعد عثمان کو کوئی عمل ضرر نہیں پہنچا سکے گا، اے اللہ! میں عثمان سے راضی ہوا، تو بھی اس سے راضی ہو جا'' رضی اللہ عنہ۔

عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ۲۰۰ اوقیہ چاندی صدقہ کی، صحابیات رضی اللہ عنہن نے اپنے اپنے زیور اتار دیے، تیاری کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثنیۃ الوداع میں آ کر پڑاؤ ڈالا، منافقین کا گروہ بھی عبداللہ بن ابی بن سلول کی قیادت میں یہاں تک آیا، مگر یہاں سے انہوں نے بہانے بنائے، اور واپس ہو لئے، کچھ دیہاتی لوگ بھی آئے انہوں نے بھی عذر بنا کر جان بچائی، مسلمانوں میں سے تین صحابی ایسے تھے، جو بغیر کسی عذر کے نہ گئے، کعب بن مالک، ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہم، ان پر اللہ تعالیٰ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا، مگر ان کی توبہ، شرمندگی اور بہت زیادہ افسوس کی وجہ سے ان کی غلطی کو معاف فرما کر ان کی توبہ کو قبول فرمایا، جیسا کہ اس کی تفصیل سورۂ توبہ کی آیت نمبر ۱۱۸ ﴿وعلی الثلاثۃ الذین خلفوا ... الآیۃ﴾ میں ہے۔

ثنیۃ الوداع میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مسلح غلام نے جہاد میں جانے کی اجازت مانگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جاؤ اپنے آقا کی خدمت میں لگے رہو، میرے ساتھ نہ جاؤ، ایسا نہ ہو کہ آقا کی حق تلفی کی وجہ سے تم جہنم میں چلے جاؤ''۔ سفر تبوک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے راہبر کا نام علقمہ بن الفغواء رضی اللہ عنہ تھا۔ (المغازی للواقدی، سبل الہدیٰ والرشاد، السیرۃ الحلبیۃ ذکر غزوۃ تبوک)

سازش گاہ کو جلانے کا حکم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ کچھ منافقین سویلم یہودی کے گھر میں جمع ہو رہے ہیں، یہ مقام جاسوم کے قریب تھا، یہ لوگ غزوۂ تبوک کے سلسلے میں لوگوں کو ورغلا رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کو چند صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ بھیجا کہ سویلم کا گھر مع ان لوگوں کے جلا دیں، طلحہ رضی اللہ عنہ نے جا کر ایسا ہی کیا، ضحاک بن خلیفہ گھر کی چھت سے کود پڑا اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی، اس کے دوسرے ساتھی بھی کود پڑے اور بھاگ کر جان بچائی۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ذکر غزوۃ تبوک)

''بکائین'' (رونے والوں) کا حال

کچھ تنگدست مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، سواری کی درخواست کی، یہ اہل حاجت تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے پاس سواری نہیں ہے، میں تمہیں کہاں سے دوں'' وہ واپس گئے تو ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے، اس غم پر کہ ہمارے پاس اتنا کیوں نہ ہوا کہ ہم اس موقع پر خرچ کرتے، سورۂ توبہ میں ان کی فضیلت کا ذکر کیا گیا ہے۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، غزوۃ تبوک)

سفر تبوک کی منزلیں

تبوک کے سفر کی منزلوں میں جہاں جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازیں پڑھیں، بقول ابن اسحاق رحمہ اللہ کے ان کے نام یہ ہیں، مسجد تبوک،

ثنیۃ المدران کی مسجد، ذات الزرب کی مسجد، اخضر کی مسجد، ذات الخطمی کی مسجد، آلاء کی مسجد، طرف البترا ء کی مسجد، شق تارا کی مسجد، ذوالجیفہ کی مسجد، صدر حوضی کی مسجد، حجر کی مسجد، صعید کی مسجد، وادی القریٰ کی مسجد، رقعہ کی مسجد جو شقۃ بنو عذرہ کا حصہ ہے، ذوالمردہ کی مسجد، فیفاء کی مسجد، ذوخشب کی مسجد۔ ان میں سے بیشتر مساجد کا نام ونشان تک موجود نہیں، محض تاریخی اوراق تک ان کا تذکرہ ملتا ہے۔

مسجد تبوک...... آج بھی معروف ہے، اس کا تذکرہ آگے آرہا ہے، مسجد وادی القریٰ العلاء شہر کی مسجد، جو آجکل العلاء کے محلّہ ''الدیرۃ'' میں ہے اور مسجد رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مشہور ہے، اس کا تفصیلی تذکرہ سفر خیبر کے ذیل میں ہو چکا ہے۔ (المعالم الجغرافیۃ الواردۃ فی السیرۃ النبویۃ، معجم البلدان، فرہنگ سیرت)

مقام جرف میں علی رضی اللہ عنہ کی آمد

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنے اہل وعیال کے پاس قیام کی ہدایت فرمائی، منافقین نے اس بات کو خوب اڑایا اور کہنے لگے، علی [رضی اللہ عنہ] کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اوپر بوجھ سمجھتے ہیں، اس لئے چھوڑ گئے کہ بوجھ ہلکا ہو جائے علی رضی اللہ عنہ نے جب منافقین کی یہ بات سنی تو اسلحہ لے کر نکل کھڑے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام جرف میں تھے، منافقین کی بات بتائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ جھوٹ کہتے ہیں، تمہیں تو میں نے اپنے گھر والوں کی خبر گیری کیلئے چھوڑا ہے، کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لئے اس مقام پر رہو، جس مقام پر ہارون علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام کیلئے تھے، مگر یہ بات ہے کہ بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں'' ...... یہ سن کر علی رضی اللہ عنہ لوٹ گئے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر کو روانہ ہو گئے۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ذکر غزوۃ تبوک)

معجزہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دوران سفر ایک دن شدید گرمی کے زمانے میں ہمارے پاس پانی ختم ہو گیا، ہم ایک منزل پہ ٹھہرے، لوگ پیاس سے نڈھال تھے، یہاں تک کہ کچھ لوگوں نے اپنے اونٹ ذبح کر کے ان کے پیٹ کی تھیلیوں سے پانی نکال کر پیا اور باقی پانی اپنے جسم پہ ملا کہ کچھ ٹھنڈک حاصل ہو جائے، لوگوں نے شدت پیاس کی شکایت کی، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو دعائے خیر کا خوگر بنایا ہے، اس لئے آپ ہمارے لئے دعا کریں'' ...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اچھا تم یہ چاہتے ہو؟'' دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے، اللہ تعالیٰ نے بادل بھیجے، موسلا دھار بارش ہوئی، لوگ سیراب ہوئے، آگے کیلئے بھی پانی جمع کر لیا۔ (سبل الہدیٰ والرشاد والبدایۃ والنہایۃ، ذکر غزوۃ تبوک)

وادی القریٰ میں قیام

وادی القریٰ (العلاء) کا ذکر گذشتہ صفحات میں ہو چکا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کے موقع پر یہاں تشریف لائے تھے اور اس وقت اس علاقے کو فتح کیا تھا، یہاں کے باشندوں سے زمین کی پیداوار دینے پر صلح کی تھی، تبوک جاتے ہوئے بھی یہاں سے گزر رہوا۔

❁ ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وادی القریٰ میں پہنچے، ایک عورت کا باغ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اندازہ لگاؤ کہ اس باغ کی کتنی پیداوار ہوگی'' ...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس وسق کا اندازہ لگایا، جب واپسی ہوئی، اس عورت سے پوچھا گیا

کہ کتنی آمدنی ہوئی تھی؟ تو اس نے بتایا کہ دس وسق، یہی اندازہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لگایا تھا۔(الصحیح للبخاری، باب خرص التمر بتلخیص) یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اندازہ بتایا اسی کے مطابق کھجور نکلی۔

مقام حجر (مدائن صالح) کے واقعات

یہ وہ پیالہ ہے، جس میں صالح علیہ السلام کی اونٹنی کا دودھ دھویا جاتا تھا

This is the particular pot in which the she-camel belonging to the prophet Saleh ﷺ used to be milked.

❁ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب مقام حجر میں پہنچے تو سر مبارک پہ کپڑا ڈال دیا، سواری کی رفتار تیز کر دی، صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ''جب تم ان کھنڈرات پہ گزرو تو روتے ہوئے گزرو، اس بات سے ڈرتے ہوئے کہ جو مصیبت ان ظالموں پر آئی، وہ کہیں تم پر نہ آجائے''۔

❁ یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم بھی دیا کہ کوئی شخص یہاں کا پانی نہ پیے، وضو نہ کرے، اس پانی سے آٹا وغیرہ نہ گوندھے، اگر کسی نے آٹا وغیرہ گوندھا ہے تو وہ جانوروں کو کھلا دے، یہ بھی فرمایا: ''رات کو کوئی بھی اکیلا نہ نکلے''۔

❁ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس تباہ شدہ علاقے میں چلتے رہے، یہاں تک کہ اس کنویں کے قریب جا کر پڑاؤ ڈالا، جہاں حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی پانی پیا کرتی تھی۔(اس کنویں کی تفصیلی معلومات ہمارے سفر نامہ حجاز'' آثار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو میں دیکھی جا سکتی ہے۔)

❁ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے ایک انگوٹھی لائی، جو اس نے ہلاک شدہ قوم کے کھنڈرات سے پائی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اعراض کیا اور اس کو دیکھنا تک گوارا نہ کیا، فرمایا: ''پھینک دو''۔۔۔۔ اس نے وہ انگوٹھی پھینک دی۔(قالہ ابن حجر فی الفتح تحت باب الصلوۃ فی مواضع الخسف وقال اسنادہ ضعیف)

❁ صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت پر عمل کیا، مگر بنو ساعدہ کے دو آدمی رات کو اکیلے باہر نکل پڑے، ایک قضائے حاجت کیلئے نکلا، اس کو خناق کا مرض لگ گیا، دوسرا اونٹ کی تلاش میں نکلا، اس کو ہوا نے اٹھا کر طی کے پہاڑوں پر جا پھینکا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی

گئی تو فرمایا: ''میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا کہ اکیلے نہ نکلو'' ...... پھر بیمار آدمی کیلئے دعا کی، اسے شفا ہوگئی اور دوسرے آدمی کو طی کے پہاڑوں سے وہاں کے لوگ اٹھا کے مدینہ منورہ لے آئے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس آ گئے۔ (عیون الاثر والسیرۃ الحلبیۃ، ذکر غزوۃ تبوک)

...... مقام حجر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی لینے سے منع فرمادیا تھا، آگے ایک مقام پر پڑاؤ کیا تو پانی نہ تھا، لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے، دو رکعت نماز پڑھی، دعا مانگی، خوب بارش ہوئی، ایک انصاری صحابی ﷺ نے ایک منافق سے کہا: ''تیرا ناس ہو، معجزہ دیکھ رہے ہو نا؟ کیا اس کے بعد بھی کوئی چیز باقی رہ گئی؟'' منافق کہنے لگا: ''یہ تو فلاں ستارے کی وجہ سے ہوئی''، بقول ابن اسحاق رحمہ اللہ کے یہ واقعہ مقام حجر میں پیش آیا۔ (سبل الہدی والرشاد، السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، غزوۃ تبوک)

...... مقام حجر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا، جس میں یہ بھی ارشاد فرمایا: ''لوگو! انبیاء کرام علیہم السلام سے معجزات کا مطالبہ نہ کرو، دیکھو صالح علیہ السلام سے قوم نے اونٹنی کا مطالبہ کیا، پھر ہلاکت تک پہنچ گئے'' ...... تفصیلی واقعہ سنایا۔ (المغازی للواقدی، ذکر غزوۃ تبوک)

پہاڑوں کو تراش تراش کر بنائے گئے قوم ثمود کے مضبوط محلات

The strong castles of the nation Thamood, which were carved from mountains through careful sculpting.

مدائن صالح (آثار قوم ثمود)

خیبر سے جب تبوک کی طرف چلیں تو تھوڑا آگے چل کر دو [۲] راستے ہیں، ایک خط سریع (کشادہ روڈ) جو تیماء سے ہوتا ہوا تبوک تک پہنچتا ہے،

چونکہ یہ خوب کشادہ وعریض روڈ ہے، اس لئے تبوک جانے والے اکثر لوگ اسی راستے سے سفر کرتے ہیں، دوسرا راستہ العلاء اور مدائن صالح سے ہوتا ہوا تبوک تک پہنچتا ہے، یہ راستہ اگر چہ پہلے راستے سے مختصر ہے، مگر یہ مشکل راستہ ہے، سڑک بھی کشادہ نہیں، کہیں کہیں سڑک زیر تعمیر ہے، راستے میں آبادیاں اور بستیاں بھی کم ہیں، چونکہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک کا سفر اسی راستے سے طے کیا تھا، اس لئے ہم نے بھی اتباع سنت کے پیش نظر تبوک جانے کیلئے یہی راستہ اختیار کیا، مدائن صالح کو جانے والے سیاح بھی اسی راستے سے جاتے ہیں۔

مدائن صالح ..... العلا سے تقریباً ۲۰ کلومیٹر شمال میں الحجر، مدائن صالح کا علاقہ ہے، یہاں قوم ثمود آباد تھی، جنہیں اللہ تعالیٰ نے بے پناہ قوت وطاقت سے نوازا تھا، انہوں نے پہاڑوں کو تراش تراش کر ان میں اپنے گھر، محلات، بازار بنائے ہوئے تھے، حضرت صالح علیہ السلام ان کی طرف مبعوث کئے گئے، ان کو توحید کی دعوت دی، مگر یہ اپنی طاقت پر ناز کرنے لگے، غرور وتکبر پہ اتر آئے، اللہ تعالیٰ کے نبی کی تکذیب کی، اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب نازل فرمایا، یہ سب ہلاک کردئے گئے ..... ان کی ہلاکت کو صدیاں گزر گئیں، مگر پہاڑوں کو تراش تراش کر بنائے ہوئے محلات، گھر اور ان کے کمروں کے آثار اب بھی باقی ہیں، جن کو دیکھ کر اس قوم کی قوت وطاقت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے ..... مدائن صالح کے چاروں طرف اب باڑ لگادی گئی ہے، اندر جانے کیلئے تصریح (اجازت نامہ) لینا پڑتا ہے، کافی سیاح وہاں آتے جاتے رہتے ہیں، تبوک کی طرف جاتے ہوئے ''الحجر'' کے نام سے ایک بستی بھی ہے، اگر چہ اس پورے علاقے کو بھی الحجر کہا جاتا ہے۔

(مدائن صالح کے بارے میں بہت ہی دلچسپ معلومات ہمارے سفرنامہ حج ''آثار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو'' میں ملاحظہ فرمائیں)

قوم ثمود کے محلات کا ایک اور منظر

An other view of the castles of the nation Thamood.

نبی مجاہد ﷺ کی اونٹنی

راستے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی گم ہوگئی، صحابہ ؓ اس کی تلاش میں نکلے، عمارہ بن حزم ؓ کے ساتھ ان کے کجاوے میں ایک منافق زید بن الصیت تھا، اس نے عمارہ ؓ سے کہا: 'محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں، تم لوگوں کو آسمان کی خبریں دیتے ہیں، پھر بھی انہیں معلوم نہیں کہ ان کی اونٹنی کہاں ہے' ..... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعے اس کا علم ہوگیا، عمارہ ؓ سے فرمایا'' : ایک آدمی (منافق کی طرف اشارہ) نے کہا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں، تم لوگوں کو آسمان کی خبریں دیتے ہیں، پھر بھی انہیں معلوم نہیں کہ ان کی اونٹنی کہاں ہے، میرا حال یہ ہے کہ خدا کی قسم! اللہ نے جو مجھے علم دیا ہے، اس کے سوا مجھے کسی چیز کا علم نہیں ہے، اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بتادیا ہے کہ میری اونٹنی کو فلاں وادی، فلاں گھاٹی میں مہار الجھنے کی وجہ سے ایک درخت نے روک لیا ہے، اس لئے تم جاؤ اور اسے لے کر آؤ''۔

چنانچہ لوگ گئے اور اونٹنی کو لے آئے، عمارہ ؓ سمجھ گئے کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتادیا ہے، اور یہ بھی سمجھ گئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بات میں اس منافق کی طرف اشارہ فرمایا ہے، اس کا نفاق بھی عمارہ ؓ پر ظاہر ہوگیا، تو انہوں نے اس منافق کو اپنے کجاوے سے بھگادیا اور کہا کہ تم میرے ساتھ بیٹھنے کے لائق نہیں ہو، مجھے کیا خبر تھی کہ تم منافق ہو۔ بعض لوگوں نے کہا کہ اس نے توبہ کرلی تھی، بعض کہتے ہیں کہ وہ مرتے دم تک نفاق ہی میں مبتلا رہا۔ (السیرۃ لابن ہشام، ذکر غزوۃ تبوک)

مسجد ذوالمروہ میں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ایک جگہ پر ہوا، لوگوں نے کہا یارسول اللہ! یہاں ٹھہریں، یہاں خوب پانی اور سایہ ہے، وہاں درخت تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چھوڑو، میری اونٹنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہے'' ..... چلتے رہے، یہاں تک کہ اونٹنی اس جگہ آبیٹھی، جہاں مسجد ذوالمروۃ تھی۔ (سبل الہدیٰ والرشاد، ذکر غزوۃ تبوک)

ابوذر غفاری ؓ کا پہنچنا

تبوک کے سفر میں بہت سے لوگ بچھڑنے لگے، لوگ تذکرہ کرتے کہ فلاں شخص پیچھے رہ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے، اسے چھوڑ دو، اگر اس میں کوئی بھلائی ہوگی تو اللہ تعالیٰ اسے عنقریب تم لوگوں سے ملادے گا، یہاں تک کہ بتایا گیا کہ ابوذر غفاری ؓ پیچھے رہ گئے، انہوں نے اپنے اونٹ کی رفتار دھیمی کردی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی بات ارشاد فرمائی۔

اِدھر ابوذر ؓ کا اونٹ مسلسل چلنے کی وجہ سے نڈھال ہوگیا، لشکر سے پیچھے رہنے لگا، حتیٰ کہ ذوالمرہ کے مقام پر تو اونٹ نے بالکل جواب دے دیا، ابوذر ؓ اپنا سامان پشت پر لاد کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نشانِ قدم پر پیدل چلنے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک منزل پہ قیام فرمایا تو کسی دیکھنے والے نے کہا: ''یارسول اللہ! یہ شخص تو راستے پر بالکل تنہا چلا آرہا ہے'' ..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کہیں وہ ابوذر نہ ہو'' ..... پھر جب لوگوں نے غور سے دیکھا تو وہ ابوذر ؓ ہی تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا: ''اللہ ابوذر پر رحم کرے، یہ تنہا چلے گا، تنہا مرے گا اور تنہا حشر کے دن اٹھایا جائے گا'' ..... ابوذر غفاری ؓ نے پہنچ کر اپنی سواری کا پورا قصہ سنایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے مغفرت کے الفاظ فرمائے،

اور انہیں پانی پلایا۔

حضرت ابوذرغفاری رضی اللہ عنہ نے پیشنگوئی کے مطابق امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں مقام ربذہ میں مدینہ منورہ سے الگ تھلگ سکونت اختیار کی، وہیں ان کا ایسی ہی حالت میں انتقال ہوا، آجکل ربذہ کا نام الواسطہ ہے، مدینہ منورہ سے بدر جاتے ہوئے بدر سے پہلے ایک شہر ہے، وہاں کے عام قبرستان میں حضرت ابوذرغفاری رضی اللہ عنہ کی قبر ہے، ہم نے دوسفروں میں ان کی مرقد پر حاضری دی، سلام پیش کیا اور مسنون دعا کی۔ (البدایۃ والنہایۃ، ذکر غزوۃ تبوک)

ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ کی آمد

ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے، کچھ دن بعد گرمی کی وجہ سے واپس آگئے، گرمی کے وقت گھر پہنچے، ان کی دو بیویوں نے باغ میں اپنے اپنے سائبان بنا رکھے تھے، ہر بیوی نے اپنے سائبان میں چھڑکاؤ کیا ہوا، ٹھنڈا پانی اور کھانا تیار ..... ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ گھر پہنچے، تیار سائبان کو دیکھا، سائبان سے باہر ہی کھڑے رہے اور کہنے لگے: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دھوپ اور گرمی میں ہوں، اور ابوخیثمہ ٹھنڈے سائے میں، اپنی خوبصورت بیویوں کے ساتھ تیار کھانے کھاتا رہے، ایسا نہیں ہوسکتا'' ..... اس کے بعد کہنے لگے: ''خدا کی قسم! میں تم میں سے کسی کے سائبان میں داخل نہیں ہونا چاہتا، میرا سامان تیار کرو'' زادراہ لے کر چل پڑے، وادی القریٰ میں پہنچے تو عمیر بن وہب رضی اللہ عنہ بھی مل گئے، وہ بھی تبوک جارہے تھے، جب تبوک کے قریب پہنچے تو ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے، تم تھوڑا پیچھے رہو، مجھ سے تو غلطی ہوگئی تھی، مجھے پہلے جانے دو، جب یہ قریب پہنچے تو لوگوں نے دیکھا کہ ایک اونٹ سوار آرہا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا ((کن أبا خیثمۃ)) ''اللہ کرے یہ ابوخیثمہ ہوں'' ..... لوگوں نے دیکھا تو وہ واقعی ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ ہی ہیں، یہ قریب پہنچے پورا قصہ سنایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے دعائے خیر کی۔ (البدایۃ والنہایۃ، ذکر غزوۃ تبوک)

نبی مجاہد صلی اللہ علیہ وسلم مقتدی

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہم مقام حجر اور تبوک کے درمیان ایک علاقے میں پہنچے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کیلئے تشریف لے گئے، میں پانی لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے چلا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے کافی انتظار کے بعد عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز شروع کردی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو وہ ایک رکعت پڑھا چکے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت ان کی اقتداء میں پڑھی، پھر اپنی نماز پوری کی اور فرمایا تم نے اچھا کیا، ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی نبی نے اس وقت تک وفات نہیں پائی جب تک اس نے امت میں سے کسی نیک آدمی کی امامت میں نماز نہ پڑھی ہو''۔ (شرح زرقانی، باب ماجاء فی المسح علی الخفین)

وادی مشقق میں

رات کے ایک پہر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدی خوان کی آواز سنی، (حدی خوانی یہ ہے کہ ترنم کے ساتھ اشعار پڑھے جائیں، تاکہ اونٹ اس سے لطف اندوز ہوں اور جلدی چلیں) تو فرمایا: ''ہمیں جلدی اس تک پہنچاؤ'' ..... وہاں پہنچے، اس سے تعارف ہوا، اس نے کہا ہم قبیلہ مضر سے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں بھی مضر سے ہوں'' ..... پھر اپنا نسب نامہ مضر تک بتایا۔

پھر اس نے تفصیل بتائی کہ سب سے پہلے حدی ہم لوگوں نے شروع کی، اس نے حدی کا طریقہ بھی بتایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی باتوں سے لطف اندوز ہو رہے تھے، ہنس رہے تھے، پھر فرمایا: ''اے بلال! کیا میں آپ کو خوشخبری نہ سناؤں؟ مجھے اللہ تعالیٰ نے دو خزانے عطا فرمائے ہیں، فارس و روم...... اور ملوک حمیر کے ذریعے میری مدد کی، وہ اللہ کے راستے میں جہاد کریں گے اور مال غنیمت سے کھائیں گے''۔ (المغازی للواقدی ذکر غزوۃ تبوک)

وادی مشقق کے نام سے تو کوئی وادی نہیں، البتہ وادی اخضر جب حرہ (پتھریلی زمین) سے جاملتی ہے تو وہاں پانی کے بہنے کے اثرات ہیں، شاید اس سے مراد وہی جگہ ہے، اسی وادی مشقق میں ایک چشمہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ بھی رونما ہوا، جس کی تفصیل آرہی ہے۔ (المعالم الجغرافیۃ الواردۃ فی السیرۃ النبویۃ بتغییر)

یعلی بن منبہ رضی اللہ عنہ نے ایک مزدور ساتھ لیا تھا، اس مزدور کا لشکر کے ایک شخص سے جھگڑا ہو گیا، اس شخص نے مزدور کے ہاتھ کو زور سے کاٹا، مزدور نے اپنا ہاتھ چھڑایا تو اس شخص کا دانت گر گیا، اب وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور شکایت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اچھا تم میں سے کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کے ہاتھ کو یوں دانتوں سے کاٹے رکھے جیسے اونٹ کاٹتا ہے''..... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دانت ٹوٹ جانے کی کوئی دیت وغیرہ نہیں دلوائی۔ (سنن نسائی باب القسامۃ، المغازی للواقدی، ذکر غزوۃ تبوک)

ایک جن کا صحابہ رضی اللہ عنہم کو سلام کرنا

صحابہ رضی اللہ عنہم کا راستہ ایک اژدہا نے روک لیا، پھر وہ وہاں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر تھے، وہ کافی دیر کھڑا رہا، پھر وہ راستے سے ہٹ گیا، صحابہ رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''جانتے ہو یہ کون ہے؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں..... فرمایا: ''یہ جنات کی اس جماعت کا فرد ہے، جس نے میرا قرآن اس دن سنا تھا جس دن مجھے بہت زخم لگے تھے (طائف سے واپسی پر)، پھر انہوں نے قرآن کو حق سمجھ کے اس پر ایمان لایا، اب یہ آپ سب کو سلام کہہ رہا ہے''..... سب صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا ''وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ''۔ (سبل الہدیٰ والرشاد ذکر غزوۃ تبوک)

صبح کی نماز میں سوتے رہنا

تبوک پہنچنے سے پہلے رات کو بلال رضی اللہ عنہ کی نماز فجر کیلئے اٹھانے کی ذمہ داری لگا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب رضی اللہ عنہم سو گئے، بلال رضی اللہ عنہ نے کافی دیر تک اپنے آپ کو جگائے رکھا، مگر وہ بھی تو تھکے ہوئے تھے، ان کی بھی آنکھ لگ گئی، سورج کی کرنیں پڑیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے، صحابہ رضی اللہ عنہم کو اٹھایا، اور بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''آپ کی تو ہم نے ذمہ داری لگائی تھی نماز کیلئے اٹھانے کی''..... انہوں نے عذر کیا: ''یارسول اللہ! مجھے بھی اس چیز نے پکڑ لیا جس نے آپ لوگوں کو (یعنی نیند نے)''..... پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے جا کے ایک جگہ پڑاؤ کیا، اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو قضا نماز پڑھائی۔ (السیرۃ الحلبیۃ ذکر غزوۃ تبوک)

کل ہم تبوک پہنچیں گے

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر تبوک میں جمع بین الصلوتین کرتے تھے، یعنی ظہر کو اس کے آخری وقت اور عصر کو اس

کے اول وقت میں پڑھ کر دونوں نمازوں کو جمع کرتے تھے، اسی طرح مغرب وعشاء میں بھی عجیب اتفاق ہے کہ تبوک سے پہلے جب ہم طویل ریگستانی صحراء سے گزر رہے تھے، تو راستے میں پانی نہ ملنے کی وجہ سے ہم نے بھی جمع بین الصلوتین کی۔ (یعنی ظہر کو اس کے آخری وقت اور عصر کو اس کے اول وقت میں پڑھ کر دونوں نمازوں کو جمع کیا)۔ فللہ الحمد ولہ الشکر علی ھذہ الموافقۃ] ایک دن مغرب وعشاء پڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کل تم دن چڑھے چشمہ تک پہنچ جاؤ گے، اور تم میں سے کوئی اس چشمے کے پانی کو ہاتھ نہ لگائے، جب تک کہ میں نہ آجاؤں'' صبح ہوئی تو ہم میں سے دو آدمی پہلے اس چشمہ تک پہنچ گئے، اور چشمہ میں پانی جوتے کے تسمے کے برابر ہوگا اور وہ پانی بھی آہستہ آہستہ بہہ رہا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے پوچھا: ''کیا تم نے اس پانی کو ہاتھ لگایا ہے'' انہوں نے کہا 'جی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر ناراضگی کا اظہار فرمایا (یا ان کو یہ حکم نہیں پہنچا ہوگا انہوں نے بے خبری میں پانی کو ہاتھ لگایا ہوگا، یا تو وہ دونوں منافق ہوں گے)۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑا تھوڑا کر کے چشمے کا پانی برتن میں جمع کیا، اس میں اپنے ہاتھ مبارک اور چہرہ مبارک دھویا، اور استعمال شدہ پانی چشمہ میں ڈال دیا، چشمہ سے پانی جوش مار کر بہنے لگا، لوگ سیراب ہوئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اگر تیری زندگی لمبی ہوئی تو دیکھے گا کہ اس چشمے کا پانی باغوں کو سیراب کردے گا''۔ (صحیح مسلم، باب فی معجزات النبی ﷺ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ ہو بہو لوگوں نے دیکھا، پونے چودہ سو سال تک یہ چشمہ پانی ابلتا رہا، بعد میں نشیبی علاقوں میں ٹیوب ویل کھولے گئے تو اس چشمے کا پانی ان ٹیوب ویلز کی طرف منتقل ہو گیا۔ چشمے کے پانی کو محفوظ رکھنے کیلئے تین حوض بنائے گئے تھے، جو آج بھی کھنڈرات کی شکل میں موجود ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشن گوئی کے مطابق چشمہ کے ارد گرد

چشمے کے قریب بنایا گیا ترکوں کا مضبوط قلعہ

A strong fort of the Turks built near the water spring

چشمہ کے اردگرد بنائے گئے حوض کا ایک اور منظر

Scenes of the pond built around the water spring.

کا علاقہ باغوں سے سرسبز وشاداب رہا، اب تعمیر جدید اور آبادی کی کثرت کی وجہ سے چشمہ کے قریب کے باغات توختم کردئے گئے ہیں، البتہ ان باغوں کے اثرات آج بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

تبوک شہر میں پانی کی خوب کثرت ہے، یہاں سبزیوں اور پھلوں کی وافر مقدار کاشت ہوتی ہے، جو سعودی عرب کے کئی شہروں میں بھی بھیجی جاتی ہے، ترکی بادشاہان جوآثار رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شیدائی اور آثار کو بڑی اہمیت دینے والے تھے، انہوں نے اس معجزہ والے چشمہ کے قریب ایک عالیشان قلعہ بنایا تھا، جو اپنی آب وتاب کے ساتھ آج بھی قائم ہے۔

تبوک شہر کا تعارف

تبوک ... پہلے زمانے میں ایک چھوٹی سی بستی تھی ،مگر اب جدید انداز کا بڑا خوبصورت ، بارونق اور جدید تمدنی سہولیات سے آراستہ شہر ہے، یہ

سعودیہ کی مغربی پٹی کا اہم مقام ہے، یہاں پانی کا ایک چشمہ ''تبوک'' تھا، اسی مناسبت سے یہ شہر تبوک سے مشہور ہو گیا، مدینہ منورہ سے شمال کی طرف تقریباً ۸۰۷ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

یہاں مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم (مسجد تبوک) ہے، یہ وہ مقدس مسجد ہے جو اس مقام پہ بنائی گئی ہے جہاں تبوک کے قیام کے دوران حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ تھا، خیمہ والی جگہ اس مسجد کے وسط میں تھی، مسجد کشادہ اور خوبصورت ہے، عشاق دور دور سے یادگار محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنے اور یہاں نماز پڑھنے کیلئے آتے ہیں، ہم تقریباً چاشت کے وقت یہاں پہنچے اور نوافل ادا کئے، قریب میں دو مزید یادگار مسجدیں بھی ہیں، **جامع ابی بکر صدیق** رضی اللہ عنہ ..... **مسجد عمر بن خطاب** رضی اللہ عنہ، یہ دونوں مسجدیں حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے خیموں والی جگہوں پر بنائی گئی ہیں۔

تبوک سے آگے سعودیہ کے باڈر کے قریب ''البدع'' شہر ہے، یہ تبوک سے تقریباً ڈھائی سو کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے، ہم اپنے ایک دوست کی راہنمائی میں یہاں پہنچے جو اس علاقے میں کئی بار پہلے آچکے تھے، 'البدع' ''مدین'' کا جدید نام ہے، یہ ''اصحاب الایکۃ'' کا علاقہ تھا، جن کی طرف حضرت شعیب علیہ السلام بھیجے گئے تھے، قوم شعیب علیہ السلام کے مکانات اور ٹھکانوں کے آثار اب بھی موجود ہیں، اس قوم نے بھی پہاڑوں میں اپنے اپنے گھر بنائے تھے، 'البدع' میں وہ کنواں بھی آثار قدیمہ کی شکل میں موجود ہے، جہاں سے موسیٰ علیہ السلام نے پانی نکال کر شعیب علیہ السلام کی صاحبزادیوں کی بکریوں کو پلایا تھا، اس قصہ کی تفصیل سورہ قصص پارہ ۲۰ میں ہے، یہ کنواں مین روڈ سے تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلہ پر اندرون شہر میں واقع ہے۔

(اس سفر کی باقی تفصیل آپ ہمارے سفرنامہ آثار حبیب ﷺ کی خوشبو میں پڑھ سکتے ہیں، جو حجاز مقدس میں مقامات سیرت، اور رسول اللہ ﷺ کے یادگار آثار کا دلچسپ سفرنامہ ہے)

مسجد ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اندرونی منظر

A glimpse of the interior of Masjid-e-Abi-Bakr Siddique رضی اللہ عنہ

تبوک میں مسجد رسول ﷺ کا اندرونی و بیرونی خوبصورت منظر

The interior and exterior view of Masjid-e-Rasool ﷺ in Tabook.

تبوک کے واقعات

- آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک پہنچے قبلہ کی طرف مسجد تبوک والی جگہ میں ایک پتھر رکھا، پھر لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھائی۔
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک میں بیس دن قیام فرمایا، صحابہ رضی اللہ عنہم کو خطبہ بھی دیا، جس میں جہاد کے فضائل بھی بیان فرمائے۔
- تبوک میں تیز ہوا چلی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ ہوا ایک بڑے منافق کے مرنے کی وجہ سے چلی ہے'' صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ہم مدینہ منورہ واپس آئے تو واقعی ایک بڑا منافق مر چکا تھا۔ (المغازی للواقدی ذکر غزوۃ تبوک)
- معاویہ بن معاویہ المزنی رضی اللہ عنہ کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا، جبریل امین آئے اور کہنے لگے: ''یا رسول اللہ! کیا آپ اپنے صحابی کی نماز جنازہ پڑھنا پسند کریں گے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں'' جبریل امین علیہ السلام نے پر مارا تو سارے حجابات دور ہو گئے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کا جسد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہو گیا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے صف بنائی، نماز جنازہ پڑھی گئی، نماز جنازہ سے فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ فرشتوں کی دو صفیں بھی نماز جنازہ میں شریک ہیں اور ہر صف میں ستر ہزار فرشتے ہیں، حیران ہو کر جبریل امین علیہ السلام سے پوچھا کہ اس صحابی کو اتنا بڑا درجہ کیسے حاصل ہوا؟ جبریل امین علیہ السلام نے بتایا کہ یہ سورۃ الاخلاص سے بہت محبت کیا کرتے تھے، اٹھتے بیٹھتے اس کو پڑھتے رہتے تھے۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ذکر معاویہ بن معاویہ المزنی رضی اللہ عنہ)
- عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں صبح سحری کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمہ میں آیا، باہر سے پوچھا: ''یا رسول اللہ! اندر آ جاؤں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی، میں نے پوچھا: ''یا رسول اللہ! ''کُلِّی'' پورا پورا اندر آ جاؤں؟'' (خیمہ کے چھوٹا ہونے کی طرف اشارہ ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((کُلُّک)) ہاں ہاں پورے پورے اندر آ جاؤ۔ میں گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے مزے مزے سے، آرام سے وضو فرما رہے تھے۔ (مسند احمد، حدیث عوف بن مالک رضی اللہ عنہ)
- یزید بن نمران کہتے ہیں کہ میں نے تبوک میں ایک شخص پاؤں سے معذور دیکھا، وجہ پوچھی، تو اس نے بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک میں تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ ہمارا قبلہ ہے''۔ (یعنی کوئی اس طرف سے نہ گزرے) پھر اس طرف منہ کر کے نماز پڑھنے لگے، میں اور میرا ایک غلام ان کے آگے سے جا گزرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((قطع صلوتنا قطع الله اثره)) اس نے ہماری نماز خراب کر دی، اللہ اس کے پاؤں خراب کرے، پس اس کے بعد سے میں چلنے کے قابل نہ رہا۔ (سنن ابی داؤد، باب ما يقطع الصلوة)

نبی مجاہد صلی اللہ علیہ وسلم کا رعب و دبدبہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تبوک میں بیس دن کے قیام کے دوران کوئی مقابلہ پر نہیں آیا، بظاہر تو جنگ نہیں ہوئی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم جو اتنی قربانیاں دے کر آئے تو اس سے اسلامی فتوحات میں ایک نئے باب کا اضافہ ہوا، دشمنوں پر رعب طاری ہوا، آس پاس کے قبائل حاضر ہو کر مطیع ہوئے، شام کے علاقوں جرباء، اذرح، اور ایلہ کے حکمرانوں نے خود حاضر ہو کر صلح کی اور جزیہ دینے پر راضی ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں صلح نامہ لکھ دیا۔

یہیں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ۴۰۰ سواروں کے ساتھ دومۃ الجندل روانہ فرمایا جس کا فرماں روا اکیدر بادشاہ تھا، آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''جب تم جاؤ گے تو اکیدر بادشاہ تمہیں شکار کرتا ہوا ملے گا، اسے گرفتار کر کے لے آنا قتل نہ کرنا'' ۔۔۔ خالد رضی اللہ عنہ نے اسی طرح اکیدر کو پایا، گرفتار کیا، اس نے ۲۰۰۰ اونٹ، ۸۰۰ گھوڑے، ۴۰۰ زرہیں اور ۴۰۰ نیزے دے کر صلح کی، اور جزیہ ادا کر کے اسلامی ریاست کا تابع ہو گیا۔ (عیون الاثر، المغازی للواقدی ذکر غزوۃ تبوک)

اکیدر کا بھائی مارا گیا تھا، اس مقتول بھائی کی ایک قبا تھی، خالد رضی اللہ عنہ نے اس کو اتار کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیج دیا، (صحیح البخاری کی ایک روایت میں ہے کہ اکیدر بادشاہ نے یہ ہدیہ بھیجا تھا) مسلمان تعجب سے اسے چھو چھو کر دیکھ رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم اس پر تعجب کر رہے ہو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، دیکھو جنت میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رومال اس سے کہیں بہتر ہیں''۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ذکر غزوۃ تبوک) ۔۔۔ دومۃ الجندل کا تعارف ''غزوہ دومۃ الجندل'' کے ذیل میں گزر چکا ہے۔

اصحاب رضی اللہ عنہم کی چوکیداری

تبوک میں اول سے آخر تک حرس (چوکیداری) کی ذمہ داری عباد بن بشر رضی اللہ عنہ کی تھی، ایک صبح انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: ''یارسول اللہ! گذشتہ رات ہمارے پیچھے سے تکبیر کی آواز آتی رہی، کیا آپ نے اُدھر کسی کو چوکیدار مقرر کیا ہے؟'' ۔۔۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں، مگر ہو سکتا ہے کچھ مسلمان خود بخود ہماری نگہبانی میں لگ گئے ہوں'' ۔۔۔ تو سلکان بن سلامہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''جی یارسول اللہ! ہم چوکیداروں کی چوکیداری کر رہے تھے'' ۔۔۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دیتے ہوئے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ چوکیداروں کے نگہبانوں پر رحم فرمائے'' اور چوکیداروں سے فرمایا: ''تمہیں لشکر کے ہر انسان و جانور کی تعداد کے برابر قیراط اجر ملا ہے''۔ (المغازی للواقدی غزوۃ تبوک)

بلال ہمیں کچھ کھلاؤ

عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کچھ کھانے کو ہے تو لے آؤ، بلال رضی اللہ عنہ نے کہا: ''یا رسول اللہ! [صلی اللہ علیہ وسلم] تھیلے بالکل خالی ہو چکے ہیں'' ۔۔۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دیکھو، ہو سکتا ہے کچھ نکل آئے'' ۔۔۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ایک تھیلا اٹھایا، اس کو الٹا پلٹا تو اس میں سے ایک دو کھجوریں نکل آئیں، پھر کئی بار اس طرح کیا تو تقریبا سات کھجوریں مل گئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دستر خوان منگا کر کھجوریں اس پر رکھیں، پھر ان پر اپنا ہاتھ رکھا، اور فرمایا، اللہ کا نام لے کر کھانا شروع کرو، ہم تین آدمی تھے، پیٹ بھر کر کھایا، میں نے ۵۴ کھجوریں کھائیں، ہم نے شکم سیر ہو جانے کے بعد ہاتھ روک لیا، مگر دیکھا کہ دستر خوان پر وہ سات کھجوریں جوں کی توں باقی ہیں۔

دوسرے دن اسی طرح وہی سات کھجوریں، اور ہم اب دس آدمی تھے، پیٹ بھر کھایا، پھر فرمایا: ''مجھے پروردگار سے حیا آتی ہے، ورنہ ہم یہی کھجوریں اس وقت تک کھاتے رہتے جب تک کہ ہم میں سے ایک ایک شخص مدینہ منورہ نہ پہنچ جاتا'' ۔۔۔ یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ساتوں کھجوریں ایک غلام کو دے دیں جو انہیں چباتا ہوا باہر نکل گیا۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ تبوک کے سفر میں میرے پاس گھی کی مشک تھی، میں نے دیکھا کہ مشک میں بہت کم گھی رہ گیا ہے، مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کھانا تیار کرنا تھا، میں نے گھی پگھلانے کیلئے وہ مشک دھوپ میں رکھ دی اور خود سو گیا، گھی پگھل کر مشک سے باہر نکلا اور گر کر پتھر پر آ کر

چڑچڑانے لگا، اس کی آواز سے ہی میری آنکھ کھلی، میں نے جلدی سے اٹھ کر مشک کا منہ اپنے ہاتھ سے بند کرلیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تم اس وقت اس کا منہ بند نہ کرتے تو ساری وادی میں گھی کی نہریں بہ جاتیں''۔ (السیرۃ الحلبیۃ، ذکر غزوۃ تبوک)

مسجد رسول ﷺ کے سامنے ایک قدیم مقبرہ، مقامی راہبر کے مطابق ذوالبجادین ؓ کی قبر اس مقبرہ میں ہے

An ancient tomb opposite to Masjid-e-Rasool ﷺ, according to the local guide Dhul-Bajadeen ؓ's grave is inside his tomb.

ذوالبجادین ؓ کا انتقال

عبداللہ بن مسعود ؓ کہتے ہیں کہ میں نے نصف شب لشکر کے ایک کنارے پر آگ کا ایک شعلہ دیکھا، میں وہاں گیا تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر ؓ، عمر فاروق ؓ موجود ہیں اور ذوالبجادین ؓ کی تدفین میں مصروف ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کی قبر میں اترے اور ان کو قبر میں سُلایا، دعا فرمائی: ''اے اللہ! میں اس سے خوش ہوگیا ہوں تو بھی اس سے خوش ہو جا''۔ عبداللہ بن مسعود ؓ تمنا کیا کرتے تھے ''یا لیتنی کنت صاحب الحفرۃ'' کاش! میں اس قبر میں دفن ہوتا۔

ذوالبجادین ؓ یتیم تھے، چچا کی پرورش میں تھے، چچا نے ان کو اسلام قبول کرنے کے جرم میں سب کچھ لے کر گھر سے نکال دیا، حتیٰ کہ کپڑے بھی اتار لئے، ان کی ماں نے ان کی طرف ایک چادر پھینکی، انہوں نے اسے دو ٹکڑے کر کے ایک کو ازار بنالیا اور دوسرے کو بدن پر لپیٹ لیا اور ذوالبجادین (دو چادر والا) سے مشہور ہوئے، ان کا نام عبداللہ تھا ؓ۔

انہوں نے سفر تبوک پر روانہ ہونے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: ''یارسول اللہ! میرے لئے دعا کریں مجھے شہادت ملے''..... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی درخت کی چھال لے آؤ''..... وہ لے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ان کے بازو پر باندھ دی اور

فرمایا: ''اے اللہ! اس کا خون مشرکوں پر حرام فرما''...... یہ کہنے لگے: یارسول اللہ! میری تو شہادت کی تمنا ہے...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تمہیں اگر بخار ہوگیا اور اس کے نتیجہ میں تم مرگئے تو شہید ہوں گے''...... چنانچہ تبوک میں قیام کے دوران یہ بخار میں مبتلا ہوئے اور انتقال کر گئے۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، السیرۃ الحلبیۃ، البدایۃ والنہایۃ، ذکر غزوۃ تبوک)

شہر تبوک میں ہم پہنچے تو ہمیں اس عاشق صحابی رضی اللہ عنہ کے مقبرہ کی تلاش تھی، متعدد لوگوں سے پوچھا، مگر کسی کو اس کا علم نہ تھا، تلاش بسیار کے بعد وہاں سالہا سال سے مقیم ایک پاکستانی بھائی نے بتایا کہ مسجد کے سامنے جو مقبرہ ہے، اسی مقبرہ میں اس سچے جانثار عاشق کی قبر ہے، اور محل وقوع سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، کیونکہ یہ مقبرہ بالکل اس جگہ کے قریب ہے، جہاں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ تھا۔

خوراک کی نایابی اور معجزہ رسول ﷺ

تبوک میں خوراک کا ذخیرہ بالکل ختم ہوگیا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: ''یارسول اللہ! اجازت ہو تو ہم اونٹ ذبح کریں''...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی، عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''یارسول اللہ! ایسا کرنے سے تو سواریاں کم پڑ جائیں گی، آپ ان سے کہیں، یہ اپنا بچا کھچا جو کچھ ہے وہ لے آئیں، آپ پھر اس میں برکت کی دعا کریں''...... چنانچہ کوئی مٹھی بھر کھجور، کوئی خشک گوشت، کوئی ذرہ برابر غلہ لے آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کچھ ایک کپڑے پر ڈال کر دعا کی، پھر لوگوں سے فرمایا: ''اب اپنے اپنے برتنوں میں کھانا جمع کرنا شروع کرو''...... سب لشکر والوں نے اپنے اپنے برتن کھانے سے بھر لئے، سب نے سیر ہو کر کھایا، پھر بھی کھانا بچ گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ((اشهد ان لا اله الا الله وانی رسول الله)) جو شخص بھی شک وشبہ کئے بغیر اس کلمہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملے گا، اس کو جنت سے نہیں روکا جا سکتا۔ (صحیح مسلم، باب الدلیل علی من مات علی التوحید دخل الجنۃ قطعا)

تبوک سے واپسی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک کے قیام کے دوران صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا، عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''یارسول اللہ! اگر آپ کو آگے بڑھنے کا حکم ہے تو ضرور چلیں''...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر مجھے حکم ہوا ہوتا تو پوچھنے کی کیا ضرورت تھی'' تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''یارسول اللہ! رومیوں کا بڑا وسیع لشکر ہے، ہم اب بھی ان کے علاقے میں کافی اندر تک آچکے ہیں، یہاں کوئی مسلمان بھی نہیں، آپ کی آمد سے وہ بہت زیادہ خوف زدہ بھی ہو چکے ہیں، اس لئے بہتر ہوگا کہ ہم اس وقت واپس چلیں، اور حالات کو دیکھیں، ممکن ہے اللہ تعالیٰ کوئی اور راستہ نکال دے''، چنانچہ مشورہ پر عمل کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک سے واپسی کا حکم دے دیا۔ (السیرۃ الحلبیۃ، غزوۃ تبوک)

مدینہ منورہ جلد پہنچنے کی خواہش

ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ (تبوک سے واپسی پر) جب ہم وادی القریٰ پہنچے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں تو مدینہ منورہ میں جلد پہنچنا چاہتا ہوں، لہذا تم میں سے جو شخص جلدی میرے ساتھ چل سکے، وہ جلدی کرے''...... جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ طیبہ دکھائی دیا تو فرمایا: ''یہ طابہ آگیا''...... پھر جبل احد کو دیکھا تو فرمایا: ''یہ احد پہاڑ ہے، جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں''۔ (صحیح البخاری، باب خرص التمر، صحیح المسلم، باب احد جبل یحبنا ونحبہ، بتلخیص)

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے،تو وہاں پانی نہ تھا،اصحابؓ سے پوچھا:''کس نے پانی لیا؟'' جب منافقین کا بتایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بہت ڈانٹا،اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود اس گڑھے میں اترے،اور چشمہ کے سوت کے نیچے اپنا دست مبارک رکھ دیا،تھوڑا بہت ٹپکنے والا پانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر جمع ہوگیا،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ہاتھ پر ملا اور دعا کی،اچانک چشمہ سے پھوٹ کر پانی نکلنے لگا،جو اس قدر تیزی سے گرر ہا تھا کہ اس کے گرنے سے زبردست آواز پیدا ہو رہی تھی،لوگوں نے اطمینان سے پانی پیا،پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''اگر تم لوگ زندہ رہے یا تم میں سے کوئی زندہ رہا،تو اس وادی کے متعلق سن لوگے کہ یہ اور اس کے گرد وپیش کا علاقہ سرسبز وشاداب ہو گیا ہے''۔ (سبل الہدیٰ والرشاد غزوۃ تبوک)

وادی اخضر کا پرانا نام'وادی مشقق' ہے،بہت سرسبز وشاداب وادی ہے،اسی وجہ سے نام ہی'اخضر'(سرسبز وشاداب) پڑ گیا،تبوک سے جب مدینہ منورہ کو چلیں تو چند میل کے بعد اس وادی کی نشاندہی کیلئے ''قلعة اخضر ،وادی اخضر'' کا بورڈ بھی لگا ہوا ہے،تبوک کے سفر میں اس وادی سے نبی مجاہد صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا،کافی طویل وادی ہے،یہاں کھیتی باڑی اور مختلف قسم کے باغات ہیں،ہم اس وادی میں میلوں تک عام راستے سے ہٹ کر گھومتے رہے،کہ شاید ہمارا بھی کوئی قدم اس جگہ جا لگے،جہاں حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک لگے،پھر وادی اخضر کے ایک باغ میں کافی دیر تک بیٹھے رہے، باغ کے مالک نے عربی قہوہ،انار،انجیر اور دوسرے پھلوں سے ہماری خاطر تواضع کی،یہاں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم لگے،قدم مبارک کی برکات نے یہاں ہریالی ہی ہریالی کردی، یوں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی''اگر تم لوگ زندہ رہے یا تم میں سے کوئی زندہ رہا تو اس وادی کے متعلق سن لوگے کہ یہ اور اس کے گرد وپیش کا علاقہ سرسبز وشاداب ہوگیا ہے'' سچ ثابت ہوئی۔

وادی الاخضر میں

ابورھم الغفاریؓ کہتے ہیں کہ ہم تبوک سے واپسی پر وادی اخضر میں تھے،کہ مجھے اونگھ آنے لگی،میں نے اپنے آپ کو بیدار رکھنے کی کوشش کی، میری سواری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے قریب تھی،میں ڈرا،ایسا نہ ہو کہ میری سواری کی رکاب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک پھنس جائیں،میں اپنی سواری کو پیچھے کرنے کی کوشش کرتا رہا،یہاں تک مجھے نیند آ گئی،میری سواری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری سے جا ٹکرائی، مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز''حس'' نے جگایا،میں نے کہا یارسول اللہ!معافی چاہتا ہوں،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''چلو چلو''......پھر مجھ سے قبیلہ غفار کے بارے میں پوچھتے رہے کہ کون کون سے پیچھے رہ گئے ہیں۔(البدایہ والنہایۃ،ذکر غزوۃ تبوک)

منافقین کی سازش

راستے میں ایک گھاٹی کے قریب منافقین نے سازش کی کہ ہم معاہدہ اور بیعت توڑ دیں گے اور جونہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھاٹی کے راستے پر آئیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سواری سے دھکا دے کر وادی میں گرا دیں گے۔

ان کی سازش کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی آ گئی،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا:''کوئی گھاٹی کے راستے سے نہ جائے، بلکہ وادی کے اندر سے ہو کر جائے کیونکہ وہ راستہ زیادہ آسان اور لشکر کیلئے کشادہ ہے''۔ یہ اعلان سب نے سنا،عمل کیا،مگر منافقین دیدہ دلیری سے نقاب اوڑھ کر اس گھاٹی کے راستے سے چل نکلے،آپ صلی اللہ علیہ وسلم لشکر سے تنہا چل پڑے تھے،حذیفہ اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما ساتھ تھے،ایک نے اونٹنی کی مہار پکڑ رکھی تھی اور دوسرے اونٹنی کو پیچھے سے ہنکا رہے تھے،اچانک پیچھے سے کچھ قدموں کی آہٹ سنائی دی،اونٹنی نے بھی آواز سنی،چونکی ہو کر

ایک دم بدکی، یہاں تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ سامان بھی نیچے گر گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غصے میں فرمایا: ''حذیفہ! جاؤان آنے والوں کو واپس بھگاؤ''...... حذیفہ رضی اللہ عنہ ایک لکڑی لے کران کی سواریوں کو مارتے مارتے جارہے تھےاور کہہ رہے تھے:...... اے خدا کے دشمنو! واپس جاؤ، واپس جاؤ۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ وہ سب نقاب پوش ہیں، وہ لوگ بھی سمجھ گئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سازش کا انکشاف ہو چکا ہے، چنانچہ جلدی جلدی وہ واپس گئے اور لشکر میں جا کے گھل مل گئے، حذیفہ رضی اللہ عنہ واپس آئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: ''وہ کون تھے؟'' پھر خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری سازش کی حقیقت بتادی، بعض روایات میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نام ولدیت سب حذیفہ رضی اللہ عنہ کو بتادئے، اس لئے حذیفہ رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ''رازدار'' کہا جاتا ہے، تمام منافقین کے نام آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتائے تھے۔ (السیرۃ الحلبیۃ، سبل الھدی والرشاد غزوۃ تبوک)

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کا سہارا دینا

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رات کو چل رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر تھے، اچانک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اونگھ آئی اور ایک طرف کو جھکے (یعنی گرنے لگے)، میں نے آگے بڑھ کر سہارا دیا، جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم چونک گئے، پوچھا: ''کون؟'' میں نے اپنا نام بتایا، مجھے دعا دیتے ہوئے فرمایا((حفظک اللہ کما حفظت رسولہ)) ''اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے، جیسا کہ آپ نے اس کے رسول[صلی اللہ علیہ وسلم] کی حفاظت کی''، پھر تھوڑی دیر چلے، تو پھر جھٹکا لگا، پھر میں نے سہارا دیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''کیا آرام کا ارادہ ہے؟'' میں نے عرض کیا: ''جو آپ کی مرضی، یارسول اللہ!'' پھر ہم ایک درخت کی طرف گئے اور آرام کیا۔ (مسند احمد میں اس کو ایک سفر کا واقعہ لکھا ہے، البتہ امام حلبی سیرت حلبیہ میں لکھتے ہیں کہ یہ تبوک سے واپسی کا واقعہ ہے)

جابر رضی اللہ عنہ کے اونٹ کا تیز ہو جانا

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ واپسی پر میرا اونٹ سست پڑ گیا، میں پیچھے رہ گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا، مجھ سے پوچھا'' کیا ماجرا ہے؟'' میں نے عرض کیا''یارسول اللہ! یہ بہت سست پڑ گیا ہے''...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اور برکت والی ایک ضرب ماری، بس پھر کیا تھا، میرا اونٹ اتنا تیز ہو گیا کہ میں بار بار اس کی لگام پکڑ کے اس کو روک رہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو پوچھا((کیف تری جملک)) اب بتاؤ تمہارا اونٹ کیسا ہے؟ میں نے کہا: یارسول اللہ ''قد اصابتہ برکتک'' آپ کی بابرکت ضرب نے اثر دکھایا ہے۔ (صحیحین میں یہ روایت منقول ہے، ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں وذلك مرجعهم من تبوك.(البداية والنهاية ٦ / ١٥٧)

ذروان میں ورود، مسجد ضرار کا انہدام

مسجد قبا کے مقابلے میں منافقین نے مسجد ضرار بنائی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک جانے لگے، تو منافقین نے آکر درخواست کی تھی کہ آپ تبرک کیلئے اس مسجد میں نماز ادا کریں اور ہمارے لئے دعا کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابھی تو میری مشغولیت ہے، واپسی پر دیکھیں گے''،

واپسی پر بقول ابن اسحاق رحمہ اللہ کے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذروان نامی جگہ پر پہنچے، تو آسمان سے حکم آگیا کہ اس مسجد کو ملیا میٹ کر دیا جائے، یہ مسجد نہیں، اسلام کیلئے سازش گاہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ ؓ کو بھیجا کہ جا کر اس جگہ کو مسمار کر دیا جائے، چنانچہ مغرب اور عشاء کے درمیان اس کو منہدم کر کے بالکل زمین کے برابر کر دیا گیا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جگہ زید ؓ کو دی، انہوں نے یہاں گھر بنایا، مگر اس جگہ کی بے برکتی کہ اس گھر میں رہتے ہوئے ان کے یہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی، اس مکان میں پانی کیلئے گڑھا کھودا گیا تو اس میں سے دھواں نکلا، یہ بھی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اس کو کوڑا کرکٹ کی جگہ بنا دو''۔ (خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفیٰ، السیرۃ الحلبیۃ ذکر غزوۃ تبوک)

ذروان:۔ مدینہ منورہ کے ایک مشہور کنواں کا نام ہے، بنوزریق کے محلے کا نام ذروان تھا، اسی مناسبت سے وہاں کے کنویں کا نام بھی ''بئر ذروان'' پڑ گیا۔ شیخ بلادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''لایعرف الیوم بالمدینۃ''، آجکل اس کا نام ونشان نہیں ہے، قدماء اس کا محل وقوع بنوزریق کی بستی میں بتاتے ہیں، اس کا کچھ تذکرہ مسجد بنوزریق کے ذیل میں بھی آئے گا۔

ثنیۃ الوداع پہ استقبال

سائب بن یزید ؓ کہتے ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس آئے تو لوگوں نے ثنیۃ الوداع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا، میں بھی شریک تھا، میں اس وقت نو عمر لڑکا تھا۔ (سنن ترمذی، باب ماجاء فی تلقی الغائب اذا قدم)

ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ پہنچے تو عورتوں، بچوں نے یہ ترانہ پڑھ کے استقبال کیا:۔

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع.. وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے علماء یہ بتاتے ہیں کہ ان کلمات کے ساتھ مدینہ والوں نے اس وقت استقبال کیا تھا، جب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ منورہ میں ہجرت کے وقت ورود ہوا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے اور اپنی عادت کے مطابق دو رکعت نماز پڑھی۔ اس سفر میں کل پچاس دن لگے، ۲۰ دن تبوک میں قیام رہا، باقی ایک ماہ آنے جانے میں لگا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما ہوئے تو منافقین نے آکر جھوٹی قسمیں کھا کھا کر اپنی برأت ظاہر کی، ان کے جھوٹ کے اظہار کیلئے قرآن اترا، جو تین مخلص مسلمان رہ گئے تھے، انہوں نے آکر سچ کہا کہ ہم سے غلطی ہوگئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ناراضگی کا اظہار ہوا، مگر کچھ دنوں بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی، جس کی پوری تفصیل سورۃ توبہ میں مذکور ہے۔ (البدایہ والنہایہ ذکر غزوۃ تبوک بتغییر)

عام الوفود (استوانہ وفود)

چونکہ قریش مکہ کو پورے عرب میں ایک امتیازی حیثیت حاصل تھی، اس لئے سارے عرب کی نظریں قریش پر مرکوز تھیں کہ یہ کیا کرتے ہیں، قریش مکہ کے متعدد نوجوان تو ابتداء سے ہی اسلام قبول کر چکے تھے، جب مکہ مکرمہ فتح ہوگیا تو اب سب پہ عیاں ہوگیا کہ دین اسلام ہی دین الٰہی ہے، چنانچہ سب نے اسلام قبول کیا، ان کے اسلام لاتے ہی قبائل عرب نے قبول اسلام میں دوڑ لگا دی، اللہ تعالیٰ نے سورۃ النصر میں اسی کا وعدہ فرمایا، ہر قبیلہ کے

وفود حاضر خدمت ہوتے، خود بھی اسلام قبول کرتے اور اپنی ساری قوم کے مسلمان کرنے کا وعدہ کر کے واپس ہوتے۔

وفود کی ابتدا، تو ۸ھ کے اخیر سے ہی ہوگئی تھی، لیکن زیادہ تسلسل ۹ھ اور ۱۰ھ میں رہا، اس لئے ان دونوں سالوں کو "عام الوفود" کہا جاتا ہے، بقول ابن سعد وغیرہ کے وفود کی تعداد ساٹھ سے کچھ زیادہ ہے، ماہ رمضان المبارک ۹ھ میں ثقیف کا وفد اسلام قبول کرنے اور بیعت کرنے حاضر ہوا، یہ وہی ثقیف ہیں، جن کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محاصرۂ طائف کے وقت دعا کی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول ہوئی، قبیلہ ثقیف کے چھ آدمی مدینہ منورہ آئے، ان کیلئے ایک خاص خیمہ نصب کیا گیا، وفد کی مہمانی، ان کی خبر گیری یہ سب خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کے سپرد تھی، اسلام قبول کرنے کے بعد یہ وطن واپس لوٹے تو ان کے مشہور بت "لات" کو منہدم کرنے کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما کو بھی بھیجا۔

وفد عبدالقیس ایک مرتبہ فتح مکہ سے پہلے ۵ھ میں حاضر خدمت ہوا، اور دوسری بار پھر ۸ھ یا ۹ھ میں حاضر خدمت ہوا۔

وفد بنی حنیفہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ۹ھ میں حاضر ہوا، اس وفد میں مسیلمہ کذاب بھی تھا، اس نے کہا: "اگر آپ مجھ کو اپنی خلافت میں سے عطا فرمائیں، اپنے بعد مجھے اپنا قائم مقام مقرر فرمائیں، تو میں بیعت کیلئے تیار ہوں"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی، فرمایا: "اگر تو یہ چھڑی بھی مانگے گا تو یہ بھی تمہیں نہ دوں گا"

بہرحال یہاں سے واپس جانے کے بعد مسیلمہ کذاب نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ یوں مختلف قبائل کے وفود حاضر خدمت ہوئے اور مشرف بہ اسلام ہوئے۔

آقا صلی اللہ علیہ وسلم جہاں وفود سے ملاقات فرماتے تھے، اس جگہ کی نشاندہی کیلئے مسجد نبوی میں وہاں بنے ہوئے ستون کے اوپر سنہرے الفاظ میں "هذه اسطوانة الوفود" لکھا ہوا ہے، اسی جگہ پہ وفود سے ملاقات ہوتی، انہیں دعوت اور پیغام دین پہنچانے کی ہدایات دی جاتیں، ان کی کارگزاری سنی جاتی۔

حجرہ مبارک سے متصل ستون وفد، یہاں بیٹھ کر آپ ﷺ دور دراز سے آنے والے مختلف وفود سے ملاقات فرماتے تھے

"Sutoon-e-Wafad" adjoining the Prophet ﷺ blessed quarters. Here he ﷺ used to sit and meet the congregations arriving from far and wide.

ایک مہینہ بالا خانہ میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں بڑے بڑے رؤسا ء کی صاحبزادیاں اور شہزادیاں تھیں، یہ سب اپنے اپنے گھروں میں ناز ونعم کی پروردہ تھیں، ان تمام ازواج کیلئے جو نفقہ کی مقدار مقرر تھی، اول تو تھی بہت کم، اور پھر سب ماشاء اللہ کشادہ دست، فیاض اور سخیہ تھیں، ملا ہوا مال جلد ہی ختم ہو جاتا، سال بھر کی کفایت بہت مشکل تھی، آئے دن گھر میں فاقہ ہوتا، جب غنیمت کی بہتات ہوئی اور بیت المال میں کثیر مال آیا تو انہوں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ ہمارے مصارف میں بھی کچھ اضافہ کر دیا جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر صدمہ ہوا اور عہد کیا (قسم کھالی) کہ ایک ماہ تک ازواج کے پاس نہیں جاؤں گا۔ (کچھ روایات میں قسم کھانے کے کچھ اور اسباب بھی بیان کئے گئے ہیں) اہل سیر اسے ۹ھ کا واقعہ بتلاتے ہیں۔

اسی زمانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھوڑے سے گرنے کی وجہ سے زخم بھی آ گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''مشربة'' بالا خانہ پر تنہائی اختیار فرمائی، منافقین نے مشہور کر دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے، جس سے صحابہ رضی اللہ عنہم بڑے پریشان ہوئے، ازواج مطہرات پر تو قیامت ٹوٹ پڑی، سب رو رہی تھیں، کسی کو صورتحال پوچھنے کی جرأت نہیں ہو رہی تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع ہوئی، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر ساری بات پوچھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں میں نے طلاق نہیں دی ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آ کر نعرۂ تکبیر بلند کیا اور لوگوں کو بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق نہیں دی ہے۔

انتیس دن بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس آئے، جن پر ایک لمحہ ایک لمحہ قیامت بن کر گزر رہا تھا، وہ مہینے کا ایک ایک لمحہ گن رہی تھیں، عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے، وہ حیران ہو کر کہنے لگیں کہ یا رسول اللہ! ابھی تو انتیس دن ہوئے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہینہ کبھی انتیس کا بھی ہوتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام ازواج رضی اللہ عنہن کو اختیار دیا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنا ہے، یا مال و دولت کو اختیار کرنا ہے، سب نے کہا ''ہم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کرتی ہیں''۔

یہ ''مشربة'' بالا خانہ کہاں تھا؟؟ کئی مفسرین نے لکھا ہے کہ اس سے مراد ''مشربة ام ابراھیم رضی اللہ عنہ'' ہے، چنانچہ قرطبی اور بغوی نے لکھا ہے ''وقعد فی مشربة ماریةام ابراھیم''

دوسری روایات میں ہے کہ اس سے مراد وہ بالا خانہ ہے، جو حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر اور مسجد نبوی سے بالکل متصل تھا، ابوداؤد، ابن ابی شیبہ، طحاوی وغیرہ میں تصریح ہے کہ یہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کا بالا خانہ تھا، (جو مسجد نبوی کے قریب ہی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجروں کے برابر تھا) صحاح کی روایات میں یہ بھی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ یہ قصہ سن کر آئے تو منبر کے قریب کچھ لوگ بیٹھے رو رہے تھے، عمر رضی اللہ عنہ کبھی بالا خانہ کی طرف جاتے، اندر جانے کی اجازت مانگتے، اور کبھی منبر کے قریب بیٹھے لوگوں کے پاس آتے، اس سے ظاہر ہوا کہ یہ بالا خانہ مسجد نبوی کے قریب ہی تھا۔ (تفسیر قرطبی، سنن ابوداؤد، سیرت النبی ﷺ)

ہو سکتا ہے کہ شروع کے کچھ دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قریب والے بالا خانہ میں اور پھر کسی وقت کچھ دن ''مشربة ام ابراھیم رضی اللہ عنہ'' میں بھی گزارے ہوں، بہر حال یہ ضرور ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ''مشربة ام ابراھیم رضی اللہ عنہ'' میں تشریف لے جاتے تھے۔

"مشربہ ام ابراہیم" کا جدید منظر

Modern pictures of Mashraba Umm-e-Ibrahim

"مشربہ ام ابراہیم" کی قدیم تصویر

Ancient picture of Mashraba Umm-e-Ibrahim

"مشربہ ام ابراہیم"

مخیریق ؓ، جن کا تعلق یہود سے تھا، غزوہ احد میں شریک ہوئے، انہوں نے وصیت کی کہ اگر میں مارا جاؤں تو میرا سارا مال محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت ہے، غزوہ احد میں جوانمردی سے لڑے، شہادت پائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مخیریق ؓ یہودیوں میں سے بہترین شخص تھا"، ان کے سات کھجوروں کے باغ تھے، عوالی میں، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت میں آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں وقف قرار دے دیا، انہی باغات میں "مشربہ ام ابراہیم" تھا، مشربہ کے معنی ہیں چبوترہ، بالاخانہ، نرم سرسبز زمین، اس مشربہ سے سیرت کے کئی واقعات متعلق ہیں۔

❁ شاہ اسکندریہ مقوقس قبطی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا باندی بھیجی، جو مسلمان ہوگئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عوالی کے مشربہ میں ٹھہرایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی باندی کے پاس آمد ورفت رہتی تھی، صاحبزادے ابراہیم رضی اللہ عنہ جو بچپن میں انتقال کر گئے، وہ سیدہ ماریہ رضی اللہ عنہا ہی سے تھے، یہ ام ابراہیم تھیں، اسی وجہ سے اس مشربہ کا نام "مشربہ ام ابراہیم" مشہور ہوا۔

❁ (بعض اقوال کے مطابق) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی ازواج سے ایک ماہ قطع تعلقی کی، تو بئر حلوۃ کے پاس قیلولہ فرماتے اور مشربہ میں رات گزارتے، انتیس دنوں کے بعد ازواج رضی اللہ عنہن کے پاس تشریف لے گئے، وہ کہنے لگیں: "ابھی تو انتیس دن ہوئے" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "(ایک ماہ کا قطع تعلق تھا نا تو) مہینہ کبھی انتیس دن کا بھی ہوتا ہے"۔

❁ اس مشربہ کی جگہ پر ایک مسجد بنائی گئی، جو 'مسجد مشربہ ام ابراہیم' کے نام سے مشہور ہوئی، بعض روایات کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہاں نماز پڑھنا ثابت ہے، کافی عرصہ تک یہ مسجد قائم رہی، تا آنکہ لوگوں نے مسجد کے اردگرد قبرستان بنالیا، حکومت نے قبرستان کے گرد دیوار بنائی تو مسجد بھی منہدم ہوکر اس چاردیواری میں آگئی، یہ قبرستان زہرا ہسپتال اور وطنی ہسپتال کے درمیان شارع عوالی پر بائیں ہاتھ پر مرکز البساتین التجاری کے مدخل رقم ۳ کے بالکل سامنے ہے، سفید رنگ کی چاردیواری ہے۔ (مدینہ منورہ کی تاریخی مساجد ص ۸۸ بتلخیص)

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امارت میں حج

۹ ھ میں ۳۰۰ سو آدمیوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں حج بیت اللہ کیلئے بھیجا، تاکہ لوگوں کو عین شریعت کے مطابق حج کروائیں، سورۂ برأت کے اس حکم کا بھی پوری دنیا کو اعلان سنایا جائے کہ اس سال کے بعد کفار و مشرکین مسجد حرام کے قریب بھی نہ جائیں، بیت اللہ کا طواف برہنہ ہوکر نہ کیا جائے، خالص اسلامی طریقے سے حج کیا جائے، تمام مراسم جاہلیت کے خاتمہ کا اعلان کیا جائے۔ یوں خانہ کعبہ کو تمام جاہلانہ امور سے پاک وصاف کیا گیا پھر اس سے اگلے سال ۱۰ ھ میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم حج کیلئے تشریف لائے۔

سفر حجۃ الوداع لمحہ بہ لمحہ

سفر حج کی منزلیں

سورۂ نصر نازل ہوگئی، لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے، مکہ مکرمہ فتح ہوگیا، اور معاشرہ جاہلیت سے پاک ہوگیا، اسلام کے احکامات بھی کافی حد تک نازل ہوگئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ گئے کہ اب وداع قریب ہے، جب حج کے ایام آئے تو ہر طرف اعلان کروایا کہ ہم حج پہ جارہے ہیں، جس نے شرکت کرنی ہے وہ تیاری کرے، خلق کثیر تیار ہوئی، لگ بھگ سوا لاکھ صحابہ رضی اللہ عنہم حج کیلئے نکلے۔

صحیح قول کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم بروز ہفتہ ۲۵ ذی قعدہ کو مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے، نویں دن ۴ ذوالحجہ کو مکہ مکرمہ میں پہنچے، سفر حج میں کن کن منزلوں سے گزر ہوا، مؤرخین اور اہل سیر کی تحریروں میں اس سلسلے میں کافی تفاوت پایا جاتا ہے، مشہور مؤرخ واقدی رحمہ اللہ کے قول کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر حج میں ان مقامات سے گزرے۔ ذوالحلیفہ ..... ملل ..... شرف السیالہ ..... عرق الظبیہ ..... روحاء ..... اثایہ ..... عرج ..... السقیاء (جدید نام ام البرک ہے، مدینہ سے ۱۸۰ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے) ..... ابواء ..... جحفہ ..... قدید ..... عسفان ..... مرالظہران (وادی فاطمہ) ..... مقام

- ایک بار فرمایا: ''اگر حشرات الارض، کیڑے مکوڑوں کا ڈر نہ ہوتا تو (عقیق) بہترین اور عمدہ جائے قیام ہے''۔
- ایک بار انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''یہ مشکیزہ لے جاؤ اور اس وادی سے بھر کے لے آؤ، یہ وادی ہم سے محبت کرتی ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں''۔
- ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وادی عقیق میں آرام فرمایا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا: ''آپ وادی مبارک میں ہیں''۔
- ... اس وادی کے ایریا میں اس وقت بھی بہت سے عظیم مقامات واقع ہیں، ذوالحلیفہ، جامعہ اسلامیہ، جبل الحرم (جہاں سے مسجد نبوی شریف اور بالخصوص حجرہ مبارکہ کے لئے سرخ پتھر نکالا تھا)

یہ وادی ''وادالمبارک'' سے ہی اہل مدینہ کے ہاں مشہور ہے، مدینہ منورہ میں کئی دکانوں، ہوٹل وغیرہ کے نام اس وادی کی مناسبت سے رکھے گئے ہیں۔ ان فضائل کو دیکھتے ہوئے سید عبدالمحسن اسعد رحمہ اللہ نے یہاں ایک خوبصورت مسجد بنائی۔ فجزاہ اللہ خیرا (معالم المدینۃ المنورہ بین العمارۃ والتاریخ ص ۱۰۱۔ جستجوئے مدینہ ذکر 'وادی العقیق')

ذوالحلیفہ، ابیار علی

مدینہ منورہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز پڑھ کر چلے اور عصر کی نماز ذوالحلیفہ میں ادا کی، یہاں رات گزاری، تاکہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم تیاری کر کے آ جائیں، اور قربانیاں بھی پہنچ جائیں، رات میں تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے جو ساتھ تھیں، وظیفہ زوجیت ادا کیا، اسی کو مدنظر رکھتے ہوئے علماء کرام فرماتے ہیں کہ اگر بیوی ساتھ ہو تو احرام سے قبل وظیفہ زوجیت ادا کرنا مستحب ہے۔ دوسرے دن ظہر کی نماز کے بعد اسی جگہ سے ایک درخت کے نیچے سے احرام باندھا، اور تلبیہ پڑھا، قربانیاں منگوائیں، ان کو اشعار کیا، قلادہ ڈالا، ناجیہ بن جندب رضی اللہ عنہ کو قربانیوں کا ذمہ دار بنایا۔

ذوالحلیفہ میں زوجہ ابوبکر صدیق اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک فرزند محمد بن ابی بکر کی ولادت ہوئی، انہوں نے پوچھا: ''یا رسول اللہ! میں اب کیا کروں؟''..... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''غسل کر کے لنگوٹ کس کے احرام باندھ لو، حج کے تمام افعال کرتی رہو مگر طواف نہ کرنا۔ (سنن ابی داؤد، باب صفۃ حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

ذوالحلیفہ ... مدینہ طیبہ والوں کی میقات ہے، یہاں ایک عالیشان مسجد ہے جس کو مسجد میقات، مسجد شجرہ، مسجد ذوالحلیفہ کہتے ہیں، آجکل ذوالحلیفہ کو ابیار علی کہتے ہیں، کیونکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے یہاں تقریباً ۲۳ کنویں کھدوائے تھے، جن میں سے چند ابھی بھی باقی ہیں، ان کنوؤں کی مناسبت سے یہ علاقہ 'ابیار علی' کے نام سے مشہور ہو گیا ..... آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ اس راستے سے نکلتے تو اسی جگہ سے احرام باندھتے، اور مدینہ طیبہ کو واپسی ہوتی تو وادی عقیق میں ہی قیام فرماتے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج، عمرہ یا کسی غزوہ سے واپس تشریف لاتے تو اس جگہ رات گزار کر صبح مدینہ منورہ تشریف لے جاتے، اس جگہ پر ایک مسجد ''مسجد المعرس'' کے نام سے تھی، مدتوں تک وہ مسجد قائم رہی، اب اس مسجد کے آثار نہیں ہیں..... شاید مسجد ذوالحلیفہ کی توسیع میں آ گئی، عاشق آثار رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بھی یہی معمول تھا۔ (صحیح البخاری، کتاب الحج بتغییر)

'مسجد ذوالحلیفہ' آقا ﷺ نے یہاں سے حج کا احرام باندھا

Masjid-Dhul-Hulayfah, the Lord ﷺ adorned the pilgrimage cloak here.

البیداء میں

احرام باندھنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے، اونٹنی پر سوار ہوئے اور زور سے تلبیہ پڑھا، جس کی آواز دور تک گئی، بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس وقت یہ آواز سنی، تو کہہ دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام باندھنے کی ابتدا یہاں سے ہوئی، اس کے بعد بیداء نامی اونچی جگہ پر آئے، جو ذوالحلیفہ کے قریب ہی ہے، چونکہ حاجی کیلئے ہر اونچی جگہ پر چڑھتے ہوئے لبیک زور سے پڑھنا مستحب ہے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں بھی تلبیہ پڑھا، بلندی کی وجہ سے آواز اور زیادہ دور تک گئی، اور بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے تلبیہ کی آواز یہاں سنی تو کہہ دیا کہ احرام باندھنے کی ابتدا یہاں سے ہوئی۔

البیداء ... مدینہ منورہ کے جنوب مغرب میں مسجد نبوی شریف سے تقریباً ۹ کلومیٹر کے فاصلہ پر صحراء ہے، ذوالحلیفہ (ابیار علی) کے بعد بیداء کا علاقہ ہے، جس میں کوئی درخت وغیرہ نہیں اُگتے، اس البیداء کے علاقہ میں آجکل محطة التلفزیون (مدینہ طیبہ کا ٹیلی ویژن سٹیشن)، کلیة متوسطة لإعداد المعلمین، المدرسة المهنية وغیرہ واقع ہیں، البیداء کے بعد پھر ذات الجیش کا علاقہ ہے، اس کو ذات الجیش اس لئے کہتے ہیں کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں ایک بار جیش محمد (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر) یہاں خیمہ زن ہوا تھا، ذات الجیش کو 'المفرحات' بھی کہتے ہیں، کیونکہ جب حجاج کرام یہاں پہنچ جائیں تو فرحت محسوس کرتے ہیں کہ مدینہ طیبہ قریب آ گیا۔ (معالم المدینة المنورة بین العمارة والتاریخ ص ۲۴۰ - ۱۵۰ صور من المدینة المنورة بتغییر) البیداء کے علاقہ سے تاریخ اسلامی کے کئی واقعات وابستہ ہیں۔

- صحیح بخاری کی ایک روایت کے مطابق تیمم کا نزول اسی جگہ ہوا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم ایک سفر کے دوران بیداء یا ذات الجیش پہنچے، تو میرا ہار گم ہو گیا، پھر تیمم کی رخصت نازل ہوئی۔ (صحیح البخاری، کتاب التیمم)
- صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ ایک لشکر خانہ کعبہ پر حملہ کرنے کے ارادے سے آئے گا، وہ بیداء میں دھنس جائے گا۔ (صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب ما ذکر فی الاسواق)

حدی خوانوں کا تقرر

اونٹوں کے قافلے میں عربوں کے ہاں ترنم کے ساتھ اشعار پڑھنے کا رواج تھا، جس سے اونٹ لطف اندوز ہوتے، تیزی دکھاتے اور سفر خوشگوار طریقے سے طے ہوتا، اشعار پڑھنے والے کو حدی خوان کہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کے اونٹوں کا حدی خواں براء بن مالک رضی اللہ عنہ کو اور عورتوں کے اونٹوں کا حدی خواں انجشہ اسود حبشی رضی اللہ عنہ، جن کی کنیت ابو ماریہ تھی کو مقرر فرمایا، انجشہ بڑے خوش الحان تھے، عورتوں میں امہات المومنین رضی اللہ عنہن، حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا بھی شامل تھیں، انجشہ رضی اللہ عنہ حدی خوانی کرتے تو اونٹ بہت ہی تیز چلتے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((یا انجشة! رویدک بالقواریر)) اے انجشہ! ذرا آہستہ چلاؤ، آبگینوں سے نرمی کرو، آبگینوں سے مراد صنف نازک یعنی عورتیں تھیں۔ (عمدة القاری شرح البخاری، باب ما جاء من الشعر والرجز والحداء)

روحاء میں مختلف واقعات

روحاء میں پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی۔ یہاں کئی واقعات رونما ہوئے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ہم روحاء میں تھے، ایک عورت نے اپنا بچہ سامنے کر کے پوچھا: ''یا رسول اللہ! اس کا بھی حج ہوگا؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((نعم، ولک اجر)) جی ہاں، اس کا بھی حج ہوگا اور ثواب آپ کو ملے گا۔ (الصحیح لمسلم باب صحۃ حج الصبی واجر من حج بہ)

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہم بطن روحاء میں پہنچے تو ایک عورت اپنا بچہ لے آئی اور کہا: ''یا رسول اللہ! میرے اس بچے کو جنون و آسیب وغیرہ کی بیماری ہے'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے کو اٹھایا، اس پر دم کیا، اس کے منہ میں لعاب مبارک ڈالا اور فرمایا: ((اخرج عدو اللہ فانی رسول اللہ)) نکل جا، اے اللہ کے دشمن! میں اللہ کا رسول ہوں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ بچہ اس کو واپس کیا اور فرمایا: ''لے جاؤ اب انشاء اللہ آپ کو کوئی پریشانی نہیں ہوگی'' اور فرمایا: ''جب ہم واپس آئیں تو ضرور اس کی کیفیت بتانا''۔

اسامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، ہم حج سے فارغ ہو کے واپس روحاء پہنچے تو وہی عورت ایک بھنی ہوئی بکری لے آئی، کہنے لگی: ''یا رسول اللہ! اس کے بعد ہم نے اس کی دوبارہ وہ کیفیت نہیں دیکھی'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا ((اسیم، ناولنی ذراعھا)) (اسامہ رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیار سے ''اُسیم'' کہتے تھے) مجھے بکری کا ایک ذراع دو (دستی کا گوشت)، وہ کھایا تو فرمایا: ((اسیم، ناولنی ذراعھا)) وہ بھی کھایا پھر فرمایا: ((اسیم، ناولنی ذراعھا))، تو میں نے کہا: ''یا رسول اللہ! ایک بکری میں دو ہی ذراع ہوتی ہیں'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(چھوڑ اسیم!) تم ایسا نہ کہتے اور بات مان کر بس ذراع لاتے رہتے تو تمہیں ذراع ملتے رہتے''۔

پھر فرمایا: ''اسیم! دیکھو کوئی چھپنے کی جگہ ہے، جہاں میں قضائے حاجت کروں''، اسامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے جا کے دیکھا تو کوئی ایسی جگہ نہ تھی، میں نے آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا، یا رسول اللہ! ہجوم ہے، لوگ ہی لوگ ہیں، مجھے تو کوئی ایسی جگہ نہ ملی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ''کوئی درخت، پتھر وغیرہ ہیں؟'' میں نے کہا: جی یا رسول اللہ! ایک طرف کچھ درخت اور پتھر ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جاؤ ان درختوں سے کہو کہ سمٹ جاؤ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قضائے حاجت کیلئے'' اسامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جا کر درختوں سے ایسا ہی کہا، اللہ کی قسم! درخت جڑوں سے نکلتے ہوئے بالکل دیوار کی طرح بن گئے، پھر فرمایا: ''چلو اب برتن اٹھاؤ چلو'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت سے فارغ ہوئے، پھر مجھے فرمایا: ''اسیم! جاؤ اب ان درختوں سے کہو اپنی اپنی جگہ چلے جائیں'' اسامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں گیا، درختوں سے کہا، تو سب اپنی اپنی جگہ واپس چلے گئے۔ (کنز العمال، مسند اسامہ رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث ۳۵۴۳۳ تلخیص)

وہاں ایک زخمی حمار وحشی (نیل گائے) تھا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کو لینا چاہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صبر کرو، اس کا مالک آ جائے'' اس کا مالک آ گیا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حمار وحشی ہدیۃً قبول کرنے کی پیشکش کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرما کر اسے ساتھیوں میں تقسیم کیا۔ (اگر محرم کے علاوہ کسی اور نے شکار کیا ہو تو محرم کو اس شکار کا کھانا جائز ہے) (موطا امام مالک، باب ما یجوز للمحرم اکلہ من الصید)

اثایہ میں

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اثایہ پہنچے تو دیکھا کہ ایک ہرن سر جھکائے کھڑا ہے اور ایک تیر اس کو لگا ہوا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو فرمایا کہ تم کھڑے رہو تا کہ کوئی شخص اس کو نہ چھیڑے، یہاں تک سب لوگ گزر جائیں۔ (موطا امام مالک، باب ما یجوز للمحرم اکلہ من الصید)

دونوں میں فرق یہ ہے کہ پہلے شکار کے بارے میں یقین ہو گیا کہ اس کو ایسے آدمی نے شکار کیا ہے جو احرام میں نہیں، اور دوسرے شکار کے بارے میں اس بات کا یقین نہ تھا۔ (سبل الھدیٰ والرشاد، ذکر حجۃ الوداع)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کاش کوئی اثایہ میں جا کر پانی کا انتظام کرتا'' حضرت جبار رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر کہا میں جاتا ہوں، انہوں نے وہاں پہنچ کر حوض کے اردگرد پتھر وغیرہ رکھ کر پانی جمع کر لیا، محنت کر کے کافی تھک گئے، لیٹے تو آنکھ لگ گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم آپہنچے اور از راہِ مزاح فرمایا ((یا صاحب الحوض! أورد حوضک؟)) اے حوض کے مالک! ہم آپ کے حوض پر آسکتے ہیں؟؟ انہوں نے آواز پہچان لی، اُٹھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرایا اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کیلئے کھڑے ہوئے، یہ بھی ساتھ میں بائیں جانب کھڑے ہو گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑ کر دائیں جانب کھڑا کر دیا، تھوڑی دیر میں باقی اصحاب رضی اللہ عنہم بھی آپہنچے اور یوں تنہائی کی صحبت کا لطف ختم ہو گیا۔ (مسند احمد حدیث جبار بن صخر رضی اللہ عنہ رقم الحدیث ۱۴۹۲۴، اسد الغابۃ ذکر جبار بن صخر رضی اللہ عنہ)

اس واقعہ کے راوی حضرت جبار بن صخر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم مکہ مکرمہ کے ایک سفر میں تھے اور یہ واقعہ پیش آیا، شاید یہ سفر حج کا ہی واقعہ ہو۔ اثایہ، کو شرف الاثایہ بھی کہا جاتا ہے، آجکل 'الشفیہ' کے نام سے مشہور ہے، مدینہ منورہ سے تقریباً ۱۴۱ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

عرج میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کا قصہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سامان ایک ہی اونٹ پر تھا، اونٹ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ایک غلام کی سپردگی میں تھا، وہ پیچھے رہ گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم وادی عرج میں پہنچے، قیام کیا، انتظار کرتے رہے، کافی دیر کے بعد غلام پہنچا اور کہا کہ اونٹ تو کھو گیا، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کو مارا اور کہا کہ ایک ہی اونٹ تھا اور وہ بھی تم نے کھو دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے ہوئے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھ رہے تھے اور فرما رہے تھے ((الا ترون الی ھذا المحرم ومایصنع؟)) ارے دیکھو! یہ محرم آدمی کیا کر رہا ہے؟... حضرت صفوان رضی اللہ عنہ جو کہ قافلہ کی گری پڑی چیزیں اٹھانے کیلئے قافلہ سے پیچھے رہا کرتے تھے، وہ آئے تو اونٹ بھی ساتھ لے آئے۔ (المغازی للواقدی ذکر حجۃ الوداع)

لحی جمل میں پچھنے لگوانا

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ لحی جمل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی حالت میں پچھنے لگوائے۔ (سبل السلام، باب الاحرام وما یتعلق بہ)

لحی جمل مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان ایک کنوئیں کا نام تھا، مدینہ منورہ کے زیادہ قریب تھا، اسے 'بئر جمل' بھی کہا جاتا تھا۔

وادی ازرق میں

وادی ازرق میں پہنچے تو فرمایا، میرے سامنے اس وقت وہ منظر ہے، جب موسیٰ علیہ السلام اس جگہ سے حج کیلئے گزر رہے تھے اور کانوں میں انگلیاں دے کر زور سے لبیک پڑھ رہے تھے۔

وادی ازرق مدینہ منورہ سے آتے ہوئے امج (الخلیص) کے بعد مکہ مکرمہ کے راستے پر ایک میل کے فاصلے پر ہے، یا تو کسی شخص کی نسبت سے اس کو ''ازرق'' کہا جاتا ہے جس کا نام ازرق تھا، یا پھر اس وادی کے حسن و رنگینی کی وجہ سے ازرق نام پڑ گیا۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ باب بدء الخلق)

عسفان میں سراقہ ﷜ کا سوال

وادی عسفان میں پہنچے تو سراقہ بن مالک ﷜ نے کہا: ''یا رسول اللہ! ہمیں حج کا طریقہ اس طرح بتائیے، گویا ہم آج ہی پیدا ہوئے ہیں''یعنی اس پر اطمینان نہ فرمائیں کہ یہ بات تو ان کو پہلے سے معلوم ہوگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتایا کہ مکہ مکرمہ میں داخل ہو کر کیا کیا کریں (یعنی حج کا طریقہ بتایا)۔ (مسند احمد، مسند المکیین، حدیث سبرۃ بن معبد ﷜ الحدیث ۱۴۸۰۴)

وادی عسفان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر ﷜ سے پوچھا: ''یہ کون سی وادی ہے؟'' ابوبکر ﷜ نے کہا: ''وادی عسفان'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسی جگہ سے حضرت ہود اور صالح علیہما السلام بھی گزرے تھے، بیت العتیق کا حج کرنے کیلئے''۔ (سبل الھدیٰ والرشاد ذکر حجۃ الوداع)

کراع الغمیم میں صحابہ ﷜ کی تھکاوٹ

کراع الغمیم میں پیدل چلنے والے صحابہ ﷜ نے تھکاوٹ کی شکایت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((استعینوا بالنسلان)) ذرا تیز دوڑ سے مدد لو، صحابہ ﷜ نے ایسا کیا تو بہت راحت محسوس کی۔ (المغازی للواقدی، ذکر حجۃ الوداع)

شرید ﷜ کہتے ہیں کہ دوران سفر ایک دن اچانک میرے پیچھے اونٹنی آ کے رکی، میں نے پیچھے مڑ کے دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، مجھے فرمایا: ((الا احملک)) کیا آپ کو اپنے ساتھ اونٹنی پر نہ بٹھاؤں؟ میں نے کہا: ''کیوں نہیں''، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی بٹھائی، مجھے سوار کر لیا، مجھے کوئی تھکاوٹ، سستی نہ تھی، مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ برکت حاصل کرنے کیلئے سوار ہو گیا، راستے میں مجھ سے فرمایا کہ امیہ بن ابی صلت کے اشعار یاد ہیں تو سناؤ، میں نے سنانا شروع کیے، ۱۰۰ اشعر میں نے سنائے۔ (الصحیح لمسلم، کتاب الشعر: الحدیث ۴۱۸۵، کنز العمال الحدیث ۸۹۵۸)

سرف میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیماری

جب مقام سرف میں پہنچے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بیماری (شرعی عذر) شروع ہوگئی، بہت پریشان ہوئیں، رونے لگیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، ان کو روتا دیکھا، وجہ پوچھی کہ کیا پریشانی ہے؟ کہنے لگیں: پریشانی کیا، میرا تو سفر بے کار ہو گیا، حج کا وقت قریب آ گیا اور مجھے ایام شروع ہو گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تسلی دی، فرمایا: ''یہ تو ساری ہی عورتوں کو پیش آتا ہے، پریشان ہونے کی کیا بات ہے''..... پھر ان کو بتایا کہ اب وہ کیا کریں۔ (صحیح البخاری، کتاب الحیض، باب تقضی الحائض المناسک کلہا الا الطواف بالبیت)

مقام سرف میں پہنچ کر صحابہ ﷜ سے فرمایا: ''جو قربانی نہیں لائے ہیں، وہ مکہ مکرمہ پہنچ کر عمرہ کر کے اپنا احرام کھول دیں''..... یعنی حج تمتع کریں۔ (صحیح البخاری، کتاب الحج)

ذوطویٰ میں رات کا قیام

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ کے قریب ذوطویٰ میں پہنچے، رات یہاں گزاری، یہاں کے کنویں سے صبح کو غسل کیا، نماز پڑھی اور مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں و آثار کے عاشق عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بھی یہی معمول تھا، رات یہاں گزارتے، صبح کو اسی کنویں سے غسل کر کے مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے۔

ذوطویٰ مکہ مکرمہ کی ایک وادی تھی، آج کل صرف اس کا نام ہی رہ گیا ہے، وہ بھی ایک کنویں کی نسبت سے جو جرول محلّہ میں بئرِ طویٰ کے نام سے معروف ہے، ورنہ اس وادی کا سارا علاقہ آبادی میں ضم ہوگیا ہے، اس کنویں کے قریب جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی، وہاں ایک مسجد تعمیر کردی گئی تھی، جس کا نام ''مسجد ذی طویٰ'' تھا، صحیح مسلم کی روایت میں بھی اس کی طرف اشارہ ہے، یہ مسجد ماضی قریب تک باقی رہی، بالآخر منہدم ہوگئی، البتہ طویٰ کنواں اب بھی باقی ہے، علماء کرام فرماتے ہیں کہ زمزم کے پانی کے بعد سب سے زیادہ متبرک پانی بئرِ طویٰ کا ہے، شارع جبل الکعبہ پر جاتے ہوئے جرول کے علاقہ میں مستشفیٰ ولادۃ کے بالکل سامنے روڈ کے پار درختوں کے پیچھے بئرِ طویٰ ہے، جس کے گرد چاردیواری لگا کر اسے بند کردیا گیا ہے، کنویں کے دروازے پر لکھا ہے ''ماء غیر صالح للشرب'' یعنی یہ پانی پینے کے قابل نہیں ہے، اسی کنویں کی مناسبت سے وہاں قریب میں ہی ایک روڈ کا نام ''شارع بئرِ طویٰ'' ہے۔ (صحیح المسلم باب استحباب المبیت بذی طویٰ، تاریخ مکہ مکرمہ لدکتور محمد الیاس بتغییر)

Bur-e-Tawee, where the Lord ﷺ used to spend his nights,
this well has been closed down now

مکہ مکرمہ میں داخلہ

رات گزار کر تر و تازگی کے ساتھ حرم کی بالائی جانب حجون پہاڑ کے قریب کداء سے مکہ مکرمہ میں دن میں داخل ہوئے، یہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ معلاۃ (بالائی حصہ) کی سمت سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے اور مسفلہ (نچلے حصے) سے ثنیۃ کدی سے مکہ مکرمہ سے خروج فرماتے، ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بھی یہی معمول تھا۔ (سنن ترمذی، باب ما جاء فی دخول النبی صلی اللہ علیہ وسلم مکۃ من اعلاھا)

ثنیۃ الکداء.... جبل حجون سے متصل ایک گھاٹی (پہاڑی راستے) کا نام ہے، آجکل ثنیۃ تو موجود نہیں، البتہ اس جگہ کو ''کداء'' کہا جاتا ہے، اسی کے قریب جنت المعلیٰ ہے، اسی سمت میں آگے چل کر مسجد جن اور مسجد رایۃ ہے۔ ایک روایت کے مطابق ثنیۃ الکداء پر ابراہیم علیہ السلام نے کھڑے ہو کر دعا کی تھی کہ اے اللہ! لوگوں کے دلوں کو مکہ والوں کیلئے مائل کر دے، یعنی ان تک روزی پہنچا دے۔ (عیون الاثر، ذکر فتح مکہ)

ثنیۃ الکدی .... جبل قیعقعان (جبل ہندی) سے مغربی جانب تنعیم کے رخ پر جانے والے راستہ پر پڑنے والی گھاٹی کا نام، آجکل گھاٹی وغیرہ تو نہیں ہے، البتہ اس جگہ کو ''کدی'' کہا جاتا ہے، اس کے شمال میں آگے جا کر ذی طویٰ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے، بنو عبد المطلب کے بچوں نے آمد آمد کی خبر سنی تو خوشی سے باہر نکل آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرط محبت سے ان میں سے کسی کو اونٹ پر آگے اور کسی کو اپنے پیچھے بٹھایا۔ (الصحیح للبخاری باب استقبال الحاج القادمین)

بیت اللہ میں باب بنوشیبہ سے داخل ہوئے، تحیۃ المسجد نہیں پڑھی، بلکہ طواف شروع کر دیا، کیونکہ مسجد حرام کی تحیۃ المسجد طواف ہی ہے، طواف سے فارغ ہو کر باب الصفا سے نکل کر صفا پہاڑی پر تشریف لے گئے، صفا مروہ کی سعی کی، چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ دونوں کی اکٹھے نیت کر کے حج قران کیا تھا، اس لئے عمرہ سے فراغت کے بعد احرام نہ کھولا، بلکہ احرام کی حالت میں مکہ مکرمہ میں باقی دن گزارے۔

وادی بطحاء میں قیام

ابن کثیر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف اور سعی سے فارغ ہو کر مکہ مکرمہ کے مشرقی حصہ ابطح علاقہ میں جا کر قیام کیا اور اتوار سے لے کر بدھ کے دن تک وہیں قیام رکھا، اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ نمازیں بھی وہیں ادا کرتے رہے، ان ایام میں کعبہ معظمہ کی طرف نہیں آئے، جمعرات کو صبح کی نماز بھی بطحاء میں پڑھی اور پھر منیٰ کو روانہ ہوئے۔ (البدایۃ والنھایۃ، کتاب حجۃ الوداع)

امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اس پر مکمل باب قائم کر کے اشارہ کیا "باب من لم یقرب الکعبۃ ولم یطف حتی یخرج الی عرفۃ" پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت لائے، جس میں الفاظ ہیں "ولم یقرب الکعبۃ بعد طوافہ بھا حتی رجع من عرفۃ" کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم طواف سے فارغ ہو کر پھر خانہ کعبہ میں نہیں آئے، یہاں تک کہ عرفات سے واپسی ہوئی۔ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں فرماتے ہیں، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ حجاج کرام کو عمرہ کے بعد وقوف عرفہ سے پہلے طواف کرنا منع ہے، بلکہ جتنے چاہے طواف کرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفلی طواف اس لئے چھوڑے، تاکہ کوئی اس کو واجب نہ سمجھے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم امت کے بارے میں تخفیف کا خیال رکھتے تھے۔

بطحاء.... ابطح (وادی محصب) کا تذکرہ عمرۃ القضاء کے ضمن میں ہو چکا ہے، مزید کچھ ذکر آگے بھی آرہا ہے۔ بطحاء میں قیام کے دوران پیش آنے والے کچھ واقعات یہ ہیں۔

✿ حضرت علی اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن بھیجا ہوا تھا، اور ان سے کہا تھا کہ تم پھر یمن سے مکہ مکرمہ آ جانا، وہ حضرات یمن سے مکہ مکرمہ پہنچے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بطحاء میں قیام پذیر تھے۔

✿ ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بطحاء میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سرخ رنگ کے بنے ہوئے ایک خیمے میں تھے، بلال رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا بچا ہوا پانی لائے تو بطور تبرک لوگ اس پانی کو لے کر اپنے جسم پر ملنے لگے، اور جس کو پانی نہ ملا، اس نے اپنے ساتھی کے ہاتھ کی تری سے کچھ لے لیا، پھر بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی، سترہ کے طور پر ایک نیزہ آگے گاڑھ دیا گیا۔ (مسند احمد، حدیث ابی جحیفہ رضی اللہ عنہ)

✿ ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو (وادی بطحاء میں قیام کے دوران) دیکھا کہ لوگ اٹھ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ تھام کر (برکت کیلئے) اپنے چہروں پر پھیرنے لگے، میں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ تھاما اور اپنے منہ پہ رکھا، تو وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔ (الصحیح للبخاری، کتاب المناقب، باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث ۳۲۸۹)

✿ ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ۱۳ اونٹنیاں دینے کا وعدہ کیا، جب ہم اونٹنیاں لینے مدینہ طیبہ پہنچے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو چکا تھا، لوگوں نے ہمیں کچھ نہ دیا، پھر جب ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے، تو انہوں نے اعلان کیا کہ جس کسی کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وعدہ ہو وہ آ جائے، تو میں نے ان کو بتایا اور انہوں نے مجھے وہ اونٹنیاں دیں۔ (سنن الترمذی باب ما جاء فی العدۃ)

معجزہ رسول ﷺ، نومولود کا کلام کرنا

معرض بن معیقیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر مکہ مکرمہ کے ایک گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، وہ تو چودھویں کے چاند کی طرح تھے، پھر میں نے عجیب بات دیکھی، اہل یمامہ میں سے ایک آدمی اپنے نومولود بچے کو چادر میں لپیٹے لایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا ((یا غلام! من انا؟)) بچے! بتاؤ میں کون ہوں؟ بچے نے جواب دیا ''آپ رسول اللہ ہیں'' [صلی اللہ علیہ وسلم]...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ((صدقت، بارک اللہ فیک)) تو نے سچ کہا، اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت دے، پھر وہ بچہ سیانا ہونے تک بدستور کلام کرتا رہا، اور اس کا نام ''مبارک یمامہ'' ہوا۔ (کنز العمال الحدیث ۳۵۴۰۱ مکتبۃ الشاملۃ)

منیٰ کو روانگی

۸ ذوالحجہ کو چاشت کے وقت منیٰ تشریف لے گئے، پانچ نمازیں منیٰ میں پڑھیں منیٰ کے معنی ہیں ''بہنا''...... چونکہ یہاں ایام عید الاضحیٰ میں قربانیاں کی جاتی ہیں اور ان کا خون بہتا ہے، اس لئے اس جگہ کو منیٰ کہا جاتا ہے، ایک قول یہ بھی ہے کہ اہل عرب ایسی جگہ کو منیٰ کہتے ہیں، جہاں لوگ جمع ہوتے ہیں، یہاں بھی لوگ حج کے موقع پر جمع ہوتے ہیں، منیٰ مسجد حرام سے مشرقی جانب ۷ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے، البتہ سرنگ کے ذریعے پیدل صرف ۴ کلومیٹر کا فاصلہ ہے، سعودی حکومت نے منیٰ میں حجاج کرام کی رہائش کیلئے نہایت اعلیٰ قسم کے آگ پروف (آگ لگنے سے محفوظ) خیمے لگائے ہیں، جن میں گرمی سے بچنے کیلئے ٹھنڈے ہوادار کولر کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔

منیٰ حدود حرم میں ہے، اس کی حدود کی تعیین کیلئے 'بدایۃ منیٰ' ... 'نہایۃ منیٰ' کے بورڈ لگائے گئے ہیں، منیٰ میں اسلامی تاریخ کی کئی یادیں

محفوظ ہیں۔

🔅 تین جگہ ابراہیم علیہ السلام نے شیطان کو کنکریاں ماریں، جب وہ آپ کے راستے میں رکاوٹ بنا، ان مقامات کو جمرات ثلثہ کہتے ہیں، حجاج کرام ان تینوں جگہوں پر رمی کرتے ہیں، یہ جمرات پتھر کے ستون کی شکل میں تھے، یہ اس جگہ کی تعیین کیلئے علامتی نشان تھے، جہاں شیطان ظاہر ہوا تھا، ۱۲۹۲ھ کے بعد پھر ان ستونوں کے اردگرد حوض بنائے گئے، کئی سال تک یہی شکل رہی، مگر ہجوم کے پیش نظر یہاں کافی لوگ زخمی اور جاں بحق ہوئے تو سعودی حکومت نے ان ستونوں کی جگہ طویل دیواریں کھڑی کر دیں، اور جمرات کی اوپر نیچے کئی منزلیں بنا دیں، جس سے بیک وقت لاکھوں حجاج کرام رمی کر سکتے ہیں۔

منی کے چاروں طرف اس قسم کے بورڈ لگا کر حدود منی کی نشاندہی کی گئی ہے

All around Mina, boards of this kind have been installed to indicate its boundaries.

🔅 منی میں پہاڑ کے دامن میں ''مسجد بیعت'' ہے، جہاں انصار مدینہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ (گذشتہ صفحات میں اس کی تفصیل بیان ہو چکی ہے)

🔅 یہاں ابراہیم علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام کو اللہ تعالی کے حکم پہ ذبح کرنے کیلئے تیار ہو کر پہنچے، تو اللہ تعالی نے جنت سے دنبہ بھیجا، جو ابراہیم علیہ السلام نے ذبح کیا، حجاج کرام اسی یادگار کے طور پر منی میں قربانیاں کرتے ہیں۔

🔅 چھوٹے جمرہ کے قریب مسجد خیف ہے، جس میں بہت سے انبیاء کرام علیہم السلام نے نمازیں ادا کیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پانچ نمازیں ادا کیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منی میں خطبہ دیا، مہاجرین کو فرمایا کہ مسجد کے اگلے حصے میں خیمہ زن ہو جائیں، اور انصار مسجد کے پچھلے حصہ میں قیام کریں، ان کے بعد باقی لوگ قیام کریں ﷺ۔ (سنن ابی داؤد، کتاب المناسک) ماضی قریب میں اس مسجد کی خوب تعمیر و توسیع کی گئی، اور حجاج کرام کی سہولت کیلئے ایئر کنڈیشن، پنکھے، بیت الخلاء اور وضو خانوں کی تعمیرات کی گئی ہیں۔

جمرات کی قدیم وجدید تصویر
The ancient and modern picture of Jamraat.

مسجد خیف اور منیٰ کا خوبصورت منظر

The beautiful scenes of Masjid-e-Khaif and Mina.

غار مرسلات

آپ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں تھے، سورۂ مرسلات نازل ہوئی، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک غار میں تھے، اس مناسبت سے اس غار کا نام ''غار مرسلات'' پڑ گیا، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم منیٰ کی غار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، سورۂ مرسلات نازل ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تلاوت فرمارہے تھے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک سے سن سن کر اس کو یاد کرتا جارہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا منہ مبارک اس سورت کی تلاوت سے تروتازہ تھا، اچانک ایک سانپ نکلا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کو پکڑو، مارو'' ہم اس کی طرف دوڑے، مگر وہ ہم سے نکل گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ((وقیت شر کم کما وقیتم شرھا)) وہ تمہاری پکڑ سے بچ گیا، جیسا کہ تم اس کے شر سے محفوظ رہے۔ (صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ المرسلات، حدیث نمبر ۴۹۳۰)

علامہ فاسی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ منیٰ میں یہ غار مشہور ہے، اس کا محل وقوع مسجد خیف کے پیچھے (جنوب میں) پہاڑ کے اس حصہ پر ہے، جو یمن کی سمت میں ہے، یہ غار قدیم زمانہ سے معروف و مشہور ہے۔ (تاریخ مکۃ مکرمہ لدکتور محمد الیاس ص ۱۱۵)

شیخ عبداللہ سعید لحجی نے اپنے شیخ علوی عباس (المتوفی ۱۳۹۱) رحمہ اللہ کا واقعہ سنایا کہ ہم اپنے شیخ کے ساتھ غار مرسلات میں گئے، سورۂ مرسلات پڑھی، سانپ نکلا، مگر بغیر ایذاء دیے واپس ہوگیا، تو شیخ نے فرمایا: ''وقیت شر کم کما وقیتم شرھا''

یہ غار ماضی قریب تک موجود رہی، لوگ اس کی زیارت کیلئے جاتے تھے، مگر آجکل اس کا نام ونشان نہیں ہے، البتہ یہاں کے قریبی محلے کا نام غار کی مناسبت سے "حی المرسلات" ہے۔

مسجد الکوثر

عرفات کو جاتے ہوئے منی میں دائیں جانب "مسجد الکوثر" تھی، کہا جاتا ہے کہ اس جگہ سورۂ کوثر نازل ہوئی تھی، منی میں پل اور سڑکوں وغیرہ کی تعمیر کی وجہ سے اب وہ مسجد منہدم کر دی گئی ہے۔ (فی رحاب البیت العتیق، المعالم الجغرافیۃ للشیخ البلادی)..... سورۂ کوثر کے مکی یا مدنی ہونے میں ائمہ مفسرین کا اختلاف ہے، بعض کے ہاں مکی اور اور بعض کے ہاں مدنی ہے، علامہ آلوسی رحمہ اللہ کے قول کے مطابق یوں کہا جا سکتا ہے کہ اس کا نزول دو بار ہوا ہو۔ (روح المعانی، تفسیر سورۃ الکوثر)

وادی محسر

عرفات کی طرف جاتے ہوئے مزدلفہ سے پہلے ایک وادی ہے جس کا نام وادی محسر ہے، مشہور یہ ہے کہ اس وادی میں ہاتھی والے لشکر پر اللہ کا عذاب آیا تھا، لیکن علامہ دسوقی رحمہ اللہ نے شرح متن خلیل (ج ۲ ص ۴۵) کے حاشیہ میں نقل کیا ہے کہ وادی محسر اصحاب فیل کی ہلاکت کی جگہ نہیں ہو سکتی، کیونکہ وہ حرم کے اندر ہے اور اصحاب فیل کو حرم سے باہر ہلاک کیا گیا، لہذا صحیح بات یہ ہے کہ یہ وہ جگہ ہے، جہاں ایک آدمی نے حالت احرام میں شکار کیا تھا، اس پر ایک آسمانی آگ آئی اور اس آدمی کو جلا ڈالا، اسی لئے اس کو "وادی النار" بھی کہتے ہیں۔ (بحوالہ معارف السنن شرح الترمذی، تحت شرح 'باب ماجاء ان عرفۃ کلہا موقف')

آپ صلی اللہ علیہ وسلم وادی محسر سے گزرے تو رفتار تیز کر دی، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تھی کہ جب کسی عذاب والی جگہ سے گزرتے تو تیزی سے گزرتے، وادی محسر کی تعیین کیلئے بھی بڑے بڑے بورڈ لگائے گئے ہیں، یہ جگہ اگرچہ حدود حرم میں ہے، مگر مشعر نہیں ہے کہ اس کی تعظیم کی جائے، اس لئے اس جگہ پر حجاج کرام کے خیمے نہیں لگائے جاتے۔

عرفات میں نزول

۹ ذوالحجہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات کی طرف روانہ ہوئے، یہ جمعہ کا دن تھا، اس جگہ کا نام عرفات کیوں پڑا؟ اس میں کئی اقوال ہیں۔

- حضرت آدم اور سیدہ حوا علیہما السلام جنت سے اترے تو ایک دوسرے سے دور تھے، چلتے چلتے اس میدان میں پہنچ کر ایک دوسرے کو پہچانا، اس مناسبت سے عرفات نام پڑ گیا۔
- ..... جبریل امین علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو احکام حج سکھائے اور پوچھا "ھل عرفت؟" ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: "عرفتُ"، جی "میں سمجھ گیا"..... یوں عرفات نام پڑ گیا۔
- ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہاں آکر لوگ اپنے گناہوں کا اعتراف کر کے توبہ کرتے ہیں، اس لئے اس کا نام عرفات ہے۔

یہ میدان تقریباً ۱۰۴ کلومیٹر مربع زمین پر محیط ہے، مسجد حرام سے جنوب مغرب میں ۲۲ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ اس میدان کی تعیین کیلئے ہر طرف

The beautiful scene of the ground of Arafat, and Masjid-e-Nimra from Mount Rahmat

میدان عرفات کے مختلف واقعات

اس میدان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا خطبہ دیا، جو نہ صرف یہ کہ تاریخ رسالت ونبوت میں بلکہ تاریخ انسانی میں بھی انقلاب آفرین حیثیت رکھتا ہے، بجاطور پر اس خطبہ کو ایک حقیقی خطبۂ انقلاب کہا جاسکتا ہے، اسی اتباع میں ہر سال اسی جگہ امیر حج خطبہ دیتا ہے، جو جدید ذرائع مواصلات (ریڈیو اور ٹیلی ویژن) کے ذریعے دنیا بھر میں براہِ راست دیکھا اور سنا جاسکتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۹ ذوالحجہ کو اسی میدان میں وقوف فرمایا، تمام حجاج کرام کو ۹ ذوالحجہ کو یہاں پہنچنا فرض ہے، وقوف عرفہ حج کی جان ہے، رکن اعظم ہے۔

اسی میدان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت ظہر میں ظہر اور عصر دونوں نمازیں اکٹھی پڑھائیں۔

اسی میدان میں وہ پہاڑ ہے، جسے ''جبل رحمت'' کہتے ہیں، اسی پہاڑ کے قریب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائیں کیں، ظہر سے لے کر مغرب تک امت کیلئے دعائیں کرتے رہے۔

وقوف عرفہ کے دوران یہ جاننے کیلئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا روزہ ہے یا نہیں، ام الفضل رضی اللہ عنہا نے ایک پیالہ میں دودھ بھیجا، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجمع کے سامنے نوش فرمایا تاکہ سب کو پتا چل جائے کہ روزہ نہیں ہے۔

اسی دوران ایک صحابی ؓ اونٹ سے گر کر انتقال کر گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''احرام کے کپڑوں میں ہی ان کو دفنا دو، یہ قیامت میں لبیک کہتے ہوئے اٹھیں گے''۔

نجد کی ایک جماعت براہِ راست یہاں آ پہنچی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک آدمی کے ذریعے آواز دے کر پوچھا: ''حج کیا ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ اعلان کرو، حج وقوف عرفہ کا نام ہے، جو شخص ۱۰ ذی الحجہ کی صبح سے پہلے پہلے یہاں پہنچ جائے، اس کا حج ہوگیا (باقی چیزیں واجبات اور سنن میں سے ہیں)۔

اسی جگہ آیت ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِينًا﴾ (سورۃ المائدہ ۳) نازل ہوئی۔ (سنن ابی داود، کتاب المناسک، سنن الترمذی، کتاب الحج عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حج یوم الجمعہ کا تھا، کیونکہ جمعہ کے دن کا ہر نیک عمل، ستر گنا اجر رکھتا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اسی دن کا انتخاب فرمایا۔ حدیث میں ہے ((افضل الأيام يوم عرفة وافق يوم الجمعة وهو افضل من سبعين حجة في غير جمعة)) سب سے افضل دن یوم عرفہ ہے جب وہ جمعہ کے دن ہو، اور اس دن کا حج باقی عام دنوں کے ستر [۷۰] حجوں سے افضل ہے۔ [معارف السنن: ۶/۴۱۶]

مسجد صخرة

جبل رحمت کے دامن میں دائیں طرف چڑھائی پر سطح زمین سے تھوڑی بلندی پر ''مسجد صخرۃ'' واقع تھی، اس کے گرد چھوٹی سی چار دیواری تھی، جس کے اندر وہ چٹانیں ہیں، جن کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات کے دن اونٹنی پر تشریف فرما ہوکر دعاؤں میں مشغول رہے، جابر ؓ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موقف میں اپنی اونٹنی کی پشت چٹانوں کی طرف کی، اپنے سامنے لوگوں کے گزرنے کیلئے راستہ چھوڑ دیا اور خود

مزدلفہ..... منی اور عرفات کے درمیان ہے، اس مقام کا نام مزدلفہ اس لئے ہے کہ "الزلفة" کے معنی ہیں رات کا ابتدائی حصہ، حجاج کرام بھی یہاں رات کے اندھیرے میں پہنچتے ہیں، یا اس لئے کہ "الـزلف" کے معنی ہیں قریب کرنا، اکٹھا کرنا، حجاج کرام بھی بیک وقت اکٹھے یہاں سے کوچ کرتے ہیں، مقام مزدلفہ کا طول چار کلومیٹر ہے، اس کی حد وادی محسر سے شروع ہوکر ماءزمین (دو پہاڑ جو آمنے سامنے ہیں) تک ہے، اور رقبہ ۱۲.۲۵ کلومیٹر مربع ہے، مزدلفہ کی حدود واضح کرنے کیلئے "بـدایة مـزدلـفه، نهایة مزدلفه" کے بورڈ لگے ہوئے ہیں..... مزدلفہ میں مسجد مشعر الحرام ہے، یہ مسجد منی کی مسجد خیف سے پانچ کلومیٹر اور عرفات کی مسجد نمرہ سے سات کلومیٹر کے فاصلے پر ہے، سعودی حکومت نے یہ مسجد بھی بڑے شاندار انداز سے تعمیر کی ہے اور مزدلفہ میں بھی حجاج کرام کیلئے ہر قسم کی سہولیات کا انتظام کیا ہے۔

مزدلفہ میں مسجد مشعر الحرام، حجاج کرام مزدلفہ میں رات گزارتے ہیں

The mosque Mash'arul-Haraam... The pilgrims spend their night in Muzdalafah.

مزدلفہ میں مختلف واقعات

- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ کی رات میں تہجد کی نماز نہیں پڑھی، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے مجمع اور ہجوم میں بہت سے نفل کام چھوڑ دیتے تھے کہ کہیں لوگ اس کو سنت اور لازم نہ بنالیں۔ (حجۃ اللہ البالغۃ) یہ بھی ہوسکتا ہے کہ چونکہ اگلی صبح کو بہت سے مشقت والے حج کے امور ادا کرنے تھے، تو سوچا کہ خود بھی آرام فرمائیں اور صحابہ ﷺ بھی آرام کرلیں، تاکہ کل امور حج کی ادائیگی میں تروتازگی رہے۔
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام موجودہ مسجد مشعر الحرام کے قبلہ کی سمت میں تھا۔

- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز کے بعد "قزح" پر وقوف فرمایا، یہ مسجد مشعر الحرام کے قریب پہاڑ کی ایک چوٹی تھی، اب اس جگہ پہ شاہی محلات بنے ہوئے ہیں۔

- شیطان کو کنکریاں مارنے کیلئے حجاج کرام مزدلفہ سے کنکریاں چُن لیتے ہیں، اگر کوئی مزدلفہ سے کنکریاں نہیں چن سکا تو منی سے بھی چن سکتا ہے، صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب وادی محسر پہنچے تو فرمایا "کنکریاں چن لو"۔ (الصحیح لمسلم، الحدیث ۲۲۴۸)......بعض آثار میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا: ((التقط لی سبع حصیات)) میرے لئے سات کنکریاں لے لو۔ (شرح بلوغ المرام، کتاب الحج)

- فجر کی نماز کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طویل قیام فرمایا، دعائیں کیں، جب دعا سے فارغ ہوئے تو مسکرائے، ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے پوچھا: "ما الذی اضحکک اضحک اللہ سنک" اللہ کرے کہ آپ مسکراتے رہیں، کس چیز نے آپ کو ہنسادیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں نے عرفات میں امت کی مغفرت کیلئے دعا کی تھی، ظالم کے علاوہ باقی امت کیلئے مغفرت کی دعا قبول ہوگئی، پھر میں نے مزدلفہ میں اللہ تعالی سے عرض کی: اے اللہ! تو مظلوم کو اپنی طرف سے دے کر راضی کر لے اور ظالم کی بھی بخشش کر دے، تو یہ دعا جو عرفات میں قبول نہ ہوئی، مزدلفہ میں قبول ہوگئی، یہ دیکھ کر اللہ کے دشمن ابلیس نے اپنے اوپر مٹی ڈالی اور ویل و بربادی کہتا ہوا بھاگا، تو مجھے اس کی یہ حالت دیکھ کے ہنسی آگئی"۔ (سنن ابن ماجہ، باب الدعا بعرفۃ)

(منی، مزدلفہ اور عرفات کے بارے میں یہ مختلف جدید معلومات "تاریخ مکہ مکرمہ ڈاکٹر محمد الیاس، المعالم الاثیرۃ فی السنۃ والسیرۃ للشیخ البلادی رحمہ اللہ۔ فی رحاب البیت العتیق، الدکتور محی الدین احمد امام" سے لی گئی ہیں)

غروب آفتاب کے بعد لبیک لبیک کی صدائیں لگاتے ہوئے حجاج کرام عرفات سے مزدلفہ کی طرف رواں دواں ہیں

After sunset, the pilgrims can been seen chanting "لبیک لبیک" while going from Arafat to Muzdalafah.

زمزم کے کنویں کی ایک قدیم منڈیر، جو مکہ مکرمہ کے عجائب گھر میں محفوظ ہے

A small wall of the ZamZam well, which is preserved in a museum in Makkah Mukarramah.

زمزم کنویں کی چرخی اور ڈول (قدیم تصویر تقریباً ۱۲۹۹ھ)

bucket and Spooling of ZamZam well (ancient picture 1299 AH)

جمرات کی رمی، طواف زیارت

مزدلفہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلے، پیچھے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو بٹھایا، وادیٔ محسر میں تیزی سے چلے، جمرات کی رمی کی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمی کی تو بلال رضی اللہ عنہ نے اونٹنی کی لگام پکڑ رکھی تھی اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے گرمی سے بچانے کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر کپڑا تان رکھا تھا۔ (سنن نسائی باب الرکوب الی الجمار واستظلال المحرم، رقم الحدیث ۳۰۱۰)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں خطبہ دیا۔ پھر قربان گاہ میں آئے ۱۰۰ میں سے ۶۳ اونٹوں کو اپنے ہاتھ سے نحر کیا، باقی اونٹ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے کئے، پھر حلق کرایا، بال مبارک صحابہ رضی اللہ عنہم میں تقسیم کئے۔

خثعم قبیلے کی ایک عورت نے پوچھا: ''میرے والد پر حج فرض ہے، مگر وہ ضعیف ہیں، حج کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے، کیا میں ان کی طرف سے حج کروں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ((حجی عن ابیک)) اپنے باپ کی طرف سے حج کرو۔

پھر بیت اللہ میں آ کے طواف زیارت کیا، اور زمزم کے کنویں پر تشریف لائے، فرمایا: اے بنی عبدالمطلب! اگر مجھے لوگوں کے تمہارے اوپر ٹوٹ پڑنے کا ڈر نہ ہوتا تو میں خود کنویں سے ڈول نکالتا، مگر مجھے اندیشہ ہے کہ اگر میں نے ڈول نکالے، تو سب امتی اس میں اتباع کی کوشش کریں گے اور پھر تمہارے لئے مشقت ہوگی، پھر واپس آ کر منیٰ میں قیام کیا، گیارہ، بارہ اور تیرہ ذوالحجہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تینوں جمرات کی رمی کی۔ (سنن ترمذی، باب ما جاء ان عرفۃ کلہا موقف)

مسجد الاجابہ کا اندرونی و بیرونی منظر

The interior and exterior view of Masjid-ul-Ijabah.

وادی محصب، مسجد اجابہ

حج سے فراغت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وادی محصب یعنی ابطح میں ایک رات قیام فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے سے ہی بتا دیا تھا کہ کل ہم ان شاء اللہ خیف بنی کنانہ میں نزول کریں گے، یعنی وادی محصب میں۔ (صحیح البخاری، باب نزول النبی ﷺ بمکۃ)...... رات کو تھوڑی دیر قیام کر کے طواف وداع کیلئے تشریف لے گئے۔ اسی رات عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کے بھائی عبد الرحمن رضی اللہ عنہ کے ساتھ عمرہ کرنے کیلئے بھیج دیا۔ بعض روایات کے مطابق طواف وداع کے بعد صبح کی نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ میں پڑھائی، جس میں سورۂ طور کی تلاوت فرمائی، کعبہ معظمہ میں یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کا آخری طواف اور آخری نماز تھی۔

وادی محصب میں قریش اور بنو کنانہ نے آپس میں بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کے بائیکاٹ کا معاہدہ کیا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہاں قیام کا مقصد اللہ تعالی کی قدرت کا اظہار اور تحدیث نعمت کا بیان تھا کہ جس وادی میں کفر پر قسمیں کھائی گئیں، آج اس وادی میں بلکہ ان تمام علاقوں میں اللہ تعالی نے مشرکین کو مغلوب کر دیا، نیز اس وادی میں ٹھہرنے سے مدینہ منورہ کی طرف روانگی میں بھی آسانی تھی .... حضرات شیخین اور عثمان ﷺ کا بھی یہی معمول تھا، اس لئے احناف کثر اللہ سوادھم کے ہاں حج سے فراغت کے بعد اس جگہ پر ٹھہرنا مسنون ہے، اگر چہ کچھ ہی دیر کیلئے ہو۔

یہ جگہ منی اور حجون پہاڑ کے درمیان تھی، اُس وقت مکہ مکرمہ سے باہر تھی، مگر اب مکہ مکرمہ کی آبادی وسیع ہونے کی وجہ سے نہ خیف بنی کنانہ ہے، نہ وادی ہے، البتہ اس جگہ ایک مسجد بنی ہوئی ہے، جس کا نام پہلے ''مسجد المحصب'' تھا، آجکل مسجد الاجابہ کے نام سے معروف سے ہے، اس محلے کا نام "حی المعابدۃ" ہے، منی سے واپس آتے ہوئے گاڑیوں کے راستے پر 'حی المعابدۃ' میں مسجد ملک عبد العزیز کے سامنے دائیں ہاتھ پر ایک خوبصورت چھوٹی سی مسجد 'مسجد الاجابۃ' ہے، حج سے واپسی پر بہت سے حجاج اتباع سنت کے جذبے سے اس جگہ پہ پہنچتے ہیں، یہ مسجد کئی بار تعمیر و مرمت کے مراحل سے گزری، مسجد سے باہر دیوار میں کئی قدیم کتبے لگے ہوئے ہیں، ایک کتبہ پر لکھی ہوئی موجودہ تعمیر کی تاریخ ۱۴۲۲ھ بمطابق نومبر 2001ء ہے۔

(السیرۃ الحلبیۃ، ذکر حجۃ الوداع، فی رحاب البیت العتیق، تاریخ مکہ مکرمہ لدکتور الشیخ محمد الیاس ص ۱۵۴)

مطاف اور خانہ کعبہ کی ایک قدیم تصویر، زمزم کے کنویں میں جانے کا راستہ بھی دکھائی دے رہا ہے
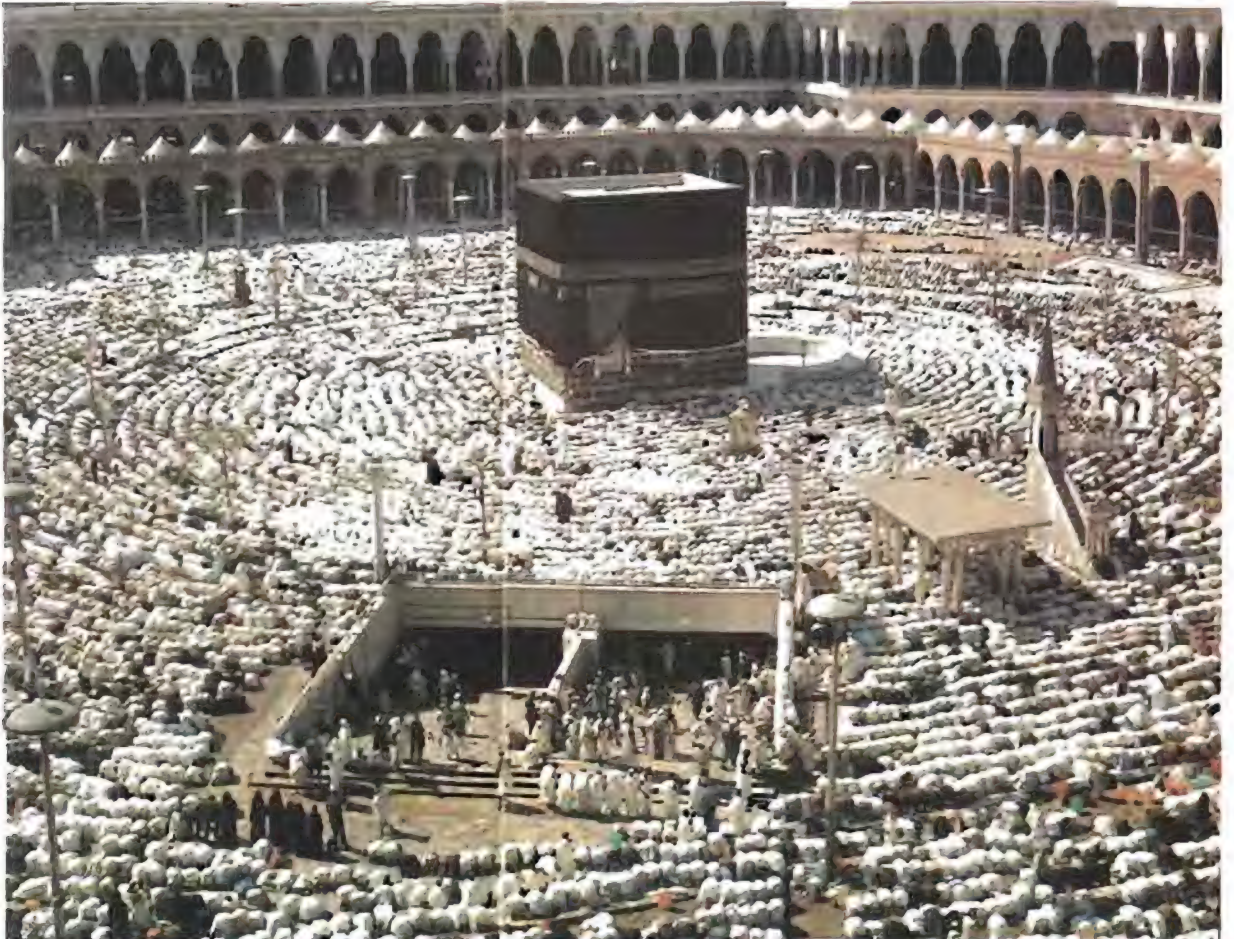
An ancient picture of Mataaf and Kaabah, also, the way leading to the well of ZamZam can be seen.

غلاف کعبہ کی تبدیلی کا روح پرور نظارہ
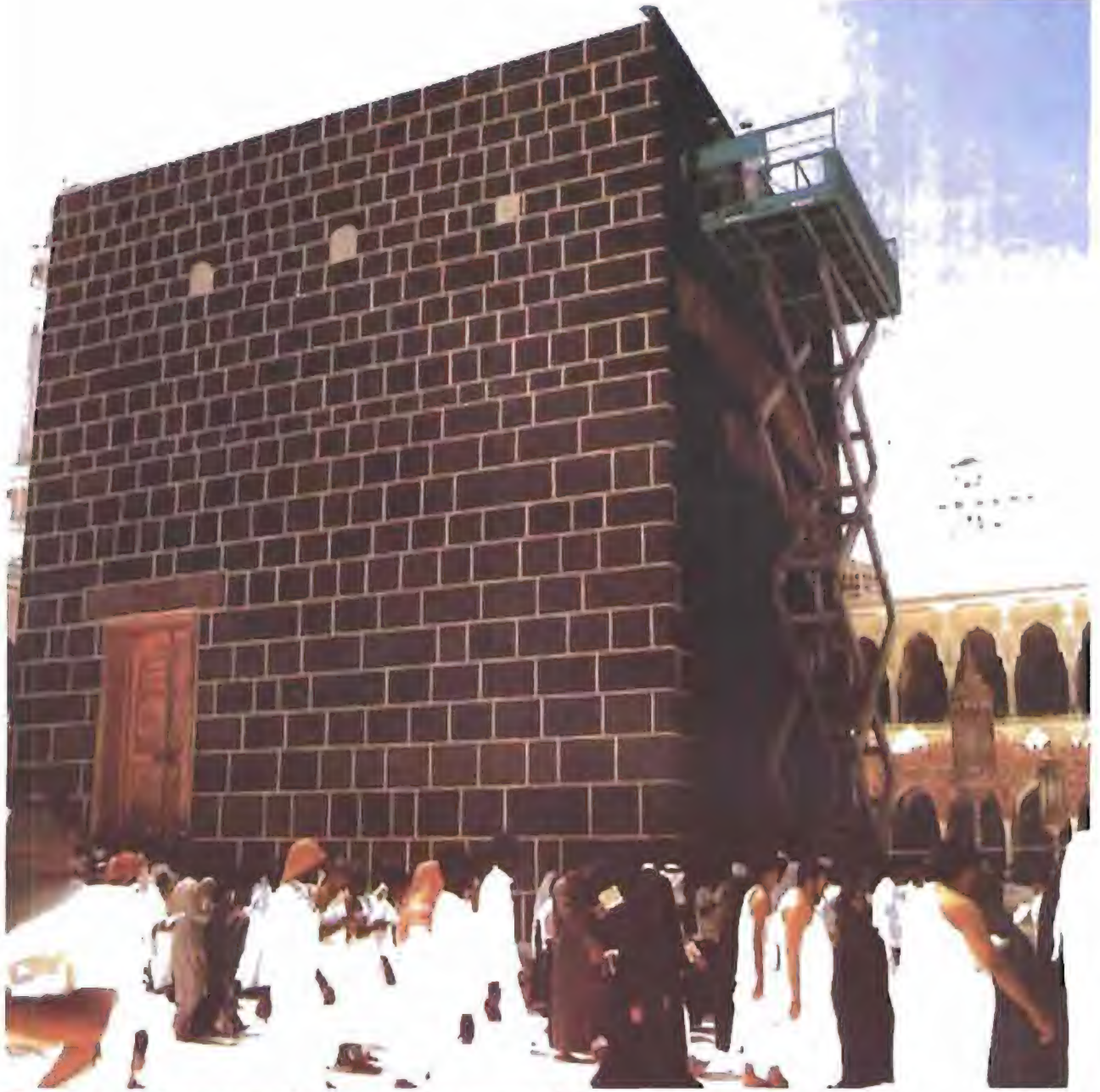
The spirit-elating scene of changing the covers of Kaabah.

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا طواف وداع

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر صفیہ رضی اللہ عنہا کو ایام شروع ہو گئے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اوہو، پھر تو اس نے ہمیں روک دیا" (یعنی جب تک وہ طواف نہ کرے گی ہم نہیں جا سکیں گے)، عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، میں نے کہا: "یا رسول اللہ! وہ طواف فرض کر چکی ہے۔ طواف وداع نہیں کر سکتی"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پھر کوئی بات نہیں"۔

(کیونکہ طواف وداع حائضہ یا نفاس والی عورت پر واجب نہیں ہے) (الصحیح لمسلم باب وجوب طواف الوداع۔ الحدیث ۲۳۵۳)

سعد بن ابی وقاص ﷛ کی عیادت

مشہور مہاجر صحابی سعد بن ابی وقاص ﷛ حجۃ الوداع کے سفر میں ساتھ تھے، لیکن مکہ مکرمہ پہنچ کر بہت علیل ہوگئے، بیماری جس قدر طول پکڑتی جارہی تھی، اسی قدر ان کی بے قراری بڑھتی جارہی تھی، کہ ایسا نہ ہو کہ مکہ مکرمہ میں انتقال ہوجائے، مدینہ طیبہ سے ان کو ایسی محبت ہوگئی تھی کہ اب مدینہ منورہ کے علاوہ کہیں اور مرنا پسند نہ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم عیادت کیلئے تشریف لائے، تو یہ اشکبار تھے، پوچھا: 'روتے کیوں ہو؟' کہا: معلوم ہوتا ہے کہ اسی سرزمین کی خاک نصیب ہوگی، جس کو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ترک کر چکا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلی دی، ان کے قلب پر ہاتھ رکھ کر تین دفعہ دعا فرمائی ((اللھم اشف سعدا، اللھم اشف سعدا))، اے اللہ! سعد کو شفا عطا کر، مریضِ بسترِ مرگ کیلئے دعا قبول ہوگئی، حضرت سعد بن ابی وقاص ﷛ صحیح وتندرست ہوگئے، پھر کئی غزوات میں حصہ لیا، ۵۵ ھ میں انتقال فرمایا، اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ (الصحیح لمسلم، باب الوصیۃ بالثلث بتغیر)

موسم حج میں عاشقوں کا کعبہ معظمہ کے اردگرد ٹھاٹھیں مارتا سمندر

A swirling sea of pilgrims during the season of Hajj.

غدیر خم، حج سے واپسی پر نبی مصطفی ﷺ نے یہاں خطبہ دیا

An ancient picture of "Ghad-e-Yargham", the Prophet ﷺ delivered a sermon here while returning from Hajj.

غدیر خم میں خطبہ

۱۴ ذوالحجہ کی صبح کو اپنے جانثاروں کے ساتھ مدینہ طیبہ کو روانہ ہوئے۔

حج سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے جلدی نکل آئے تھے اور لوگوں پر اپنا ایک قائم مقام بنا دیا تھا، وہ لوگ پیچھے آتے رہے، اس قائم مقام نے ہر فرد کو یمن کا ایک جبہ پہنا دیا، علی رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا تو فرمایا: ''تمہارا برا ہو، یہ کیا ہے؟'' اس قائم مقام نے جواب دیا کہ میں نے ان سب کو جبہ پہنایا ہے تا کہ جب یہ لوگ دوسرے لوگوں کے پاس پہنچیں تو نظروں میں جچیں، علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنے سے پہلے پہلے یہ جبے اتار دو''... سب کپڑے واپس لے کر ان کو مال غنیمت میں رکھ لیا، لشکریوں کو یہ بات اچھی نہ لگی اور انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شکایت کی، بریدہ رضی اللہ عنہ نے بھی کچھ شکایت کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے واپسی پر غدیر خم میں خطبہ دیا، جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان فرمائے، ان کی براءت بیان فرمائی۔ (البدایۃ والنہایۃ، کتاب الحج)

براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم غدیر خم کے پاس اترے، دو درختوں کے نیچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے جگہ صاف کی گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھائی، اور خطبہ دیا۔ (مسند احمد الحدیث ۱۷۷۴۹)

غدیر خم (تالاب) جحفہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے، وبائی امراض کی زمین تھی، جحفہ کے ذکر میں گزرا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے مدینہ طیبہ کا بخار نکل کر جحفہ میں پہنچا، غدیر خم بھی وہیں ہے، اصمعی رحمہ اللہ کہتے ہیں ''لم یولد بغدیر خم احد فعاش الی ان یحتلم الا ان

یتحول منہا" کہ غدیر خم میں جو بھی پیدا ہوا، بالغ ہونے تک زندہ نہ رہا، ہاں اگر وہ یہ جگہ چھوڑ کے کہیں اور جا بسا ہو تو الگ بات ہے، یہاں مسجد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی تذکرہ ملتا ہے۔ (النہایۃ فی غریب الاثر ذکر مبیع)

شیخ بلادی رحمہ اللہ کہتے ہیں، کہ آجکل غدیر خم کو ''الغربۃ'' کہا جاتا ہے، اس کے ارد گرد لوگوں کے کھجوروں کے باغات ہیں، چونکہ غدیر خم کے خطبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کئے، اس لئے اس خطبہ کی، اس مقام کی اور اس دن کی روافض کے ہاں بڑی قدر ہے، ان کے ہاں یہ عید کا دن ہے۔

مدینہ طیبہ میں واپسی

یوں منزل بہ منزل سفر کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ واپس تشریف لائے، ذوالحلیفہ پہنچے تو رات وہیں گزاری، صبح کے وقت معرس کے راستے سے اپنی عادت اور معمول کے مطابق، یہ دعا پڑھتے ہوئے داخل ہوئے "آئبون تائبون عابدون لربنا حامدون"۔

ہجرت کے بعد یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا اور آخری حج تھا، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ منورہ سے باہر یہ سفر بھی آخری سفر تھا، اس کے تقریباً تین ماہ بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دار فانی کو وداع کہا۔

مسجد الحرام کا خوبصورت، دلکش صحن
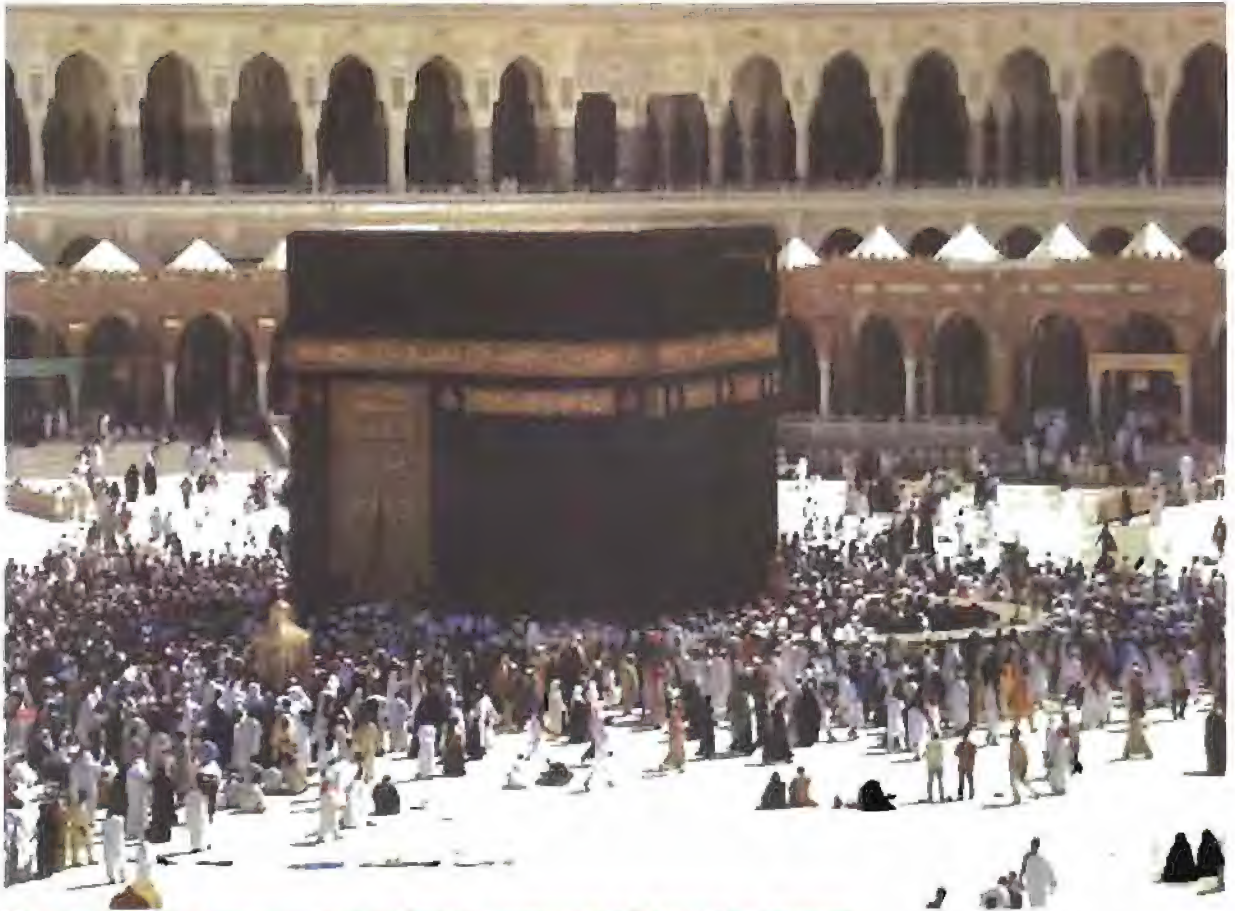
The beautiful & Lovely scene of the courtyard of Masjid-e-Haram

مدینہ منورہ میں آثار نبوی ﷺ

مدینہ منورہ کے ذرے ذرے سے ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کی خوشبو آتی ہے، یہاں کے چپہ چپہ اور گلی گلی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یادیں موجود ہیں، مختلف اطراف میں صحابہ رضی اللہ عنہم آباد تھے، آقا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جانثاروں سے ملنے ان کے گھروں میں جاتے، وہ بیمار ہوتے تو عیادت فرماتے، وہ دعوت دیتے تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی دلجوئی کیلئے ان کے خستہ شکستہ مگر محبت وعشق سے لبریز غریب خانوں میں تشریف لے جاتے، وہ تبرک کیلئے درخواست کرتے تو مشفق آقا صلی اللہ علیہ وسلم ان کے باغوں، گھروں اور دکانوں میں انہیں دین ودنیا کی سعادتیں لٹانے تشریف لے جاتے، ہائے! اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت، عاجزی، انکساری پہ قربان جائیں، وہ اپنے امتیوں سے کتنی محبت کا معاملہ فرماتے، کیسی شفقت برتتے، کتنا خیال فرماتے، غریب صحابہ رضی اللہ عنہم کے گھروں میں کائنات بھر کے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جاتے، تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کی خاک اُن کیلئے دنیا بھر کے خزانوں سے زیدہ قیمتی ہوتی مدینہ منورہ میں بہت سارے مقامات آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی یادگار کے طور پہ موجود ہیں، کنویں، مساجد وغیرہ... مدینہ منورہ کی بہت سی مساجد تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہی تعمیر ہوگئی تھیں، ان میں سے بعض میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز بھی ادا فرمائی۔ بعض ایسے مقامات تھے، کہ وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمائی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے وہاں مسجد بنالی ... البتہ بعض مقامات ایسے تھے کہ جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمائی مگر وہاں مسجد نہ تھی، تو ولید بن عبدالملک نے مدینہ منورہ کے گورنر عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو لکھا کہ جس جگہ کی صحیح نشاندہی ہو جائے کہ وہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمائی تھی، وہاں مسجد تعمیر کردی جائے، چنانچہ عمر بن العزیز رحمہ اللہ نے اپنے دور میں ان تمام مقامات پر بڑے اہتمام کے ساتھ شاندار مساجد تعمیر کرادیں اور پہلی سے بنی ہوئی مسجدوں کو بھی از سر نو تعمیر کرایا۔ (مقدمہ مدینہ منورہ کی تاریخی مساجد بتغیر)

گنبد خضرا کا ایک خوبصورت منظر

A beautiful scene of the dome of Khidhra

بعد کے بادشاہ، حکام اور عام مسلمان بھی ان مساجد کی تعمیر، تجدید اور مرمت میں حصہ لیتے چلے آئے، ان مساجد ومقامات میں سے بہت سے اب بھی قائم ہیں اور بہت سے آثار رسول صلی اللہ علیہ وسلم محض تاریخ وسیرت کی کتابوں کے اوراق تک محدود ہیں، قارئین محض نام وتذکرہ سے لذت حاصل کرسکتے ہیں، آیئے اب مدینہ منورہ کے آثار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے ہیں، ان کے علاوہ بہت سے آثار کا تذکرہ گذشتہ صفحات میں مختلف مقامات پر ہو چکا ہے۔

مسجد عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ

عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ نابینا صحابی تھے، ایک دن کہنے لگے "یارسول اللہ! میری نظر کمزور ہو چکی ہے، میرے اور میری قوم کے درمیان سیلاب آڑے آجاتا ہے، آپ میرے گھر تشریف لائیں اور میرے ہاں نماز پڑھیں تاکہ میں اس جگہ کو مسجد بنالوں"، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ٹھیک ہے"، ایک دن، دن چڑھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے گھر تشریف لے گئے، اور پوچھا: "بتاؤ تم کس جگہ نماز پڑھنا پسند کرتے ہو؟" انہوں نے گھر کے ایک حصہ کی طرف اشارہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی، صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی صف بنالی۔ (الصحیح للبخاری، باب المساجد فی البیوت) یہ چاشت کی نماز تھی۔ (زادالمعاد)

اس جگہ پھر انہوں نے مسجد بنالی، یہ "مسجد عتبان رضی اللہ عنہ" کہلائی، مسجد جمعہ کی شمالی جانب روڈ کراس کرکے جو جگہ خالی پڑی ہے، اسی جگہ پر یہ مسجد تھی، صدیوں تک یہ مسجد قائم رہی، پھر کچھ عرصہ تک آثار قدیمہ کی شکل میں قدیم عمارت کے ساتھ موجود رہی، زائرین اس کی زیارت کو آتے رہتے تھے، مگر اب اس قدیم عمارت کو بھی منہدم کرکے جگہ کو برابر کردیا گیا ہے، پرانے لوگ جگہ کی تعیین جانتے ہیں۔

انہدام سے قبل "مسجد عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ" کی تصویر

A per-demolition picture of Masjid Utbaan-bin-Maalik ﷺ

"مسجد عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ" کی جگہ کا موجودہ منظر بتوضیح (تصویر 2009)

The present location where Masjid Utbaan-bin-Maalik ﷺ stood. (Picture 2009)

مسجد بنی انیف، مسجد مصبح

نوجوان، جان نثار صحابی طلحہ بن براء رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کیلئے تشریف لاتے رہے، اس دوران اس مسجد والی جگہ

پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازیں ادا کیں، بنوانیف اس مقام کا بہت خیال رکھتے، یہاں پانی چھڑکتے، بعد میں وہاں انہوں نے مسجد بنالی...... اس مسجد کا نام ''مسجد مصبح'' بھی ہے، کیونکہ یہ مسجد اس چوٹی پہ تعمیر کی گئی جہاں صحابہ ﷺ صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں جمع ہوا کرتے تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ آرہے تھے، یا شاید اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ ہجرت فرما کر آئے تو اس جگہ پر نماز صبح ادا فرمائی، بہرحال یہ مقام آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلحہ البراء ﷺ کے گھر والوں سے کہا تھا کہ جب ان کا انتقال ہو جائے، تو مجھے اطلاع دینا، رات کو انتقال ہوا، طلحہ ﷺ نے گھر والوں سے وفات سے کچھ دیر پہلے کہا: ''رات کا وقت ہے، راستے میں یہودی لوگ رہتے ہیں، ان سے خطرہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف نہ دینا، بس مجھے دفن کر دینا''...... صبح کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ ﷺ کو ساتھ لے کر ان کی قبر پہ تشریف لائے، ان کی قبر پہ نماز جنازہ پڑھائی اور ہاتھ اٹھا کر دعا کی ((اللھم القه وھو یضحک الیک وانت تضحک الیه)) اے اللہ! تو طلحہ ﷺ کو مسکراتے ہوئے مل، اور وہ تجھے مسکراتا ہوا ملے۔ (المعجم الکبیر، ذکر طلحہ بن البراء ﷺ ۔ ۵۰ اصورۃ من المدینۃ المنورۃ ص ۲۸ ۔ مدینہ منورہ کی تاریخی مساجد ص ۳۴)

بنوانیف کی یہ مسجد قبا کے جنوب مغرب میں محلّہ میں واقع ہے، مسجد قبا کے مغربی جانب کے دروازے سے نکل کر ڈبل روڈ عبور کرلیں، پھر بائیں ہاتھ پر قبلہ کی جانب چلتے جائیں، آگے ایک تنگ سی سڑک ہے، اس پر آگے جا کر دائیں ہاتھ پر کھجوروں کے باغ کے کنارے مسجد واقع ہے۔

یہ مسجد کافی عرصہ تک آباد رہی، نمازیں ہوتی رہیں، اب مسجد آثار قدیمہ کی شکل میں موجود ہے، جس کی کوئی چھت نہیں ہے، دیواریں قدیم پتھروں سے بنی ہوئی ہیں، کوئی دروازہ ہے نہ کھڑکی، مسجد کی شکستہ عمارت دیکھ کے دل دُکھی ہوتا ہے، کھنڈرات کی شکل میں ویران یہ مسجد کسی اللہ والے کی منتظر ہے، جو اللہ کے اس گھر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس یادگار کو خوبصورت انداز سے تعمیر کرائے، ہم نے مسجد میں داخل ہو کر کھلی زمین پر نماز شکرانہ ادا کی کہ اللہ تعالی نے ہمیں اس زمین پر نماز پڑھنے کی سعادت سے نوازا، جہاں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک لگے۔

صدیوں پہلے تعمیر شدہ ''مسجد بنوانیف'' آقا ﷺ کی یادگار... ہم نے بھی یہاں نماز ادا کر کے روحانی لطف اُٹھایا

Masjid Banu-Unayf, constructed centuries ago, memorial of the Lord ﷺ
We also prayed here and enjoyed the great spiritual pleasure.

مسجد سجدہ، یہاں آپ ﷺ نے طویل سجدہ کیا۔
اسے مسجد ابوذر ؓ بھی کہا جاتا ہے

Masjid-e-Sajdah, here the Prophet ﷺ made a lengthy prostration (Sajdah). It is alternately also known as Masjid-e-Abu-Zer ؓ.

مسجد ابوذر ؓ، مسجد سجدہ

عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کہتے ہیں کہ ایک بار نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں تشریف لائے اور وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کی اور ایک لمبا سجدہ کیا، میرے دل میں خیال آنے لگا کہ کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قبض نہ ہوگئی ہو، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ سے سر اٹھایا تو پوچھا: ''کیا بات ہے؟'' میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پہ قربان ہوں، آپ نے اتنا طویل سجدہ کیا، میں ڈر گیا کہ کہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے پاس بلا نہ لیا ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جبریل امین اللہ تعالیٰ کا پیغام لائے تھے کہ جو آپ پر درود وسلام بھیجے گا، اللہ تعالیٰ اس پر رحمت وسلامتی نازل فرمائے گا'' (ایک روایت میں ہے کہ جو مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا، اللہ تعالیٰ اس پہ دس رحمتیں نازل فرمائے گا) اس عنایت پر میں نے سجدہ شکر ادا کیا۔

بعد میں اس جگہ مسجد بنادی گئی اور اس کا نام ''مسجد سجدہ'' رکھا گیا، اس کو ''مسجد ابوذر، مسجد سافلہ'' بھی کہا جاتا ہے ..... ''مسجد سافلہ'' کہنے کی وجہ یہ ہے کہ مدینہ منورہ کی شمالی جانب کو سافلہ اور جنوبی یعنی قبلہ کی جانب کو عالیہ یا عوالی کہا جاتا ہے، تو یہ سافلہ میں واقع ہے۔

یہ مسجد مختلف تاریخی ادوار سے گزری، تا آنکہ سعودی حکومت نے ۱۴۲۳ھ میں اس کو خوبصورت انداز میں تعمیر کیا، جو ایک تہہ خانہ اور دو بالائی منزلوں پر مشتمل ہے، مسجد نبوی سے شمال کی جانب شارع ابوذر ؓ پر یہ مسجد واقع ہے، اکثر زائرین اس یادگار مقام کی زیارت کو جاتے رہتے ہیں، اس مسجد کے قریب ہی سعودی عرب کے بڑے بڑے شہروں کو جانے والی گاڑیوں کا اسٹاپ ہے۔ (مسند احمد، خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفیٰ، تاریخ مدینہ منورہ محمد عبد المعبود ص ۱۶۱)

واقع ہے، شاہ فہد کے زمانہ میں اس کی تعمیر وتوسیع ہوئی، بنومعاویہ قبیلہ اوس کی ایک شاخ ہے، ان کی بستی بقیع کے شمال میں تقریباً نصف کلومیٹر کے فاصلہ پہ واقع تھی، اسی قبیلہ کی طرف یہ مسجد منسوب تھی، جو بعد میں مسجد اجابہ سے مشہور ہوگئی۔ (تاریخ مدینہ منورہ لدکتور شیخ محمد الیاس ص ۶۸)

یہ مسجد عشاق وزائرین کی زیارت کا مرکز ہے، شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: 'محمد ابن طلحہ کی روایت ہے کہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا مصلی محراب کے دائیں جانب دوگز کے فاصلے پر تھا، جو ذوق، لذت اور نور مشغولی عبادت کے بعد دعا، استغراق، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر اور اس مسجد سے باہر آنے پر یکا یک قبہ شریف پر نظر پڑ جانے سے اس کے مشتاقوں کو حاصل ہوتا ہے، اس کی صحیح کیفیت کا علم اس میں مبتلا ہوئے بغیر نہیں ہوسکتا'۔ (جذب القلوب الی دیار المحبوب ص ۱۴۸)

مسجد نبوی اور مدینہ طیبہ کا قدیم منظر

An ancient view of the Masjid-e-Nabwee, and Madina-e-Tayyibah.

مسجد بنی ظفر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار بنوظفر کے علاقے میں تشریف لائے، مسجد بنی ظفر والی جگہ پہ ایک چٹان پر بیٹھے، ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''مجھے حکم ہوا ہے کہ آپ سے قرآن سنوں''.....ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! آپ پہ قرآن اترتا ہے، میں آپ کو قرآن سناؤں''.....آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرا جی چاہتا ہے کہ میں کسی اور سے قرآن سنوں''.....ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے سورۂ نساء پڑھنا

شروع کی، جب اس آیت پہ پہنچا﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَـٰؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ (سورۃ النساء آیت ۴۱) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بس کرو'' ...... میں نے دیکھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ (کنز العمال، سورۃ النساء، فضائل الصحابہ)

بنوظفر کا قبیلہ ...... ان کی بستی حرہ شرقیہ میں بقیع کی مشرقی جانب تھی، وہیں ان کی مسجد تھی، یہ مسجد کافی عرصہ سے منہدم ہو چکی ہے، البتہ اس کی جگہ متعین کی جاسکتی ہے کہ یہ مسجد شارع ملک عبدالعزیز روڈ پہ جانے والے کے دائیں ہاتھ ہیئۃ الامر بالمعروف والنہی عن المنکر کی سفید عمارت سے متصل چار دیواری میں واقع تھی، بعض روایات کے مطابق مسجد بنوظفر میں آپ ﷺ کا آنا جانا اور نماز پڑھنا ثابت ہے۔ (مدینہ منورہ کی تاریخی مساجد ص ۳۸)

مسجد سبق (گھوڑ دوڑ والی مسجد)

اس مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوتے تھے اور جہادی تربیت کے حوالے سے دوڑائے جانے والے گھڑ سواروں میں سے سبقت لے جانے والوں، اول آنے والوں کا انتخاب فرمایا کرتے تھے، یہ جگہ شمالی ثنیۃ الوداع کے قریب تھی ...... گھوڑ دوڑ کے مقابلے دو قسم کے ہوتے تھے، (اول) مقام حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک، اس مقابلہ میں وہ گھوڑے ہوتے تھے جو جنگ کیلئے تیار کئے ہوئے ہوتے تھے، یہ گھوڑے پھرتیلے، خوب دوڑنے والے ہوتے تھے، مقام حفیا، مدینہ منورہ کے باہر جبل احد کی مغربی جانب غابہ کے قریب ایک جگہ ہے، حفیاء اور ثنیۃ الوداع کے درمیان فاصلہ چھ میل (تقریباً نو کلومیٹر) ہے ...... (دوم) ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق تک، اس مقابلہ میں بھاری جسم والے گھوڑے ہوتے تھے، یہ فاصلہ تقریباً ایک میل بنتا ہے، مسجد بنوزریق کا محل وقوع مسجد غمامہ اور شرعی عدالت کے درمیان تھا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں بھی دوڑ کے شاہسواروں میں شامل تھا، میرا گھوڑا مجھ سمیت ایک دیوار پر جا کودا۔ (سنن الترمذی، باب ما جاء فی الرھان بتغییر)

نویں صدی ہجری میں قاضی علامہ محی الدین حنبلی رحمہ اللہ نے یہاں مسجد تعمیر کروائی، شاہ فیصل مرحوم کے دور میں پھر اس کی تعمیر ہوئی، مسجد نبوی سے شمال مغرب میں نصف کلومیٹر کے فاصلہ پر مسجد السبق کا محل وقوع ہے، اس وقت یہ مسجد منہدم ہو چکی ہے، مگر وہاں تعمیری کام ہو رہا ہے، سننے میں آیا ہے کہ حکومت نے مسجد کی جگہ دوبارہ مسجد بنانے کا حکم دیا ہے۔ (مدینہ منورہ کی تاریخی مساجد ص ۶۱ بتغییر)

مسجد السبق کی انہدام سے قبل کی تصویر

The picture of Masjid-us-Sabaq before demolition.

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا وہ پیالہ جس میں انہوں نے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پانی پیش کیا تھا۔
۱۲۰۰ء میں اس پیالے پر چاندی چڑھائی گئی اور اب یہ پیالہ توپ کاپی میوزیم ترکی میں محفوظ ہے

That bowl belonging to Sahl bin Saad in which he presented water to the Lord ﷺ
in 1200 AC, this bowl got silver-plated and is now preserved in Topkapi Museum Turkey

سقیفہ بنی ساعدہ، مسجد بنی ساعدہ

بنوساعدہ خزرج کا مشہور قبیلہ ہے۔ان کی آبادی مسجد نبوی شریف کی شمال مغربی سمت میں تھی،اس میں ایک جگہ سقیفہ بنی ساعدہ تھا (باغیچہ)، یہاں انصار مدینہ اپنے اہم امور نمٹانے کیلئے جمع ہوا کرتے تھے۔اس جگہ سے تاریخ اسلامی کے کئی واقعات وابستہ ہیں۔

- نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اس سقیفہ میں تشریف لائے، پانی پیا اور نماز پڑھی صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اس کے سائے میں بیٹھتے تھے۔
- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم اسی جگہ جمع ہوئے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ اول منتخب کر کے سب نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی،اس لحاظ سے سقیفہ عالم اسلام کا پہلا ایوان شوریٰ (پارلیمنٹ ہاؤس) شمار کیا جاتا ہے۔
- سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سقیفہ میں تشریف لائے،جو مسجد کے پاس تھا،مجھ سے فرمایا: ”پینے کیلئے کچھ لاؤ“ ..... میں نے دودھ (کی لسی یا شربت) تیار کر کے پلایا، پی کے فرمایا: ”اور پلاؤ“ ..... میں نے پھر تیار کر کے خدمت میں پیش کیا،نوش کر کے فرمانے لگے، ”پہلی بار بڑا مزہ آیا“ ..... میں نے کہا: یارسول اللہ! میں نے دونوں ایک ہی چیز سے بنائے تھے۔
- یہاں ایک مسجد بھی تھی، جو مسجد بنی ساعدہ کے نام سے مشہور تھی،سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی شادی ہوئی اور ان کی بیوی ہند بنت زیاد رضی اللہ عنہا رخصت ہو کر آئیں تو انہیں گھر کے بیچوں بیچ مسجد دیکھ کے تعجب ہوا،پوچھا، چھپر یا دیوار کے قریب مسجد کیوں نہیں بنائی گئی؟ سہل رضی اللہ عنہ نے کہا: خاص

اسی جگہ پر آقا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے تھے، اسی جگہ کو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سجدہ گاہ بننے کا شرف حاصل ہے، اس لئے یہاں مسجد بنائی گئی۔

اس مسجد کے اثرات تو توسیع مسجد نبوی کے وقت ختم ہو گئے، البتہ سقیفہ بنی ساعدہ باقی ہے، کافی عرصہ تک یہ تاریخی مقام اپنی اصلی اور قدیم حالت یعنی ایک چھپر کی ہی صورت میں رہا، مگر پھر جدید انداز میں اس کو "حدیقہ بنی ساعدہ" کے نام سے خوبصورت باغیچہ کی شکل میں بنایا گیا، جس کا محل وقوع اب مسجد نبوی کی دوسری سعودی توسیعی عمارت سے شمال مغربی سمت میں ۲۰۶ میٹر کے فاصلہ پر موجود باغیچہ میں ہے، زائرین اس کی زیارت کیلئے جاتے رہتے ہیں۔ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مکانات ص ۱۲۴۔ معالم المدینۃ المنورۃ بین العمارۃ والتاریخ ص ۱۴۷ بتغییر)

(2012ء میں جب نئے ایڈیشن کیلئے یہ سطور ترتیب دی جارہی ہیں) تو ان دنوں میں خادم حرمین شریفین شاہ عبداللہ المحترم نے مسجد نبوی شریف کے وسیع توسیعی منصوبے کا سنگ بنیاد رکھا ہے، اور اس توسیعی منصوبے کا جو ماڈل تیار ہوا ہے، اس میں بظاہر یہ دکھائی دے رہا ہے کہ اب یہ سقیفہ بھی منہدم کر دیا جائے گا، اگر ایسا ہوا تو امت مسلمہ اس تاریخی ورثہ سے بھی محروم ہو جائے گی۔

سقیفہ بنو ساعدہ کی موجودہ حالت کا خوبصورت منظر

The beautiful scene of the present condition of Saqeefah Banu Saa'idah.

مسجد فیفاء الخبار

وادی عقیق کے مغرب میں ریتلی اور پتھریلی زمین۔ غزوہ عشیرہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ سے گزرے، ابن اسحاق رحمہ اللہ نے فرمایا کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنو دینار کے پہاڑوں کے درمیانی حصے کی راہ سے نکلے، پھر الخبار کے میدانوں میں سے تشریف لے گئے، اور ابن ازہر کے پتھریلے مقام میں ایک درخت کے نیچے نزول فرمایا، وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی، اور اس جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مسجد ہے۔

یہ علاقہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں خودرو جھاڑیوں اور درختوں سے اٹا ہوا تھا، جس کی وجہ سے یہ مدینہ طیبہ کی قریب ترین اور آسان چراگاہ کا کام دیتا تھا، اس کا محل وقوع وادی عقیق کی مغربی جانب تھا، یہاں صدقہ کے جانور اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیاں بھی چرا کرتی تھیں۔

قصۃ العرینین بھی یہیں پیش آیا، جس کی تفصیل یہ ہے کہ قبیلہ عکل اور عرینہ کے کچھ لوگ مدینہ منورہ آئے، اسلام قبول کیا، مگر مدینہ منورہ کی آب وہوا اُن کو موافق نہ آئی اور وہ بیمار پڑ گئے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صدقہ کی اونٹنیاں چر رہی ہیں، جاؤ ان کا دودھ پیو..... انہوں نے دودھ پیا، شفا ہوگئی، مگر دودھ پی پی کر مست ہوگئے، اونٹنیاں چرانے والے چرواہے کو شہید کر کے اونٹنیاں لے کر بھاگ گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے تعاقب میں صحابہ ﷺ کو بھیجا، یہ پکڑے گئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاصاً ان کے قتل کا حکم دیا، حرہ غربیہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور ان کو سزائے موت سنائی، پھر حرہ غربیہ میں ہی اس سزا پر عمل درآمد کیا گیا۔ (سنن الترمذی، باب ما جاء فی بول ما یؤکل لحمہ)..... جامعہ اسلامیہ مدینہ طیبہ کی توسیع کے وقت یہ تمام علاقہ توسیع جامعہ میں آگیا، مسجد وغیرہ کے آثار ختم ہو گئے۔ (معالم المدینۃ المنورۃ ص ۱۴۹)

مسجد الخربۃ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلافہ ام بشر بن معرور رضی اللہ عنہا کے پاس آتے، مسجد خربہ میں نماز پڑھتے، اس مسجد کے آثار مدتوں سے ختم ہو گئے، قدما، اس کا محل وقوع مسجد فتح کے سامنے بتاتے ہیں۔ (خلاصہ الوفا باخبار دار المصطفیٰ)
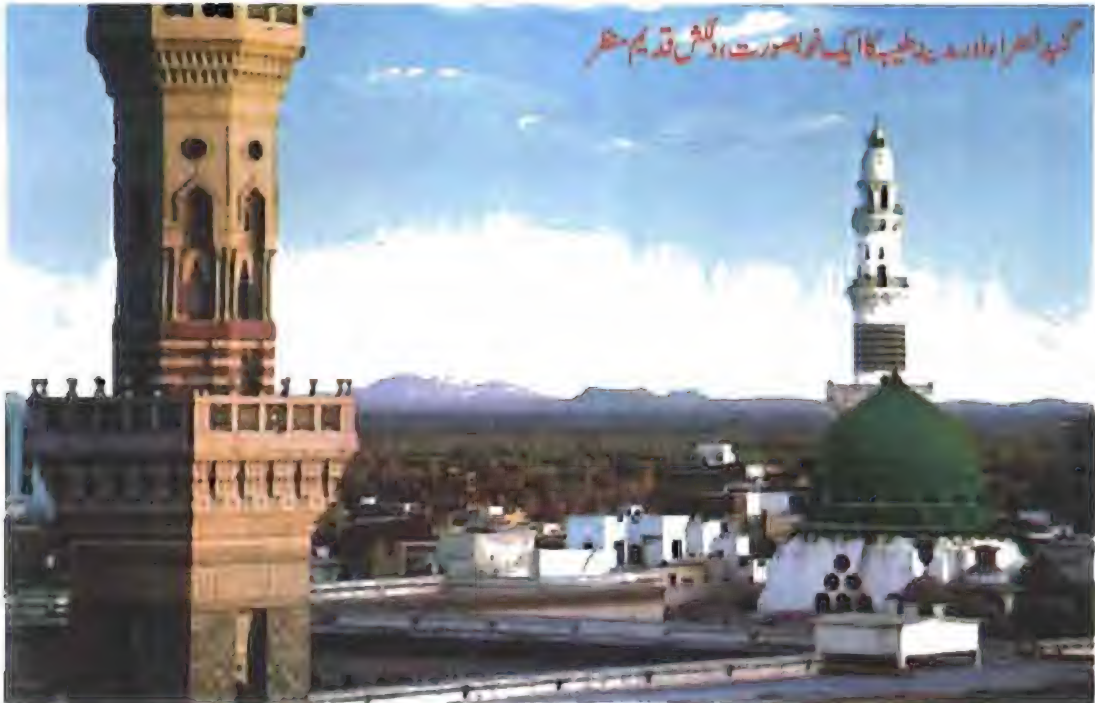
An ancient beautiful view of the dome of Khidrah, and Madina-e-Tayyibah.

مسجد بقیع الزبیر

عطاء بن یسار ؓ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد بقیع الزبیر میں چاشت کی آٹھ رکعات پڑھیں، صحابہ ؓ نے پوچھا: ''یا رسول اللہ! اس وقت تو آپ کا نماز پڑھنے کا معمول نہیں ہے'' ..... ارشاد فرمایا: ''یہ ترغیب وترہیب کی نماز ہے، اس کو نہ چھوڑا کرو۔ یہ مسجد، مسجد نبوی کی شرقی جانب تھی، اب تو توسیع حرم میں آ چکی ہے۔ (معالم المدینۃ المنورۃ بین العمارۃ والتاریخ ص ۱۵۸)

مسجد صدقۃ الزبیر

اس مسجد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی، یہ مشربہ ام ابراہیم ؓ کے مغربی جانب تھی، زبیرات کے نام سے یہ جگہ مشہور تھی، بنونضیر کے اموال میں سے یہ جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر ؓ کو عطا کی تھی، اس کے بھی کوئی آثار موجود نہیں ہیں۔ (معالم المدینۃ المنورۃ بین العمارۃ والتاریخ ص ۱۵۷)

مسجد جہینہ وبلی

بعض روایات میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسجد میں نماز پڑھی ہے، جہینہ قبیلہ کے لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ ہماری قوم کیلئے کوئی مسجد کی جگہ مقرر کریں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لاٹھی لے کر مسجد کی جگہ کی تحدید کردی، جہینہ قبیلہ کے منازل مدینہ منورہ کے بازار سے مغرب کی طرف تھے۔ منازل جہینہ کے قریب قریب منازل بنی غفار میں بھی اس قبیلہ کی ایک مسجد تھی، اس میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی۔ (خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفیٰ بتلخیص)

مسجد نبوی کا قدیم دیدہ زیب منظر

An ancient beautiful view of Masjid-e-Nabwee.

مسجد عصبہ، مسجد توبہ

حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے، تو مقام عصبہ میں تشریف فرما ہوئے، صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل جب مہاجرین اولین عصبہ (قبا) میں آئے تو سالم مولی ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ امام تھے، کیونکہ وہ سب سے زیادہ قرآن کے حافظ تھے۔ عصبہ ایک علاقہ ہے، جہاں بہت کنویں اور کھیت ہیں، یہاں کی ایک قدیم مسجد کا نام بھی اس کی مناسبت سے ''مسجد عصبہ'' ہے، مسجد توبہ بھی اس کو کہا جاتا ہے، مسجد قبا سے مغرب میں واقع ہے، جو شخص مکہ مکرمہ سے طریق ہجرت روڈ پہ آئے تو دائیں ہاتھ پہ ایک باغ کے اندر واقع ہے۔

افلح بن سعد کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصبہ میں ہجیم کنویں کے پاس مسجد توبہ میں نماز ادا فرمائی۔ (مدینہ منورہ کی تاریخی مساجد)

مسجد عصبہ کا محراب

The altar of Masjid-e-Asbah

مسجد عصبہ کے قریب تاریخی قدیم کنواں

An ancient historical well, near Masjid-e-Asbah

اس کو 'مسجد نور' بھی کہا جاتا ہے، مسجد النور کہنے کی وجہ شاید یہ ہے کہ دو صحابہ اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما، رات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہوئے، تو معجزانہ طور پر ان کے آگے آگے دو روشنیاں چل رہی تھیں اور وہ اس مقام تک پہنچے، پھر الگ الگ راستوں پر چل پڑے۔ (۱۵۰ صورة من صور المدينة المنورة) البتہ علامہ سمہودی رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق مسجد النور، اور مسجد التوبہ الگ الگ مسجدیں ہیں، ان کی تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ 'مسجد النور' جو معجزہ کی یاد میں اس مقام پر تعمیر کی گئی تھی، جہاں دونوں صحابہ رضی اللہ عنہم کے راستے الگ ہوئے، وہ مسجد تو قبیلہ بنو عبد الاشہل کے علاقے میں تھی، نہ کہ قبا کے علاقے میں اور بنو عبد الاشہل کا علاقہ مسجد نبوی کے شمال مشرقی حصہ میں جنت البقیع سے اس طرف تھا، اور یہ مسجد صدیوں سے معدوم ہو چکی ہے۔

مدینہ منورہ کے زائرین کیلئے اس مسجد العصبہ تک جانے کا ایک آسان راستہ ہے، مسجد قبا کے جنوب مغرب میں مسجد بنو انیف (مسجد مصبح) پہنچیں، (مسجد بنو انیف کا تذکرہ پیچھے ہو چکا ہے) تھوڑا سا آگے چل کر دائیں طرف کھجوروں کے باغات ہیں اور بائیں طرف کی آبادی کو "حی العصبة" (عصبہ محلّہ) کہا جاتا ہے۔

"مسجد عصبہ" کا اندرونی و بیرونی قدیم تاریخی منظر، ہمیں بھی اس مسجد میں نماز پڑھنے کی سعادت ملی

The interior and exterior ancient scene of "Masjid-e-Asbah", the grace of praying in this mosque was ours too.

اس محلے کے اختتام پر بھی باغات ہیں، باغات سے پہلے قدیم زمانے کی آبادی کے کھنڈرات ہیں، انہی کھنڈرات کے پیچھے ایک باغ میں یہ مقدس مسجد موجود ہے، باغ کو "بستان العصبہ" کے نام سے بھی پہچانا جاتا ہے۔ اس باغ کے مالک پر آفرین ہے جس نے اب تک اس مقدس یادگار کو باقی رکھا ہوا ہے، قریب ہی قدیم کنواں ہے جس کا تاریخی نام "ہجیم" ہے، اس کنویں میں پانی تو ہے مگر استعمال نہیں کیا جاتا۔

باغ میں کام کرنے والے مزدور کی زبانی معلوم ہوا کہ باغ کا مالک بہت اچھا آدمی ہے اور اس نے بہت ہی شوق و رغبت سے اس ورثہ کو محفوظ رکھا ہے، ہم نے اس باغ کے پانی سے وضو کر کے اس تاریخی مسجد میں نماز نفل ادا کی، صدیوں قدیم مسجد، پتھروں کی دو چار فٹ کی دیواریں، ان قدیم پتھروں میں عجیب قسم کی نورانیت، اس مقدس ٹکڑے پر میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنہری یادیں ... آج بھی یہاں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں اور آثار کی خوشبو آتی ہے، یہ پرانی تعمیر یقیناً صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے کا نقشہ پیش کرتی ہے، کافی دیر تک ہم اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب یادگار کی زیارت کا لطف اٹھاتے رہے، بار بار مزدور سے کہتے رہے کہ باغ کے مالک کو ہمارا پیغام دینا کہ اس مقدس ورثہ کی حفاظت کرے اور اس کو منہدم ہونے، مٹنے سے بچائے۔

مسجد بنی عبدالاشہل

اس کو مسجد واقم بھی کہتے ہیں، یہاں بھی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کئی بار تشریف لائے۔

✿ ..... ترمذی کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قبیلہ کی مسجد میں نماز مغرب پڑھی، لوگ بعد میں مسجد میں نوافل پڑھنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ نوافل گھر میں پڑھنے کی نماز ہے''۔

✿ ..... ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز پڑھ کر روانہ ہوتے، مسجد بنی عبدالاشہل میں عصر اور مغرب کی نماز پڑھتے۔

✿ ..... ام عامر بن یزید رضی اللہ عنہا ایک بار آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بڑی ہڈی پر گوشت تیار کر کے لے آئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی مسجد میں تھے، ہڈی سے گوشت اتار کر کھاتے رہے، پھر اٹھے اور نماز پڑھی۔ (خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفیٰ، شرح معانی الاثار، باب اکل ما غیرت النار، ھل یوجب الوضوء ام لا)

✿ ..... حدیبیہ سے ایک سال قبل ابوسفیان نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کیلئے ایک آدمی بھیجا، اس نے چھوٹا سا خنجر کمر میں رکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھتا پوچھتا مسجد عبدالاشہل میں آپہنچا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی شکل دیکھتے ہی فرمایا: ''یہ دھوکہ دینے آیا ہے''..... وہ قتل کے ارادہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھا، مگر حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے جھپٹ کر اس کی لنگی پکڑ کر کھینچی، اس کا خنجر نیچے گر پڑا، وہ سمجھا کہ اب جان کی خیر نہیں، انہوں نے اس کا گریبان مضبوطی سے پکڑ لیا، تاکہ بھاگ نہ پائے، اس نے سب کچھ سچ سچ بتا دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے امن دیا، وہ اخلاق کریمہ سے متاثر ہوا اور مسلمان ہو گیا۔ (البدایۃ والنہایۃ الجزء الثالث ص ۱۳۶ ''مکتبۃ الشاملۃ'')

بنو عبدالاشہل قبیلہ کی آبادی اور ان کی مسجد حرہ شرقیہ میں بنوظفر کے شمال مشرقی حصہ میں تھی۔

مسجد بنوزریق

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مسجد میں تشریف لائے، وضو فرمایا اور اس کے بہترین قبلہ سمت پر تعجب کیا، مگر اس میں نماز نہ پڑھی، (بعض روایات میں ہے کہ یہاں بھی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے چند نمازیں ادا فرمائیں) ..... اس مسجد کا ذکر سیرت میں کئی حوالے سے آتا ہے۔

✿ ..... مدینہ منورہ میں یہ سب سے پہلی مسجد تھی، جہاں قرآن کریم پڑھا گیا، بنوزریق کے ایک صحابی رافع بن مالک رضی اللہ عنہ بیعت عقبہ میں شریک ہوئے، قرآن سیکھا اور اپنی قوم کو آ کے مدینہ منورہ میں سنایا، گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے قبل ہی یہ مسجد موجود تھی۔

- ..... ثنیۃ الوداع سے اس مسجد تک گھڑ سواری کا مقابلہ ہوتا تھا، فاصلہ تقریباً ایک میل تھا۔
- ..... بنو زریق کی آبادی میں ہی بئر ذروان تھا، جہاں جادوگر لبید بن الاعصم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کر کے کچھ دفن کر دیا تھا، جس کے سلسلے میں معوذتین سورتیں نازل ہوئیں۔

بنو زریق کی آبادی اور مسجد بنو زریق مسجد غمامہ کے جنوبی طرف شرعی عدالت کے قریب تھی، یہ جگہ آجکل توسیع مدینہ طیبہ میں شامل ہوگئی ہے۔ (خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفیٰ۔ تاریخ مدینہ منورہ لدکتور شیخ محمد الیاس ص ۷۸)

انیس سو ستر ۱۹۷۰ء کی دہائی میں
مسجد نبوی شریف کا صحن ایسا ہوا کرتا تھا،
سرخ ریت سے ملی کنکریاں صحن مسجد پر بچھائی گئی تھیں

In the decade of nineteen seventies, (1970s AC), the courtyard of Masjid-e-Nabwee used to be like this, small stones mixed with red sand were laid here.

مسجد بنی مازن

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد بنی مازن کی بنیاد رکھی، اس میں نماز نہیں پڑھی، البتہ ام بردہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں نماز پڑھی ہے، یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو دودھ پلانے والی تھیں، ننھے ابراہیم علیہ السلام کا انتقال بھی انہی کے پاس ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے وقت حاضر ہوئے، ان کا علاقہ بھی بنو زریق کے منازل کے قریب تھا۔ (معالم المدینۃ المنورۃ بین العمارۃ والتاریخ ص ۱۵۳)

'مسجد المالحہ' بعض حضرات نے اسے 'مسجد بنو دینار' بتایا ہے

Masjid-ul-Maliha, some people told us that it was Masjid-e-Banu Deenar.

'مسجد بنو دینار' کی تعمیر جدید کا منظر
آجکل اس مسجد کو 'مسجد المغیسلہ' کہا جاتا ہے

The modern view of the construction of Masjid-e-Banu Deenar, these days it is known as Masjid-ul-Mughayslah.

'مسجد بنو دینار' کی چند سال قبل لی گئی تصویر

A picture of Masjid-e-Banu Deenar, taken a few years ago.

مسجد بنی دینار

بنو دینار کے گھروں میں واقع ہونے کی وجہ سے اس مسجد کا نام مسجد بنی دینار ہے، مغسلہ کے علاقہ میں واقع ہونے کی وجہ سے اسے مسجد مغسلہ بھی کہتے ہیں، اس مسجد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے، گیارہویں صدی ہجری میں احمد عباسی کہتے ہیں کہ اس مسجد کے محراب میں ایک پتھر نصب ہے اور اس پر "ھذا مسجد رسول اللہ ﷺ" لکھا ہوا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر ؓ نے اس قبیلہ کی کسی خاتون سے نکاح

کیا، پھر ابوبکر ﷛ بیمار ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم عیادت کو آئے، بنو دینار نے کہا "یا رسول اللہ! آپ ہماری مسجد میں نماز پڑھیں"...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں نماز پڑھی۔

عنبریہ میں گورنر ہاؤس کے پیچھے مغیسلہ محلے میں اس کا محل وقوع ہے، یہاں دو مسجدیں ہیں، ایک ذرا بڑی مسجد ہے، اس پر "مسجد المالحة، رقم ۹۸/م/غ" لکھا ہوا ہے، یہ مسجد کچھ بلندی پر ہے، مسجد تک پہنچنے کیلئے کافی سیڑھیاں چڑھنی پڑتی ہیں، دوسری مسجد اس سے تھوڑا سا آگے قبلہ کی جانب ہے، یہ مسجد کافی چھوٹی ہے، اس پر جو تختی نصب ہے اس پر لکھا ہوا ہے "مسجد المغيسله م/ج/٧٦"...... اب اس میں سے کون سی مسجد بنی دینار ہے، بعض حضرات نے مسجد المالحہ کو مسجد بنی دینار کہا ہے...... مگر مدینہ منورہ کے آثار و تاریخی مساجد کے مؤرخ ڈاکٹر محمد الیاس عبدالغنی لکھتے ہیں کہ: "تحقیق و جستجو کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ چھوٹی مسجد ہی مسجد بنی دینار (تاریخی) ہے، اور اس لئے بھی اسے مسجد مغیسلہ کے نام سے آج تک شہرت ہے اور مسجد بنی دینار کا یہ بھی ایک نام ہے"۔ (مدینہ منورہ کی تاریخی مساجد تلخیص ص۸۳، خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفیٰ) اب کچھ عرصہ قبل اس مسجد کی جدید تعمیر ہوئی ہے، مسجد کا ایک خوبصورت مینار ہے اور نیچے تہہ خانہ ہے، اس محلّہ کو اب 'حی الزاہدیہ' بھی کہا جاتا ہے۔

عنبریہ...... ریلوے سٹیشن کے قریب والے علاقے کو کہا جاتا ہے، کسی زمانے میں یہاں 'باب العنبریہ' ہوتا تھا، جسے 'باب المدینہ' بھی کہا جاتا تھا، یہ گویا کہ مدینہ منورہ کی اس سمت میں آخری حد تھی، اس علاقے میں ترکوں کی بنائی ہوئی 'مسجد العنبریہ' اب بھی موجود ہے، مسجد کے چاروں طرف اب گنجان روڈ بن گیا ہے، اس مسجد کے قریب ہی ریلوے اسٹیشن کے احاطہ کے اندر 'مسجد سقیا' ہے، جس کا تذکرہ ہم غزوہ بدر کے باب میں کر چکے ہیں۔

باب العنبرية الباب الرشادي المدينة المنورة

باب المدینہ، باب العنبریہ کی قدیم تصویر

Ancient picture of the gate of Madinah, and the gate of Amberya.

ترکوں کی تعمیر کردہ 'مسجد عنبریہ'

Masjid-e-Amberya constructed by the Turks.

مسجد فسیح کی شکستہ عمارت

The feeble building of Masjid-e-Faseeh

مسجد احد، مسجد فسیح

اس مسجد کا تذکرہ غزوہ احد کے ذیل میں بھی ہو چکا ہے، دکتور محمد حرب لکھتے ہیں کہ ۱۲۶۹ھ میں مسجد کی حالت ناگفتہ بہ تھی، پرانی تعمیر کافی خستہ حالت میں تھی تو مدینہ منورہ کے ایک خدا ترس بزرگ مصطفیٰ عشقی آفندی نے اس کو دوبارہ تعمیر کرایا اور اس مقدس بقعہ کو جانوروں اور چوپایوں کا باڑہ بننے سے بچالیا۔ (موسوعۃ المرآۃ الحرمین الشریفین ج ۴ ص ۷۰۰)

مگر اب یہی شکستہ مسجد پھر کسی ایسے مرد صالح کی منتظر ہے جو اس کو تعمیر کرائے، اس متبرک مقام پر آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا، قدمین شریفین لگے، جبین اطہر سجدہ ریز ہوئی، مقدس ہستیوں نے نبی مجاہد صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھی، یہی وہ مقام تھا جہاں غزوہ احد کے ایک عاشق صحابی کو زخمی حالت میں لایا گیا، جس کی آخری آرزو تھی کہ نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے (قصہ کی تفصیل غزوہ احد کے باب میں بیان ہو چکی ہے) یوں یہ جگہ تبرکات حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ آثار صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی ہے، پھر بعد کے کتنے پاکیزہ لوگوں نے یہاں خداوند قدوس سے مناجات کیں، مگر آج اس مقام کی جو حالت ہے وہ تصویر سے ظاہر ہے، اس بابرکت ٹکڑے کے اردگرد کچھ عرصہ لوہے کی ایک باڑ تھی مگر اب وہ بھی ٹوٹ چکی ہے، ایک عظیم تاریخی مسجد کھنڈرات اور ویران شکل میں ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی نیک آدمی کو درد نصیب فرمائے، جو اس مقدس گھر کی دیکھ بھال کرے، اس پاک ٹکڑے کو بے حرمتی اور بے ادبی سے بچائے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ یادگار قائم دائم رہے۔

اس مسجد تک پہنچنے کا راستہ یہ ہے کہ شہدائے احد کے مزارات سے متصل احد پہاڑ کی طرف چلیں، مسجد نبوی کی طرف پشت ہوگی، سڑک کراس کر کے دکانوں سے متصل ایک چھوٹی سڑک پہاڑ کی طرف جارہی ہے، اس پر چلتے جائیں تو پہاڑ کے دامن میں ایک غار جو دور سے بھی دکھائی دیتا ہے، اس غار سے پہلے دائیں طرف مسجد فسیح کے کھنڈرات ہیں، اس غار میں غزوہ احد میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے زخمی ہونے کے بعد آرام فرمایا تھا، جس کی تفصیل غزوہ احد کے ذیل میں گزر چکی ہے، عصر کے بعد اگر زیارت کے لئے جائیں تو کوئی رش نہیں ہوتا اور آرام سے اس مقام تک پہنچا جا سکتا ہے۔

مسجد منارتین کی جدید تعمیر کے اندرونی و بیرونی مناظر

The interior and exterior views of Masjid-e-Meenartain

مسجد منارتین

منارتین کے قریب ہونے کی وجہ سے یہ نام ہے، منارتین سے مراد دو زرد پہاڑیاں ہیں، جو حرہ کے شمال میں ہیں، آجکل ان کو عصیفرین کہا جاتا

ہے، اس مسجد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی، پھر یہاں مسجد بنائی گئی، مدینہ منورہ کے قدیم ریلوے اسٹیشن سے تقریباً آدھا کلومیٹر آگے شاہراہ عنبریہ پر پٹرول پمپ ہے، اس سے ذرا آگے دائیں ہاتھ پر اس مسجد کا محل وقوع ہے۔ (مدینہ منورہ کی تاریخی مساجد ص ۸۵۔ جستجوئے مدینہ ص ۳۴۷ بتلخیص)

یہ قدیم مسجد کافی عرصہ پہلے سے منہدم ہو چکی تھی، البتہ محراب اور دروازے کے نشانات کافی زمانہ تک کھنڈرات کی شکل میں موجود رہے، ان کھنڈرات کے اردگرد لوہے کے پائپ لگا کر اس کے احاطے کو محفوظ رکھا گیا تھا، مگر اب یہ مسجد "جامع السیدۃ امینۃ محمد علی طہ" کے نام سے نئی اور جدید تعمیر کے ساتھ موجود ہے، شاید یہ نام مسجد تعمیر کرانے والے کی مناسبت سے ہے، جس نے ان کھنڈرات کو دیکھ کر ترس کھا کر مسجد تعمیر کرادی ہو، حکومتی کاغذات میں اس مسجد کا یہی نام ہے مگر عام لوگوں میں یہ مسجد بینارتین کے نام سے مشہور ہے، مسجد کے قریب ہی ایک بڑا اسٹور ہے، اس کا نام بھی قدیم مسجد کے نام کی مناسبت سے 'مرکز المنارتین للتسویق' ہے، موجودہ مسجد کے چاروں طرف دکانیں اور مارکیٹ ہے، امام مسجد اور مؤذن صاحب کی رہائشیں بھی مسجد کے اوپر کے حصے میں ہیں۔

اس مسجد سے ذرا فاصلے پر ایک بہت قدیم کنواں کھنڈرات کی شکل میں موجود ہے، جس کے بارے میں کچھ مؤرخین کی رائے یہ ہے یہ بئر احاب ہے، جس کا تذکرہ آگے آرہا ہے، یہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی یادگار ہے، یہاں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد ہوئی ہے۔ مسجد بینارتین کے قریب ایک بار آقا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، اور یہاں ایک مردہ بکری دیکھی تو فرمایا: اس بکری کو گھر والوں نے باہر پھینک دیا ہے، تم میں سے کوئی بھی اسے ایک درہم میں لینے کیلئے تیار نہیں ہے اور دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ بے وقعت اور ذلیل ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الزھد والرقاق۔ خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفیٰ ۔۔۔ ۱۵۰ صور من المدینۃ المنورۃ ص ۳۲)

مسجد بقیع، مسجد ابی بن کعب

اس کا نام مسجد بنی جدیلہ بھی تھا، اس مسجد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت نماز ادا فرماتے تھے، ایک بار فرمایا: اگر مجھے اس بات کا خدشہ نہ ہو کہ لوگ گروہ در گروہ اس جگہ کا رخ کرلیں گے تو میں اس جگہ میں اور بھی کثرت سے نمازیں ادا کرتا ۔۔۔ یہ مسجد ابی بن کعب کے گھر کے قریب تھی اس لئے اسے مسجد ابی بن کعب بھی کہا جاتا تھا، اس مسجد کا محل وقوع بقیع قبرستان میں تھا، جہاں اس وقت امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کی قبور کا احاطہ ہے، اس سے مغرب کی جانب اس مسجد کا محل وقوع تھا، باب بقیع سے جوں ہی قبرستان میں داخل ہوں تو دائیں جانب ہی یہ مسجد واقع تھی۔

دکتور محمد حرب لکھتے ہیں کہ مسجد البقیع کی تعمیر بہت ہی خستہ حالت میں تھی، ۱۲۶۵ھ میں محافظ مدینہ المنورۃ شمس الدین آفندی نے اس کی دیواریں اونچی کرنے کا حکم دیا، چنانچہ تقریباً تین چار فٹ دیواریں اونچی کردی گئیں وبھذا العمل المسجد من قاذورات البہائم یوں آفندی نے اس مسجد کو چوپاؤں اور جانوروں کی گندگی اور آلائش سے محفوظ کردیا۔ (موسوعۃ المرآۃ الحرمین الشریفین ج ۲ ص ۲۰۷) ۔۔۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے بھی اس مسجد کا تذکرہ فرمایا، لکھتے ہیں کہ یہ ایک چھوٹی سی مسجد ہے، آجکل اسے 'موقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم' کہا جاتا ہے، یعنی وہ جگہ جہاں آقا صلی اللہ علیہ وسلم اہل بقیع کی زیارت کے وقت کھڑے ہوتے تھے۔ (جذب القلوب الی دیار المحبوب)

پھر کسی زمانے میں اس مقدس بقعے کو گورکنوں نے اپنا سٹور بنالیا، وہ اس مقام پر قبر کھدائی کے آلات رکھا کرتے تھے، یوں بے اعتنائی کا شکار ہوتے ہوتے آخر یہ مسجد ایک دن مٹ ہی گئی، اب اگرچہ کتابوں کے صفحات میں بس اس کا نام ہی رہ گیا ہے۔ فمعاش

اس کی اہمیت اب بھی باقی ہے، مسجد کا محل وقوع، مقام سب کچھ متعین ہے، آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی اس یادگار کو اب بھی تعمیر کیا جا سکتا ہے۔
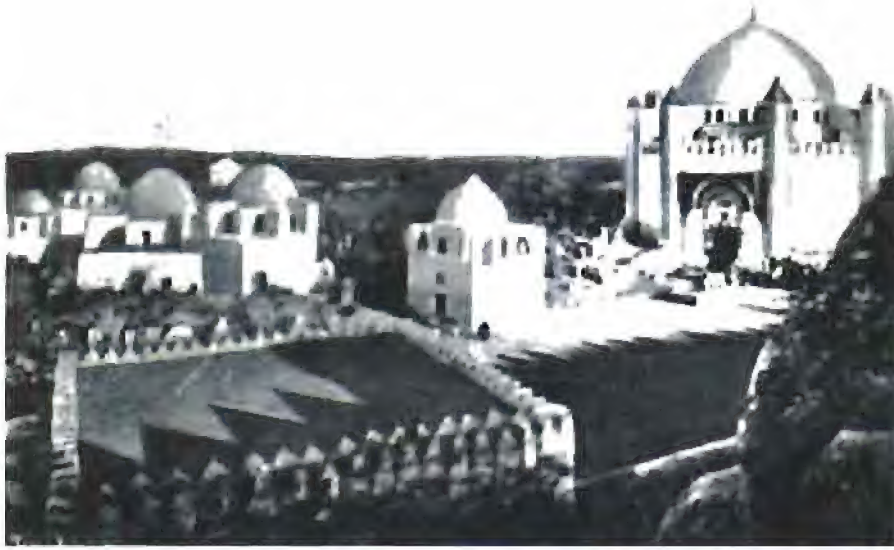
تصویر میں نظر آنے والا چکور کمرہ مسجد ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہے، انہدام سے پہلے کی ایک نایاب تصویر (1925ء)

The square room visible in the picture is Masjid-e-Abi-bin-Kaab رضی اللہ عنہ A rare picture before demolition (1925 AC).

گنبد خضرا اور مدینہ طیبہ کا قدیم منظر

An ancient view of the dome of Khidrah, and Madina-e-Tayyibah.

مسجد بنی الحرث،
مسجد بنی الحبلی،
مسجد بنی بیاضۃ،
مسجد بنی امیہ،
مسجد بنی وائل،
مسجد بنی عدی بن النجار،
مسجد بنی عمرو بن مبذول،
مسجد بنی خدرہ،
ان مساجد میں بھی بعض روایات کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے، مگر ان کے بارے میں زیادہ تفصیل نہیں ملتی۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے گھر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس رضی اللہ عنہ کے گھر بکثرت تشریف لاتے، ان کی والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا تھیں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ سے مشہور تھیں، انس رضی اللہ عنہ کے سوتیلے والد ابوطلحہ رضی اللہ عنہ جو بہت جانثار صحابی تھے، جن کا باغ تھا 'بر حا'، جس کا تذکرہ آگے آ رہا ہے۔

❁ ...... ایک بار آقا صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لے گئے، ان کی والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ''انس کیلئے دعا فرمائیں'' ...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیر تک دعا فرمائی، آخر میں فرمایا: ((اللهم اكثر ماله وولده وادخله الجنة)) اے اللہ! ان کے مال اولاد میں برکت عطا فرما، اور ان کو جنت میں داخل فرما، انس رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے، دو دعائیں پوری ہوگئیں، تیسری کا منتظر ہوں، مال کے لحاظ سے انصار میں سے کوئی شخص ان کے برابر متمول نہیں تھا، اولاد کی اتنی کثرت تھی کہ وفات کے وقت ان کے بیٹوں، پوتوں کی تعداد ۱۰۰ سے زیادہ تھی۔

❁ ...... حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ایک بھائی ابوعمیر رضی اللہ عنہ نے بلبل پال رکھی تھی، اتفاق سے ایک دن وہ مرگئی، ابوعمیر رضی اللہ عنہ کو اس کا بڑا غم لگا، آقا صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لائے تو اسے بہت غمگین دیکھا، پوچھا، تو بتایا گیا کہ یہ بیچارہ بلبل کی وفات کا سوگ منا رہا ہے، اس لئے پریشان ہے، تو اسے ہنسانے کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((یا ابا عمیر! مافعل النغیر)) ارے ابوعمیر! تمہاری وہ بلبل کہاں گئی بیچاری؟

❁ ...... ایک بار ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ پر بھوک کے اثرات دیکھ کر گھر میں ام سلیم رضی اللہ عنہا سے اس کا ذکر کیا، چند روٹیاں پکا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ بہت سے اصحاب رضی اللہ عنہم کو لے کر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ پریشان ہوئے، کہ کھانا تو ایک دو آدمیوں کا ہے، ام سلیم رضی اللہ عنہا نے نہایت استقلال سے جواب دیا کہ ان باتوں کو خدا اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں، گھر میں وہی روٹیاں اور سالن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے کھانے میں اتنی برکت ہوئی کہ سب نے سیر ہو کر کھایا۔ (صحیح البخاری، باب علامات النبوۃ فی الاسلام)

❁ ...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مکان میں کبھی دوپہر کو آرام فرماتے، جب بستر سے اٹھتے تو ام سلیم رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینے اور ٹوٹے ہوئے بالوں کو ایک شیشی میں جمع کر لیتیں، ایک بار آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گھر میں ایک مشک سے منہ لگا کر پانی پیا تو انہوں نے مشک کا منہ کاٹ کر اپنے پاس رکھ لیا، کہ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دہن مبارک مس ہوا ہے۔ (سیر الصحابیات، ذکر ام سلیم رضی اللہ عنہا)

❁ ...... ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر گئے تو انہوں نے بکری کا دودھ دوہ کر اپنے کنویں کا پانی ملا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نوش فرمایا، ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کنویں میں اپنا لعاب مبارک ڈالا، مدینہ منورہ کے کنووں میں سب سے زیادہ اس کا پانی میٹھا تھا۔ (خلاصۃ الوفا، الباب السادس فی ذکر آبار المدینۃ المنورۃ)

انس رضی اللہ عنہ کا کنواں مسجد نبوی کے شمال مغرب میں باغ عینیہ (حدیقہ رومیہ) کے شمال میں دار نخل کے قریب رباط کے اندر واقع تھا، یہی رباط انس رضی اللہ عنہ کا مکان تھا، اس کنویں کو بئر الحصارم بھی کہا جاتا تھا، ''زناطیہ'' کے نام سے بھی مشہور رہا۔ (فرہنگ سیرت بتغییر)

صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَسَلَّمْ

ابوالہیثم رضی اللہ عنہ کے گھر میں

ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم خلاف معمول گھر سے باہر تشریف لائے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی تھوڑی دیر میں آپہنچے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''اس وقت کیسے آنا ہوا؟'' کہا: ''یارسول اللہ! آپ کی زیارت کو'' ..... تھوڑی دیر گزری کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آ گئے، پوچھا: کیسے آنا ہوا؟ کہا: یارسول اللہ! اس وقت بھوک یہاں لے آئی ..... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں بھی بھوکا ہوں، چلو ابوالہیثم کے گھر چلتے ہیں'' ..... تینوں بزرگ ابوالہیثم رضی اللہ عنہ کے یہاں چلے، ان کے پاس کھجور کے باغات اور بکریوں کے ریوڑ تھے، اور تمام کام خود کرتے تھے، اس وقت گھر میں موجود نہ تھے، گھر پہنچ کر آواز دی، اہلیہ نے بتایا کہ وہ پانی بھرنے گئے ہیں، ابھی آیا چاہتے ہیں، تھوڑی دیر ہی گزری کہ ابوالہیثم رضی اللہ عنہ مشک اٹھائے آ گئے، اور آتے ہی مشک رکھ کر ذوق شوق سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے لپٹ کر کہنے لگے ''میرے ماں باپ آپ پہ قربان! میرے ماں باپ آپ پہ فدا! مجھ جیسا خوش قسمت آج کوئی بھی نہیں، جس کے گھر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں''۔

اس کے بعد باغ میں لے گئے، بیٹھنے کیلئے کوئی چیز بچھا دی اور خود کھجوروں کا ایک گچھ کاٹ کے لے آئے، اور کہا: ''یارسول اللہ! اس میں کچی پکی، پکی، ہر قسم کی کھجوریں ہیں، جو مرغوب ہوں تناول فرمائیں'' ..... پھر صاف شفاف پانی پلایا، آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے کے بعد فرمایا: ''دیکھو! کتنی نعمتیں ہیں، سایہ، عمدہ کھجوریں، ٹھنڈا پانی، خدا کی قسم! ان کا قیامت کے دن سوال ہوگا'' ..... پھر ابوالہیثم رضی اللہ عنہ معزز مہمانوں کو باغ میں چھوڑ کر گھر تشریف لے گئے اور ایک بکری کا بچہ ذبح کر کے کھانا تیار کیا، کھانا کھانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دیکھو! گھر سے بھوکے نکلے اور پیٹ بھرے جارہے ہیں، یہی وہ نعمتیں ہیں جن کے بارے میں بروز قیامت سوال ہوگا''۔ (تفسیر ابن کثیر تحت آیۃ ''ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم'')

ابوالہیثم رضی اللہ عنہ قبیلہ اوس سے ہیں، ان کا رشتہ اخوت مہاجر صحابی عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے ساتھ قائم ہوا، ابوالہیثم رضی اللہ عنہ کا ایک کنواں ''بئر جاسوم'' بھی تھا، جس کا تذکرہ عنقریب آ رہا ہے۔

۱۳۹۲ھ میں مدینہ منورہ کی شاہراہوں کی ایک جھلک

Some 1392 AH glimpses of the highways of Madinatul-Munawwarah.

جنت البقیع کے پہلے مہمان

عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ مہاجر صحابی ہیں، یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی تھے، مدینہ منورۃ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو انصاری صحابی ابوالہیثم رضی اللہ عنہ کا بھائی بنا دیا تھا، غزوہ بدر میں شرکت کی، واپسی پہ بیمار ہو گئے اور ام العلاء انصاریہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں انتقال ہوا، ان کے انتقال پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی مفارقت کا بڑا غم تھا، تین بار جھک کر ان کی پیشانی کو بوسہ دیا، آنسو جاری تھے اور مبارک آنسوؤں سے عثمان رضی اللہ عنہ کے رخسار تر ہو گئے، پھر سر اٹھا کر بھرائی ہوئی آواز میں فرمایا: "ابوسائب! میں تم سے جدا ہوتا ہوں، تم دنیا سے اس طرح نکل گئے کہ تمہارا دامن ذرا بھی اس سے ملوث نہ ہوا"۔ اس وقت تک مدینہ منورہ میں مسلمانوں کا کوئی قبرستان نہ تھا، ان کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام بقیع کو ان کیلئے منتخب فرمایا، چنانچہ یہ پہلے صحابی ہیں، جو جنت البقیع میں مدفون ہوئے، نماز جنازہ پڑھائی، پھر قبر کے کنارے کھڑے ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہتمام سے دفن کرایا، قبر کے سرے پہ کوئی چیز بطور علامت نصب کر کے فرمایا، "اب جس کا انتقال ہو گا وہ اسی کے آس پاس مدفون ہو گا"...... پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو انہیں عثمان رضی اللہ عنہ کے قریب ہی دفناتے ہوئے فرمایا: ((الحق بالسلف الصالح عثمان بن مظعون))۔ (سیر الصحابہ، حصہ مہاجرین)

رسول اللہ ﷺ پرنالہ لگاتے ہیں

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ کے موقع پر ہجرت کی، فتح مکہ میں شامل ہوئے، پھر آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مسجد نبوی کے قبلہ کی جانب ایک قطعہ زمین نشان لگا کر دے دیا، عباس رضی اللہ عنہ نے اس جگہ پہ گھر بنایا، اس گھر کا پرنالہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے کندھے پہ چڑھ کر لگایا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب قبلہ کی جانب مسجد نبوی کی توسیع کا ارادہ فرمایا، تو اس جگہ کو بھی توسیع میں شامل کرنا چاہا، مگر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: "یہ مکان میں نے بنایا، اس کا پرنالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لگایا ہوا ہے، میں یہ مکان نہیں دوں گا"...... مگر پھر بعد میں وہ جگہ دینے پر راضی ہو گئے اور یہ جگہ توسیع میں آ گئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں دوسری جگہ پہ بیت المال کے خرچ سے ان کیلئے ایک مکان بنوا دیا۔ (صحابہ رضی اللہ عنہم کے مکانات ص ۶۸ بتلخیص)

مسجد نبوی کا ایک قدیم منظر، جب گاڑیوں کی پارکنگ مسجد سے بالکل متصل ہوا کرتی تھی

An ancient view of Masjid-e-Nabwee, when the car-park used to be adjacent to the mosque.

اہلِ بقیع

ترتیب و تیسر ابو محمد سید قدیر الطیبی

قارئین کرام
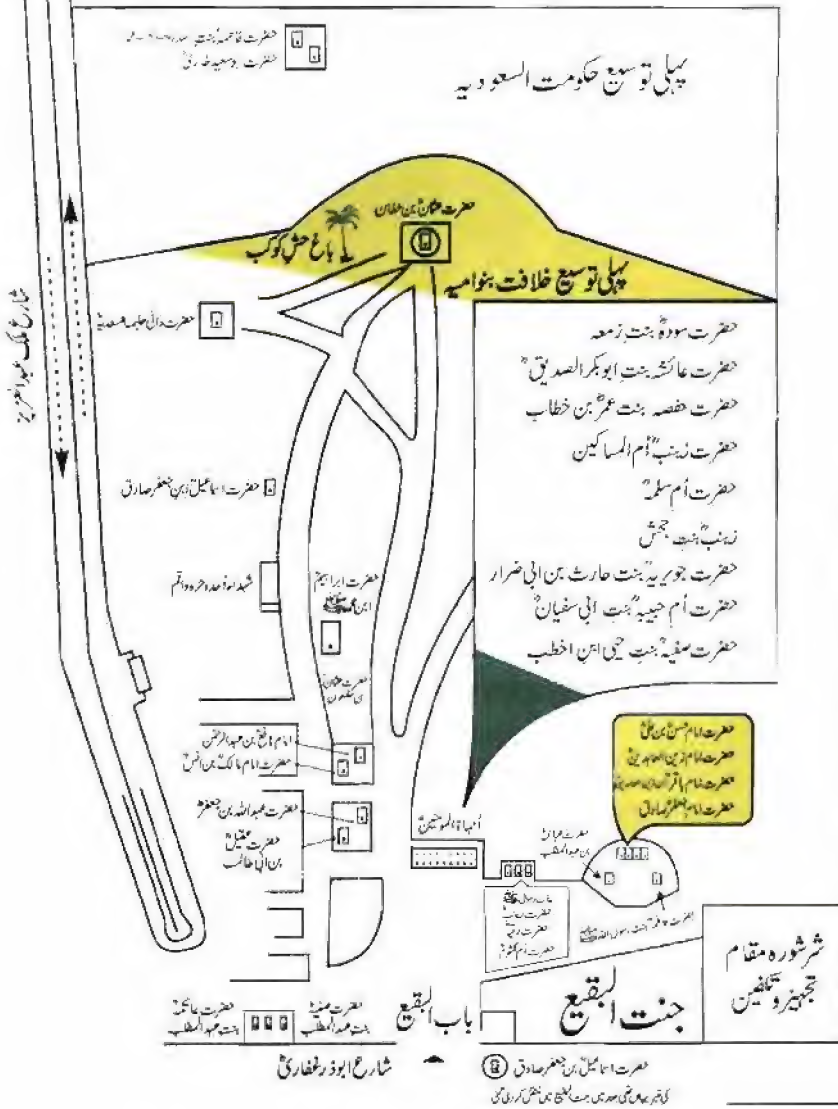
میں نے ان قبروں کی نشاندہی کی ہے جو زمانہ دراز سے قبر کی شکل میں معروف ہیں۔ اکثر صحابہ کرام کے قبروں کا کل وقوع تاریخ کی کتابوں میں ملتا ہے مگر کوئی خصوصی نشان موقع پر نہیں ملتا جنت البقیع میں سب سے پہلے دفن ہونے کا شرف حضرت عثمانؓ بن مظعون کو اللہ تعالیٰ نے عطا کیا آپ کو دفن کرتے وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے فرزدوں کو ان کے قریب دفنایا کرو اور حضرت ابراہیم ابن رسول ﷺ کا وصال ہوا تو آپ ﷺ نے حضرت عثمانؓ بن مظعون کے قریب دفن کیا۔ آپ کی قبر اب بھی موجود ہے مگر حضرت عثمانؓ بن مظعون کی قبر کا پتہ نہیں چلتا مگر ۱۹۷۳ء میں میں نے جنت البقیع دیکھا اس زمانے میں مزور حضرات کچھ صحابہؓ کا نام لے کر بھی زیارت کرواتے تھے میں نے صرف ۱ نمبر لکھ کر حضرت عثمانؓ بن مظعون کی قبر کی نشاندہی کیا ہوں۔

اللہ رب العزت میری اس کاوش کو قبول فرما اور توشہ آخرت بنا غلطیوں کو درگزر فرما اس کوشش میں کوئی غلطی ہوئی ہے تو سب قارئین سے معذرت کرتا ہوں۔ آمین میری اس کاوش میں جن جن لوگوں نے جس جس قسم کی مدد کی اللہ اجرِ کثیر سے نوازے۔ (آمین ثمہ آمین)

ابو محمد سید قدیر الطیبی
اگست ۲۰۱۰ء

پہلے مہاجر صحابی رضی اللہ عنہ

ابو سلمہ رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں، یہ وہ صحابی ہیں جنہیں مدینہ منورہ کی طرف "پہلا مہاجر" ہونے کا شرف حاصل ہے، خاندان بنو عمرو بن عوف نے کامل دو ماہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے تک انہیں مہمان رکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن خیثمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی مواخات فرمادی اور سکونت کیلئے زمین کا ایک حصہ عنایت فرمایا، غزوہ احد میں زخمی ہوئے، زخم اگر چہ بظاہر ٹھیک ہوگیا مگر غیر محسوس طریقہ پر اندر ہی اندر زہر پھیلتا رہا، بالآخر ۴ھ میں انتقال ہوا، عین حالتِ نزع میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، روح دیدار جمال کی منتظر تھی، ادھر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ادھر روح نے جسم کا ساتھ چھوڑ دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ان کی دونوں آنکھیں بند کیں، عورتوں کو دعائے خیر کا حکم دیا، خود بھی دعائیں دیں...... عالیہ (قبا کے قریب) میں ان کی سکونت تھی، یہیں انتقال ہوا، بئر یسیرہ سے ان کو غسل دیا گیا اور مدینہ منورہ کی خاک نے ان کو چھپالیا۔

جابر رضی اللہ عنہ کے گھر میں

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے گھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کئی بار تشریف لائے۔

- ...... غزوہ خندق کے موقع پہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لائے، کھانے کی برکت کا معجزہ ظاہر ہوا، اس واقعہ کی اور جابر رضی اللہ عنہ کے گھر کی تفصیل غزوہ خندق کے ذیل میں گزر چکی ہے۔
- ...... ایک دن آقا صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لائے، جابر رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو بکرے کا گوشت پسند ہے، تو جلدی سے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا، وہ چلایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نسل اور دودھ کیوں قطع کرتے ہو؟ یعنی دودھ والی بکری ذبح نہ کرو، جابر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: "ابھی یہ بچہ ہی ہے، کھجوریں کھا کھا کے اتنا موٹا ہوگیا ہے"۔
- ...... ایک بار جابر رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے، آقا صلی اللہ علیہ وسلم عیادت کو آئے، یہ بے ہوش تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کر کے پانی کے چھینٹے دئے تو ہوش آیا، اس وقت ان کی کوئی اولاد نہ تھی، میراث کا مسئلہ پوچھا۔ (مسند احمد، مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ)
- ...... ایک بار اپنے گھر کی دیوار کے سایہ میں بیٹھے تھے، آقا صلی اللہ علیہ وسلم سامنے سے گزرے، یہ بھی دوڑ کر ساتھ ہولئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا ہاتھ پکڑ کر کاشانہ اقدس پہ لے آئے، روٹی اور سرکہ سے ان کی تواضع کی، جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اسی دن سے میں سرکہ کو نہایت مرغوب رکھتا ہوں۔
- ...... ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سامنے سے گزرے، یہ ڈھال میں کھجوریں لئے ہوئے تھے، شرکت کی دعوت دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمالی۔ (سیر الصحابہ حصہ سیر انصار رضی اللہ عنہم)

سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت

سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ خزرج قبیلہ کے سردار تھے، بیعت عقبہ ثانیہ میں شریک ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے گھر سے برابر کھانا آتا تھا، مشہور ہے کہ "كانت جفنة سعد تدور مع النبي صلى الله عليه وسلم في بيوت ازواجه" (سعد رضی اللہ عنہ کی

طرف سے بھیجا گیا کھانے کا برتن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے گھروں میں گھومتا رہتا تھا) یعنی جس زوجہ کے ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باری ہوتی، سعد رضی اللہ عنہ وہیں کھانا بھیج دیتے، غزوہ احد کے وقت مدینہ منورہ میں شدید قسم کا خطرہ تھا، یہ اپنا مکان چھوڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان کا پہرہ دینے پہنچ گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کا بہت خیال رکھتے، ان کے مکان پہ تشریف لیجاتے، ایک باران کیلئے دعا فرمائی: ((اللھم اجعل صلوتک ورحمتک علی آل سعد بن عبادۃ)) (سیر الصحابہ ذکر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ)

ایک بار یہ بیمار ہوئے، آقا صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ عیادت کو آئے، یہ درد سے بے ہوش تھے، کسی نے کہہ دیا کہ ختم ہو گئے، بعض کہنے لگے نہیں ابھی دم باقی ہے، اتنا سننا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رو پڑے اور ساتھ ہی تمام مجلس غمگین ہو گئی، سب رونے لگے۔ (صحیح البخاری ج ۱ص ۱۷۴)

ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کو آرہے تھے کہ راستے میں ابن ابی منافق بیٹھا تھا، اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت کلامی کی، صحابہ رضی اللہ عنہم کو بہت غصہ آیا، فریقین لڑائی کے قریب ہو گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو اس ارادہ سے باز رکھا، پھر سعد رضی اللہ عنہ کے مکان میں چلے آئے اور فرمایا: ''سعد! تم نے سنا، آج ابن ابی منافق نے مجھے کیا کہا''؟...... انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اس کا قصور معاف کریں، یہ آپ کے آنے سے قبل بادشاہت کے خواب دیکھ رہا تھا، آپ کے آنے کے بعد اس کی دال نہیں گلی، تو اب غم وغصہ کا اظہار کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر معاف فرمادیا۔ (صحیح البخاری، کتاب التفسیر: الآیۃ 'ولتسمعن من الذین اوتوا الکتاب' بتلخیص)

ایک بار آقا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، واپسی کے وقت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنا گدھا منگوایا، اس پہ چادر بچھائی، اپنے بیٹے قیس رضی اللہ عنہ سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ جاؤ.......... حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا مکان بازار مدینہ کی انتہا پہ واقع تھا، اور جرار سعد کہلاتا تھا، ایک مسجد اور چند قلعے بھی تھے، ایک مکان بنو حارث میں بھی ان کی ملکیت میں تھا۔

مسجد نبوی کے مغربی جانب باب السلام کے سامنے ایک قدیم مارکیٹ 'بازار عینیہ'...... یہ اپنے وقت کا سب سے بڑا بازار تھا

An ancient market right opposite Baab-us-Salaam on the western side of Masjid-e-Nabwee...
This used to be the largest market of its time.

جن کی قبر میں رسول اللہ ﷺ اترے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب تو مسلمان نہیں ہوئے، مگر ان کی اہلیہ، فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا مسلمان ہوئی تھیں، مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی، حضرت علی ؓ کے ساتھ رہتی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مسجد نبوی شریف کے جنوب میں باقی بنی ہاشم کے افراد کے ساتھ ایک جگہ عطا فرمائی تھی، وہیں انہوں نے گھر بنایا، جب شادی کا وقت قریب ہوا تو علی ؓ نے ان سے کہا: اے میری امی! اب میری بیوی فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آنے والی ہیں، پانی بھرنے اور گھر سے باہر کا کام میں کردوں گا، اور گھر کے اندر کے کام چکی پیسنے، آٹا گوندھنے میں وہ آپ کا ہاتھ بٹائیں گی، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کے آنے سے آپ کو بہت سہولت اور آسانی مل جائے گی۔ (اسد الغابۃ ذکر فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا بتغییر)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا بہت احترام فرماتے، ان کی زیارت کو ان کے گھر تشریف لاتے، کبھی کبھی دوپہر کو قیلولہ بھی ان کے ہاں فرماتے، ان کا انتقال ہوا تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لائے، ان کے سرہانے بیٹھ گئے اور فرمایا: ''اے میری امی! اللہ آپ پہ رحم فرمائے، میری ماں کے انتقال کے بعد آپ ہی میری ماں تھیں، آپ خود بھوکی رہتی تھیں، مگر مجھے سیر کر کے کھانا دیتی تھیں، خود سادہ سا لباس پہنتی تھیں، مگر مجھے اچھا لباس پہناتی تھیں، اچھی اچھی کھانے کی چیزیں آتیں تو خود نہ کھاتیں مجھے کھلاتی تھیں، یہ سب آپ اللہ کی رضا کیلئے کرتی تھیں'' جب انہیں غسل دے دیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے ان پہ کافور چھڑکا، اپنی قمیض اتار کر ان کو کفن پہنایا، ان کی قبر کی کھدائی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی شریک ہوئے، جب قبر تیار ہوگئی تو ان کی قبر میں اتر کر لیٹ گئے، ان کی نماز جنازہ پڑھائی تو ان کیلئے خوب دعائیں کی، سب صحابہ ؓ یہ ماجرا، یہ احترام، یہ محبت دیکھ رہے تھے، تدفین سے فارغ ہو کر وجہ پوچھی تو فرمایا: ''ابو طالب کے بعد ان سے زیادہ میرے ساتھ کسی نے حسن سلوک نہیں کیا، یہ میرا دست و بازو رہیں، اسی بنا پر میں نے ان کو قمیض پہنائی، تا کہ ان کو جنتی پوشاک ملے، اور ان کی قبر میں لیٹ گیا تا کہ ان کو قبر میں آسانی ہو''۔ (سبل الہدی والرشاد ذکر فضائل علی ؓ) ان کی قبر جنت البقیع میں ہے، جنت البقیع کے نقشہ میں ان کی قبر دیکھی جاسکتی ہے۔

پانچ قبروں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس اترے، اول: سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ایک بیٹے، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش میں تھے ..... دوم: سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ..... سوم: فاطمہ بنت سعد رضی اللہ عنہا ..... چہارم: ام رومان رضی اللہ عنہا (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساس، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ) ..... پنجم: ذوالبجادین ؓ (ان کا قصہ تبوک کے ذیل میں گزرا ہے)۔

ام ایمن رضی اللہ عنہا کے گھر میں

نام برکہ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کی کنیز تھیں، سیدہ آمنہ سلام اللہ علیہا کے انتقال کے بعد انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بارے میں فرمایا کرتے تھے: ''یہ میری ماں ہیں'' ..... اکثر ان کے مکان پر تشریف لے جاتے، ایک مرتبہ انہوں نے شربت پیش کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی وجہ سے نہیں پیا، اس پر یہ کچھ ناراض ہوگئیں کیونکہ ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کرنے پہ ایک قسم کا ناز تھا، تو محبت کی خفگی تھی۔ زید بن حارثہ ؓ سے نکاح ہوا، اسامہ ؓ انہی کے بطن سے پیدا ہوئے۔

صلی اللہ علی حبیبہ محمد و آلہ وسلم

توسیع جدید کے بعد مسجد نبوی کے ایک مرکزی گیٹ کا پرشکوہ منظر

The majestic view of a central gate of Masjid-e-Nabwee after modern extension.

ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کے گھر

قبیلہ خزرج کے خاندان نجار سے ان کا تعلق تھا، ایاس بن بکر اللیثی رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا، صبح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لے گئے، ان کے بستر پر بیٹھ گئے، یہ بھی ساتھ بیٹھی تھیں، کچھ لڑکیاں شہدائے بدر کے فضائل پہ ترانے پڑھ رہی تھیں، اسی ضمن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بھی کچھ اشعار پڑھے، ایک مصرع یہ پڑھا گیا "وفینا نبی یعلم مافی غد" اور ہم میں وہ نبی ہیں، جو آنے والے کل کی بات جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ شعر نہ کہو، وہ اشعار پڑھو جو تم پہلے پڑھ رہی تھیں" ..... ایک بار آقا صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لائے اور وضو فرمایا۔ (سیر الصحابیات، ذکر ربیع بن معوذ رضی اللہ عنہا)

شفا بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا کا تبرکات کو جمع کرنا

یہ قبیلہ قریش کے خاندان عدی سے تھیں، ہجرت کی، ابوحشمہ بن حذیفہ رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لے جاتے، آرام فرماتے، انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ایک علیحدہ بچھونا اور ایک تہبند رکھ چھوڑی تھی، چونکہ ان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ مبارک جذب ہوتا تھا، اس لئے یہ بہت متبرک اشیاء تھیں، انہوں نے وہ چیزیں محفوظ رکھیں، ان کی وفات کے بعد ان کی اولاد نے بھی ان تبرکات کو نہایت

احتیاط سے محفوظ رکھا، بعد میں مروان نے ان سے یہ سب چیزیں لے لیں۔ (سیر الصحابیات، ذکر شفا بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک مکان عنایت فرمایا تھا، یہ اسی میں رہتی تھیں، اس مکان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز پڑھنا بھی ثابت ہے، یہ مکان الحکاکین کے پاس تھا، علامہ سمہودی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ جگہ سوق مدینہ کے قریب تھی۔

ام حرام رضی اللہ عنہا کے گھر میں

ام حرام رضی اللہ عنہا ام سلیم رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب قبا تشریف لے جاتے تو ان کے گھر میں بھی جاتے، کھانا تناول فرماتے، آرام فرماتے، ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گھر میں کھانا کھانے کے بعد آرام فرمایا، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر میں جوئیں دیکھنے لگ گئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند آ گئی تھوڑی دیر کے بعد مسکراتے ہوئے اٹھے، ام حرام رضی اللہ عنہا نے وجہ پوچھی تو فرمایا: ''میں نے خواب دیکھا، کہ میری امت کے کچھ لوگ سمندر میں جہاد کریں گے''۔۔۔ام حرام نے کہا: یا رسول اللہ! دعا فرمائیں، میں بھی ان میں شامل ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمادی، پھر سو گئے، تھوڑی دیر بعد پھر مسکراتے ہوئے اٹھے اور ایسے ہی خواب کا اعادہ فرمایا: انہوں نے پھر اپنی شرکت کیلئے دعا کی درخواست کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم پہلی جماعت کے ساتھ ہو''۔۔۔ چنانچہ اس خواب کی تعبیر ۲۸ھ میں پوری ہوئی، معاویہ ؓ نے جزیرہ قبرص پہ حملہ کرنے کیلئے بحری بیڑہ تیار کروایا، ام حرام رضی اللہ عنہا بھی اس میں شریک ہوئیں اور اسی سفر میں ان کا انتقال ہوا۔

ام حرام رضی اللہ عنہا کا گھر قبا کے قریب منازل بنو سالم میں تھا، اور یہ علاقہ مسجد الجمعہ کی مغربی جانب پڑتا تھا، قبا کی طرف جاتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر اسی راستے سے ہوتا تھا، آج بھی چھوٹی گاڑیوں اور قبا کی طرف پیدل جانے والوں کا یہی راستہ ہے، جب کوئی زائر اس راستے سے قبا کی طرف پیدل جا رہا ہو تو یہ خیال کرے کہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی راستے سے بارہا گزر کر قبا تشریف لے گئے تھے۔ (موسوعۃ المرأۃ الحرمین الشریفین بتغییر ۴/۶۷۹)

رات کے وقت قدیم مسجد نبوی کی ایک تصویر

A night view of the ancient Masjid-e-Nabwee.

A beautiful model of the ancient Madinah Munawwarah in the museum 'Mithaf Al-Madinatul-Aalaamee'.

متحف المدینۃ الاعلامی میوزیم میں مدینہ منورہ قدیم کا ایک خوبصورت ماڈل

بئر اریس (بئر خاتم، انگوٹھی والا کنواں)

بئر اریس مدینہ منورہ کے مشہور کنوؤں میں سے ہے، ایک بار نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پنڈلی مبارک سے کپڑا ہٹا کر اس کنویں میں پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے، ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بطور دربان کے کھڑے ہوئے، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حاضر خدمت ہونے کی اجازت مانگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''انہیں اندر آنے دو اور جنت کی خوشخبری سنا دو'' ... پھر عمر رضی اللہ عنہ پہنچے اندر آنے کی اجازت مانگی، ان کیلئے بھی ایسا ہی ارشاد فرمایا، تھوڑی دیر بعد عثمان رضی اللہ عنہ کی آمد ہوئی، ان کے بارے میں ارشاد فرمایا: ''ان کو بھی اندر آنے دو، جنت کی بشارت دے دو، نیز بتا دو کہ ان پر ایک بڑی آزمائش آئے گی''۔

بئر الخاتم پر بنے ہوئے گنبد کی ایک قدیم تصویر
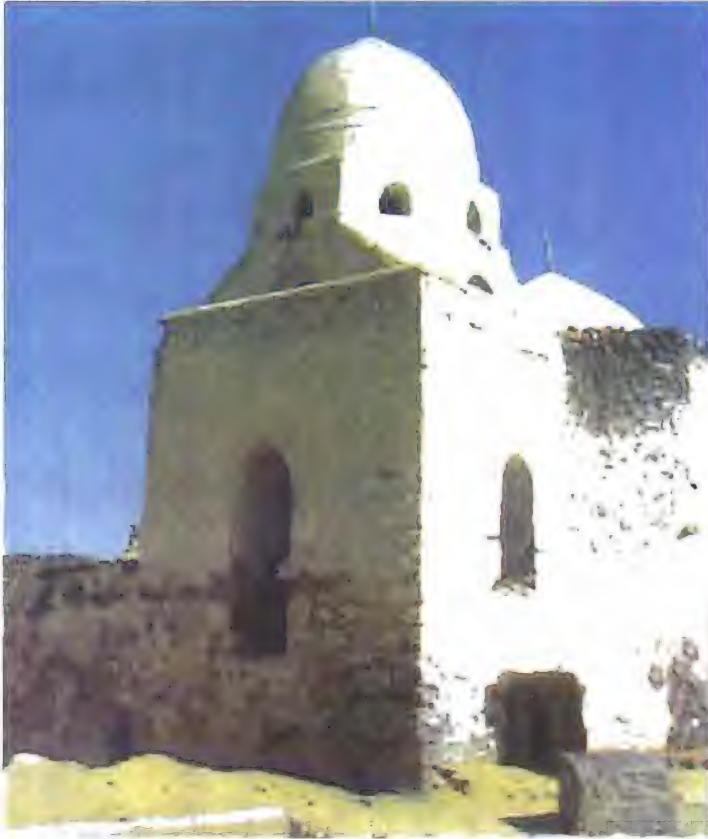
An ancient picture of a dome built on "Ber-ul-Khatam".

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم بھی یہاں تشریف لاتے، اور بیٹھے رہتے، ایک دن سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اس کنویں کی منڈیر پر بیٹھے ہوئے انگوٹھی کو ہاتھوں میں گھما رہے تھے کہ اچانک انگوٹھی ہاتھ سے چھوٹ کر اس کنویں میں گر گئی، صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ہم نے بہت کوشش کی، اس کنویں کو تہہ تک چھان مارا، مگر انگوٹھی نہ ملی، اس وجہ سے اس کنویں کو بئر خاتم بھی کہتے ہیں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی انتقال کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ، پھر عمر رضی اللہ عنہ اور پھر عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی، اور پھر اچانک اس کنویں میں گر گئی۔

بئر اریس (بئر خاتم) مسجد قبا کے قریب مغربی جانب واقع تھا، چودھویں صدی ہجری کے آخر میں سڑک کی توسیع کیلئے دفن کر دیا گیا۔ (صحیح بخاری، باب قول النبی الو کنت متخذ اخلیلا۔ تاریخ مدینہ منورہ لدکتور محمد الیاس ص ۱۳۰)

مدینہ منورہ میں 'مدینہ میونسپلٹی کے سابق چیئرمین المعلم علی حافظ (شیخ ۱۳۸۵ھ تک بلدیہ مدینہ طیبہ کے رئیس رہے) اپنی کتاب 'ابواب تاریخ المدینۃ المنورۃ' میں لکھتے ہیں: یہ کنواں مسجد قبا کے مغرب میں مسجد کے صدر دروازے سے ٹھیک ۴۲ میٹر کے فاصلے پر واقع تھا، ابن النجار کے بیان کے مطابق کنویں کی گہرائی ۶،۳ اور چوڑائی ۲،۲ میٹر تھی، جبکہ پانی کی سطح ۳،۱ میٹر تھی، ۷۱۴ھ (1317ء) میں اس کنویں کی تہہ تک اترنے کیلئے سیڑھیاں تعمیر کر دی گئیں، عہد عثمانی میں اس کنویں پر دو گنبد تعمیر کیے گئے، یہ دونوں گنبد شکستہ حالت میں ٹوٹ کر گرنے والے ہی تھے کہ جب ۱۳۸۴ھ 1964ء میں مسجد قبا کا چوک تعمیر کیا گیا تو مدینہ میونسپلٹی نے انہیں منہدم کرا دیا۔

(آخر میں معلم علی حافظ لکھتے ہیں کہ) وہ کنواں زمین میں دفن ہو گیا، لیکن اب بھی دریافت کیا جا سکتا ہے، اور ایک تاریخی حیثیت سے محفوظ رکھا جا سکتا

ہے۔ (ابواب تاریخ المدینۃ المنورۃ ص ۱۲۹) جہاں اب چوک کے قریب خوبصورتی کیلئے فوارے لگائے گئے ہیں، اس کے قریب ہی فٹ پاتھ اور سڑک کے درمیان اس کنویں کا محل وقوع تھا، بعض لوگ کہتے ہیں کہ مسجد قبا کے جنوب مغرب میں تکونے پارک میں جہاں کچھ پتھر رکھے ہوئے ہیں، یہ مقام بئر اریس کا تھا، مگر یہ بات درست نہیں ہے۔ (جستجوئے مدینہ ۷۵۷)

An ancient picture of "Ber-ul-Khatam"

Some stones placed in the south-west of Masjid al Qaba. Some people opine that "Bur-ul-Khatam" was at this place

بئر عثمان رضی اللہ عنہ (بئر رومہ)

یہ ایک یہودی کا کنواں تھا، جو لوگوں کو پینے کا پانی فروخت کرتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو کوئی اس کنویں کو خرید کر صدقہ کرے، تو میں اس کیلئے جنت کا اعلان کرتا ہوں''۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے ۴۰۰ دینار میں خرید کر وقف کر دیا.......... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی تو دعا دیتے ہوئے فرمایا ((اللھم او جب له الجنة)) اے اللہ! عثمان پر جنت واجب کر دے۔ اس سے ایک ڈول پانی منگوا کر اس سے پیا اور فرمایا: ''اس وادی میں اس کے پانی کی کثرت ہوگی، اس کا پانی میٹھا ہوگا''۔

البتہ بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ یہ کنواں ایک صحابی رضی اللہ عنہ کی ملکیت میں تھا، جس کا تعلق بنی غفار سے تھا، عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے خرید کر وقف کر دیا۔

ایک بار اس کنویں پہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا، اس کے قریب خیمہ میں مشکیزہ میں ٹھنڈا پانی تھا، گرمی عروج پر تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھنڈا پانی پلایا گیا، تو فرمایا ((هذا العذاب الزلال)) یہ تو بہت ہی میٹھا پانی ہے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی یہ یادگار آج بھی موجود ہے، زائرین مدینہ منورہ کے مقدس مقامات کی زیارت کے وقت اس کی زیارت کو بھی آتے ہیں، اکثر زائرین کو باہر کی چار دیواری پہ لگے بورڈ تک ہی اکتفا کرنا پڑتا ہے، اس کنویں کا پانی آج بھی صاف شفاف شکل میں موجود ہے، قریب ہی باغ اور مزرعہ ہے، یہ باغ اور کنواں اوقاف حرم نبوی شریف کی تحویل میں ہیں، جنہوں نے اسے وزارت زراعت و آبپاشی کو پٹے پر دیا ہوا ہے، محکمہ زراعت

نے اس کو زراعتی تجربات کا سینٹر بنا رکھا ہے، مختلف انواع واقسام کے کھجوروں کے درختوں پر ریسرچ ہوتی ہے، قریب ہی ایک جانوروں کا ہسپتال بھی ہے، کنویں کے قدیم کھنڈرات اب بھی باقی ہیں، کنویں کا پانی صاف شفاف، جاری ساری ہے، کنویں کے قریب ہی ایک خزان (حوض) ہے، جس میں پانی جمع کیا جاتا ہے، پھر نالیوں اور پائپوں کے ذریعے پورے مزرعے کو سیراب کیا جاتا ہے، ہم نے اس تاریخی کنویں پر حاضری دی، کام کرنے والے مزدور کو کچھ ہدیہ دیا تو انہوں نے خوش ہو کر مشین چلائی اور ہمیں کنویں کا پانی نوش کرنے کا موقع ہاتھ آ گیا، کنویں کی منڈیر کے متصل پرانے زمانے کی کمرہ نما عمارت کے کھنڈرات بھی باقی ہیں، جس میں اتر کر قریب سے پانی بھرا جاتا تھا، عموماً زیارتیں کروانے والے زائرین کو مزرعہ سے باہر لگے بورڈ کی زیارت کروا کے واپس لے آتے ہیں، حالانکہ مرکزی دروازہ سے اندر جانے کا راستہ بھی ہے، اور قریب جا کر کنویں کی زیارت کی جا سکتی ہے، پانی بھی نوش کیا جا سکتا ہے، عصر کے بعد اگر زیارت کے لئے جائیں تو کوئی رش نہیں ہوتا۔

علماء نے فرمایا: ''جن کنوؤں کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں وضو یا غسل فرمایا، یا یہاں کا پانی نوش فرمایا، وہاں شفا اور تبرک کیلئے جانا چاہئے، وہاں کا پانی استعمال کرنا چاہئے''۔۔۔ لیکن افسوس ہمارے زمانے میں کوئی کنواں بھی باقی نہیں رہا، سوائے اس بئر رومہ کے، یہاں بھی زائرین کو اندر تک نہیں جانے دیا جاتا۔ (سبل الهدى والرشاد، ذکر آثار المدينة المنورة بتلخیص وتغییر۔ ابواب تاریخ المدينة المنورة ص ۱۳۰، جستجوئے مدینہ ص ۷۶۴)

بئر عثمان ؓ اور مزرعہ بئر عثمان کے چند مناظر

Some scenes of "Ber-e-Uthman ؓ", and "Mazra'aa-e-Bur-e-Uthman".

بئر عثمان ؓ اور مزرعہ بئر عثمان کے چند مناظر

Some scenes of "Bur-e-Uthman ؓ", and "Mazra'aa-e-Bur-e-Uthman".

بئر حاء (ابوطلحہ ؓ کا باغ)

مسجد نبوی کی شمالی جانب حضرت ابوطلحہ ؓ کا باغ تھا، اس میں یہ کنواں تھا، ابوطلحہ ؓ کا یہ باغ انہیں بہت پسند تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس باغ میں تشریف لاتے، کنویں میں اتر جاتے، اس کنویں کا پانی نوش فرماتے، اس کے اردگرد واقع درختوں کے سایہ میں استراحت فرماتے، جب آیت نازل ہوئی ﴿لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ (سورہ آل عمران آیت ۹۲) ''تم ہرگز نیکی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک اپنی سب سے زیادہ پسندیدہ چیز اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو'' ...... تو ابوطلحہ ؓ نے حاضر خدمت ہو کر کہا: ''یا رسول اللہ! مجھے اپنے مال میں سب سے زیادہ بئر حاء والا باغ پسند ہے، میں اسے اللہ کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں، آپ اسے جہاں چاہیں استعمال فرمائیں'' ...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسے اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر دو''، ابوطلحہ ؓ نے ایسا ہی کیا۔

یہ کنواں ماضی قریب تک موجود رہا، ۱۴۱۴ھ میں دوسری سعودی توسیع کے دوران مسجد نبوی میں شامل ہو گیا، اب اس کی جگہ باب ملک فہد نمبر ۲۱'

میں داخل ہوکر چند میٹر کے فاصلے پر ہے، اس مقام پر فرش پر تین دائرے بنادیئے گئے ہیں، اگر کبھی صفائی وغیرہ کی غرض سے قالین ہٹے ہوئے ہوں، تو اس کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ (صحیح البخاری تفسیر آیہ لن تنالوا البر۔ تاریخ مدینہ منورہ ولد تو محمد الیاس ۱۳۱ تغییر)

بئر حاء کی قدیم تصویر

The ancient picture of "Ber-e-Haa"

مسجد نبوی میں بئر حاء کے مقام پر بنے ہوئے تین گول دائرے

In Masjid-e-Nabwee, the three circles at the place of "Ber-e-Haa".

بئر غرس کا اندرونی و بیرونی منظر (2009ء)

The interior and exterior view of "Ber-e-Ghuras" (2009 AC)

بئر غرس

یہ کنواں سعد بن خیثمہ انصاری رضی اللہ عنہ کی ملکیت میں تھا، اس کا پانی بہت شیریں تھا اور رات دن نکالنے سے بھی کم نہیں ہوتا تھا۔۔۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کنویں کا پانی نوش فرماتے تھے، اور وصیت فرمائی تھی کہ جب میرا انتقال ہوجائے تو مجھے بئر غرس کے پانی سے غسل دینا، ایک باریہاں وضو فرمایا، کنویں میں اپنا لعاب مبارک ڈالا۔۔۔ ایک روایت میں ہے کہ کسی نے شہد ہدیہ میں دی تو اسے بھی کنویں میں ڈال دیا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ بئر غرس کے کنارے بیٹھے بیٹھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں نے رات کو دیکھا، گویا کہ میں جنت

کے ایک چشمہ پر یعنی بئر غرس پر بیٹھا ہوں''۔ یادگار کے طور پر حضرت انس ؓ بھی کبھی کبھی اس کنویں پہ تشریف لاتے اور کبھی کسی کو بھیج کر اس کا پانی منگوا کر پیا کرتے تھے۔ (رسائل فی آثار المدینۃ المنورۃ ص ۶۹،۶۸ ،خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفیٰ)

یہ کنواں آج بھی مسجد قبا کی شمالی جانب تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلہ پر مدارس دار الھجرۃ الشادی کے قریب ہے، قریب ہی کھیل کا میدان ہے، کنویں کے گرد دیوار بنا کر اوپر چھت ڈال دی گئی ہے، البتہ چھوٹے چھوٹے سوراخوں سے کنویں کا نظارہ کیا جا سکتا ہے، کنویں کا پانی ختم ہو چکا ہے، ایک مسجد اور باغ بھی ''الغرس'' کے نام سے ۱۹۷۲ء تک موجود تھے، علی حافظ المحترم لکھتے ہیں کہ میں نے اس کنویں کی پیمائش کی تو اس کی گہرائی ۱۱ میٹر اور چوڑائی ۳ میٹر ہے، اس کا پانی شیریں ہے اور اس سے ۷۰۰۰ ۳ مربع میٹر کے ایک قریبی باغ کو سینچا جاتا ہے۔ (ابواب تاریخ المدینۃ المنورۃ ص ۱۳۰ بتغییر)

بئر البصۃ 'البوصۃ'

'بئر البصۃ الکبریٰ' توسیع جدید سے اس کا وجود ختم ہو گیا

"Ber-ul-Bast-alKubra".... Modern extension wiped off its existence.

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو سعید خدری ؓ کے پاس گئے اور ان سے پوچھا: ''کیا تمہارے پاس (سدر) بیری کے پتے ہیں کہ میں ان سے اپنا سر دھولوں''...... یہ جمعہ کا دن تھا، ابو سعید ؓ نے کہا: ''ہاں میرے پاس ہیں''، انہوں نے بیر کے پتے نکالے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ البصۃ کی طرف گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر دھویا اور سر کا دھوون اور جھڑے ہوئے بال 'البصۃ' میں ڈال دیے۔

علی حافظ المحترم لکھتے ہیں: 'مدینہ طیبہ میں ایک باغ کا نام 'البصۃ' تھا، باغ کے اندر دو کنویں تھے، جن میں بڑا کنواں اصل البصۃ مانا جاتا تھا، اور چھوٹا کنواں اس کے شمال میں ۶۰ میٹر کے فاصلے پر تھا، میں نے بڑے کنوں کا قطر ناپا تو چار میٹر تھا...... اب یہ کنواں شکستہ حالت میں ہے اور وہاں اُگا ہوا ایک جنگلی جھاڑ اس کی زبوں حالی میں اضافہ کر رہا ہے، اگر اس کنویں کو دوبارہ کھدوا کر اس کی حفاظت نہ کی گئی، تو ایک اسلامی یادگار فنا ہو جائے گی'۔

شیخ کی بات حرف بہ حرف سچ ثابت ہوئی اور یہ تاریخی وراثت بے اعتنائی کا شکار ہو کر آخر کار ضائع ہو گئی، یہ کنواں 'موقف البوصۃ والنشر' عمارت کے متصل تھا، بقیع کی جنوبی جانب، سعودی حکومت کی مسجد نبوی کی توسیع اور مدینہ منورہ کی جدید تعمیر و ترقی کے وقت اس کا وجود ختم ہو گیا۔ (رسائل فی آثار المدینۃ المنورۃ ص ۷۴۔ ابواب تاریخ المدینۃ المنورۃ ص ۱۲۸)

بئر بضاعہ پر بنی ہوئی عمارت (قدیم تصویر)

The building constructed on "Ber-e-Baza aa (ancient picture)

بئر بضاعۃ

مدینہ منورہ کا مشہور کنواں، احادیث میں بھی اس کا ذکر آتا ہے، سنن نسائی میں روایت ہے، ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بئر بضاعۃ پر وضو کرتے دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا پانی استعمال فرمایا، اس کا پانی میٹھا تھا، یہ کنواں کافی عرصہ تک موجود رہا، امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کنویں کا مشاہدہ کیا اور اس کی گہرائی کو ناپا۔

اس کنویں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک ڈالا اور دوسری میں وضو کر کے اس کا پانی اس کنویں میں ڈالا، کنویں کیلئے برکت کی دعا کی، اور جب کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بیمار ہوتا تو اسے اس کنویں کے پانی سے غسل دیا جاتا، وہ غسل کرتا تو ٹھیک ہو جاتا، اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم اپنے مریضوں کو تین دن اس کنویں کے پانی سے غسل دیتے تھے تو وہ ٹھیک ہو جاتے۔

محمد حافظ المکرم لکھتے ہیں: یہ کنواں الشامی علاقے میں تھا لیکن عمارتیں بنانے کے مقصد کی خاطر یہ باغات صاف کر دیے گئے، یہ جگہ شریف علی الحیار کے دو بیٹوں کی ملکیت میں آئی جنہوں نے اس کنویں کو وقف کر دیا، زید شریف جو اس وقف کے متولی تھے اس نے ایک عمارت بنوائی، کنواں اس عمارت کے وسط میں ہے، کنویں پر ایک پمپنگ مشین بھی لگوائی تاکہ اس کا پانی عمارت کے سامنے ایک باغیچے کی ٹینکی تک آ سکے، شریف زید نے لوگوں کو عام اجازت دی کہ جو کوئی اس کنویں کی زیارت کیلئے آنا چاہیں آ سکتے ہیں، اس کنویں کی نسبت سے اس علاقے کو بئر البضاعۃ کہا جاتا تھا۔

تاہم چودہ صدیوں بعد حرم نبوی شریف کی عظیم تر توسیع ہوئی، مسجد نبوی شریف کے اردگرد کی تمام عمارتیں خرید کر حجاج کرام کی رہائش وغیرہ کیلئے ہوٹل وغیرہ تعمیر کیے گئے، اس کنویں کے رقبہ پر پلاٹ نمبر ۱۲۹ بنا، جو دارالایاف نے خرید لیا، یوں طیبہ سینٹر کے عقب میں دارالایاف کے کمپلیکس کے سامنے یہ تاریخی، مقدس، بابرکت کنواں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے دفن ہوگیا۔ (شرح بلوغ المرام وعون المعبود شرح ابی داؤد، ذکر بئر بضاعة۔ رسائل فی آثار المدینۃ المنورۃ ص ۲۷۔ تاریخ ابواب المدینۃ المنورۃ ص ۱۲۷۔ جستجوئے مدینہ ص ۶۰۷)

مسجد نبوی کے سامنے حرم کے کبوتروں کی اڑان کا ایک دلکش منظر (قدیم تصویر)

The beautiful scene of the flight of Haram's pigeons in front of Masjid-e-Nabwee.

بئر اھاب

اس کنویں کا محل وقوع حرہ غربیہ میں تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کنویں پہ تشریف لائے، اس کا پانی استعمال فرمایا، اس کنویں میں اپنا لعاب مبارک ڈال کر اسے مقدس اور بابرکت بنا دیا، یہ کنواں سعد بن عثمان رضی اللہ عنہ کی ملکیت میں تھا، ایک بار آقا صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تشریف لائے، اور سعد رضی اللہ عنہ کے بیٹے، عبادہ بن سعد رضی اللہ عنہ کو کنویں پر تعمیر دو ستونوں سے بندھا ہوا دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور شفقت ان کو کھول دیا، بعد میں سعد رضی اللہ عنہ آئے، پوچھا "کون آئے تھے؟" ...... بیٹے سے پورا ماجرا سنایا، تو سعد رضی اللہ عنہ کہنے لگے: "وہ تو یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے"...... عبادہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے چل پڑے، حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک جا پہنچے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا دی

اسی دعا کا اثر تھا کہ عبادہ رضی اللہ عنہ نے تقریباً اسی [۸۰] سال عمر پائی، مگر اس وقت بھی وہ جوان نظر آتے تھے۔

بعض لوگوں نے اس کنویں کو بئر زمزم بھی کہا ہے، زمزم نام سے تبرک کے طور پر، لوگ اس کا پانی بھی بطور تبرک دور دور تک لے جاتے، (البتہ

دوسرے مؤرخین کہتے ہیں کہ بئر زمزم اور بئر اہاب الگ الگ کنویں تھے) (خلاصۃ الوفا، الباب السادس فی ذکر آبار المدینۃ المنورۃ، تاریخ معالم المدینۃ المنورۃ قدیماوحدیثاص ۱۹۱)

بئر اہاب کا موجودہ منظر (2010)

The present scene of "Ber-e-Ehaab" (2010)

اس کنویں کا محل وقوع حرہ غربیہ میں مسجد منارتین کی غربی جانب ہے ،کنویں کی نسبت سے اس محلہ کو بھی 'حی اہاب' کہا جاتا ہے ۔(جستجوئے مدینہ ۷۷۰) اب کنویں پر چھت ڈال کر اسے بند کردیا گیا ہے ،کنویں پر موجود قدیم عمارت شکستہ وکھنڈرات کی شکل میں باقی ہے۔

بئر الاعواف

اس کنویں پہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آنا ہوا، کنویں کے کنارے پہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوفرمایا، جہاں وضوکا پانی گرا وہاں گھاس کی طرح سبزہ اگ آیا، وضوکا کچھ متبرک پانی کنویں کے اندر بھی گرا، محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان ابن عفان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کے دور میں بھی (یعنی دوسری صدی ہجری میں) لوگ ان نباتات کو پہچانتے تھے، اور وہ پوری آب وتاب سے وہاں لہلہایا کرتی تھی۔ (خلاصۃ الوفا، الباب السادس فی ذکر آبار المدینۃ المنورۃ، تاریخ المدینۃ لابن شبہ)

بئر جاسوم

اس کو بئر جاسم بھی کہتے ہیں، یہ ابوالہیثم بن التیہان رضی اللہ عنہ کا کنواں تھا، اس کا پانی عمدہ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا پانی پیا تھا، اور ان کے باغ میں نماز پڑھی، ہیثم بن نصر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے تھے، وہ اس کنویں کا پانی لے کر آتے تھے، تقریباً دوسری صدی سے ہی

اس کے آثار ختم ہوگئے، شام کی سمت میں مسجد راتج کے نواح میں اس کا محل وقوع تھا، مسجد راتج میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کا ذکر بھی ملتا ہے، تبوک کے سفر میں بھی اس کنویں کا ذکر آتا ہے۔ (خلاصۃ الوفا، الباب السادس فی ذکر آبار المدینۃ المنورۃ)

بئر جمل

اس کو بئر جمل اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں ایک اونٹ مر گیا تھا، یا جس نے یہ کنواں کھودا اس کا نام جمل تھا، عبداللہ بن رواحہ اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کہتے ہیں، ہم بئر جمل گئے، ہمیں معلوم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہاں تشریف لائے تھے، وضو کیا، تو ہم نے بھی سوچا کہ بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنویں پہ کہاں اور کیسے وضو کیا؟ تو بلال رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا، موزوں پہ مسح کیا۔ وادی عقیق کے آخر میں جرف کے نواح میں اس کا محل وقوع تھا۔ (خلاصۃ الوفا، الباب السادس فی ذکر آبار المدینۃ المنورۃ)

بئر حلوہ

کچھ دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج سے خفا ہوئے تو مشربہ میں رات گزارتے اور قیلولہ بئر حلوہ کے پاس ایک کیکر کے درخت کے نیچے فرماتے، اس کنویں کے آثار بھی مدتوں سے ختم ہوگئے۔

بئر ذرع

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنوخطمہ آئے، ان کی مسجد میں نماز پڑھی، پھر بئر ذرع میں تشریف لے گئے، وہاں وضو کیا، اور اس کنویں میں اپنا لعاب مبارک ڈالا، اس کنویں کا محل وقوع مسجد بنی خطمہ کے پاس تھا۔ (خلاصۃ الوفا، الباب السادس فی ذکر آبار المدینۃ المنورۃ)

بئر العھن کی بہت قدیم تصویر

A very ancient picture of "Ber-ul-Ehan"

چند سال قبل بئر العھن کی لی گئی تصویر

A picture of "Ber-ul-Ehan" taken a few years ago.

بئر العھن، بئر یسیرہ

شیخ سید سمہودی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

کہ اس کنویں کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تو ثابت نہیں ہے، مگر اس کے باوجود لوگ اس سے تبرک حاصل کرتے چلے آئے ہیں، میرے نزدیک جو بات واضح ہوتی ہے، وہ یہ ہے کہ بئر العھن وہ بئر یسیرہ ہی ہے، جس میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے، یہاں وضو فرمایا اور اس کنویں میں اپنا لعاب مبارک ڈالا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کنویں کا نام پوچھا، بتایا گیا، اس کا نام 'عسیرہ' ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں اس کا نام یسیرہ ہے"۔

بئر العھن کے مقام کا موجودہ منظر (2010)

The present scene of the place of "Ber-ul-Ehan" (2010).

ابوسلمہ ﷺ کو بئر یسیرہ کے پانی سے غسل دیا گیا۔ (خلاصۃ الوفا ذکر آبار المدینۃ المنورۃ بتغییر)

بئر العھن قبا قریب عوالی میں مسجد شمس کے سامنے کی طرف تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلے پر کھجوروں کے درختوں کے جھنڈ میں واقع تھا۔ یہ باغ 'انصاری' کے باغ سے مشہور تھا، کنویں کے نشانات ماضی قریب تک موجود رہے، اب 2010 میں اس طرف بڑی سڑک کھودنے کے منصوبے پر کام ہو رہا ہے، اس باغ کا کافی حصہ بھی سڑک میں آ گیا، یوں سڑک کے اس منصوبے نے، باغ اور مبارک، مقدس، تاریخی کنویں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ یادگار نذر سڑک ہو گئی۔

بئر القراصۃ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کنویں پہ وضو کیا، اس میں اپنا لعاب مبارک ڈالا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی اس میں گر گئی، مگر پھر نکال لی گئی، اسی کنویں کے قریب جابر بن عبداللہ ﷺ کا باغ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قرض کی ادائیگی کیلئے قرض خواہوں سے بات کے سلسلے میں یہاں تشریف لائے تھے، جیسا کہ روایات میں اس کا ذکر ہے، اس کنویں کے آثار بھی ختم ہو گئے ہیں، البتہ اتنا معلوم ہے کہ مسجد فتح کی غربی جہت میں اس کا محل وقوع تھا۔ مدینہ منورہ کی مساجد میں اس نام سے ایک مسجد "مسجد القرصۃ" کا تذکرہ بھی ملتا ہے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں نماز پڑھی، اس کے آثار بھی صدیوں پہلے ختم ہو گئے۔ (خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفیٰ، معالم المدینۃ المنورۃ بین العمارۃ والتاریخ ص ۱۳۷)

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا باغ

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فارس سے تلاشِ حق میں مدینہ منورہ آ پہنچے، وہ کن سختیوں سے مدینہ منورہ پہنچے، یہ ایک انوکھی اور تفصیلی داستان ہے، جس کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں، غلام بن کر بِکتے بِکتے مدینہ منورہ میں پہنچے تو ایک یہودی ان کا آقا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ پہنچے تو سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے پہچان لیا اور اسلام قبول کیا، غلامی کی مشغولیت کے باعث آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری کم نصیب ہوتی تھی، عشق صادق تھا ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((کاتب یا سلمان!)) سلمان! اپنے آقا کو کچھ دے کر آزاد ہو جاؤ، جب آقا سے بات کی گئی تو اس نے بہت مہنگی قیمت رکھ دی، کہا ۳۰۰ سو درخت کھجور لگا کے دو اور چالیس اوقیہ چاندی بھی دو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: "اپنے بھائی کی مدد کرو،" صحابہ رضی اللہ عنہم نے مل کر ۳۰۰ درخت جمع کر دیئے، آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جاؤ، پودے لگانے کیلئے زمین کھودو، جب زمین کھود لو تو مجھے بلا لینا، کھجور کے پودے میں خود تمہیں لگا کے دوں گا"۔۔۔ سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دوستوں کی مدد سے زمین کھود لی، آقا صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ تشریف لائے، ہم پودے پکڑاتے جاتے اور آقا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھوں سے لگاتے جاتے، اللہ کی قسم! ایک پودا بھی خراب نہ ہوا، سب پودے صحیح صحیح لگ گئے، کچھ دنوں بعد کسی غزوہ سے مرغی کے انڈہ کے برابر سونا آیا جس کی مقدار چالیس اوقیہ نکلی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان رضی اللہ عنہ کو دے دیا، انہوں نے یہ سونا اپنے مالک کو دے کر جان چھڑائی اور پھر باقی زندگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لگا دی۔ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ہاتھ کے پنکھے بنانے میں بڑے ماہر تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل خانہ کیلئے کھجور کی پنکھیاں بنا کر لایا کرتے تھے، اور مسجد نبوی میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہاتھوں سے پنکھا جھلا کرتے تھے۔ (مسند احمد، باقی مسند الانصار، حدیث سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ بتلخیص رقم الحدیث ۲۲۶۲۰)

پھر وہ باغ زبیر بن باطا یہودی کے قبضہ میں چلا گیا، مگر جب بنو قریظہ کا خاتمہ ہوا تو وہ مال غنیمت کے طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تحویل میں آ کر صدقاتِ نبوی میں شامل ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال لطف و کرم سے وہی باغ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو عطا فرما دیا۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا یہ باغ اہلِ مدینہ کے ہاں بہت ہی متبرک تھا، لوگ بہت ذوق و شوق سے اس کی زیارت کو آتے، جس جگہ پر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا باغ تھا، اس جگہ پر مدتوں باغ ہی قائم رہا، درخت ٹوٹتے اور لگتے رہے، آج کل اس باغ والی جگہ کے اردگرد مزرعے اور کھجوروں کے باغات ہیں، ایک مدرسہ بھی "مدرسة ثانوية الامير محمد بن عبد العزيز، أسست عام ۱۴۱۹ ھ" کے نام سے قائم ہے، اس باغ کو جس کنویں سے پانی دیا جاتا تھا، اس کے اثرات بھی کھنڈرات کی شکل میں قائم ہیں، جس کے اردگرد جنگلا لگا کر اس کو "منطقة آثار" کی شکل دے دی گئی ہے، عشاق و زائرین یہاں آ کر ان اشیاء کی زیارت کر کے ہی "بستان سلمان فارسی رضی اللہ عنہ" کی یاد سے دل بہلا لیتے ہیں، اسی کنویں کے پاس آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایک کٹیا سی بنا کر اس باغ کی نگہداشت کیا کرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ فقر سلمانی کے ناطے وہ باغ بھی قرونِ اولیٰ میں 'صدقة الفقير' کے نام سے مشہور رہا۔ (جستجوئے مدینہ ص ۳۹۷ بتغییر)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِى الْاَرْوَاحِ، وَصَلِّ عَلٰى جَسَدِ مُحَمَّدٍ فِى الْاَجْسَادِ، وَصَلِّ عَلٰى قَبْرِ مُحَمَّدٍ فِى الْقُبُوْرِ، وَ صَلِّ عَلٰى اسْمِ مُحَمَّدٍ فِى الْاَسْمَاءِ

بستان سلمان فارسی ؓ کا کنواں اور حوض، سعودی حکومت نے اسے آثار قدیمہ کی شکل دے رکھی ہے

بستان سلمان فارسی ؓ کی جگہ پر قائم مدرسہ کا ایک منظر

A scene from the religion-school constructed at Garden of Salman Farsi ؓ.

The well and pond of Garden of Salman Farsi ؓ The government of Saudi Arabia has endowed it with the status of protected ancient heritage

خاک شفا والے میدان کا موجودہ منظر (2009)

An ancient picture of the ground of Khaak-e-Shifa (2009)

(خاک مدینہ) خاک شفا

اللہ تعالیٰ نے مدینہ پاک کی مٹی کو اکسیر بنایا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی بیمار پر دم فرماتے تو دعا و کلام مقدس کے ساتھ ساتھ مدینہ منورہ کی خاک پاک کو بھی شامل فرماتے، زخم، پھوڑے پھنسی پر دم کرتے وقت یہ دعا پڑھتے ((بسم اللہ بتربة ارضنا بريقة بعضنا ليشفى سقيمنا باذن ربنا))..... خاک مدینہ طیبہ کا ذکر کئی احادیث میں ہے۔

- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے، مدینہ منورہ کی خاک میں ہر بیماری کی شفا ہے''۔
- ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دم کیا اور وادی بطحان کی مٹی ایک پیالہ میں ڈالی، پانی ڈال کر بیمار پہ چھینٹے مارے۔
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنو حارث کے ہاں تشریف لائے، انہوں نے بخار کی شکایت کی: فرمایا: ''وادی صعیب کی مٹی کو کیوں نہیں استعمال کرتے ((تاخذون من ترابه فتجعلونه فی ماء ثم يتفل عليه احدكم)) اس کی مٹی لے کر پانی میں حل کرو، وہ پانی اپنے اوپر چھڑک دو'' انہوں نے ایسا ہی کیا تو بخار جاتا رہا۔
- حضرت امام مالک رحمہ اللہ کے سامنے کسی نے ایک بار تراب مدینہ، خاک مدینہ کو حقارت سے ردی کہہ دیا تو امام صاحب نے اسے

تمیں (۳۰) کوڑے لگانے کا حکم دیا اور تادم توبہ اس کو محبوس اور قید کی بھی سزا سنائی۔

علماء کرام نے متعدد مجرب واقعات لکھے ہیں کہ مدینہ منورہ کی خاک پاک استعمال کرنے سے اللہ تعالی نے لاعلاج بیماریوں سے شفا دے دی۔

ویسے تو مدینہ منورہ کی خاک جہاں سے بھی لے لی جائے خاک شفا ہے، تاہم ایک خاص میدان ہے، جو سلمان فارسی ﷺ کے باغ کے قریب، وادی بطحان کا میدان ہے، صدیوں سے لوگ وہاں سے مٹی لیتے رہے حتی کہ وہاں گڑھا بن گیا، موجودہ زمانے میں خاک شفا والا میدان ختم کر دیا گیا ہے، وہاں اب پتھر وغیرہ ڈال کر گڑھے کی جگہ زمین کے بالکل برابر کر دی گئی ہے اور پکی سڑک کی شکل بنا کر اس خاک کو چھپا دیا گیا ہے جو ہزاروں لاعلاج مریضوں کیلئے شفا کا ذریعہ بنتی رہی۔ (خلاصۃ الوفا، باخبار دار المصطفی۔ تاریخ المدینۃ المنورۃ ص ۷۱ بتغییر)

خاک شفا والی وادی کی قدیم تصاویر

Ancient pictures of the valley of Khaak-e-Shifa.

غبار مدینہ منورہ

مدینہ منورہ کی خاک پاک کی طرح یہاں کے غبار کی بھی بہت فضیلت آئی ہے، شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر سے واپس تشریف لاتے تھے اور مدینہ طیبہ کے قریب پہنچتے تو اپنی سواری کو حرکت دے کر اور تیز کر دیتے تھے اور یہ اس لئے تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وفور شوق سے بے چین ہو جاتے تھے کہ کسی طرح جلد از جلد مدینہ منورہ میں داخل ہو جائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک یہاں پہنچ کر سکون پاتا، شانہ مبارک سے چادر بھی نہ اتارتے اور فرماتے تھے کہ یہ ہوائیں طیبہ ہیں — جو گرد اور غبار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر پڑ جاتا اس کو صاف نہ فرماتے، اگر صحابہ ﷺ میں سے کوئی اپنے چہرہ اور سر کو گرد وغبار سے چھپاتا تو منع فرماتے۔ (جذب القلوب الی دیار المحبوب ص ۲۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس ہوئے تو حاضرین میں سے کسی نے مدینہ منورہ کے غبار سے منہ ڈھانپا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((والذی نفسی بیدہ ان فی غبارھا شفاء لکل داء)) "اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے، مدینہ منورہ کے غبار میں شفا ہے"۔ سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "مدینہ منورہ کا غبار کوڑھ (جذام) کو ختم کر دیتا ہے"۔ (خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفی ﷺ)

پھلوں سے لدے کھجور کے درخت

Date palms laden with fruit

عجوہ کھجور

مدینہ منورہ کھجوروں کا شہر ہے، اور کھجوروں کی یہاں اتنی اقسام ہیں کہ ان کا شمار مشکل ہے، بعض حضرات نے مدینہ طیبہ کی کھجور کی [۱۳۹] اقسام گنوائی ہیں مگران تمام میں عجوہ کھجور کی شان ہی کچھ اور ہے، اس کھجور کے بارے میں عجیب وغریب اقوال منقول ہیں۔

- عجوہ کھجور جنت کا پھل ہے اور اس کا پودا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے لگایا۔
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ پیاری عجوہ کھجور تھی۔
- سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بیمار ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار پرسی کیلئے تشریف لائے، اپنا مقدس ہاتھ میرے سینہ پر رکھا......

عجوہ کھجور، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند تھی

Ajwah dates, which the Prophet ﷺ loved very much

میں نے اس کی ٹھنڈک محسوس کی، فرمایا: ''سات عجوہ کھجور کھالو''۔

آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص صبح کے وقت سات عدد عجوہ کھجور کھالے، اس پر اس دن کسی قسم کا جادو اور زہر اثر نہیں کرے گا''۔ (سنن ابی داؤد، باب فی تمرۃ العجوۃ۔ خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفیٰ) دوسری کھجوروں کے مقابلہ میں عجوہ کھجور قیمتاً کچھ مہنگی ہوتی ہے مگر عشاق وزائرین بڑے شوق سے خریدتے ہیں۔

گنبد خضراء کا دلکش قدیم منظر

An ancient beautiful view
of the dome of Khidrah

میدان المناخہ (بازار مدینہ منورہ) کا ایک قدیم منظر

An ancient scene of the ground of Manakhah
(Market of Madinah Munawwarah)

"یہ رہا تمہارا بازار"

مدینہ منورہ میں کئی بازار تھے، مگر آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش تھی کہ مسلمانوں کا ایک الگ بازار ہونا چاہئے، جہاں خالصتاً اسلامی قوانین کے تحت خرید وفروخت ہو سکے، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک الگ بازار کی بنیاد رکھی، عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی

احجارالزیت، مشہد مالک بن سنان ؓ

احجار زیت ایک علاقے کا نام تھا، یہ ایک پتھریلی زمین تھی، جس کے پتھر کالے سیاہ تھے گویا کہ زیت (تیل) میں ان کو روغن کیا گیا ہے، یہ جگہ مشہد سنان بن مالک ؓ کے پاس تھی، مالک بن سنان ؓ غزوہ احد میں شدید زخمی ہوئے، زخمی حالت میں مدینہ طیبہ لائے گئے، زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے شہید ہوگئے، اپنے گھر میں دفنائے گئے، ان کا گھر پرانی مسجد نبوی کی شمال مغربی جہت میں، مناخہ (بازار مدینہ منورہ) کے علاقہ میں تھا، یہ جگہ 'مشہد مالک بن سنان ؓ' سے مشہور تھی، اس کے قریب ہی ایک مسجد ہوا کرتی تھی جو 'مسجد مالک بن سنان' سے مشہور تھی، یہ مشہد اور مسجد زیارت خاص وعام تھ، شاہ فہد مرحوم کے دور میں جب وسیع پیمانے پر مسجد نبوی کی توسیع کی گئی تو یہ ساری جگہ مسجد نبوی کی توسیع میں آ گئی۔ احجار زیت سے سیرت کے کئی واقعات کا تعلق ہے۔

- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار احجار الزیت کے پاس نماز استسقاء ادا فرمائی۔ (سنن الترمذی، باب ماجاء فی صلوۃ الاستسقاء)
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے بعض یہود بنوقریظہ کو غداری کے الزام میں احجار الزیت میں سزائے موت دی گئی۔ (المعجم الکبیر، باب السین، سعد بن معاذ الانصاری ص الحدیث ۵۳۲۷)

حرہ واقم، واقعہ حرہ

حرہ اس زمین کو کہتے ہیں جس میں کالے نوکیلے پتھر ہوں، دیکھنے میں یوں محسوس ہوتے ہوں کہ آگ میں جلے ہوئے ہیں، قدیم مدینہ منورہ دو حروں کے درمیان آباد تھا، مدینہ منورہ کے مغربی حصے کے حرے کو حرہ غربیہ (حرہ وبرہ) اور مشرقی حصے کے حرے کو حرہ شرقیہ (حرہ واقم) کہا جاتا ہے، اس حرے کا نام 'حرہ زہرہ' بھی ہے، یہ جگہ مسجد نبوی شریف سے مشرق کی طرف تقریباً ڈیڑھ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے، ایک بار آقا صلی اللہ علیہ وسلم اس حرے سے بعض اصحاب ؓ کے ساتھ گزر رہے تھے تو ایک مقام پر رک کر استرجاع یعنی ﴿إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾ پڑھا اور پھر فرمایا: ((**یقتل فی هذه الحرة خیار امتی بعد اصحابی**)) اس مقام پر میری امت کے بہت سے برگزیدہ افراد صحابی شہید کردئے جائیں گے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشن گوئی کے مطابق مدینہ منورہ کی تاریخ نے جو سب سے زیادہ پر آشوب، غمناک، جانکاہ، دلدوز اور روح فرسا اور روح سوز سانحہ دیکھا ہے، تاریخ اسے 'واقعہ حرہ' ہی کے نام سے یاد کرتی ہے، مؤرخین لکھتے ہیں کہ اہل مدینہ نے یزید کی بیعت سے انکار کیا تو اس نے مسلم بن عقبہ کی ماتحتی میں بارہ ہزار کا لشکر جرار مدینہ طیبہ کیلئے روانہ کیا۔

مسلم بن عقبہ نے حرہ واقم میں قیام کیا، مدینہ طیبہ سے مہاجرین وانصار صحابہ کرام ؓ نے زبردست مدافعت کی لیکن مٹھی بھر لوگ کہاں اتنی دیر مقابلہ کر سکتے تھے؟ آخر شامی غالب آ گئے، حضرات انصار، مہاجرین اور تابعین ؓ کے علاوہ ایک ہزار سات سو رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوسی مدینہ منورہ کے باشندوں کو تہ تیغ کیا گیا، عورتوں اور بچوں کے علاوہ دو ہزار آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا اور سات سو حفاظ کرام نیز ستانوے سرداران قریش کو ظلم وستم کی تلوار سے ذبح کر ڈالا۔ (تفصیل کتب تاریخ میں دیکھی جاسکتی ہے) شہداء بے گور وکفن پڑے رہے، آخر مدت بعد ان کو جنت البقیع میں اجتماعی قبر میں دفنایا گیا، آج بھی جنت البقیع میں شہداء حرہ کی اجتماعی آرام گاہ موجود ہے۔

حرہ شرقیہ بہت وسیع علاقے پر پھیلا ہوا تھا، وثوق کے ساتھ اس قتل گاہ کا تعین خاصہ دشوار ہے، تاہم بعض مؤرخین کی رائے میں یہ جگہ شارع ستین

(شارع فیصل) پر مسجد اجابہ اور مسجد ابوذر الغفاری رضی اللہ عنہ کے درمیان مدینہ طیبہ کے مرکزی پولیس آفس (الشرطۃ المدینۃ المرکزیۃ) کے سامنے تھی، جس کے اردگرد اب اونچی چاردیواری کردی گئی ہے۔ (تاریخ معالم المدینۃ المنورۃ ص ۲۳۵۔ جستجوئے مدینہ ص ۸۸۴)

مقام اسواف

اس مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آنا کئی بار ثابت ہے۔

- ...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسواف میں تھے، کہ یکے بعد دیگرے آنے والے ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم کو جنت کی بشارت دی۔
- ...... یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی اولاد میں میراث کا فیصلہ فرمایا۔
- ...... روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسواف کے ایک باغ میں تشریف لے گئے، وہاں طویل سجدہ کیا ......

اس سے مراد مسجد سجدہ (مسجد ابوذر رضی اللہ عنہ ہے، جس کا تذکرہ پیچھے ہوچکا ہے) اسواف اس مسجد کے قریب ہی واقع تھا، اس کا محل وقوع جبل احد کی طرف جاتے ہوئے راستے میں تھا۔ (خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفیٰ بتغیر)

باب البقیع: جنت البقیع کی طرف مسجد نبوی کا کھلنے والا دروازہ، عاشق امتی اپنے آقا ﷺ کی خدمت میں نذرانہ سلام پیش کرنے کے بعد اسی دروازے سے باہر نکلتے ہیں

"Baab-ul-Baqee", the gate of Masjid-e-Nabwee leading to Jannat-ul-Baqee. The lovers of the Prophet ﷺ exit from this gate after paying him ﷺ tribute.

مقوقس، والی مصر کے نام لکھے گئے مکتوب مبارک کا ایک عکس

An image of the written text to Maqooqus, the ruler of Egypt.

آقا ﷺ کی یادگار، اردن کا مبارک درخت

ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر شام میں جاتے ہوئے بحیرا راہب کی خانقاہ کے قریب ایک درخت کے نیچے قیام فرمایا تھا اور درخت کی شاخیں آپ پر جھک گئی تھیں، علامات نبوت دیکھ کر راہب پہچان گیا اور اس نے سب قافلے والوں کی دعوت کی۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی یادگاروں اور نشانیوں سے محبت کرنے والوں نے اس درخت کا بھی کھوج لگالیا، اس کی پوری تفصیلی روئیداد مکمل قرائن اور علامات کے ساتھ حضرت شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کے ایک مضمون "اردن میں دو نئی معلومات" میں چھپی ہے، ہم اس کا کچھ منتخب حصہ یہاں نقل کرتے ہیں۔

حکومت اردن کی سرپرستی میں ایک ادارہ 'مؤسسۃ آل البیت للفکر الاسلامی' کے نام سے قائم ہے، جس کے سربراہ شہزادہ غازی بن محمد ہیں، اردن کے بادشاہ کی طرف سے انہیں یہ ذمہ داری سونپی گئی کہ ان تاریخی یادگاروں کی تحقیق کریں جن کا تعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ہو، چنانچہ انہوں نے اس سلسلے میں وثائق کی چھان بین شروع کی جو حکومت کے پاس محفوظ تھے، ان وثائق میں جو غالباً خلافت عثمانیہ کے دور سے محفوظ چلے آرہے تھے، انہیں اس درخت کا ذکر ملا، جس کے نیچے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا تھا اور یہ کہ وہ درخت ابھی تک زندہ ہے، وثائق کی رہنمائی سے انہوں نے تلاش شروع کی تو پتہ چلا کہ کچھ عرصہ پہلے تیل کی ایک پائپ لائن کا سروے کرتے ہوئے وہ شاہراہ دریافت ہوئی ہے جو کسی بادشاہ نے اس غرض سے بنائی تھی کہ حجاز کے تاجر اس کے

نبی مجاہد ﷺ کی تلوار "العضب" جو مسجد الحسین (قاہرہ) میں محفوظ ہے، یہ تلوار سعد بن عبادہ ؓ نے ہدیۃً پیش کی، آپ ﷺ نے ابو دجانہ ؓ کو دی جنہوں نے تلوار چلانے کا حق ادا کیا

The sword "Al-Adhb" of the holy warring Prophet ﷺ which is preserved in Masjid-ul-Hussain (Cairo). This sword was gifted by Saad bin Ibadah ؓ, the Prophet ﷺ gifted it to Abu-dujanah ؓ who used it in a very befitting way in its right.

رسول مجاہد ﷺ کی تلواریں

پتھر پر ثبت نشان قدم مبارک ۔ یہ پتھر مسجد ابراہیم ہبرون میں محفوظ ہے

The mark of the holy Prophet ﷺ blessed foot, fossilized in stone. This stone is preserved in Masjid-e-Ibrahim in Hebroon.

The swords of the holy warring Prophet ﷺ

ذریعہ اطمینان سے سفر کر سکیں۔

اس دریافت سے انہیں مزید مدد ملی اور انہوں نے اسی شاہراہ کو بنیاد بنا کر علاقے کا سروے کیا تو انہیں یہ عجیب وغریب درخت دریافت ہوا جو سینکڑوں مربع کلومیٹر میں پھیلے ہوئے صحرا کے درمیان تنہا درخت تھا جو زندہ اور توانا کھڑا ہوا تھا، اس درخت سے کچھ فاصلے پر انہیں ایک عمارت کے کھنڈر بھی نظر آئے جس کے بارے میں یہ امکان تھا کہ یہ شاید بحیرا راہب کی خانقاہ ہوگی، انہوں نے آس پاس رہنے والے بدوؤں سے تحقیق کی تو انہوں نے بتایا کہ ہمارے خاندانوں میں یہ بات تواتر کی حد تک مشہور ہے کہ اس درخت کے نیچے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا تھا۔

ان تمام شواہد کی روشنی میں حکومت اردن نے اس جگہ کی حفاظت کیلئے اس کے گرد احاطہ بنا دیا ہے، جب یہ درخت پہلی بار شہزادہ غازی کو دریافت ہوا، اس وقت زندہ ضرور تھا اور اس کی ایک زندہ درخت کی پوری ہیئت بھی برقرار تھی لیکن اس کی شاخیں کچھ سوکھی ہوئی تھیں، اس کے بعد اسے پانی دینے

والد مکرم کی طرف سے وراثت میں ملی ہوئی 'المأثور' تلوار، غلاف کے ساتھ

The sword "Al-Mathoor" along with its scabbard, inherited from his honorable father.

حتف

نبی مجاہد ﷺ کی تلوار 'حتف' جو توپ کاپی عجائب گھر (ترکی) میں محفوظ ہے

The sword "Hataf" of the holy warring Prophet ﷺ, preserved in Topkapi museum Turkey.

کا اہتمام کیا گیا جس کے بعد وہ بالکل تروتازہ اور سرسبز ہوگیا۔ یہ بات وہاں جا کر بالکل واضح طور پر نظر آتی ہے کہ یہ کوئی غیر معمولی درخت ہے، اس لئے کہ سینکڑوں مربع کلومیٹر دور تک نہ کسی درخت کا نام ونشان ہے اور نہ وہاں تک پانی پہنچنے کا کوئی راستہ نظر آتا ہے، اس لحاظ سے یہ بات کوئی بعید یا تعجب خیز نہیں ہے کہ اس درخت سے چونکہ حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ ظاہر ہوا تھا اور اس کی بنا پر بحیرا راہب کو آپ میں خاتم الانبیاء کی علامتیں نظر آئی تھیں اس لئے اللہ تعالی نے معجزاتی طور پر باقی رکھا ہوا ہو۔

شہزادہ غازی ہمیں ایک فوجی ہیلی کاپٹر پر اس مقام پر لے گئے، عمان سے شمال مشرق کی طرف سفر کرتے ہوئے تقریباً پچاس منٹ کے بعد ہم منزل مقصود تک پہنچے، یہ پورا راستہ لق ودق صحرا پر مشتمل تھا، جس میں کہیں کہیں چھوٹے چھوٹے خشک ٹیلے اور زمین سے چپکی ہوئی چھوٹی چھوٹی جھاڑیاں ضرور دکھائی دی جاتی تھیں اور وہ بھی گرمی کی وجہ سے جھلسی ہوئیں، پچاس منٹ کے سفر کے بعد اس صحرا میں ہم اترے تو افق سے افق تک پھیلے ہوئے ریگستان کے عین درمیان ایک ہرا بھرا درخت نظر آیا جو اس لق ودق صحرا میں نمایاں دکھائی دے رہا تھا، یہی وہ درخت تھا جس کے بارے میں یہ اندازہ کیا جارہا ہے کہ اسی کے سائے میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے تھے۔

قوی احتمال ضرور قائم ہوتا ہے کہ یہ وہی درخت ہوگا، اور یہ قوی احتمال بھی ایک محبت کرنے والے کی آنکھیں ٹھنڈی کرنے کیلئے کافی ہے، چنانچہ ہم نے اس درخت کی زیارت کی سعادت حاصل کی، یہ ایک پستے کا درخت ہے، اور شہزادہ غازی نے بتایا کہ اس پر اب بھی پستہ آتا ہے اور میں نے کھایا بھی ہے، درخت کی چھاؤں یوں بھی بڑی خوشگوار ہے، چشم تصور نے یہاں جس محبوب دلنواز صلی اللہ علیہ وسلم کو جلوہ افروز دیکھا، اس نے اس چھاؤں میں وہ مٹھاس پیدا کر دی تھی جو کسی اور سائے میں حاصل نہیں ہو سکتی "اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و علی آلہ و اصحابہ اجمعین" اس درخت اور اس کے ماحول میں کچھ دیر گزاری تو عصر کی نماز کا وقت ہو چکا تھا، چنانچہ اسی چھاؤں میں بفضلہ تعالی عصر ادا کرنے کی توفیق عطا ہوئی، نماز اور دعا کے بعد ہم دوبارہ ہیلی کاپٹر میں سوار ہو کر عمان واپس آئے۔ (ماہنامہ البلاغ دار العلوم کراچی، ذوالحجہ ۱۴۳۱ھ)

The holy warring Prophet ﷺ swords decorated and arranged in Topkapi Museum Turkey.

سفرِ آخرت، دنیائے فانی کو الوداع

جبریل امین انسانی شکل میں

حجۃ الوداع سے واپسی ہوئی، کچھ روز بعد جبریل امین علیہ السلام ایک غیر معروف شکل میں سفید کپڑے پہنے ہوئے بارگاہ رسالت میں تشریف لائے، بہت ہی قریب، نہایت ادب کے ساتھ دو زانوں ہو کر بیٹھ گئے، ایمان، اسلام، احسان، قیامت اور علامات قیامت کے متعلق سوالات کئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوابات دیے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل امین علیہ السلام کے چلے جانے کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم کو بتایا کہ یہ جبریل امین تھے، جو تمہیں دین کی تعلیم دینے کیلئے آئے تھے، احادیث کی کتابوں میں یہ واقعہ مفصلاً مذکور ہے۔

۲۶ صفر المظفر ۱۱ھ کو رومیوں کے مقابلہ کیلئے ایک لشکر کی تیاری کا حکم دیا، اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر فرمایا، اس لشکر میں جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم کو روانگی کا حکم دیا، ابھی یہ لشکر مقام جرف میں تھا کہ وداع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر ملی، وفات کے کچھ دن بعد پھر یہ لشکر روانہ ہوا اور موتہ کے مقام پر معرکہ پیش آیا، جس میں مسلمانوں کو فتح ہوئی، چالیس دن کے بعد یہ لشکر مدینہ منورہ واپس آیا۔

عالم فانی کو الوداع

تکمیل شریعت ہوگئی، مکہ مکرمہ اور سارا عرب زیر ہوگیا، نصرت اور مدد الٰہی آچکی، زمین پر بسنے والے انسانوں کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچ چکا، توحید واخلاق کی تعلیمات مکمل ہوچکیں، بت پرستی اور کفر کا خاتمہ ہوگیا، رسومات جاہلیت اور شرک کی بیخ کنی ہوگئی، افق عالم سے انسانیت کے قافلے بارگاہ رسالت میں حاضری دے کر نجات ابدی کی تعلیم حاصل کر چکے، فریضہ نبوت بالکمال ادا ہو چکا، حجۃ الوداع کے عالمگیر خطبہ میں ﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ﴾ (سورۃ المائدہ آیت ۳) کے ذریعے اس کا اعلان بھی کردیا گیا، تو اب خالق کائنات کی طرف اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو بلاوا آگیا، عالم فانی کو الوداع کہنے کا وقت آگیا، اشاروں اشاروں سے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیاروں کو اپنی جدائی کی خبر بھی سنائی۔

- ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْهُ﴾ اپنے رب کی تسبیح تحمید اور استغفار میں مشغول ہو جایئے، اس حکم کے بعد امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اٹھتے بیٹھتے، آتے جاتے یہ پڑھتے تھے ((سبحانک اللھم ربنا وبحمدک اللھم اغفرلی وتب علی انک انت التواب الرحیم)) کبھی پڑھتے ((سبحان اللہ وبحمدہ استغفر اللہ واتوب الیہ)) کبھی پڑھتے ((سبحانک اللھم وبحمدک استغفرک واتوب الیک))

- سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: "جبریل امین ہر رمضان میں میرے ساتھ قرآن کریم کا صرف ایک بار دور کرتے تھے لیکن اس رمضان (۱۰ھ) میں دو مرتبہ دور کیا، میں گمان کرتا ہوں کہ میری روانگی کا وقت قریب آگیا ہے"... ہر سال رمضان المبارک میں دس دن کا اعتکاف فرماتے تھے، اس سال بیس دن کا اعتکاف فرمایا۔

- حجۃ الوداع میں فرمایا: ((لعلی لا اراکم بعد عامی ھذا)) شاید اب اس سال کے بعد تم سے ملاقات نہ ہو سکے گی۔

- غدیر خم کے خطبہ میں بھی فرمایا: "میں ایک بشر ہوں ممکن ہے عنقریب میرے پروردگار کی طرف سے کوئی قاصد مجھے بلانے آجائے اور

میں اس کی دعوت کو قبول کر لوں''۔

✿ حجۃ الوداع کے موقع پر تمام مسلمانوں کو اپنے فیض دیدار سے مشرف فرمایا، اور ان کو حسرت کے ساتھ اپنے اپنے علاقوں کی طرف رخصت فرمایا، تو حج سے واپسی پر بیکسی کے ساتھ جان دینے والے شہداء احد ﷺ کے مقبرہ پر بھی حاضری دی، دعا کی، نماز جنازہ پڑھی اور اس رقت انگیز طریقہ سے ان کو الوداع کیا کہ 'جس طرح ایک مرنے والا اپنے زندہ اعزہ کو الوداع کہتا ہے'۔

✿ مسجد نبوی میں منبر پر جلوہ افروز ہو کے خطبہ دیا، صحابہ ﷺ سے فرمایا: ''میں تم سے پہلے جا رہا ہوں تا کہ تمہارے لئے حوض وغیرہ کا انتظام کروں اور میرا تم سے حوض کوثر پر ملنے کا وعدہ ہے''۔ (البدایہ والنہایہ، قصہ مرض الوفات)

علالت کی ابتداء

ایک بار رات کو اپنے غلام ابو مویہبہ ﷺ کو جگایا اور فرمایا: ''مجھے حکم ہوا ہے کہ اہل بقیع کیلئے استغفار کروں'' ..... اہل بقیع کیلئے استغفار کرنے کے بعد واپس تشریف لائے تو سر درد اور بخار کی شکایت ہوگئی، یہ بدھ کا دن تھا، ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی باری تھی، اسی حالت میں باری باری ازواج کے ہاں تشریف لے جاتے رہے، جب مرض کی شدت ہوئی تو ازواج مطہرات سے اجازت لے کر پیر کے دن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں منتقل ہو گئے اور یہ آخری ہفتہ اسی حجرہ میں گزارا، تیرہ یا چودہ دن مرض رہا، آخری ہفتہ کی تیمارداری سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حصہ میں آئی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم بقیع سے تشریف لائے تو میرے سر میں درد تھا، میں نے کہا: ''ہائے میرا سر'' ..... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((بل انا اقول وارأساه)) بلکہ میں کہتا ہوں ہائے میرا سر۔ پھر فرمایا:

''اے عائشہ! اگر تم مجھ سے پہلے مر گئیں تو تمہارا کیا نقصان ہے، میں اپنے ہاتھ سے تمہاری تجہیز و تکفین کروں گا، دعائے مغفرت کروں گا'' وہ بے تکلفانہ لہجے میں عرض پرداز ہوئیں کہ یا رسول اللہ! گویا آپ میری موت چاہتے ہیں کہ اگر میں اس جہاں سے رخصت ہوگئی تو آپ اسی روز میرے ہی گھر میں کسی اور زوجہ کے ساتھ آرام کرنے والے ہوں گے، (یعنی مجھے بھول جائیں گے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر مسکرائے کہ یہ غافلات المومنات میں سے ہے، اسے یہ خبر نہیں کہ میں ہی دنیا سے جا رہا ہوں اور یہ میرے بعد زندہ رہے گی۔

اسی بیماری میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے سرگوشی کی تو وہ رو پڑیں، پھر تھوڑی دیر بعد سرگوشی کی تو ہنس پڑیں، بعد میں ان سے پوچھا گیا تو بتایا کہ پہلے جب سرگوشی کی تو اپنی وفات کی خبر دی، جس سے میں رو پڑی، پھر مجھے بتایا کہ میرے گھر والوں میں سب سے پہلے تم آ کے مجھے ملو گی، تو میں ہنس پڑی، چنانچہ چھ ماہ بعد سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی اس عالم کو وداع کہہ گئیں۔ (سیرت مصطفی ﷺ ج ۳ ص ۱۵۶)

آخری نبی ﷺ کا آخری خطبہ

جمعرات کے دن مرض کی شدت میں کچھ افاقہ ہوا تو ارشاد فرمایا کہ سات مشکیں پانی کی میرے سر پر ڈالو شاید کچھ سکون ہو اور میں لوگوں کو وصیت کر سکوں، حسب حکم پانی کی سات مشکیں ڈالی گئیں، اہل سیر نے لکھا ہے کہ یہ سات مشکیں مدینہ منورہ کے مختلف کنووں سے بھری گئی تھیں، ظہر کی نماز پڑھائی، نماز سے فراغت کے بعد خطبہ دیا، یہ آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری خطبہ تھا، حمد و ثنا کے بعد بیکسی میں شہید ہونے والے شہداء احد کیلئے دعائے مغفرت فرمائی، پھر مہاجرین کو خطاب کر کے فرمایا: ''انصار مدینہ نے مجھے ٹھکانہ دیا، لہذا تم ان کا اکرام کرنا، ان میں سے جو محسن اور نیکو کار ہوں

ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا، اگر ان میں سے کسی سے کوئی غلطی ہو جائے تو درگزر کا معاملہ کرنا''۔

پھر فرمایا: ''ایک بندے کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے کہ دنیا کی نعمتوں کو اختیار کرے یا خدا کے پاس کی نعمتیں یعنی آخرت کو اختیار کرے، اس بندے نے اللہ تعالیٰ کے ہاں جانا پسند کرلیا ہے''..... ابوبکرؓ جو تمام صحابہؓ میں سب سے بڑے عالم تھے، سمجھ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بارے میں فرمارہے ہیں، زاروقطار رونے لگے اور روتے روتے کہنے لگے ''بل نفدیک بأنفسنا و أبنائنا'' ''یارسول اللہ! آپ پہ ہماری جان، ہمارے ماں باپ قربان ہوں''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((علی رسلک یا ابابکر!)) ابوبکر ٹھہرو، قرار پکڑو، صبر کرو۔

پھر مسجد نبوی کی طرف جتنے دروازے کھلتے تھے، ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ سب بند کردئے جائیں، سوائے ابوبکرؓ کے دروازہ کے، وہ کھلا رہے، جان، مال اور دوستی کے اعتبار سے سب سے بڑا میرا محسن ابوبکر ہے، ابوبکر سے بڑا میرا محسن کوئی اور نہیں ہے، جس جس نے مجھ پر کوئی احسان کیا میں نے اس کا بدلہ دے دیا، سوائے ابوبکر کے، ان کے مجھ پر اتنے احسانات ہیں کہ میں ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ پہ چھوڑتا ہوں، اللہ تعالیٰ ہی قیامت کے دن ان کے احسانات کا بدلہ اور صلہ دیں گے، میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو اپنا جانی دوست بناتا تو ابوبکر کو بناتا، لیکن ان سے میری ایسی اسلامی اخوت ومودت ہے، جس میں کوئی ان سے افضل نہیں، اور کوئی ان کا برابر نہیں اس خطبہ میں اپنی امت کو سمجھایا کہ یہود و نصاریٰ نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا، تم میری قبر کو سجدہ گاہ نہ بنانا۔

اس آخری خطبہ میں سیدنا ابوبکرؓ کے خوب فضائل ومناقب بیان فرمائے، تاکہ سمجھ دار اور عقل مند امت سمجھ جائے کہ میرے بعد خلافت، جانشینی کے لائق ابوبکرؓ ہی ہیں، چنانچہ ہدایت یافتہ امت نے اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی منشاء وخواہش کے مطابق سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوکر صدیق اکبرؓ کی خلافت پر بالاتفاق بیعت کی۔ (البدایۃ والنہایۃ، سبل الہدیٰ والرشاد بتلخیص، قصۃ مرض الوفات)

خوخة سيدنا ابی بکر الصديقؓ

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ایک چھوٹا گھر مسجد نبوی سے متصل مغربی جانب تھا، جس میں سے ایک خوخہ (دریچہ، کھڑکی) مسجد نبوی کی طرف کھلتا تھا، 'خوخہ' اس طاق کو کہتے ہیں جو گھر کی دیوار میں روشنی اور ہوا وغیرہ کیلئے چھوڑا جائے، اگر خوخہ مکان کی پشت سے ہو تو اس سے آمدورفت بھی ممکن ہوتی ہے، سیدنا ابوبکر صدیقؓ کا خوخہ اس قسم کا تھا، وہ اکثر اوقات اسی خوخہ سے مسجد میں تشریف لاتے تھے، اس لئے بعض احادیث میں اس خوخہ کو دروازہ کہا گیا ہے، کیونکہ یہ دروازے کا کام دیتا تھا، ورنہ ابوبکر صدیقؓ کے گھر کا دروازہ مسجد کی جانب نہیں تھا۔

ابتداء میں مسجد نبوی کے اردگرد گھروں کے دروازے اور دریچے مسجد نبوی شریف میں کھلتے تھے، تاکہ مسجد میں آنے جانے میں سہولت رہے، غزوہ احد سے پہلے تمام دروازے بند کروادئے گئے، صرف چند دریچے رہ گئے تھے، وفات سے پہلے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خطبہ دیا، اس میں ان تمام دریچوں کو بند کرنے کا حکم دیا، سوائے 'خوخہ سیدنا ابی بکر صدیقؓ' کے..... یہ خوخہ منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب غربی جانب ہوتا تھا، مسجد نبوی کے اختتام پر، اس وقت مسجد نبوی کی حد یہیں تک تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی مسجد نبوی شریف کی حدود کی تعیین کیلئے ترکوں نے ان مقامات پر بنے والے ستونوں کے اوپر 'حد مسجد النبی صلی اللہ علیہ و سلم' لکھ دیا ہے۔

سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے اپنا یہ خوخہ اپنی خلافت کے زمانہ میں سیدہ ام حفصہ رضی اللہ عنہا پر چار ہزار درہم میں فرخت کردیا، اس آمدنی سے اپنا

قرض چکایا اور باقی رقم اپنے مہمانوں کی خاطر و مدارت میں صرف کی۔ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے مسجد نبوی کی توسیع کے وقت اس خوخہ کو بھی مسجد میں شامل کرلیا۔ تاہم بعد میں جب ولید بن عبدالملک مدینہ طیبہ آئے تو انہوں نے اس مقام پر ایک کمرہ تعمیر کرنے کا حکم دیا، جہاں بعد میں قرآن کریم کے نسخے رکھے جانے لگے، پھر دوسری توسیعات میں بھی یہ کمرہ رہا مگر اس کو مغرب کی جانب کر دیا گیا، رفتہ رفتہ پھر کمرہ ختم کر دیا گیا... ترکوں نے اس کی اہمیت اجاگر کرنے کیلئے اور اس کے محل وقوع کی جانب اشارہ کرنے کیلئے اس سمت کھلنے والے دروازے کے اوپر جلی حروف میں لکھ دیا ہے 'هذه خوخة سيدنا ابی بكر الصديق ؓ' ... اگرچہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا گھر اس جگہ پر نہیں تھا، وہ تو مسجد نبوی کے ختم ہونے کی حد پر مغربی جانب تھا، جیسا کہ اس کی تفصیل اوپر گزری ہے، مگر یہ تحریر عاشقوں کو یاد دلاتی رہے گی کہ آخری خطبہ میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خوخہ کا ذکر فرمایا تھا۔ اس طرح یہ تحریر حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی فضیلت اور امتیازی حیثیت کا بھی اظہار ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ حضرت عمر ؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے التماس کی کہ میں اپنے گھر کی دیوار میں ایک روشندان چھوڑ دوں مسجد کی جانب، تاکہ آپ جب نماز کیلئے تشریف لائیں تو آپ کے جمال پر نظر پڑے، آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں جائز نہیں سمجھتا اگرچہ سوئی کے ناکے کے برابر ہو... کسی نے اس کے متعلق دریافت کیا کہ ابوبکر ؓ کیلئے تو اجازت ہے باقی لوگوں کیلئے اجازت کیوں نہیں؟ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ میری طرف سے نہیں، بلکہ حکم الٰہی ہے، مجھے اس میں کوئی اختیار نہیں، اس کے بعد فرمایا: میں ابوبکر ؓ کے دروازہ پر ایک نور دیکھتا ہوں۔ (جذب القلوب الی دیار المحبوب ص ۱۱۲۔ جستجوئے مدینہ ص ۵۱۶)

صدیق اکبر ؓ کی امامت

جمعرات کے دن مغرب کی نماز پڑھائی، عشاء کے وقت کئی بار نماز کیلئے اٹھنے کا ارادہ فرمایا، مگر شدت مرض کی وجہ سے اٹھ نہ سکے... آخر کار پوچھا: 'لوگوں نے نماز پڑھ لی؟' بتایا گیا کہ وہ آپ کے منتظر ہیں، فرمایا: ''ابوبکر سے کہو، وہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں'' ۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں ہی تقریباً سترہ نمازیں ابوبکر صدیق ؓ نے پڑھائیں، ہفتہ کے دن ظہر کی نماز کیلئے عباس اور علی رضی اللہ عنہما کے سہارے

سے تشریف لائے، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے، اُن کے بائیں جانب بیٹھ کر امامت فرمائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر فرماتے، پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ بطور مکبر کے تکبیریں کہتے۔

اسامہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم جو رومیوں سے جہاد کیلئے مامور تھے، وہ ہفتہ کے دن ملنے آئے، تعمیل ارشاد کے لئے روانہ تو ہو گئے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت دیکھ کے کسی کے قدم نہیں اٹھ پا رہے تھے، رخصت ہو کر مقام جرف میں پڑاؤ ڈالا، اتوار کو مرض کی شدت کا سن کر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے پھر مدینہ منورہ آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بات نہیں کر سکتے تھے، اسامہ رضی اللہ عنہ نے جھک کر پیشانی اقدس پہ بوسہ دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور پھر اسامہ رضی اللہ عنہ پہ رکھ دئے، اسامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں یہی سمجھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے دعا فرما رہے ہیں۔

دُکھ بھرا دن، اولین و آخرین کیلئے

پیر کا دن تمام عالم کیلئے، اولین و آخرین کیلئے دُکھ بھرا دن تھا، بظاہر طبیعت کو کچھ سکون تھا، صبح کے وقت پردہ اٹھا کر اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو نماز میں مشغول دیکھا تو مسکرا دیئے، لوگوں نے آہٹ سنی تو سمجھے کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم باہر آنا چاہتے ہیں، فرطِ مسرت سے تمام بے قابو ہو گئے اور قریب تھا کہ نمازیں ٹوٹ جائیں، ابوبکر رضی اللہ عنہ جو نماز پڑھا رہے تھے، پیچھے ہٹنے لگے، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارے سے روکا اور واپس حجرہ مبارک میں تشریف لے گئے اور پردے ڈال دئے، یہ جمال اقدس کی آخری جھلک تھی، عاشقوں کیلئے یہ آخری زیارت تھی، انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ مصحف شریف کا ایک ورق ہے۔

لوگ یہ سمجھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو افاقہ اور سکون ہے، اس لئے منتشر ہو گئے، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی عرض کیا: ''یا رسول اللہ! الحمد للہ اب آپ کو سکون ہے، اجازت ہو تو گھر سے ہو آؤں'' ...... چنانچہ وہ اپنے اس گھر چلے گئے، جو عوالی کی طرف تھا، دن جیسے جیسے چڑھتا گیا، طبیعت بہت ناساز ہوتی گئی، غشی ہو جاتی، پھر افاقہ ہو جاتا، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا یہ دیکھ کر بولیں، "واکرب اباہ" ہائے میرے والد کی بے چینی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہارا والد آج کے بعد بے چین نہیں ہوگا'' ...... پانی کا ایک پیالہ رکھا ہوا تھا، درد سے بے تاب ہو کر بار بار اس پیالے میں ہاتھ ڈالتے اور منہ پر پھیر لیتے، اور یہ کہتے جاتے تھے ((لا الہ الا اللہ ان للموت سکرات))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی آغوش میں سر رکھ کے لیٹے ہوئے تھے، عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ ہاتھ میں مسواک لئے آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف دیکھنے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج اور اشاروں کو جاننے والی، فرمانبردار شریکۂ سفر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سمجھ گئیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسواک کی خواہش ہے، پوچھا: ''کیا آپ کیلئے مسواک لے لوں؟'' ...... آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ سے فرمایا: ''ہاں'' ...... سیدہ نے منہ میں مسواک نرم کر کے دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک کی۔

اے اللہ! بار بار اپنے اور محبوب ہم صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ روحی وابی وامی) کے در کی حاضری کی سعادت نصیب فرما، وہاں دفن ہونا نصیب فرما! اے اللہ اس دل بے تاب و مضطرب کی یہ خواہش پوری فرما! آمین ثم آمین

وانبیاہ، واخلیلاہ، واصفیاہ..!

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن چکی تھی کہ کسی پیغمبر کی روح اس وقت تک قبض نہیں کی جاتی، جب تک ان کا مقام ان کو جنت میں دکھلا نہ دیا جائے اور ان کو اختیار نہ دیا جائے کہ وہ دنیا وآخرت میں سے جس کو چاہیں ترجیح دیں۔

اسی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ چھت کی طرف تھی، ہاتھ اٹھا کر فرمایا ((اللھم فی الرفیق الاعلیٰ)) اے اللہ! میں رفیق اعلیٰ میں جانا چاہتا ہوں، سیدہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: یہ کلمات سنتے ہی میں سمجھ گئی کہ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں نہ رہیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاء اعلیٰ اور قرب خداوندی کو اختیار کرلیا ہے، یہ کلمات کہتے ہی روح مبارک عالم بالا کو پرواز کرگئی، ہاتھ مبارک نیچے گرگیا، آنکھیں چھت سے لگ گئیں، سہ پہر کا وقت تھا، سر مبارک سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سینہ اور ہنسلی کے درمیان تھا، مشہور قول کے مطابق ۱۲ ربیع الاول کا دن تھا، تاریخ وفات میں اور بھی کئی اقوال ہیں، عمر مبارک ۶۳ سال تھی۔ (سیرت مصطفیٰ ﷺ، سیرت النبی ﷺ) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ

وفات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر سنتے ہی قیامت بپا ہوگئی، صحابہ ؓ پریشانی میں ڈوب گئے، مدینہ منورہ میں کہرام مچ گیا، عاشقوں کو یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو الوداع کہا، عمر ؓ نے تو تلوار نکال لی کہ جو وفات کی بات کہے گا، اس کی گردن اڑا دوں گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے پروردگار کے پاس گئے ہیں، جیسے موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پہ گئے تھے، غرض عجیب کیفیت تھی، ابوبکر ؓ اپنے گھر گئے ہوئے تھے، خبر سنتے ہی گھوڑے پر سوار ہوکر روانہ ہوئے، آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور ہچکیاں بندھی ہوئی تھیں، سینہ سانس سے پانی کے گھڑے کی طرح ہل رہا تھا، صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہوئے آئے، مسجد نبوی کے دروازہ پر گھوڑے سے اترے اور حجرہ مبارکہ کی طرف چلے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اجازت لے کے اندر تشریف لے گئے، سب ازواج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد بیٹھی تھیں، سوائے عائشہ رضی اللہ عنہا کے سب نے پردہ کرلیا، صدیق اکبر ؓ نے چہرہ انور سے چادر کو ہٹایا، پیشانی مبارک کو چوما، روئے اور کہنے لگے، "وانبیاہ، واخلیلاہ، واصفیاہ" تین بار ایسا کیا، پھر منبر نبوی پہ بیٹھ کر خطبہ دیا اور لوگوں کو سمجھایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی دوسرے رسولوں کی طرح ایک رسول تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا ہے..... کتب سیرت میں یہ خطبہ تفصیل سے مذکور ہے، پھر صحابہ ؓ نے ابوبکر ؓ کے ہاتھ پہ بیعت کی، خلافت اور جانشینی پہ اتفاق کیا۔

تجہیز وتکفین

ابن ماجہ میں روایت ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کرتے ہوئے علی ؓ سے فرمایا تھا ((اذا انا مت فاغسلونی بسبع قرب من بئری بئر غرس)) 'جب میرا انتقال ہوجائے تو مجھے بئر غرس کے پانی سے غسل دینا' ..... ارشادِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیل میں اس کنویں سے سات مشکیزے بھر کر لائے گئے اور علی ؓ نے اسی پانی سے غسل دیا، جب غسل کا ارادہ کیا گیا تو یہ سوال پیدا ہوا کہ کپڑے اتارے جائیں یا لباس کے ساتھ ہی غسل دیا جائے؟ ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہوا تھا اچانک سب پر ایک غنودگی طاری ہوگئی اور غیبی آواز آئی کہ کپڑوں میں غسل دیا جائے.....

لباس کے ساتھ غسل دیا گیا، عباس ؓ اور ان کے صاحبزادے کروٹیں بدل رہے تھے، اسامہ ؓ اور شقران ؓ پانی ڈال رہے تھے، غسل کے بعد سحول (یمن کی ایک بستی) کے بنے ہوئے تین سفید سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا، اور جس پیراہن میں غسل دیا گیا وہ اتار لیا گیا۔

نمازِ جنازہ و تدفین

تجہیز و تکفین ہوگئی تو جنازہ شریف کو قبر مبارک کے کنارہ پر رکھ دیا گیا اور ایک ایک گروہ حجرہ شریف میں آتا تھا اور تنہا نماز پڑھ کے واپس چلا جاتا، کوئی کسی کی امامت نہیں کرتا تھا، الگ الگ بغیر امام کے نماز پڑھ کے واپس آجاتے تھے۔

مسند بزاز اور حاکم میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن مرض الوفات میں اہل بیت کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر بلایا، اہل بیت نے دریافت کیا: یارسول اللہ! آپ کے جنازہ کی نماز کون پڑھائے؟..... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب میری تجہیز و تکفین سے فارغ ہو جاؤ تو تھوڑی دیر کیلئے حجرہ سے باہر چلے جانا، سب سے پہلے مجھ پر جبریل نماز پڑھیں گے، پھر میکائیل پھر اسرافیل پھر ملک الموت پھر باقی فرشتے..... اس کے بعد تم ایک ایک گروہ کر کے اندر آنا اور مجھ پر صلوٰۃ وسلام پڑھنا..... چنانچہ لوگ حجرہ شریف میں گروہ در گروہ داخل ہوتے تھے اور صلوٰۃ وسلام اور درود دعا پڑھ کے واپس آجاتے تھے، ابن سعد رحمہ اللہ کی روایت میں ہے کہ حضرات شیخین ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ایک گروہ کے ساتھ حجرہ مقدسہ میں داخل ہوئے اور جنازہ نبوی کے سامنے کھڑے ہو کر یہ پڑھا:

"السلام علیک ایھا النبی ورحمة الله .اللھم انا نشھد انه قد بلغ ما انزل الیه ونصح لامته وجاھد فی سبیل الله حتی اعز الله دینه وتمت کلمته فاجعلنا یا الھنا ممن یتبع القول الذی انزل معه واجمع بیننا وبینه حتی یعرفنا ونعرفه فانه کان بالمؤمنین رؤفا رحیما لا نبتغی بالایمان بدلا ولا نشتری به ثمنا"

سلام ہو آپ پر اے اللہ کے نبی اور اس کی رحمتیں اور برکتیں ہوں آپ پر..... اے اللہ! ہم گواہی دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سب کچھ پہنچا دیا جو ان پر اتارا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی خیر خواہی کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو غالب کیا اور اس کا بول بالا ہوا..... اے اللہ! ہمیں ان لوگوں میں سے بنا جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی کی اتباع کی، اور ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمع فرما..... آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانیں..... آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں پر بڑے مہربان تھے..... ہم اپنے ایمان کا کوئی معاوضہ اور قیمت نہیں چاہتے۔

جہاں انتقال ہوا وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ تھا، انتقال کے بعد فراقِ مصطفوی سے نڈھال صحابہ ﷺ اس گہری سوچ میں مستغرق ہوگئے کہ جسم عنبریں کی تدفین کہاں کی جائے؟ اس امانت عظمیٰ کو کون سے خطہ زمین کے سپرد کیا جائے؟ ابوبکر صدیق ﷺ نے فرمایا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کا وصال اسی جگہ ہوتا ہے جہاں وہ دفن ہونا پسند فرماتے ہیں لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بستر کی جگہ دفنایا جائے، اسی رائے سے اتفاق کیا گیا..... پھر مہاجرین نے کہا کہ مکہ مکرمہ کے دستور کے مطابق بغلی قبر کھودی جائے، انصار مدینہ نے کہا کہ مدینہ طیبہ کے طریقہ پر لحد تیار کی جائے، حضرت ابوعبیدہ ﷺ بغلی قبر بنانے میں اور حضرت ابوطلحہ ﷺ لحد کھودنے میں ماہر تھے، فیصلہ یہ ہوا کہ دونوں کو بلایا جائے جو پہلے آجائے وہ اپنا کام کرے، حضرت ابوطلحہ ﷺ پہلے پہنچ گئے اور لحد تیار کی..... حضرت علی، حضرت عباس اور ان کے دونوں صاحبزادے فضل بن عباس اور قثم بن عباس ﷺ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر مبارک میں اتارا..... دفن سے فارغ ہوئے تو قبر مبارک کو کوہان کی شکل میں بنایا گیا اور اوپر پانی چھڑک دیا گیا..... حضرات صحابہ ﷺ دفن سے فارغ ہو کر خون کے آنسو بہاتے ہوئے، اس مصیبت کبریٰ پر ﴿ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴾ پڑھتے ہوئے گھروں کو واپس ہوئے۔ (سیرت مصطفیٰ ﷺ)

میری جان قربان اس پاک قبر پر

توسیع جدید کے بعد مسجد نبوی کا بہت ہی خوبصورت، حسین و دلکش منظر

The very beautiful and lovely scene of Masjid-e-Nabwee after modern expansion and extension.

ایک دیہاتی اونٹ پر سوار بدوانہ صورت میں حاضر ہوا، قبر مبارک پر حاضری دی، صلوٰۃ وسلام پڑھا، آپ ﷺ سے شفاعت کا طالب ہوا، پھر روتے ہوئے کچھ اشعار پڑھے ..... دیہاتی بدو کے دردبھرے یہ اشعار تاریخ کی کتابوں کا حصہ بن گئے، کئی مؤرخین نے ان اشعار کو اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیا، شروع کے دو شعر آقا ﷺ کے مواجہہ شریف کے دائیں بائیں والے ستونوں پر خوبصورت نقش کے ساتھ ترکوں نے لکھ دیئے، خدمت اقدس میں صلوۃ وسلام پیش کرنے کیلئے جو زائر بھی مواجہہ شریف کے سامنے کھڑا ہوتا ہے، تو دیہاتی عاشق کے ان اشعار پر بھی اس کی نظر پڑتی ہے۔

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ أَعْظُمُهُ   فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْأَكَمُ

اے بہتر اُن سب سے جن کے اجسادِ شریفہ خاک میں مدفون ہوئے، اور اُن کی خوشبو سے جنگل اور پہاڑ مہک گئے ہیں۔

نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ أَنْتَ سَاكِنُهُ   فِيْهِ الْعَفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ

میری جان اس پاک قبر پر فدا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سکونت فرما ہیں، اس قبر شریف میں پرہیزگاری ہے اور اسی میں جُود اور کرم ہے۔

أَنْتَ الشَّفِيْعُ الَّذِيْ تُرْجٰى شَفَاعَتُهُ   عَلَى الصِّرَاطِ إِذَا مَا زَلَّتِ الْقَدَمُ

آپ ایسے سفارشی ہیں جن کی سفارش کی ہمیں امید ہے، جس وقت کہ پل صراط پر لوگوں کے قدم پھسل رہے ہوں گے۔

وَصَاحِبَاكَ لَا أَنْسَاهُمَا أَبَداً   مِنِّي السَّلَامُ عَلَيْكُمْ مَا جَرَى الْقَلَمُ

اور آپ کے دو ساتھیوں کو تو میں کبھی بھی نہیں بھول سکتا، میری طرف سے تم سب پر سلام ہو جب تک دنیا میں لکھنے کیلئے قلم چلتا رہے، یعنی قیامت تک۔

حجرہ مبارکہ میں کھلنے والا باب عائشہ رضی اللہ عنہا

The gate of Ayesha, that opens up in the blessed living quarters of the Prophet ﷺ

مسجد نبوی کی بہت پرانی تصویر، کھجوروں کا چھوٹا سا باغ بھی نظر آرہا ہے، اس کے قریب ہی ان درختوں کی آبیاری کیلئے ایک کنواں ہوتا تھا، ان درختوں کا پھل اسلامی بادشاہوں کو تحفۃً بھیجا جاتا تھا

A very ancient picture of Masjid-e-Nabwee. A small field of date-palms can also be seen. There used to be a well from which these plantations were watered. The fruits of these tree used to be gifted to the rulers of Islamic countries.

روضۂ جنت!

کھجور کی شاخوں سے بنا ہوا حجرہ کائنات کی سب سے عظیم ہستی کا مسکن تھا، اُسی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوتے، آج بھی وہیں آرام فرما ہیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی وہیں رہائش پذیر تھیں، جب قبر اطہر کی زیارت کیلئے لوگ بکثرت آنے لگے تو امی عائشہ رضی اللہ عنہا (فداھا ابی وامی) نے مکان کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا، قبر شریف اور اپنی سکونت کے درمیان ایک دیوار کھینچ دی، پھر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں حجرہ مقدسہ کو پکی اینٹوں سے تعمیر کرایا۔

ولید بن عبدالملک کے دور میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے مسجد نبوی کی تعمیر کی تو حجرہ مقدسہ کی بھی شایان شان تعمیر کرائی، نہایت گہری بنیادیں کھودی گئیں اور منقش وخوبصورت پتھروں سے دیواریں بنائی گئیں، سنگ مرمر اور ساگوان کا استعمال کیا گیا، ستونوں میں لوہا اور سیسہ رکھا گیا، پھر اس پر سونے کا پانی چڑھایا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جمال نبوی ہی عشاق کے جذبات وذوق کی تسکین تھا، پریشان حال، غمزدہ، بھوکے پیاسے صحابہ رضی اللہ عنہم محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبہ سے سرشار دیوانہ وار پہنچتے اور رخ انور کو دیکھتے ہی سارے غم والم سے آزاد ہو جاتے، کبھی کبھی گھر میں بیٹھے بیٹھے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی الفت وانس میں بے تاب ومضطرب ہوتے تو دل لبھانے، چین پانے اور مسرت وشادمانی حاصل کرنے سیدھے حجرۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ کرتے اور آکر اپنی عقیدت کا اظہار کرتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چلے جانے کے بعد اب مسلمانوں کی شیفتگی ووارفتگی کا مرکز روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم رہا، اب عشق ومحبت کی داستانوں کی انتہا یہاں آکر ہوتی ہے، خلوص وصداقت کی تکمیل ہوتی ہے، یہ ٹکڑا ساری کائنات سے زیادہ افضل ومتبرک ہے، ساتوں آسمانوں، زمین، عرش، کرسی، حتی کہ کعبۃ اللہ سے بھی بلند اور فزوں تر ہے۔

اس روضہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو محبوب دوست، مسلمانوں کے خلیفہ ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما بھی محو استراحت ہیں، ایک قبر کی جگہ خالی ہے، جو روایات کے مطابق حضرت عیسی علیہ السلام کی خوابگاہ ہوگی۔ (تاریخ مدینۃ المنورہ بتلخیص)

مفسرین کرام نے یہ بحث کی ہے کہ جو جگہ انسان کا مدفن بنتی ہے وہاں کی مٹی کا انسان کے نطفہ اور پیدائش میں حصہ ہوتا ہے، اب امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کی خاک کو یہ شرف حاصل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی تخلیق اسی خاک سے ہوئی، محمد بن سیرین رحمہ اللہ تو قسم کھا کر کہا کرتے تھے کہ میں قسم اٹھاتا ہوں کہ اللہ تعالی نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو، ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو ایک ہی مٹی سے بنایا تھا۔ (تفسیر المظہری تحت آیۃ 'منہا خلقنا کم وفیہا نعید کم')

مکحلۃ: آقا ﷺ اس سے آنکھوں میں سرمہ لگاتے تھے

"Makhalah". The lord ﷺ used to kohl his eyes with it.

آقا ﷺ کی مہر مبارک کا عکس، خطوط کے آخر میں آپ ﷺ یہ مہر لگایا کرتے تھے

The image of the stamp of the Lord ﷺ he used to stamp his letters with this seal.

'متحف المدینۃ الاعلامی' میوزیم میں قدیم مسجد نبوی کے بنائے گئے ماڈل

The models of ancient Masjid-e-Nabwee, in the museum "Muthaf-ul-Madinatul-Aalaamee".

گنبد خضراء (سبز گنبد)

روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عمارت پر جو گنبد ہے اسے آجکل گنبد خضرا کہا جاتا ہے، اس کی مختصر تاریخ کچھ یوں ہے کہ سب سے پہلے ۶۷۸ھ میں الملک المنصو رقلاوون صالحی کے عہد میں حجرہ شریف پر قبہ تعمیر کیا گیا، تب نیچے سے مربع اور اوپر سے مثمن یعنی آٹھ گوشہ تھا، اس تعمیر میں دیواروں کے اوپر لکڑی کے تختے قائم کر کے ان پر لکڑی کی تختیاں اور ان تختیوں پر سیسہ کی پتیں لگائی گئی تھیں۔ اس کے بعد الملک الناصر محمد بن قلاوون کے عہد میں قبہ شریف کی تجدید کی گئی۔ ۷۶۵ھ میں جب قبہ شریف کو بارش کی وجہ سے نقصان پہنچا تو بادشاہ شعبان بن حسین نے اسکی تجدید کرائی۔ ۸۸۱ھ میں جب پانی کے اثرات اور قبہ شریف قدیم ہونے کی وجہ سے لکڑی کے تختوں سے بارش کا پانی رسنے لگا تو متولی عمارت شمس الدین بن الزمن نے مرمت کرائی۔

۸۸۶ھ میں تیز و تند طوفانوں اور آسمانی بجلی کے اثرات سے مسجد نبوی کی عمارت کو خاصا نقصان پہنچا، مسجد شریف کی چھت میں آگ لگ گئی اور اس آگ نے ساری مسجد نبوی کو اپنی لپیٹ میں لے لیا، مسجد مقدس کی دیواریں اور ستون زمین بوس ہو گئے، مقصورہ شریف، منبر مبارک کتب اور قرآن مجید کو آگ لگ گئی، سوائے حجرہ مقدسہ اور صحن والے قبہ کے کوئی چیز سلامت نہ رہی، عمارات کی درستگی اور مرمت کیلئے ملک اشرف قائت بائی نے سنقر جمالی کو ساز و سامان اور ایک سو انجینئروں کے ساتھ بھیجا، سنقر جمالی نے حجرہ مبارک کی دیوار پر اوپر نیچے دو گنبد بنائے اور ان دونوں پر ایک بہت بڑا گنبد بنایا، جس نے پہلے دونوں گنبدوں کو گھیر رکھا تھا، اس وقت قبہ شریف کا رنگ سفید تھا اور ''قبۃ البیضاء'' کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ ۹۸۰ھ میں سلطان سلیم ثانی نے قابل رشک گنبد تعمیر کرایا، اس نئے گنبد کو رنگین پتھروں سے مزین کیا گیا تھا، قبہ شریف کی پشت پر سلطان نے اپنا نام بھی کندہ کرایا۔ ۱۲۲۸ھ میں محمد علی پاشا نے حجرہ مقدسہ کی تجدید کا حکم دیا اور اس نے ایک ذی شان سونے کا شمع دان اور دو بیش قیمت چاندی کے شمع دان آویزاں کئے جن میں ایک پر یہ الفاظ مرقوم تھے ''العبد المذنب محمد علی والی مصر ۱۲۲۸ھ'' ۱۲۳۳ھ میں سلطان محمود نے گنبد خضراء کو از سر نو تعمیر کرایا اور پھر ۱۲۵۵ھ قبہ شریف پر سبز رنگ کر دیا گیا، اس کے بعد سے قبہ مبارک گنبد خضراء کے نام پکارا جانے لگا۔ (تاریخ مدینہ منورہ)

جدائی کا غم

آہ! ایک دن وہ تھا، جب مدینہ منورہ میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر اہل مدینہ خوشیاں منا رہے تھے اور ایک آج کا دن ہے، جب سب مدینہ والے غم میں ڈوبے ہیں، سارے عشاق غم کی تصویر بنے ہوئے، گم سم سے ہو گئے تھے، بچوں کی طرح بلک بلک کر رو رہے تھے، بعض صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ہر طرف اندھیرا چھا گیا، یہاں تک ہم ایک دوسرے کے ہاتھ کو بھی نہیں دیکھ سکتے تھے، عثمان رضی اللہ عنہ سکتہ کے عالم میں تھے، دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے، شدت غم کی وجہ سے بات تک نہیں کر سکتے تھے، علی رضی اللہ عنہ زار و قطار رو رہے تھے اور روتے روتے بے ہوش ہو گئے، ٹانگیں شل ہو گئیں، فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زبان پر یہ حسرت ناک کلمات تھے ''وا ابتاہ! اجاب داع دعاہ، یا ابتاہ الفردوس ماواہ، یا ابتاہ الی جبریل ننعاہ'' ہائے میرے والد مکرم! جنہوں نے فرشتہ موت کی پکار پر لبیک کہا، جنت ہی آپ کا ٹھکانہ ہے، ہم جبریل کے سامنے آپ کی خبر مرگ رکھتے ہیں، ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس رات ہم سب ازواج ایک جگہ جمع تھیں اور رو رہی تھیں، ہم میں سے کوئی نہیں سوئی، اسی دوران ہمیں مٹی کھودنے کی آواز آئی تو ہماری چیخیں نکل گئیں، مسجد میں موجود لوگوں کی بھی چیخیں نکل گئیں، اس وقت اس طرح کی آوازوں سے سارا مدینہ لرز گیا، فجر کے وقت جب بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی اور نام مبارک زبان پر آیا تو وہ رو پڑے اور ان کی ہچکیاں نکلنے لگیں، اس سے ہمارا رنج و صدمہ اور بڑھ گیا۔

مسجد نبوی کی محراب والی دیوار کا حسین و دلکش منظر، یہ حصہ ترکی تعمیر کا شاہکار ہے

A beautiful and lovely view of the wall containing the altar of Masjid-e-Nabwee. This portion is the masterpiece of Turkish masonry.

ایک صحابی عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ تو سجدے میں گر کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے لگے: کہ اے اللہ! آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب میں کسی کا چہرہ نہیں دیکھنا چاہتا، اے اللہ! تو میری بینائی واپس لے لے، دعا قبول ہوئی، صحابی رضی اللہ عنہ نے سجدہ سے سر اٹھایا تو بینائی غائب تھی۔

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کا صدمہ جانور بھی برداشت نہ کر سکے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ گدھا جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سواری کیا کرتے تھے، اس قدر غمزدہ اور بے چین ہوا کہ اس نے خود کو ایک گڑھے میں گرا دیا اور مر گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی نے کھانا پینا بند کر دیا، یہاں تک کہ بھوکی پیاسی مر گئی۔ (السیرۃ الحلبیۃ، قصۃ مرض الوفات)

اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی، محبت و عقیدت میں زار و قطار آنسو بہاتے ہوئے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ایک گناہ گار، سیاہ کار، عاصی امتی (مگر محشر میں شفاعت کی امید لئے ہوئے) اب ان اشعار کے ساتھ اپنی تحریر کا اختتام کر رہا ہے۔

الا یا ضریحا ضم نفس زکیۃ   علیک سلام اللہ فی القرب و البعد

اے وہ قبر مبارک! جو اپنی آغوش میں ایک پاکیزہ ترین انسان کو لئے ہوئے ہے، تجھ پہ خداوند قدوس کا سلام ہو، نزدیک و دور سے۔

علیک سلام اللہ ماھبت الصبا   وماناح قمری علی البان والرند

اے قبر مبارک! جب تک ہوائیں چلتی رہیں، تجھ پہ خدا کا سلام ہو اور جب تک قمریاں شاخوں اور درختوں پہ نغمہ سنج رہیں۔

وما سجعت ورق وغنت حمامة　　　وما اشتاق ذو وجد الی ساکنی نجد

اے قبر مبارک! تجھ پہ سلام ہوتا وقتیکہ فاختائیں بولیں اور کبوتر نغمہ زن رہیں اور جب تک عاشق نجد کے مرغزاروں کیلئے بے قرار رہیں۔

وما لی سوی حبی لکم آل احمد　　　امرغ من شوقی علی بابکم خدی

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان والو! میرے دل میں تمہاری محبت وعقیدت کے سوا اور کچھ نہیں، میں جوش وارفتگی میں تمہارے در پر اپنے رخسار رگڑ رہا ہوں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَدَدَ اَوْرَاقِ الْاَشْجَارِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَدَدَالْاَزْھَارِ وَالثِّمَارِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَدَدَقَطْرِ الْبِحَارِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَدَدَرَمْلِ الْقِفَارِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَدَدَمَا فِی الْبَرَارِیْ وَالْبِحَار۔

اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درخت کے پتوں کے برابر درود بھیج ...... پھولوں اور پھلوں کے برابر...... دریاؤں کے قطروں کے برابر...... میدانوں کے ریگ کے برابر...... بر و بحر میں جو کچھ ہے اس کے شمار کے موافق محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج۔

کسی مرد صالح نے یہ درود پڑھا تو غیبی آواز آئی کہ تم نے تو اسکے ثواب لکھنے میں فرشتوں کو آخر زمانہ و آخر اعمار تک تھکا ڈالا ...... [نزهة المجالس]

مدینہ منورہ (مسجد قبلتین کے قریب) ایک چوک میں لگایا گیا خوبصورت فوارہ

A beautiful fountain in the common-place, near Masjid-e-Qiblatain, Madinah Munawwarah.

المراجع و المصادر

آیاتِ قرآنیہ، مشہور تفاسیر اور مشہور کتب احادیث کے علاوہ جن کتابوں سے زیادہ تر استفادہ کیا گیا ہے، ان کے نام یہ ہیں۔

- ... البداية و النهاية ... علامه ابن كثير رحمه الله
- ... السيرة النبوية لابن هشام رحمه الله مع الروض الانف
- ... فتح البارى ،لابن حجر رحمه الله
- ... السيرة الحلبية للامام على بن برهان الدين الحلبى رحمه الله
- ١٥٠ صورة من المدينة المنورة ... خالد مصطفى ... شركة رد ديرائن القاهرة
- ... خلاصة الوفا باخبار دار المصطفىٰ ﷺ ..... علامه السمهودى رحمه الله
- ... تاريخ المدينه ..... لابن شبه النميرى رحمه الله
- ..... المعالم الجغرافية الواردة فى السيرة النبوية ..... شيخ عاتق بن غيث البلادى رحمه الله
- ..... معجم ما استعجم ... عبد الله بن عبد العزيز البكرى الاندلسى رحمه الله
- ..... هذه بلادنا'بدر' ..... محمد صالح البليهشى
- ..... هذه بلادنا' ينبع' تاليف عبد الكريم محمود الخطيب
- ... اماكن مشهورة فى حيات محمد صلى الله عليه وسلم ..... الشيخ حسنى المحلاوى ... عالم الكتب
- الاصابة فى تمييز الصحابة ﷺ ... علامه ابن حجر العسقلانى رحمه الله
- ..... سبل الهدى و الرشاد ... محمد بن يوسف الصالحى الشامى
- ..... طبقات بن سعد ... ابو عبد الله محمد بن سعد الهاشمى رحمه الله
- ..... معجم البلدان ..... شيخ ياقوت الحموى رحمه الله۔
- ... المغازى ... امام واقدى رحمه الله۔
- ... الخصائص الكبرىٰ ... لعلامة جلال الدين السيوطى رحمه الله۔
- رسائل فى آثار المدينة النبوية ... غازى بن سالم التمام۔
- الاراضى المقدسه من خلال الصور'اليوم حجاز' ... محانى اورترك ... مؤسسة وقف الديانة التركى للنشر و الطباعة
- ..... تاريخ معالم المدينة المنورة قديما و حديثا ... السيد احمد ياسين الخيارى رحمه الله
- ..... تاريخ مكة المشرفة و المسجد الحرام و المدينة الشريفة،لابى البقاء ،مكتبة الشاملة
- ... معالم المدينة المنورة بين العمارة و التاريخ ... عبد العزيز بن عبد الرحمن بن ابراهيم كعكى ..... دار احياء التراث العربى بيروت لبنان
- ... رحلات على طريق الهجرة ... شيخ عاتق بن غيث البلادى رحمه الله ... دار مكة للنشر و التوزيع
- ... معجم معالم الحجاز ... شيخ عاتق بن غيث البلادى رحمه الله ... دار مكة للنشر و التوزيع
- ... معالم مكة التاريخية و الاثرية ... شيخ عاتق بن غيث البلادى رحمه الله ... دار مكة للنشر و التوزيع
- ..... المعجم الاثرية لمنطقة مكة المكرمة ..... دكتور ناصر بن على الحارثى

- آثار المدینة المنورة ...... عبد القدوس انصاری..... المکتبة العلمیة بالمدینة المنورة
- فی رحاب البیت العتیق ...... دکتور محی الدین احمد امام۔مکتبۃ الشاملۃ
- فی رحاب البیت الحرام ... محمد بن علوی بن عباس المالکی الحسنی ... دار القبلة للثقافة الاسلامیة۔
- اخبار مکة للفاکهی والازرقی رحمهما الله،مکتبة الشاملة
- القول الاحمد بصحة الروایة المختصرة لحدیث ام معبد ، ۱، طارق بن محمد آل ابن ناجی،مکتبة المثنی الاسلامیة کویت
- لسان العرب،لابن منظور،مکتبة الشاملة
- موسوعة مرأة الحرمین ...... دکتور محمد حرب ... دار الآفاق العربیة قاهرة
- انعام الباری شرح البخاری، شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم
- سیرت مصطفیٰ ﷺ ...... مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ
- سیرت النبی ﷺ ...... علامہ شبلی نعمانی رحمہ اللہ، دارالاشاعت کراچی
- رحمت للعالمین ا/، علامہ قاضی سلیمان منصور پوریؒ، دارالاشاعت کراچی
- عہد نبوت کے ماہ وسال (مترجم): ترجمہ شہید مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ
- صحابہ ؓ کے مکانات ...... دکتور محمد الیاس عبدالغنی (مدینہ منورہ) مطابع الرشید المدینة المنورة
- مدینہ منورہ کی تاریخی مساجد ...... دکتور محمد الیاس عبدالغنی (مدینہ منورہ) مطابع الرشید المدینة المنورة
- تاریخ مکہ مکرمہ ...... دکتور محمد الیاس عبدالغنی (مدینہ منورہ) ...... مطابع الرشید المدینة المنورة
- تاریخ مدینہ منورہ ...... دکتور محمد الیاس عبدالغنی (مدینہ منورہ) مطابع الرشید المدینة المنورة
- جستجوئے مدینہ ...... عبدالوحید قادری اورینٹل پبلی کیشنز لاہور
- تاریخ المکة المکرمة محمد عبدالمعبود مکتبہ رحمانیہ لاہور
- ابواب تاریخ المدینة المنورة (اردو) ... علی حافظ ... شرکة المدینة المنورة للطباعة والنشر
- تاریخ المدینة المنورة محمد عبدالمعبود ...... مکتبہ رحمانیہ لاہور
- تاریخ حرم نبوی ﷺ ...... محی الدین قادری الرزاقی ...... مکتبة الکوثر المدینة المنورة
- جذب القلوب الی دیار المحبوب ﷺ ... شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ
- میم : مدرج ... الشیخ محمد مسعود شمیم المدرسة الصولتیة مکہ معظمہ
- اٹلس سیرت نبوی ﷺ (مترجم) ترجمہ شیخ الحدیث حافظ محمد امین دارالسلام لاہور
- جزیرۃ العرب ...... مولانا محمد رابع ندوی ... مجلس نشریات اسلام کراچی
- فرہنگ سیرت ...... سید فضل الرحمن ...... زوار اکیڈمی کراچی
- میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیس میں ... مؤلفہ جمال ڈسکوی جنگ پبلشرز
- عکس سیرت، سید فضل الرحمن، زوار اکیڈمی پبلی کیشنز
- انٹرنیٹ اور بہت سی عربی ویب سائٹس

اشاریہ (انڈکس) مقامات

صرف ان مقامات کا اشاریہ دیا جا رہا ہے، جن کا کچھ تعارف ذکر کیا گیا ہے، تمام مقامات کے اشاریے کا احاطہ نہیں کیا گیا

ا۔آ

ب

پ۔ت۔ٹ۔ث

ج۔چ

ح۔خ

د۔ ذ۔ ر۔ ڑ۔ ز

س۔ ش۔ ص۔ ض

ط۔ ظ۔ ع۔ غ

و۔ہ۔ی

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی رحمہ اللہ نے اس درود شریف کی فضیلت میں لکھا ہے کہ جو شخص اس درود شریف کو جمعہ کے دن عصر کے بعد پڑھے گا اس کے اسی [۸۰] سال کے گناہ معاف ہونگے اور اسی [۸۰] سال کی عبادت لکھی جائے گی۔

﴿ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔ وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴾

وصلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

مقاماتِ الحریری

مولانا محمد ادریس کاندھلوی
کے حواشی جدید روپ میں جلوہ گر ہو کر

کلمہ سے متعلق محاورات امثال کا بیان، چٹکلے، ادبی پہیلیاں حاشیہ میں مشکل الفاظ کی تسہیل کیلئے
آسان عربی زبان سے تشریح، آیات واحادیث کی تخریج متن میں مذکور شخصیات،
شعراء اور تاریخی مقامات کا تعارف کتاب کے شروع میں عربی کی فضیلت،
ضرورت اور اس کے تاریخی مقام پر مشتمل ایک نفیس مقدمہ

الدورة العربية

چالیس روزہ دورہ
عربیہ کا آسان نصاب

نہ صرف عربی بول چال بلکہ عربی میں تحریری اور تقریری مشق کے
جدید انداز و اسلوب پر مشتمل ایک جامع کتاب۔ جو ان شاء اللہ
دورۂ عربیہ کے اساتذہ اور شرکاء کیلئے یکساں مفید ہوگی

حرمین شریفین کی بہاریں

کرۂ ارض کے دو مبارک و مقدس مقامات
'حرم کعبہ اور حرم نبوی'
کے روح پرور احوال و واقعات پر مشتمل کتاب

ارضِ محبوب ﷺ کا مبارک سفر کرنے والوں کیلئے دلکش تحفہ، گلدستہ محبت،
خزینہ فضائل اہم شرعی اور جدید مسائل کا حل جس کے مطالعہ
سے حرمین شریفین کے مقدس لمحات کو قیمتی اور حسین بنایا جا سکتا ہے

شخصیات افغانستان کی روح پرور یادیں

افغانستان اور شخصیات افغانستان
پر ایک نادر و نایاب کتاب

علماء، اولیاء، صلحاء اور شہداء کی سرزمین 'امارت اسلامیہ افغانستان' پر
ایک نظر تاریخی پس منظر یہاں پیدا ہونے والی مشہور علمی
، سیاسی، جہادی اور تصنیفی شخصیات کی سوانح، مشہور شہروں کا تعارف

اعراب الجزء الثلاثین

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ثانویہ عامہ کے نصاب میں
داخل پارہ 'عمّ' کی نہایت جامع اور آسان نحوی ترکیب
اور اس کے ساتھ ساتھ علوم قرآن پر مشتمل مقدمہ نافعہ

مسلمان شہزادیاں

مسلمان خواتین کیلئے عبرت و بصیرت سے بھرپور نصیحت و موعظت سے
لبریز، اسلامی احکام زندگیوں میں ڈھالنے اور اسلامی بہنوں میں جوش عمل
پیدا کرنے والی خوبصورت کتاب

اظہار تشکر

''نقوش پائے مصطفےٰ ﷺ'' کا جدید، دلکش اور خوبصورت ایڈیشن آپ کے ہاتھ میں ہے۔ نئے سرے سے ڈیزائننگ کر کے اس ایڈیشن کو خوبصورت سے خوبصورت بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ امید ہے کہ یہ محنت آپ کو اچھی لگے گی۔

الحمد للہ! اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو بہت مقبولیت عطا فرمائی..... عوام و خواص ہر حلقہ میں کتاب پڑھی اور پسند کی جاتی ہے۔

شیخ الاسلام حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدھم (شیخ الحدیث دار العلوم کراچی)

حضرت اقدس مولانا سیف الرحمٰن المھند دامت برکاتھم (شیخ الحدیث جامعہ صولتیہ مکہ مکرمہ)

حضرت اقدس مولانا محمد مکی حجازی دامت برکاتھم (مدرس مسجد الحرام مکہ مکرمہ)

یادگار اسلاف حضرت اقدس حاجی عبد الوھاب صاحب مد ظلھم

مفسر قرآن حضرت مولانا محمد اسلم صاحب شیخوپوری شہید رحمہ اللہ

ممتاز کالم نگار حضرت اقدس مفتی ابولبابہ شاہ منصور صاحب مد ظلھم (جامعۃ الرشید کراچی)

کتاب ان تمام مشائخ کی پسند فرمودہ ہے.....اور وہ لمحہ تو میرے لئے بہت مسرور کن ہوتا ہے جب بہت سے قاری مدینہ منورہ میں کتاب کا مطالعہ کر کے مجھ سے رابطہ کرتے ہیں اور آقا ﷺ کی خدمت اقدس میں میرا اسلام پیش کرتے ہیں، بس میری محنت و کاوش کی یہی قیمت ہے کہ مجلس نبوی ﷺ میں میرا ذکر ہو جائے..... کئی قارئین ایسے بھی ہیں جو دل کی روشنی میں نقوش کا مطالعہ کرتے کرتے رات کو خواب میں محبوب ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کرتے ہیں..... یہ سب کتاب کی مقبولیت کی علامت ... تمام قارئین سے گذارش ہے کہ خود بھی عشق و محبت سے کتاب کا مطالعہ کریں اور اپنے احباب کو بھی اس کے مطالعہ کی ترغیب دیں تاکہ ہر گھر کو اس کتاب ...

حضرت اقدس مولانا محمد یوسف متالا صاحب دامت برکاتھم (لندن، خلیفہ مجاز شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی قدس سرہ) نے اپنے ایک بیان میں فرمایا: جس طرح پرانے زمانہ میں لوگ کچھ کتابیں فقط تبرکاً اپنے گھروں میں رکھتے تھے، اسی طرح ''نقوش پائے مصطفےٰ ﷺ'' ہر مسلمان کے گھر میں کم از کم تبرکاً تو ہونی ہی چاہئے۔